من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین (الحدیث)
فتاویٰ
دارالعلوم اعلیٰ حضرت
جلد اوّل
مرتب مولانا ابو حامد غزالی قادری
ناشر دارالعلوم

فتاویٰ

دارالعلوم اعلیٰحضرت

جلد اول

از

حکیم الملت حضرت علامہ مفتی محمد ناظر اشرف قادری بریلوی مدظلہ

ناشر: دارالعلوم اعلیٰحضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

رسم اجراء

بدست اقدس، مخدوم محترم حضرت علامہ خواجہ اسماعیل صاحب رضوی مدظلہ العالی
سنگھیا ٹھاٹھول وایہ بائسی، ضلع پورنیہ، بہار
بموقع عرس شریف امام علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، بہار

نام کتاب: فتاویٰ دار العلوم اعلیٰحضرت (جلد اوّل)

مصنف: حکیم الملت حضرت العلام مفتی محمد ناظر اشرف صاحب قادری بریلوی مدظلہ

نظر ثانی: مفکر قوم وملت حضرت مفتی ڈاکٹر امجد رضا صاحب امجد پی، ایچ، ڈی، پٹنہ

مرتب: (شہزادۂ حکیم الملت مولانا) ابو محامد غزالی مدرس دار العلوم اعلیٰ حضرت، ناگپور

کمپوزنگ: مولانا محمد اقبال حسین رضوی، مولانا کلیم اشرف مدرسان دار العلوم ہذا، محمد راغب سبحانی

تعداد: ایک ہزار (۱۰۰۰)

سن اشاعت: محرم الحرام ۱۴۴۰ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۸ء

ہدیہ: 300

ملنے کے پتہ: ☆ دار العلوم اعلیٰ حضرت، رضا نگر (ریلوے کراسنگ)، کلمنا ناگپور۔۲۶ (مہاراشٹر)

☆ حکیم غلام حسین قادری، رضا نگر، ادھارتال، جبلپور (ایم۔پی)

☆ مولانا تراب الدین رضوی، دار العلوم غوثیہ رضویہ، اشرف نگر، ہنگلی گیٹ، ناندیڑ

☆ مولانا ابو الکلام نوری، مدرسہ گلشن نوری، ایل۔آر۔پی۔چوک، بہادر گنج، ضلع کشنگنج، بہار

☆ مولانا حاضر رضا خان، مدرسہ حکیم الملت مڑکی، ضلع ڈنڈوری (ایم۔پی)

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

صفحہ نمبر		نمبر شمار
۲۰۷	باب الامۃ	
۲۰۸	جس امام کا کذب ودروغ مشتہر ہو وہ فاسق معلن ہے اسکی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔	۶۶
۲۱۱	جس مؤذن کے فرق باطلہ کے یہاں مراسم ہوا سے مؤذن وامام رکھنا کیسا ہے؟	۶۷
۲۱۲	فاسق معلن کو امام بنانا گناہ پڑھی ہوئی نمازوں کا لوٹانا واجب ہے	۶۸
۲۱۳	جو امام بے حجاب اجنبیہ عورتوں سے تنہائی میں اور لوگوں کے سامنے باتیں کرے اسکے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟	۶۹
۲۱۳	جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو عرش خدا کانپ جاتا ہے۔	۷۰
۲۱۷	جو امام حافظ وقاری ہو عالم نہ ہو انھیں وعظ کہنا کیسا ہے؟	۷۱
۲۱۹	کمیٹی کا امام کو اپنا نوکر سمجھنا نوکروں جیسا برتاؤ کرنا کھلم کھلا ظلم ہے۔	۷۲
۲۱۹	بلا وجہ شرعی امام کو امامت سے معزول کرنا جائز نہیں	۷۳
۲۲۰	جو امام کہے کہ ''اعلیٰ حضرت پتھر کی لکیر ہے کیا؟'' اسپر کیا حکم ہے؟	۷۴
۲۲۳	بداخلاق بدزبان گالی دینے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟	۷۵
//	ایسا فتین وفسادی امام جو انتشار مسلمین کا باعث ہو اسکو امام بنانا گناہ فوراً معزول کرنا واجب ہے	۷۶
۲۲۵	جو امام اکثر فجر کی نماز میں غیر حاضر رہے وہ لائق امامت ہے یا نہیں؟	۷۷
۲۲۷	ایفائے وعدہ ضروری ہے	۷۸
۲۲۸	امام کا نوجوان لڑکیاں کو بلا حجاب سامنے بیٹھا کر دینی تعلیم دینا کیسا ہے؟	۷۹

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

شرف انتساب

اس سیدنا امام اعظم قدس سرہ اوران کے تلامذۂ کرام کے نام جنھوں نے فقہ حنفی کی آبیاری میں اپنے جگر کا خون بہایا۔

اور

چودھویں صدی ہجری میں جس نے سیدنا امام اعظم قدس سرہ کے مقلد ہونے کی حیثیت سے فقہ حنفی کے باغ کو لالہ زار بنادیا۔

اور

ان ذوات قدسیہ کے نام جنہوں نے مجدد اعظم قدس سرہ کے مسلک کی ترویج واشاعت میں اپنی حیات فانی کے آخری سانس تک وقف فرمادیئے۔
میں اپنے فتاویٰ کے جلد اول کو انہی حضرات کی طرف انتساب کرتے ہوئے سعادت دارین کی بھیک مانگتا ہوں ۱۲ گر قبول افتد زہے عزوشرف۔

فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی

وسیلۂ آخرت وبرائے ایصال ثواب

سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی ،بغداد مقدس
سلطان الہند خواجۂ خواجگان سیدنا خواجہ غریب نواز ،اجمیر معلیٰ
سراج السالکین قطب العارفین سیدنا سید ابو الحسین نوری میاں ،ماہریرہ مطہرہ
شہزادۂ امام اہلسنت حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خاں ،بریلی شریف
شہزادۂ امام اہلسنت مرشدنا ومادانا وملجانا سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند ،بریلی شریف
صدر الافاضل حضرت سیدنا ومولانا سید نعیم الدین اشرفی ،مرادآباد شریف
وارث فنون اعلیٰ حضرت ملک العلماء حضرت علامہ مولانا سید ظفر الدین بہاری ،بہار شریف
فرزند روحانی امام اہلسنت شیر بیشہ اہلسنت سیدنا ابوالفتح علامہ مفتی حشمت علی خاں پیلی بھیت شریف
صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی امجد علی صاحب مصنف بہار شریعت ،گھوسی شریف
محدث اعظم ہند حضرت علامہ سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھہ مقدسہ
مناظر اہلسنت سرکار مجاہد ملت حضرت علامہ حبیب الرحمٰن قادری دھام نگر شریف،اڑیسہ
ریحان ملت حضرت العلام مفتی ریحان رضا خان رحمانی میاں بریلی شریف
نبیرۂ استاذ زمن حضرت علامہ سبطین رضا خاں ومظہر مفتی اعظم حضرت علامہ تحسین رضا خاں ،بریلی شریف
امام علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی ،سنگھیا ٹھاٹھول ،بہار شریف
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

اور اپنے والدین کریمین اور آبائے کرام کے نام ایصال ثواب کرتا ہوں ۔

هدیۂ تبریک

اس علوم وفنون کے بحر ذخار کے نام جن کو دنیائے سنیت تاج الشریعہ بدر الطریقہ کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔

جو

موجودہ دور میں امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے سچے وارث اور تاجدار اہلسنت کے واحد جانشین ہیں۔

جو

فی زمانناـ مفتی، محقق، مدقق ـ مفسر، محدث، مرشد کامل، افقہ الفقہاء، اور ہندوستان کے قاضی القضاۃ ہیں۔ اور جو احقاق حق اور ابطال باطل میں اپنی مثال آپ ہیں، انکی بارگاہ عالیتبار میں حصول برکت کا ہدیہ پیش کرتا ہوں تا کہ میرے فتاوے عوام وخواص کے مطالعہ کیلئے باعث سہولت اور میرے لئے نجات اخروی کا سبب بن جائے۔

فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی

تقدیم

از: شہزادۂ حکیم الملت مولانا محمد ابو محامد غزالی

الحمد للہ ثم الحمد للہ: قارئین کرام کو بڑی مسرت وشادمانی ہوگی۔ کہ میری اور کچھ احباب کی کاوشوں سے فتاویٰ دار العلوم اعلیٰ حضرت جلد اول کی ترتیب مکمل ہو چکی ہے۔ اور اب قارئین کرام کے مطالعہ کے میز پر جلوہ فگن ہو کر خراج تحسین وصول کرنے والا ہے۔ یہ رب متعال کا شکر عظیم ہے کہ مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لطف عمیم اور فیض کریم کے طفیل اس نیک کام کیلئے ہم لوگوں کا انتخاب عمل میں آیا۔

والد ماجد حضور حکیم الملت مدظلہ کے فتاویٰ کی زبان ادق۔ اور بعض فتاوے معنویت سے پر، عامی کی تفہیم سے وریٰ، اور ناقلین طلاب کی بے توجہی کا یہ عالم کہ حوالیجات کی عربی عبارات میں اغلاط کی کثرت اور کمی وزیادتی اسپر مستزاد۔ اور اصل کتاب سے مقابلہ وموازنہ کیلئے وقت درکار، پھر بھی ہم اور ہمارے کرم فرما احباب نے ہمت کر کے ایک بوسیدہ رجسٹر سے ایک سوتین فتاوے نقل کرا کے کمپوز کروایا۔ مگر کمپوز میں بھی غلطیوں کی بھرمار اس کیلئے حضرت مولانا عبد الحلیم نوری صاحب کی توجہات اور میری نگرانی شامل رہی اسکے باوجود ممکن ہے کہ "الانسان مرکب من الخطاء والنسیان" کے تحت غلطی واقع ہوگئی ہو۔ تو اہل علم سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ جہاں خطا نظر آئے۔ ضرور مطلع فرمائیں گے، تا کہ دوسرے ایڈیشن میں اسکی اصلاح کر دی جائے۔

والد ماجد مدظلہ کے فتاوے اسلاف کرام کی روش پر چلتے ہوئے زیادہ تر عزیمت پر مشتمل ہیں۔ لیکن بعض فتاوے میں اسباب ستہ کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔

''فتاویٰ دارالعلوم اعلیٰ حضرت'' کا پہلا فتویٰ ''امتناع نظیر'' سے متعلق ہے۔ والد صاحب مدظلہ الاقدس نے فقہی اور منطقی دونوں حیثیتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے جواب باصواب ارقام فرما کر سیدنا شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کیلئے نظیر و مثیل کو محال بالذات ثابت فرمایا ہے جو لائق مطالعہ اور قابل قدر ہے۔

نیز ان کے فتاوے کے ہجوم میں ایک رسالہ ''امام احمد رضا اور مسافت سفر'' انکی علمی تحقیق وتدقیق کا آئینہ دار ہے، جو شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے بارہویں فقہی سیمینار (ناگپور) کے موقع پر قصر صلوٰۃ کی تحدید و تعیین'' پر حرف آخر کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس کو سرکار تاج الشریعہ مدظلہ اور جملہ مندوبین حضرات نے فیصل قرار دیا ہے۔

اور ایک رسالہ "ھادی الامام علیٰ غایۃ المرام" گجرات کے چالیس ائمہ وعلماء کے اعتراضات کے دنداں شکن جوابات پر مشتمل ہیں۔ اہل علم ودانش کے مطالعہ اور علمی معلومات کا بیش بہا خزینہ ہے۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ والد ماجد مدظلہ کو صحت وسلامتی کے ساتھ رکھے اور انکی عمر کو دراز فرمائے تاکہ دین وسنیت کا مزید کام ان کے ذریعہ منصۂ شہود پر آسکے۔

آخر میں ان کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جن حضرات نے اس نیک کام پر آمادہ کیا۔ انشاء المولیٰ تعالیٰ اس جلد کے بعد فتاویٰ دارالعلوم اعلیٰ حضرت جلد دوم کے کام کا آغاز کردیا جائیگا۔ بس آپ حضرات کی دعاؤں کا محتاج ہوں ۱۲ والسلام مع الاکرام

فقیر محمد ابومحامد غزالی

خادم دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضانگر کلمنا ناگپور

کلمات تحسین

﴿فتاویٰ دار العلوم اعلیٰ حضرت﴾

از: مفکر اسلام حضرت علامہ مفتی ڈاکٹر امجد رضا امجد صاحب قبلہ،

نائب قاضی مرکزی دار القضاء ادارہ شرعیہ پٹنہ، بہار

یہ کہنا حقیقت سے انحراف اور سچائی سے بغاوت کی علامت ہے کہ جماعت اہل سنت نے ۵۰ رسالوں میں سوائے رد کے کچھ نہیں کیا۔ اگر چہ فی نفسہ رد و تردید بھی قابل نفریں نہیں، لائق تحسین عمل ہے کہ اس کا مقصود اصلاح مفاسد، امتیاز خیر وشر اور رجعت الیٰ الحق کی دعوت ہے۔ مگر ادھر چند تجدد پسند افراد ایسے پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے اس عمل کو اسی طرح پیش کرنا شروع کیا۔ جیسے موجودہ دور میں مسئلہ طلاق ثلثہ کو۔ اگر دیانت داری سے علمائے اہلسنت کی پچاس سالہ جد و جہد کا تجزیہ کیا جائے تو یہ حقیقت آئینہ ہو جائے گی کہ ان پچاس سالوں میں علمائے اہلسنت نے صرف رد ہی نہیں مذہبی ملی علمی فقہی ہر اعتبار سے مسلمانان ہند کی ضرورتیں پوری کی ہیں۔ ہاں اگر ان میں رد کا پہلو غالب ہے تو یہ جرم مذہب اور جماعت کے خلاف محاذ آرائی کرنے والوں کا ہے مجرموں کو پکڑنے والوں کا نہیں۔

جماعت اہلسنت کی خدمات کا ایک تابناک پہلو فتویٰ نویسی بھی ہے۔ فتویٰ نویسی کی تعریف امام احمد رضا نے ھذا حکم الشرع ماسئلت سے کی ہے، یعنی کسی سوال کے جواب میں حکم شرع کا اظہار، اب اس تناظر میں دیکھئے تو تمام مجموعہ فتاویٰ در اصل لوگوں کے شرعی مسائل کے حل کا مجموعہ ہے، خواہ وہ طہارت، عبادت، تجارت، نکاح، طلاق، خلع، فسخ، ہبہ، زندگی موت سے متعلق ہوں، یا اصلاح عقائد، استیصال بدعات، اور رد محدثات سے۔ پچاس سالوں میں مسلمانان ہند کی یہ خدمت

معمولی نہیں بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اسی خدمت سے ان کے ایمان کا تحفظ ،عبادات کی صحت اور معمولات دینی ودنیاوی کے شرعی تقاضے وابستہ ہیں۔ان پچاس سالوں میں کتنے اہم اور قابل ذکر مجموعے منظر عام پر آئے ہیں اس کی صرف ایک جھلک دیکھیں۔

فتاویٰ رضویہ	مترجم ۳۰ رجلدیں	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا
فتاویٰ افریقہ	(۔۔۔)	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا
فتاویٰ الحرمین	(۔۔۔)	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا
فتاویٰ حامدیہ	(۔۔۔)	حجۃ الاسلام شاہ حامد رضا
فتاویٰ مصطفویہ	(۔۔۔)	مفتی اعظم ہند الشاہ مصطفیٰ رضا
فتاویٰ امجدیہ	(۔۔۔)	صدر الشریعہ مولانا امجد رضا اعظمی
حبیب الفتاویٰ	(۔۔۔)	مفتی حبیب اللہ صاحب، بھاگلپوری
فتاویٰ فیض الرسول	(۔۔۔)	مفتی جلال الدین امجدی
فتاویٰ ملک العلما	(۔۔۔)	مولانا ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری
فتاویٰ نعیمیہ	(۔۔۔)	مفتی احمد یار خاں نعیمی
فتاویٰ شارح بخاری	(۔۔۔)	مفتی شریف الحق امجدی
فتاویٰ بحر العلوم	(۔۔۔)	مفتی عبد المنان اعظمی
فتاویٰ فقیہ ملت	(۔۔۔)	مفتی جلال الدین امجدی
فتاویٰ شرعیہ	(۔۔۔)	قاضی شریعت قاضی فضل کریم بہار
فتاویٰ یورپ	(۔۔۔)	امین شریعت مفتی عبد الواجد قادری بہار
فتاویٰ برکاتیہ	(۔۔۔)	شیر بہار مفتی جیش قادری بہار

اور اب اس فہرست میں ایک اور ممتاز مجموعہ ''فتاویٰ دار العلوم اعلیٰ حضرت'' کا اضافہ ہو رہا ہے، جو حکیم الملت فقیہ اہلسنت حضرت مفتی ناظر اشرف صاحب قادری قبلہ کے بعض گراں قدر فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔۔۔

حضرت مفتی ناظر اشرف صاحب قبلہ حضور مفتی اعظم ہند کے دست گرفتہ، حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب قبلہ کے تلمیذ رشید اور نقشبندی وسہروردی سلاسل کی خلافت کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ سرکار تاج الشریعہ مدظلہ کے آج سے تقریباً ۲۸؍ برس قبل کے خلیفہ ومجاز ہیں۔ مستند عالم دین، احوال زمانہ سے باخبر فقیہ، تنقیدی شعور کے حامل، مفتی، فن منطق وفلسفہ وعلم حدیث وتفسیر پر نگاہ رکھنے والے ماہر مدرس کی حیثیت سے اپنی شناخت رکھتے ہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی علمی تشریح وتوضیح، اور اسی کی تبلیغ واشاعت زندگی کا مشن ہے۔ جس پر انکی شائع شدہ تحریریں شاہد ہیں۔

سن ۱۹۷۶ء میں دار العلوم فیضیہ نظامیہ بھاگلپور بہار سے فارغ ہوتے ہی آپ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا اور دار العلوم امجدیہ ناگپور، دار العلوم حنفیہ سنیہ مالیگاؤں، دار العلوم غریب نواز الہ آباد، دار العلوم بغدادیہ ناگپور سے ہوتے ہوئے اپنے قائم کردہ دار العلوم اعلیٰ حضرت سے ہمیشہ کیلئے جڑ گئے۔ اس طرح آپ نے اب تک تقریباً ۴۰؍ سال تدریسی فرائض انجام دیئے ہیں، جب کہ فتویٰ نویسی اور تصنیف وتالیف کی خدمت اس پر مستزاد ہے، آپ کے لائق وفائق تلامذہ مختلف مقامات پر خدمت دین متین میں مصروف ہیں گویا آپ کا علم اور آپ کی فکر تلامذہ کے ذریعہ بھی اصلاح فکر واعتقاد کے ''غنچے کھلا رہی'' ہے۔

فتاویٰ دار العلوم اعلیٰ حضرت جن مسائل پر مشتمل ہے وہ عامی نہیں علمی ہیں۔ اور فتاویٰ کی بھیڑ میں واقعی یہ ایک ایسی کتاب ہے جس سے عوام وخواص سبھی مستفیض ہونگے۔ میں یہاں ان فتاویٰ پر تحقیقی

بحث تو نہیں کرسکتا مگر دوتین فتویٰ پر جزوی اشارہ کرنا چاہونگا تا کہ اس مجموعہ فتاویٰ کی اہمیت واقع ہوسکے۔
اس مجموعہ میں کل ۱۰۳ رفتاوے ہیں اور ۲ ررسالے جس میں ایک کا نام "امام احمد رضا اور مسافت سفر" اور دوسرے کانام "هادى الامام على غاية المرام" ہیں ان میں پہلا سوال "خاتم النبیین کی مثیل ونظیر ممکن بالذات ہے یا محال بالذات" سے متعلق ہے جس کا تحقیقی جواب صفحہ (۱) سے (۶) تک پھیلا ہوا ہے، پہلے ایک جملہ میں نفس جواب ہے کہ "تعدد خاتم النبیین محال بالذات ہے۔ قدرت باری تعالیٰ عزاسمہ کا تعلق ممکنات وجائزات سے ہے۔ واجب لذاتہ اور محال بالذات سے ہرگز نہیں ہوسکتا"
اس حکم کو انہوں نے سیف اللہ المسلول علامہ فضل رسول بدایونی کی المعتقد المنتقد اور امام اہلسنت مجدد اعظم قدس سرہ کی المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد کے حوالوں سے مستند کردیا ہے اور عوام کے لئے جواب مکمل ہوگیا ہے کہ ان دونوں حوالوں کے بعد مزید کسی حوالہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی، مگر سائل چونکہ مدرسہ کا طالب علم ہے اس لئے اس جواب پر قناعت کرنے کے بجائے اسے "مسئلہ امتناع نظیر" کو مناطقہ کی اصطلاح کی روشنی میں بآسانی فہم ودرک کر سکتے ہیں" فرماتے ہوئے منطقی اعتبار سے بھی کامیاب کوشش فرمائی گئی ہے اس کیلئے انہوں نے کلی کی چھ قسمیں بیان کی ہیں۔
(۱) یعنی کلی کی ایک قسم وہ ہے کہ خارج میں اس کے افراد کا وجود ممتنع بالذات ہو جیسے شریک باری تعالیٰ عزاسمہ
(۲) کلی کی ایک قسم وہ ہے کہ خارج میں اس کے افراد کا وجود ممکن ہو لیکن کوئی فرد نہ پایا جائے جیسے عنقاء
(۳) کلی کی ایک قسم وہ ہے کہ خارج میں اس کے بہت سے افراد ممکن ہوں مگر صرف فرد واحد ہی پایا جائے جیسے شمس وقمر
(۴) کلی کی ایک قسم وہ ہے کہ خارج میں صرف فرد واحد ہی پایا جائے۔ فرد واحد کے علاوہ دوسرے فرد کا وجود ممتنع بالذات ہو جیسے واجب الوجود۔
(۵) کلی کی ایک قسم وہ ہے کہ خارج میں اس کے افراد کثیر ہوں مگر متناہی ہوں جیسے خلفائے راشدین۔ ائمہ اربعہ۔

(٦) کلی کی ایک قسم وہ ہے کہ خارج میں اس کے افراد کثیر ہوں اور غیر متناہی ہوں اس کی دو صورتیں ہیں۔
(الف) تقف عند حدٍ جیسے انسان، حیوان (ب) لا تقف عند حدٍ جیسے معلومات باری تعالیٰ عزاسمہ۔

کلی کی متذکرہ بالا اقسام چھ میں منحصر ہیں۔ اور یہ حصر استقرائی نہیں بلکہ حصر عقلی ہے۔ مگر قسم رابع ایسی کلی ہے کہ فرد واحد میں منحصر ہے اس کے علاوہ دوسرے فرد کا جود ممتنع بالذات ہے (اگر چہ ''امکنت'' کے تحت داخل۔ اور امکنت ''امتنعت'' کے مقابل۔ لیکن اس مقام پر امکان سے مراد امکان عام مقید بجانب الوجود ظاہر۔ یعنی سلب ضرورت عدم یعنی عدم ضروری نہیں بلکہ وجود ضروری اور ضرورت وجود فرد واحد میں منحصر جس سے واضح ہوگیا کہ خاتم النبیین بھی کلی کی اسی قسم رابع میں داخل ہے کہ فرد واحد کے سوا کوئی دوسرا فرد خاتم النبیین نہیں ہوسکتا ورنہ خاتم النبیین، خاتم النبیین نہیں رہے گا جیسے واجب الوجود کے سوا، اگر کوئی دوسرا فرد واجب الوجود ہو یعنی دوسرا خدا ہو تو واجب الوجود، واجب الوجود نہیں رہے گا ارشاد ربانی ہے۔ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا [پ۱۷ رکوع ۲]

لہٰذا ثابت ہوگیا کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی مثیل ونظیر جملہ اوصاف کمالیہ میں ناممکن ومحال بالذات ہے مگر ابھی جواب یہیں مکمل نہیں ہے بلکہ ''توضیح بلیغ وتنقیح انیق'' کے عنوان سے پھر ایک نیا سلسلہ شروع جو کتاب کے۔۔۔ صفحات پر پھیلا ہے۔ اس طرح ''مسئلہ امتناع نظیر'' کو مفتی صاحب قبلہ نے عوام سے لے کر خواص تک کیلئے علمی، مفید اور پر مواد بنایا ہے کہ اسے پڑھ کر یقیناً اہل علم محفوظ ہوں گے۔

اسی طرح اس میں ایک فتویٰ پندرہویں صدی کے مجدد کے سلسلہ میں بھی ہے، آج کل ہمارے یہاں مجدد کہلانے اور کہلوانے کی ہوڑ سی مچی ہوئی ہے کبھی ماہر رضویات مسعود احمد مظہری کے بارے میں یہ سوال اٹھایا گیا، کبھی علامہ مدنی میاں صاحب قبلہ کے تعلق سے یہ بات آئی، کبھی دعوت اسلامی کے بانی وامیر مولانا الیاس عطار قادری کے حوالہ سے یہ شوشہ چھوڑا گیا اور کبھی ''برعکس نہند نام زنگی کافور'' کے مطابق ترجمان صلح کلیت طاہر القادری کے نام بے جوڑ کا پیوند باندھ کر اس لفظ کو مجروح کیا گیا۔

القابات ہمارے یہاں بے معنی ہورہے ہیں لفظوں کی معنویت کھوری ہے،ناخواندہ کومولوی،مولوی کو علامہ وفہامہ،نماز،روزہ کے نامکمل مسائل جاننے والے کومفتی فقیہ،چند شمارے نکالنے والوں کوصحافی مخصوص عنوان پر دوچند مضامین لکھنے والوں کوماہر،نعت خواں کوشاعر،اور بیساکھیوں کے سہارے شعر کہنے والوں کو استاذ الشعراء کہاں کہاں کا رونا رویا جائے،یہی حال رہا تو کچھ دنوں کے بعد القابات کے صحیح حقدار بھی شبہات کے دائرہ میں ہونگے۔

زیرنظر مجموعہ فتاویٰ میں امیر دعوت اسلامی مولوی الیاس عطار قادری صاحب کے مجدد ہونے کے تعلق سے بھی استفتاء اور اسکا تفصیلی جواب ہے جو کتاب کے صفحہ ۲۰۶ سے ۲۳۵/تک پھیلا ہوا ہے،جواب تفصیلی بھی ہے اور تحقیقی بھی،مفتی صاحب موصوف نے اپنی منصبی ذمہ داری کے تحت اس مسئلہ کو فقہی تنقید کے میزان پہ تولا ہے اور پھر اپنا جواب مرقوم کیا ہے اس لئے نفس جواب سے کسی کومجال انکار نہیں ہونا چاہیئے۔مجدد کا دینی معاملات میں مشارالیہ اور اس زمانہ کے علماء کا مرجع علماء ہونا ضروری ہے،اس تناظر میں امیر دعوت اسلامی کومجدد کہلوانے والے حضرات کوغور کرنا چاہیئے کہ ان کا یہ اقدام کتنا سنجیدہ اور صورت واقع کے کتنا موافق ہے۔آدمی ایک فن میں بھی کمال پیدا کرلے تو شہرت ومقبولیت کیلئے وہی کافی ہے،بلاوجہ ہر جگہ کی دعویداری اور فن سے اتصاف کیا ضرور؟ ہر آدمی اعلیٰ حضرت نہیں ہوسکتا۔

اس میں ایک فتویٰ حضور مفتی اعظم ہند کے آل رحمٰن،نام کے تعلق سے بھی ہے۔آل کا معروف معنیٰ اولاد ہے،اس طرح آل رحمٰن کا معنیٰ ہوا''رحمٰن کی اولاد'' خدائے پاک کی شان لم یلد ولم یولد ہے پھر یہ نام درست کیسے ہوسکتا ہے۔اگر کسی عامی کا یہ نام ہوتا تو بات اتنی اہم نہ ہوتی،مگر یہ نام تاجدار اہلسنت سرکار مفتی اعظم ہند کا ہے اس لئے حاسدین نے اسے ہوائے نفس کی خاطر اچھالنا شروع کیا اور یہی دل کی خلش سوال بن کر صفحہ قرطاس پر بکھر گئی۔مفتی ناظر اشرف صاحب کے سامنے جب یہ سوال آیا تو

جواب کیلئے، منصبی ذمہ داری اور مرشد کی حرمت دونوں جذبہ نے ان کی ساری صلاحیتوں کو ایک مرکز پہ سمٹ دیا اور پھر آل رحمٰن کے موضوع پر مختصر المعانی، البشیر الکامل، الحواشی الزاھدیہ علی الرسالۃ القطبیہ، شرح مواقف مع حاشیہ وحید الزماں التعلیق العجیب لحل حاشیۃ الجلال لمنطق التھذیب، نور الانوار، طحطاوی، قدوری، اور قاموس کے حوالوں سے مزین ایسا عمدہ علمی تحقیق اور ایمان افروز جواب انکے قلم حق رقم سے معرض وجود میں آیا ہے کہ پڑھ کر طبیعت پھڑک اٹھتی ہے اور یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ ''آل رحمٰن کا معنیٰ مطیع رحمٰن ہے اولاد رحمٰن نہیں'' ان کے فتویٰ کا ایک حصہ جو طحطاوی کی عبارت **المراد بالآل ھھنا سائر امۃ الاجابۃ مطلقاً وقولہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ال محمد کل تقی حمل علی التقویٰ من الشرک۔** یعنی آل سے مراد تمام امت اجابت مطلقاً ہیں۔ اور سرکار عالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا قول **آل محمد کل تقی** کا معنیٰ یہ ہے کہ شرک سے بچنے والا ہر فرد آل محمد ہے۔ کے بعد ہے ملاحظہ کرے وہ لکھتے ہیں۔

''اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر مؤمن آل نبی ہے۔ تو آل الرحمٰن کا ایک معنیٰ یہ بھی ہوا، کہ رحمٰن پر ایمان لایا ہوا۔ ہر قسم کے شرک سے محفوظ و مامون۔ اور صاحب نوادر الاصول فی شرح الفصول نے مسئلہ جواز کو اتنا واضح کر دیا ہے کہ اگر مذہب اہل سنت و جماعت سے تعصب و تنگ نظری کی عینک اتار کر دیکھے، تو شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے نام پاک آل الرحمٰن کے جائز ہونے میں کوئی کلام ہو ہی نہیں سکتا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ آل الرحمٰن کو ناجائز کہنے والے مفت کے مفتی لوگ شریعت سے جاہل اور فقہ سے غافل ہیں''

فتاویٰ دار العلوم اعلیٰ حضرت میں بعض سوالات ایسے بھی ہیں جن کا جواب دینا بڑے دل گردے کی بات تھی مگر انہوں نے ''آئین جواں مرداں'' کا مظاہرہ کرتے ہوئے انکے جوابات دیئے ہیں، قارئین محسوس کرینگے کہ ان جوابات میں علم آگہی شعور اور ذمہ داری منصب کا احساس حاوی ہے اور یہ

ایسی خوبی ہے جس کی قدر کی جانی چاہیئے۔مجموعہ کی زبان فقہی ہے جو فتاوی رضویہ کے حطیم کی پروردہ معلوم ہوتی ہے، اگر کہیں سختی ہے تو اسکا سبب مخاطب کی فطرت وذہنیت ہے اور اسی تناظر میں دیکھنا چاہیئے۔اس مجموعہ میں مندرج فتاوی کو دیکھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ اسکی اشاعت میں تاخیر ہوئی ہے ایسے علمی فتاوی کو جلد منظر عام پہ آنا چاہیئے تھا۔

یہ جان کر اور بھی حیرت ہوئی کہ یہ مجموعہ فتاوی مفتی ناظر اشرف صاحب کے علاقہ کشن گنج سے لیکر ان کے حال مقام شہر ناگپور تک کا پہلا مجموعہ فتاوی ہے جو شائع ہورہا ہے ورنہ بہار کے کشن گنج اور دیگر اضلاع سے لیکر ناگپور تک میں بہت سارے مجموعے پس پردہ طباعت ہیں، خدا کرے کہ اسکی بھی اشاعت کا سامان ہوجائے اور ہماری نگاہیں اسکی زیارت سے شادکام ہوں۔

محمد امجد رضا امجد

خادم مرکزی دار القضا ادارہ شرعیہ سلطان گنج، پٹنہ ۶، بہار

كتاب العقائد

مسئلۂ امتناع نظیر

حضور حکیم الملت مناظر اہلسنت محقق عصر خلیفۂ حضور تاج الشریعہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دارالعلوم کے طالب علموں کے درمیان ابھی ایک مسئلہ درپیش ہے آپ سے بھی جواب کے ہم لوگ طلب گار ہیں کیا فرماتے ہیں علماء محققین اس مسئلہ متنازع فیہا میں کہ سرکار عالمین خاتم النبیین ﷺ کی مثیل ونظیر ممکن بالذات ہے یا محال بالذات؟

دیوبندی مولوی لوگ ممکن بالذات مانتے ہیں اور دلیل میں اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (پ ا رکوع ۲) پیش کرتے ہیں یعنی جب اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے تو حضور اکرم ﷺ جیسے دوسرے خاتم النبیین بھی پیدا کر سکتا ہے۔ اگر دیوبندیوں کی بات غلط ہے اور یقیناً غلط ہے کیونکہ اہلسنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی مثیل ونظیر ناممکن اور محال بالذات ہے۔ اس سوال کا ایسا معقول جواب عنایت فرمادیں کہ ذی علم طلاب وذی فہم علماء شاکی نہ رہیں۔ حضور والا جلد از جلد جواب باصواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں گے۔ امید ہے کہ مزاج اقدس بخیر ہوگا۔ فقط والسلام

محمد نواب عالم نوری چندرگاؤں اور جماعت خامسہ کے دیگر طالب علم

۷۸۶/۹۲ الجواب هو الجواب من بداية الحق الیٰ نهاية الصواب ،لذوی الالباب الیٰ هداية الوهّاب ۔ تعدد خاتم النبیین محال بالذات ہے۔ قدرت باری تعالیٰ عز اسمہٗ کا تعلق ممکنات وجائزات سے ہے۔ واجب لذاتہ اور محال بالذات سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔

خاتم النبیین کی مثیل ونظیر کا مفہوم یہ ہے کہ حضور نبی کریم ،رؤف ورحیم ،شفیع مذنبین ،نور مبین ﷺ کا کوئی دوسرا فرد جمیع اوصاف کمالیہ میں سہیم وشریک ہو۔اس کوتسلیم کر لینے کی صورت میں خبر الٰہی کا کذب لازم آئیگا اور کذب باری تعالیٰ عزّ اسمہٗ وجلّ جلالہ محال بالذات ہے۔ارشاد ربانی ہے۔ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ۔لہٰذا وصف خاتمیت میں شرکت من حیث ھی ھی ناممکن ومحال بالذات ہے۔ المعتقد المنتقد ص ۱۲۸؍ پر سیف اللہ المسلول علامہ فضل رسول عثمانی بدایونی علیہ رحمۃ الباری عزّ اسمہ فرماتے ہیں کہ .فکون النبی بعد خاتم النبیین ممتنعاً ذاتیاً ومحالاً عقلیاً ظاھرٌ۔ یعنی حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی نبی کا ہونا ممتنع بالذات ومحال عقلی ظاہر ظہور ہے۔

المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد ص ۱۲۶ پر امام اہلسنت مجدد اعظم قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں کہ ’’وان بطل فی تعدد خاتم النبیین لان الأخر بالمعنی الموجود ھھنا لا یقبل الاشتراک عقلاً ‘‘

یعنی خاتم النبیین کے مفہوم میں تعدد کا امکان ذاتی بھی باطل ہے۔اس لئے کے آخر بالمعنی الموجود اس مقام میں عقلاً اشتراک کو قبول نہیں کرسکتا ہے۔

’’مسئلہ امتناع نظیر‘‘ کو مناطقہ کی اصطلاح کی روشنی میں بآسانی فہم ودرک کیا جاسکتا ہے۔

تہذیب ص ۱۲؍ پر علامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمۃ والرضوان رقمطراز ہیں کہ۔

’’المفھوم ان امتنع فرض صدقہٖ علیٰ کثیرین فجزئی والاّ فکلّی ‘‘ پھر اقسام کلی اس طرح تحریر کرتے ہیں کہ’’امتنعت افرادہ او امکنت ولم توجد او وجد الواحد فقط مع امکان الغیر او امتناعہ اوالکثیر مع التناھی او عدمہٖ. ‘‘

(۱) یعنی کلی کی ایک قسم وہ ہے کہ خارج میں اس کے افراد کا وجود ممتنع بالذات ہو جیسے شریک باری تعالیٰ عزّ اسمہ
(۲) کلی کی ایک قسم وہ ہے کہ خارج میں اس کے افراد کا وجود ممکن ہو لیکن کوئی فرد نہ پایا جائے جیسے عنقاء

(۳) کلی کی ایک قسم وہ ہے کہ خارج میں اس کے بہت سے افراد ممکن ہوں مگر صرف فرد واحد ہی پایا جائے جیسے شمس قمر
(۴) کلی کی ایک قسم وہ ہے کہ خارج میں صرف فرد واحد ہی پایا جائے۔ فرد واحد کے علاوہ دوسرے فرد کا وجود ممتنع بالذات ہو جیسے واجب الوجود۔
(۵) کلی کی ایک قسم وہ ہے کہ خارج میں اس کے افراد کثیر ہوں مگر متناہی ہوں جیسے خلفائے راشدین۔ ائمہ اربعہ
(۶) کلی کی ایک قسم وہ ہے کہ خارج میں اس کے افراد کثیر ہوں اور غیر متناہی ہوں اس کی دو صورتیں ہیں
(الف) تقف عند حدٍ جیسے انسان، حیوان (ب) لا تقف عند حدٍ جیسے معلومات باری تعالیٰ عزاسمہ

کلی کی متذکرہ بالا اقسام چھ میں منحصر ہیں۔ اور یہ حصر استقرائی نہیں بلکہ حصر عقلی ہے۔ مگر قسم رابع ایسی کلی ہے کہ فرد واحد ہی میں منحصر ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے فرد کا وجود ممتنع بالذات ہے (اگرچہ "امکنت" کے تحت داخل۔ اور امکنت "امتنعت" کے مقابل۔ لیکن اس مقام پر امکان سے مراد امکان عام مقید بجانب الوجود ظاہر۔ یعنی سلب ضرورت عدم یعنی عدم ضروری نہیں بلکہ وجود ضروری اور ضرورت وجود فرد واحد میں منحصر جس سے واضح ہو گیا کہ دوسرے فرد کا عدم ممتنع الانفکاک ہے۔ لہذا واجب الوجود لذاتہٖ فرد واحد میں منحصر ہے)

خاتم النبیین بھی کلی کی اسی قسم رابع میں داخل ہے کہ فرد واحد کے سوا کوئی دوسرا فرد خاتم النبیین نہیں ہو سکتا۔ ورنہ خاتم النبیین، خاتم النبیین نہیں رہے گا جیسے واجب الوجود کے سوا، اگر کوئی دوسرا فرد واجب الوجود ہو، یعنی دوسرا خدا ہو تو واجب الوجود، واجب الوجود نہیں رہے گا۔ ارشاد ربانی ہے۔ لَوْ کَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا. (پ ۱۷ ر رکوع ۲)

لہذا ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی مثیل و نظیر جملہ اوصاف کمالیہ میں ناممکن و محال بالذات ہے۔

توضیح بلیغ و تنقیح انیق کے طور پر یوں سمجھئے کہ اگر سید العالمین ﷺ کے علاوہ کوئی دوسرا وجود سید العالمین ﷺ کی مثیل و نظیر مان لیا جائے، تو دو حال سے خالی نہیں؟ یعنی وہ دوسرا وجود خاتم النبیین ہوگا یا نہیں؟ اگر نہیں؟ تو خاتم النبیین کا انحصار فرد واحد میں لازم آیا۔ اور اگر وہ دوسرا وجود بھی خاتم النبیین ہو، تو برایں تقدیر سید العالمین ﷺ خاتم النبیین ہوں گے یا نہیں؟ اگر نہیں؟ تو پھر بھی خاتم النبیین کا انحصار فرد واحد میں لازم آیا۔ اور اگر دونوں خاتم النبیین تسلیم کئے جائیں۔ تو دونوں ساتھ ساتھ ہوں گے یا یکے بعد دیگرے؟ اگر ساتھ ساتھ ہوں تو دونوں میں معیت پائی جائے گی۔ اسی لئے دونوں میں سے کسی فرد پر خاتم النبیین کا اطلاق درست نہیں ہوگا (اس لئے کہ آخر ایک ہی ہوگا) اور اگر یکے بعد دیگرے ہوں تو یہ دوسرا وجود سید العالمین ﷺ کے بعد ہوگا یا پہلے؟ اگر دوسرا وجود بعد کو ہو، تو سید العالمین ﷺ خاتم النبیین نہیں ہوں گے (تکذیب کلام باری تعالیٰ لازم) اور پھر بھی خاتم النبیین کا انحصار فرد واحد میں لازم آیا۔ اور اگر پہلے ہو تو یہ وجود ثانی خاتم النبیین نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اس صورت میں خاتم النبیین کا انحصار فرد واحد میں لازم آیا۔ تو بہر حال یہ تسلیم کئے بغیر چارۂ کار نہیں کہ خاتم النبیین صرف اور صرف فرد واحد ہی میں پایا جاسکتا ہے۔ فرد واحد کے سوا کسی دوسرے فرد کا وجود خاتم النبیین کے لئے قطعاً ناممکن و محال بالذات ہے۔ اور قرآن عظیم سے ثابت ہے کہ حضور ہادی اعظم، کریم السجایا، جمیل الشیم، نبی البرایا، شفیع الامم ﷺ، ہی خاتم النبیین ہیں۔ تو لامحالہ ماننا پڑے گا کہ سید العالمین ﷺ کی مثیل و نظیر محال بالذات ہے

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ
فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمِ

دیوبندیوں کا یہ کہنا کہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، لہٰذا حضور اکرم ﷺ کی مثیل، و نظیر پر بھی قادر ہے ورنہ قدرت میں کمی آجائیگی، یہ جہالت و سفاہت پر مبنی ہے اور عقیدۂ اہلسنت کے صراحتاً خلاف ہے۔ کیونکہ کتب عقائد میں مصرح ہے کہ ممتنعات اور واجبات اللہ تعالیٰ کے

زیرقدرت نہیں۔صرف ممکنات وجائزات زیرقدرت ہیں۔اس لئے کہ جوامور زیرقدرت ہیں یا تو من جھة الایجاد ہیں یا من جھة الاعدام ۔اور''ممتنعات''اگر من جھة الایجاد ،زیرقدرت تسلیم کئے جائیں۔تو وہ ممتنعات نہیں رہیں گے۔ بلکہ ممکنات میں داخل ہوجائیں گے۔اوراگر''ممتنعات'' من جھة الاعدام، زیرقدرت تسلیم کئے جائیں تو تحصیل حاصل لازم آئیگی۔کیونکہ وہ سب معدوم ہی رہیں گےاور یہ دونوں محال ہیں۔وبعکسہ یجری فی الواجب

یہ بات خوب ذہن نشیں کرلیں کہ اگر'' ممتنعات'' تحت قدرت باری تعالیٰ داخل نہیں تو اس سے اللہ تعالیٰ کا عجز لازم نہیں آتا اور نہ قدرت کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ''ممتنعات'' میں یہ صلاحیت ہی نہیں کہ وہ تحت قدرت داخل ہوں۔ بلکہ کمال قدرت یہی ہے کہ''جمیع ممتنعات'' دائرۂ قدرت سے خارج ہوں مثلاً جیسے خوشبو کو دیکھ نہیں سکتے۔تو اس سے یہ نہیں سمجھا جائیگا کہ آپ کی نظر میں ضعف ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خوشبو میں صلاحیت ہی نہیں کہ اس کو آنکھ دیکھ سکے،اسی طرح اگر سید العالمین ﷺ کی مثیل ونظیر تحت قدرت باری تعالیٰ نہ ہو تو اس سے قادر مطلق کا عجز ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس میں تحت قدرت ہونے کی صلاحیت ہی نہیں۔(مزید معلومات کے لئے امام اہلسنت مجدد اعظم قدس سرہٗ کے فتاوےاور خصوصاً جزاء اللّٰہ عدوّہ بابائہ ختم النبوۃ۔ سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح وغیرہ کا مطالعہ کریں)

میں اب آخر میں صرف ایک متفق علیہ حدیث بحوالہ مشکوۃ شریف باب فضائل سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ پیش کرتا ہوں جو ص ۵۱۱/ پر مندرج ہے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ قال رسول اللّٰہ ﷺ مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصرٍ احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃٍ، فطاف بہ النّظار یتعجّبون من حسن بنیانہٖ الّا موضع تلک اللبنۃ فکنت انا سددت موضع اللبنۃ ختم بی البنیان وختم بی الرّسل وفی روایۃٍ فانا اللبنۃ وانا

خاتم النّبیین (متفق علیہ)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میری اور دوسرے انبیاء کی مثال اس عمارت کی سی ہے، جو نہایت خوبصورت اور دیدہ زیب ہو، لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو، لوگ اس کے اردگرد گھومتے ہوں اور عمارت کی خوبصورتی اور دیدۂ زیبی پر خوش ہوتے ہوں لیکن ایک اینٹ کی جگہ خالی دیکھ کر حیرت زدہ ہوں، تو میں اس اینٹ کی جگہ پُر کرنے والا ہوں اور اس عمارت (نبوت کی عمارت) کو مکمل کرنے والا ہوں اور میں ہی آخری نبی ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں۔ جب سید العالمین ﷺ سلسلۂ نبوت کی آخری اینٹ کی حیثیت سے عمارت نبوت کو مکمل فرمانے والے ہیں، تو اب کوئی دوسرا فرد آخر کیسے ہوسکتا ہے؟ جب کہ ایک روایت میں یہ بھی موجود ہے کہ میں نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں۔ اس حدیث پاک سے بھی واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ ہی خاتم النبیین ہیں اور حضور اکرم ﷺ کے بعد دوسرے جدید نبی کا آنا یعنی پیدا ہونا ناممکن ومحال بالذات ہے وقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ ھُوَ الْاَوَّلُ وَ الْآخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ

[پ ۲۷ سورۂ حدید رکوع ۱۷]

امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اُسی کے جلوے اُسی سے ملنے اُسی سے اُس کی طرف گئے تھے

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہٗ جلّ جلالہ اتم واحکم بالجواب

کتبــــــــــــــہ

فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

یقیناً ہر کافر ومنافق جہنمی ودوزخی ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

سوال (۱) زید کا کہنا ہیکہ ہر کافر ومنافق جہنمی ودوزخی ہے۔اور زید دلیل دیتا ہے کہ یا اَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ وَمَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ٥ [پ۲۸ رکوع ۲۰ سورۃ تحریم] اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَھُمْ نَصِیْرًا [پ۵ رکوع ۱۸]

اور مسلمان چاہے کتنا ہی گنہگار ہو،اس کی بخشش ہے اور وہ جنتی ہے۔ مسلمان سے مطلب ایمان والا۔ بکر کا کہنا ہے کہ ہم قرآن کی اس آیت کو مانتے ہیں اور جانتے ہیں۔مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کافر ومنافق دوزخی وجہنمی ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ حساب وکتاب کا مالک ہے جسے چاہے بخش دے، جسے چاہے، عذاب نار دے اور ہوسکتا ہے کہ مرنے سے پہلے یا مرنے کے وقت ایمان لے آئے۔ وہ لڑکوں کو یہی تعلیم بھی دیتا ہے کہ کسی کافر کو دوزخی نہ کہو، ہم اس کے ساتھ صرف کافر کا سا سلوک کریں گے۔ کافر کہیں گے۔ بحوالہ کتب جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) علماء کو فتویٰ دینے کا حق کس نے دیا۔ جس کو چاہے کفر کا فتویٰ دے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔اور اگر توبہ یا تجدید ایمان، تجدید نکاح، تجدید بیعت کا حکم ہے،تو کیسے اور کس طرح کریں۔

المستفتی محمد ریحان رضا نوری، فرح فردوسی تکیہ شاہی مسجد بھنڈارہ

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

(۱) صورت مسئولہ میں زید اپنے قول میں سچا ہے۔یقیناً ہر کافر ومنافق دوزخی وجہنمی ہے۔اس پر دونص قطعی تو زید نے خود ہی پیش کیا ہے۔اس کے علاوہ بھی قرآن عظیم کی بہت سی آیتیں ہیں

جو ابدی جہنمی اور ملعون ہونے پر دال ہیں۔ ہاں کسی خاص کا نام لے کر پوچھا جائیگا جو حیات میں ہے، تو چونکہ اس سے توبہ ممکن ہے۔ اس لئے اسے ملعون یا ابدی جہنمی نہیں کہیں گے۔ کما فی الملفوظ حصہ اول ص ۱۳۰/ مطبوعہ رضوی کتاب گھر دہلی)

بکر کا کہنا ہے کہ ہم یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ کافر و منافق دوزخی وجہنمی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ حساب کتاب کا مالک ہے۔ جسے چاہے بخش دے، جسے چاہے عذاب نار دے۔ بکر کے اس قول سے قرآن عظیم کی صراحتاً تکذیب ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ o [پ ۵/ رکوع ۴]

یعنی بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے، جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔ مفسرین کی تفسیر کے مطابق کلام ربانی میں یہاں شرک سے مراد کفر ہی ہے۔ اب بکر بتائے کہ قرآن عظیم کی اس آیت کریمہ پر اس کا ایمان ہے یا نہیں؟ اگر ایمان ہے تو اپنے اس باطل و کاذب عقیدہ سے توبہ کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ مومن کیسا ہی گنہگار ہو، اس کی بخشائش ہے۔ کافر و مرتد منافق و مشرک کی ہرگز نہیں۔ لھذا اگر بکر اعتقاداً قرآن کریم کی تکذیب کرتا ہے، تو اس کا ایمان گیا، وہ خارج از اسلام ہو گیا، اس پر توبہ فرض ہے بعد توبہ، تجدید ایمان۔ اگر نکاح کیا ہو، تو تجدید نکاح۔ اگر مرید ہوا ہو، تو تجدید بیعت بھی چاہئے۔

(۲) علمائے کرام و مفتیان اعلام کو فتویٰ دینے کا حق خود رب العزّت والجلال نے دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ وَیَسْتَفْتُوْنَکَ فِی النِّسَآءِ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِیْھِنَّ [پ۵/ رکوع ۱۵]

یعنی اور تم سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں۔ تم فرما دو کہ اللہ تمہیں ان کا فتویٰ دیتا ہے۔ مذکورہ بالا قرآنی آیت سے فتویٰ دینے کا ثبوت ہوا۔ اور چونکہ علمائے کرام، مفتیان عظام، نائبین مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جیسا کہ ارشاد رسول پاک ہے العلماء ورثة الانبیاء (مشکوٰۃ شریف

کتاب العلم فصل الثانی ص۳۴) اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل (الکلام الاوضح ص۲۶ للوالد الماجد امام اھل السنۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، رضوی کتاب گھر دہلی) وغیرہ وغیرہ۔ علمائے کرام ومفتیان عظام بلاوجہ و بےضرورت شرعیہ کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتے۔ جب تک اس سے کلمۂ کفر صادر نہ ہو۔ (حاشاو کلا) جولوگ علمائے دین متین پر اس قسم کا من گڑھت تبرّا کرتے ہیں وہ سخت عذاب الٰہی میں مبتلاء ہیں۔ توبہ نصوحہ کریں۔ مجمع الانہر الجزء الثانی کتاب السیر والجہاد ص۵۰۹ میں ہے الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر ۱۲ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہٗ جلّ مجدہٗ اتم واحکم بالجواب

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضانگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

دو مختلف رائے رکھنے والوں میں سے کسی ایک کے موقف کے معتبر ومستند ہونے یا زیادہ معتبر ہونے کی بنیاد کثرت رائے نہیں ہے، بلکہ اس کا حق وصواب ہونا ہے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین حسب ذیل مسائل کے بارے میں

(۱) کہ جو مسائل شرعیہ اوران کی باریکیوں سے آگاہ نہ ہوں قواعد فقہ اور اصول افتاء اور جزئیات فقہیہ سے بھی واقفیت نہ رکھتے ہوں تو کیا ایسے حضرات شرعاً کسی فتوے پر تصدیق کے مجاز ہیں؟

(۲) مفتیان کرام کے فتاوے کی تصدیق کے لئے کیسے افراد درکار ہیں؟

(۳) تصدیق کے لئے معیار علم ہے کہ نہیں؟

(۴) کسی مسئلے میں دو مختلف رائے رکھنے والے مفتیان کرام میں سے کسی ایک گروپ کی تائید وتصویب کرنے کا حق کن حضرات کو ہے؟

(۵) فتوے کے ابجد سے بھی ناواقف لوگوں کی تصدیق سے فتوے کی اہمیت اور اس کا اعتبار بڑھ جائے گا؟

(٦) کسی فرعی مسئلے میں دو مختلف رائے رکھنے والوں میں سے کسی ایک کے موقف کے معتبر ومستند ہونے یا زیادہ معتبر ہونے کی بنیاد کثرت رائے ہے یا کچھ اور؟

مذکورہ بالا سبھی سوالات کے مدلل اور مفصل جوابات تحریر فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

المستفتی۔ (مفتی) محمد محبوب عالم جامعہ شمسیہ تیغیہ مرجاد پٹی بھدوہی۔ یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

(ا،تا۵) صورت مستفسرہ میں مسئلہ شرعیہ کی نوعیت دیکھی جائیگی، اگر مسئلہ بدیہات سے ہے۔ بدیہات کا مفہوم یہاں یہ ہیکہ عوام وخواص ہر ایک کو اس کی معرفت ہے اور معرفت تام لَا رَیْبَ فِیْھَا کی منزل میں ہے تو اس مسئلہ کی تائید وتوثیق مسلم عوام وخواص میں سے کوئی عاقل بالغ النظر فرد بھی کرسکتا ہے۔ اس کے نظائر بکثرت ہیں، مثلاً اللہ ایک ہے قرآن حکیم کلام اللہ ہے۔ حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سب سے پہلے نبی ہیں اور ''لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ'' مسلمانوں کا کلمۂ طیبہ ہے وغیرہ وغیرہ اور اگر مسئلہ شرعیہ نظریات سے متعلق ہے، عوام وخواص ہر ایک کو اس کی معرفت نہیں ہے، بلکہ بعض کو ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ اگر غور وفکر کے بعد نظری مسئلہ مثلاً زید کے لئے نظری نہ رہا۔ اجلیٰ من البدیہات سے ہوگیا، تو زید اس مسئلہ کی تائید وتوثیق کرسکتا ہے، شرعاً اس کے لئے کوئی ممانعت نہیں، لیکن مسئلہ شرعیہ بعد تفکر بھی نظری ہی رہا اور مفکر کسی صحیح نتیجہ پر نہ پہونچ سکا، تردد وتذبذب کا شکار ہوگیا، تو ایسی صورت میں عامی تو درکنار۔ عالم اجل، فقیہہ اجل بھی اس مسئلہ کی تائید وتصدیق نہیں کرسکتا ہے، کریگا تو

گنہگار ہوگا۔ ایسے ہی غافل کا حکم ہے، امام ہمام علامۂ مقام، مرجع فقہاء اعلام، مجدد اعظم، آیة من آیات اللّٰه العلام، معجزة من معجزات رسول الکرام العطایا النبویة شریف (جلد اول ص ۷؍ مطبوعہ رضا اکیڈمی) میں فرماتے ہیں و التحقیق عندی ان الضرورة ههُنا بمعنی البداهة و قد تقرران البداهة و النظریة تختلف باختلاف الناس فرب مسئلةٍ نظریةٍ مبتنیة علیٰ نظریة اخریٰ، اذا تبین المبنی عند قوم حتی صار اصلاً مقرراً و علماً ظاهراً فالاخریٰ التی لم تکن تحتاج فی ظهورها الاّ الیٰ ظهور الاولیٰ تلتحق عندهم بالضروریات وان کانت نظریةً فی نفسها .الا تریٰ ان کل قوس لم تبلغ ربعاً تاماً من اربعةِ ارباع الدور وجود کل من القاطع و الظل الاول لها بدیهیٌ عند المهندس لا یحتاج اصلاً الیٰ اعمال نظر و تحریک فکر بعد ملاحظة المصادرة المشهورة المسلّمة المقررة وان کان هو و المصادرة کلاهما نظریین فی انفسهما ،هکذا حال ضروریات الدین .

هکذا حال ضروریات الدین فرمانا اس حقیقت پر غماز نہیں؟ کہ ایک مسئلہ بعض لوگوں کے لئے بدیہی اور بعض کے لئے نظری ہوسکتا ہے؟ اور ممانعت کے لئے کوئی نص میری نظر سے نہ گزری۔ اور ایسے ہی وہ مسئلہ شرعیہ جس میں جانب مخالف کا بغیر کسی دلیل کے احتمال ہو۔ جیسے ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ سامنے زید کھڑا ہے۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ زید کی شکل میں وہ جن ہو یقین کا یہ عام معنی ہے۔ ایسا احتمال قابل توجہ نہیں ہوتا۔ اور اس کی وجہ سے علم درجۂ یقین سے نیچے نہیں آتا۔ کما قال الامام احمد رضا القادری الحنفی البریلوی علیه رحمة الباری فی فتاواه [فتاویٰ رضویہ شریف جلد ا ص ۶؍ مطبوعہ رضا اکیڈمی] وان احتمل احتمالاً ناشیاً لاعن دلیل .کا مکان ان یکون الذی نراه زیداً، جنیاً تشکل بشکله فبالمعنی الاعم ومثل هذا الاحتمال لا نظر الیه اصلاً .ولا ینزل العلم عن درجة الیقین،

یہیں سے ثابت ہو گیا کہ دو مختلف رائے رکھنے والے مفتیان کرام میں سے اگر ایک گروپ منطوق کلام یا
مفہوم موافق مرام کو ترک کر کے مفہوم مخالف غیر ناشی عن الدلیل ناقابل توجہ احتمال، اور وہ بھی ایسا مفہوم
مخالف کہ اس کا مخالف خود مفہوم مخالف جس کا مفہوم موافق سے بے ربط و بے تعلق ظاہر و باہر۔ جس کے
وجود کا مقابل مفہوم موافق یا منطوق کلام میں نہیں، اور مفہوم موافق یا منطوق کلام میں جس کا وجود ہے، وہ
مفہوم مخالف میں معدوم۔ اس کا حال ایسا ہی۔ کا مکان ان یکون الذی نراہ زیداً جنیاً تو ایسا
اختلاف قول محقق کو درجۂ یقین سے نیچے نہیں لا سکتا۔ تو درحقیقت وہ اختلاف نہیں بلکہ اختراع اختلاف
ہے جو ممّا لا یرضیٰ بہ الناظر و المناظر ہے۔

تو اب اگر کوئی دانستہ یا نادانستہ ایسے قول مردود کی تائید و توثیق کرتا ہے تو از روئے شرع شریف
قطعاً درست نہیں ہے۔ ہاں وہ مسئلہ شرعیہ فرعیہ جس کا ثبوت و اثبات ادلۂ سمعیہ سے ہو یا مجتہدین کے
مستنبط شدہ علتوں پر دائر ہوں اور امور تعبدیہ سے نہ ہو، تو کہا جا سکتا ہے کہ مفتیان کرام کے مابین دو مختلف
رائیں ہو گئیں اور اس مسئلہ میں تائید و تصویب کا حق انھیں حضرات کو ہوگا جو اس مسئلہ میں بتمامہ درایت
رکھتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص فتویٰ کے ابجد سے ناواقف ہے۔ تو اس کی تصدیق سے فتویٰ کی اہمیت تو کیا
بڑھے گی؟ بلکہ صحت مسئلہ کا اعتبار ہی اٹھ جائے گا۔ جیسا کہ جامعۃ البرکات علی گڑھ کے سیمینار میں ہوا کہ
غلط مفہوم مخالف سے باطل استدلال مفتی صاحب کی تائید و تصویب حفاظ و انگریزی تعلیم یافتہ بھی کر چکے
جن کا تفقہ فی الدین سے کوئی تعلق نہیں۔

(۶) فرعی مسئلہ ہو یا اصل دین۔ دو مختلف رائے رکھنے والوں میں سے کسی ایک کے موقف کے معتبر و مستند
ہونے یا زیادہ معتبر ہونے کی بنیاد کثرت رائے نہیں ہے، بلکہ اس کا حق و صواب ہونا ہے۔ مثلاً زید نے
دعویٰ کیا کہ خدا ایک ہے، تو ان سے اختلاف کر کے ایک گروہ یا زید کے علاوہ دنیا کے باقی لوگوں نے
دعویٰ کیا کہ خدا ایک نہیں بلکہ خدا دو ہے، تو دو مختلف رائے ہونے کے باوجود اکیلا زید کا قول ہی حق
وصواب ہے شرح فقہ اکبر ص ۲۔ جیسا کہ رب عزوجل کا ارشاد پاک ہے۔ اِنَّ اِبْـرَاهِیْـمَ کَـانَ اُمَّةً

[پ۱۴ارکوع ۲۲] توحق وصواب کی اساس پر ہی سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کوامت واحدہ فرمایا گیا۔اور ایسے ہی جامعہ شمسیہ تیغیہ کا ایک طالبعلم دعویٰ کرے کہ ریل گاڑی پٹری پر چلتی ہے اور اس طالب علم سے اختلاف کر کے ایک گروہ یا اس کے علاوہ دنیا کے تمام لوگ دعویٰ کریں کہ نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ ریل گاڑی ہوا میں پرواز کرتی ہے۔یا پانی میں تیرتی ہے۔تو یہاں بھی دو مختلف رائے رکھنے کے باوجود اکیلا طالب علم کا قول حق وصواب اور مطابق للواقع ہے۔اور ان کے مقابل دنیا کے تمام لوگوں کا دعویٰ اباطیل فاحشہ سے ہے۔اسی طالب علم کا قول ہی معتبر و مستند قرار پائیگا۔قطب الارشاد نائب غوث الوریٰ سیدنا سرکار مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا،نماز میں لاؤڈاسپیکر کے استعمال کے تعلق سے رقمطراز ہیں کہ مختلف فیہ مسائل میں اختلاف مجتہدین ضرور رحمت ہے کہ ان میں حق دائر ہے۔ہر فریق اپنے کوحق پر یقین کرتا ہے۔مگر وہ دوسرے مذہب کو غلط و باطل نہیں کہہ سکتا۔اپنے مذہب کو صواب جانیگا محتمل خطا،دوسرے مذہب کو محتمل صواب اور ہر ایک دوسرے کو مثاب مانے گا (مگر) ایسے مسائل جن میں ایک صحیح ،دوسرے یقیناً غلط اور باطل یہ اختلاف ،رحمت نہیں۔نرا زحمت ہے(کیوں اسلئے کہ یہاں اختلاف کرنے والے محض مقلدین ہیں) پھر اگر بے تحقیق ایک رائے بہت سے ہر چار طرف کے،ملک بھر کے،اور بیرون ملک کے قائم کرلیں۔اور بعض محققین از روئے تحقیق اس کا اختلاف ثابت کریں۔تو ظاہر ہے کہ جنھوں نے بے تحقیق کیئے رائے قائم کی۔اور جواز یا غیر جواز کا قول کیا۔قول محقق کے آگے کیا وقعت رکھے گا؟ جو محقق قول ہے وہی مقبول ہوگا۔غیر محقق مردود ہوگا۔تو دلائل و براہین کی روشنی میں ثابت ہوگیا کہ قلت وکثرتِ رائے کا اعتبار نہیں۔بلکہ قول محقق کا اعتبار ہے۔خواہ وہ فرد واحد کا ہی قول ہو (فتاویٰ برکات مصطفیٰ ص ۶۸) پ۱۲ روالله الهادی الی سواء السبیل۔

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

مشرکوں سے اتحادووداد قطعی حرام ہے۔اوران سے اخلاص دلی یقیناً کفر ہے

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ذیل کے مسائل کے بارے میں۔

(۱) صوبہ چھتیس گڑھ کے مہاسمند میں ایک غیرمسلم نے بروزعیدالفطر بذریعۂ واٹ شاپ موبائل میں ایک پیغام (مسیج) بھیجا جس میں نبی پاک ﷺ اورآپ کی ازواج مطہرات کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کی گئی تھی اب مسلم جماعت کی طرف سے اس کے خلاف ایف،آئی،آر،درج کرائی گئی۔اوراس گستاخ رسول کوجیل میں ڈال دیا گیا۔

(۲) بعدہٗ گستاخ رسول کے بھائی نے سماج مسلم میں کچھ لوگوں سے گستاخ رسول کے متعلق معافی طلب کی اور معافی طلب کروانے کی ذمہ داری لی،اپنے بھائی سے۔اب رپورٹ کرنے والے نے اس کے بعد کچھ لوگوں کی میٹنگ رکھی۔پھراس گستاخ رسول کومعاف کرنے کی تحریرلکھ کرلوگوں سے دستخط کرالیاپھراسے معاف کردیا گیا۔

(۳) اسی دن وہ تحریر کرنے والا جوایک مسجد کا متولی ہے اوراس کے نام سے پہلے مولانا کا خطاب ہے۔اس متولی نے ایک حلف نامہ تیارکرکے کورٹ میں اس گستاخ رسول کی ضمانت کروانے میں مدد کیا۔اوربیان بھی دیا کہ اس گستاخ رسول کے بھائی کی معافی مانگنے سے اب مسلم جماعت کے لوگوں میں اس گستاخ رسول کے لئے کوئی غصہ باقی نہ رہا۔اورنہ ہی کوئی اعتراض رہا۔پھرگستاخ رسول کی جیل سے رہائی ہوگئی۔

(۴) کیا کسی گستاخ رسول جوکہ غیرمسلم ہے۔اس کومعاف کرنے کا کسی کوحق ہے؟اورکسی نے معاف کیا ہےتواس کے لئے شرعی کیاحکم ہوگا؟

(۵) تحریرکرنے والے نے میٹنگ کے بعد کچھ لوگوں سے حلف تحریری نامہ میں دستخط کروایااوردستخط

کرنے والوں کو پوری تفصیلات نہیں بتائی گئی۔ کیا ان دستخط کرنے والوں پر بھی شرعاً کوئی حکم ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: ڈاکٹر محمد منصور، مہاسمند چھتیس گڑھ

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک الوہاب۔

۱،۲،۳ صورت مستفسرہ میں دستخط کنندگان سائلین اور دستاویز جو استفتاء میں منسلک ہے، ان سائلین کے صدق اور صحت سوال پر حکم شرعی یہ ہے کہ جس متولی مسجد نے حلف نامہ تیار کرکے کورٹ میں اس گستاخ رسول اکرم ﷺ کی ضمانت کروانے میں مدد کی۔ اور غلط بیان دیا، وہ قہر قہار، غضب جبار اور عذاب نار کا مستحق ہوا، ارشاد ربانی ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (پ۱۰ رکوع ۱۰) بیشک مشرکین نجس ہیں۔

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۹ پر رقم فرماتے ہیں کہ مشرکوں سے اتحاد و وداد قطعی حرام ہے۔ اور ان سے اخلاص دلی یقیناً کفر ہے ارشاد ربانی ہے. وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَان [پ۶ رکوع ۵] گناہ اور سرکشی پر کسی کی مدد نہ کرو۔ متولی مسجد اور اس کے ہمنواؤں نے گناہ وسرکشی پر کسی کی مدد کرکے اسلام کی رسی کو اپنی گردنوں سے ڈھیلی کی، نیز امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان فتاویٰ رضویہ شریف کی اسی جلد ششم ص ۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ کفار و مشرکین کی ایسی تعظیمیں کفر ہیں، ان کی جئے پکارنا، ان کے مرنے یا جیل جانے پر ہڑتال وغیرہ وغیرہ، جب ان کے جیل جانے پر ہڑتال کرنا کفر ہے، تو ہمارے آقا و مولیٰ نبی رحمت شفیع امت ﷺ کی جناب اقدس اور امہات المومنین رضی المولیٰ تعالیٰ عنھن کی ارفع و اعلیٰ شان جنابوں میں گستاخی کرنے والے کی جیل سے رہائی کے لئے مدد کرنا اور یہ جھوٹا بیان دینا کہ "اس کے بھائی کی معافی مانگنے سے اپنی مسلم جماعت کے لوگوں میں اس گستاخ رسول کے لئے کوئی غصہ باقی نہ رہا اور نہ ہی کوئی اعتراض رہا" کس قدر شدید جرم ہے۔ ارشاد صاحب لولاک ﷺ ہے۔ من وقر صاحب بدعة فقد اعان علىٰ هدم الاسلام [شعب الایمان ج ۷ ص ۶۱]

جس نے کسی بدمذہب کی توقیر کی۔ بیشک اس نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر اور یہ بدمذہب کافر مشرک گستاخ رسول اعظم علیہ الصلوۃ والسلام اور امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن، جو اشد مجرم ہے، اس کی جیل سے رہائی پر مدد، وہ بھی بلاضرورت شرعیہ وحاجت صادقہ اور وہ بھی متولی مسجد اور مولوی کا خطاب یافتہ۔ اللہ اکبر کبیراً حضرت ابونعیم حلیۃ الاولیاء جلد ۹ رص ۲۳۶ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے راوی **نھی النبی ﷺ ان یصافح المشرکون او یکنوا او رحب بھم.** رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ "کسی مشرک سے ہاتھ ملائیں یا اس کی کنیت سے ذکر کریں، یا اس کے آتے وقت مرحبا کہیں" جب یہ عام باتیں جس میں کوئی زیادہ تعظیم بھی نہیں اس سے ممانعت وارد ہیں۔ تو جو گستاخ رسول انام علیہ الصلوۃ والسلام وامہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن ہو۔ اس کی جیل سے رہائی کے لئے مدد کرنا۔ اور جھوٹا بیان دینا، اس پر کس قدر شدید حکم ہوگا۔ ارشاد ربانی ہے۔ **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ** [پ ۱۰ رکوع ۹]

اے ایمان والو! اپنے باپ بھائیوں سے بھی محبت نہ کرو۔ اگر وہ ایمان پر کفر کو اختیار کریں۔ اور جو تم میں ان سے محبت کریگا وہی پکا ظالم ہے۔ اگر واقعی کسی مسجد کے متولی نے مشرک سے دلی اخلاص کی اساس پر گستاخ رسول اکرم ہادی اعظم ﷺ کی جیل سے رہائی کرانے میں مدد کی ہے۔ تو ان پر توبہ، تجدید ایمان ونکاح فرض ہے۔ اور اگر مرید ہوا ہو تو تجدید بیعت بھی چاہئے۔ لیکن اگر یونہی اس کے بھائی کے اصرار پر یا بھائی کی معافی مانگنے پر اتحاد ووداد کے طور پر جیل سے رہائی کے لئے مدد کی ہے اور غلط بیان بھی دیا ہے، جس کا ذکر سوال میں موجود ہے۔ تو حرام اشد حرام ہے، اس پر بھی علانیہ توبۂ نصوحہ کرے۔ اور اس متولی مسجد کے کہنے پر دانستہ جن لوگوں نے مشرک گستاخ رسول اعظم وامہات المؤمنین کا ساتھ دیا ہے، وہ سب بھی بصدق دل، علانیہ توبۂ نصوحہ کریں۔ اور تمام مسلمانان مہاسمند بلکہ جملہ مسلمانان اہلسنت سے

تقریری وتحریری طور پر معافی مانگیں۔ارشاد صاحب لولاک ﷺ ہے۔ من اذیٰ مسلماًفقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللّٰہ [المعجم الاوسط ج ۴ص ۳۷۳] جس نے کسی مسلمان کوایذا پہونچائی اس نے مجھے ایذادی اور جس نے مجھے ایذادی، اس نے اللہ جلّ جلالہ کوایذادی

(۴) گستاخ رسول اعظم نور مجسم ﷺ اگر چہ غیر مسلم ہے بلاضرورت داعیہ وحاجت صادقہ کسی کومعاف کرنے کا حق نہیں ۔بحرالرائق کتاب السیر باب احکام المرتدین ج ۵رص ۲۱۲ر پر ہے وصرح بان سبّ واحد من الانبیاء کذالک لا یفید الا نکار مع البیّنۃ لانا نجعل انکار الردۃ توبۃ ان کانت مقبولۃ کما لا یخفیٰ

یعنی کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے یہی حکم ہے کہ اسے معافی نہ دیں گے۔اور بعد ثبوت ان کا انکار فائدہ نہ دے گا، کہ مرتد کا ارتداد سے مکرنا تو دفع سزا کے لئے وہاں توبہ قرار پاتا ہے، جہاں توبہ سنی جائے، اور نبی کریم ﷺ خواہ کسی نبی کی شان میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں ۔اس سے یہاں اصلاً معافی نہ دیں گے ۔اور یہی حکم مشرک گستاخ کا بھی ہونا چاہئے ۔کیونکہ وہ گستاخی کرے خدا اور سول خدا جلّ علیٰ و ﷺ کی جنابوں میں اور معافی دینے والا ہمہ شما؟ ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟ جیسے گستاخی کرے زید کی شان میں اور عمرو معافی دے۔ یہ معافی دینے والا کسے باشد، بدترین جاہل وسفیہ ہے تُوبہ صادقہ کرے۔

(۵) برصدق سائلین اگر تحریر کرنے والے نے میٹنگ کے بعد کچھ لوگوں سے تحریرنامہ میں دستخط کروایا اور دستخط کرنے والوں کو پوری تفصیلات نہیں بتائی گئیں تو کیا دستخط کنندگان پر ضروری نہ تھا کہ وہ حضرات تحریر پڑھ کر یا پڑھوا کر سنتے ،سمجھتے اور میٹنگ میں کیا کیا طے ہوئے تھے،اس کا علم حاصل کرتے ۔اگر یہ عذر،عذر لنگ نہیں ہے بلکہ صداقت پر مبنی ہے تو خیر،ورنہ ان دستخط کنندگان پر بھی علانیہ توبہ نصوحہ فرض ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہ جلّ مجدہ اتم واحکم بالجواب۔

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

بت پر چڑھاوا چڑھانا اور ہندو کے دیوی دیتاؤں کی تعظیم بجالا کر سادھو سے علاج ومعالجہ کرانا کفر ہے

۸۶/۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

کہ ہماری مسجد کے سابق امام جو کہ دو وقت کی نماز بھی پڑھاتے ہیں۔اور مؤذن کے کام بھی انجام دیتے ہیں۔وہ ایک سادھو کے پاس جا کر علاج کروار ہے ہیں۔وہاں علاج سے پہلے کچھ طریقے قائم ہیں۔وہ سادھو (پنڈٹ) دیوی، دیوتاؤں کے نام پر کچھ طریقے کرواتا ہے۔

(۱) کان چھیدوانا

(۲) چھیدے ہوئے کان میں دھاگا ڈالنا

(۳) کنیا بچیوں کو کھانا کھلانا

(۴) پوجا کے لئے پرساد منگوانا جیسے اگربتی، ناریل وغیرہ۔اس طرح پورا عمل کرنے کے بعد وہ علاج کرتا ہے اس کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق سابق امام صاحب اور کوئی مسلمان مذکورہ عمل کر کے اس سے علاج کروار ہے ہیں۔کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے؟ کیا اس سے مسجد کی خدمت لی جاسکتی ہے،اور وہ اذان دے سکتا ہے؟ ایسے شخص پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ بیان فرمائیں۔

نوٹ! ''سادھو کے علاج کا طریقہ''ایک اشتہار سوال کے ساتھ منسلک ہے۔اس اشتہار کا خلاصہ یہ ہے دمّا اور سردی، کھانسی، الیرجی، کا علاج آپ کا کان چھیدا ہے گھر جانے کے بعد سوا پاؤ پرساد کنیا (چھوٹی بچی) کے ہاتھ سے بٹوانا چالیس دنوں کے بعد بہتے پانی میں ٹھنڈا کر دینا ہے اور اس کے بعد تانبا یا چاندی کی بالی پہن لینا اور پانچ کنیا (یعنی چھوٹی بچیوں کو کھانا کھلوانا) آپ کا کان پک جائے تو

سکھانے کا انجکشن لگوانا ہے۔

المستفتین

محمد رحمت رضوی، محمد نفیس احمد، شیخ اسرائیل

وار اکین سنی رضا مسجد پپری کنہان تحصیل پارسیونی ضلع ناگپور

۷۸۶/۹۲ **الجواب بعون الملک العزیز العلام**

صورت مسئولہ میں برصدق سائلین وصحت سوال، ایسا امام جو مذکور فی السوال ہے، فاسق معلن ہے۔ اس کی اقتدا میں نماز ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ اور اس سے مسجد یا علاوہ مسجد کے کسی قسم کی دینی خدمات لینی درست نہیں۔ اس کو معزول کرنا فرض ہے۔ اور اگر کان چھیدوانے سے پہلے اس کی امامت کے لئے کوئی عذر نہ تھا۔ تو سادھو سے کان چھیدوانے کے بعد عذر شرعی پالیا گیا۔ لہٰذا اسکی اقتداء میں پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ واجب ہے۔ **کما ہو مصرح فی کتب الفقہاء الکرام**۔ وہاں کے مسلمان اس اخبث واشنع امام کا بائیکاٹ کریں۔ اور جب تک وہ امام توبہ نصوحہ نہیں کرلیتا۔ اسکو امامت ومؤذنی سے معزول رکھیں۔ اور توبہ کے بعد بھی جب تک اطمینان کلی حاصل نہ ہو جائے مصلیٔ امامت پر کھڑا نہ ہونے دیں اور اذان کہنے سے بھی باز رکھیں۔ فتاویٰ عالمگیریہ جز ثانی ص ۴۶۱ پر ہے **الفاسق اذا تاب لا تقبل شهادته مالم يمض عليه زمان فيظهر اثر التوبة ثم بعضهم قدر ذلک بستة اشهر وبعضهم قدره بسنة والصحيح ان ذلک مفوض الیٰ رای القاضی**۔

اور اگر وہاں کوئی قاضی شرع یا عالم ربانی نہیں تو جب تک اہل محلہ یا وہاں کے باشندگان کو اس امام کے توبہ پر طمانیت قلب حاصل نہ ہو جائے ہرگز ہرگز امام ومؤذن نہ بنائیں۔ اگر کوئی عام اہل اسلام امام مذکور کا دیکھا، دیکھی یا بن دیکھے یونہی، سادھو کے پاس جاکر سادھو کے بتائے ہوئے طریقے پر ویسا ہی علاج ومعالجہ کراتا ہے۔ تو اس سے بھی مقاطعہ ضروری ہے تاوقتیکہ توبہ نصوحہ نہ کرے۔ سائلین نے،

سادھو کے علاج کا جو طریقہ سوال میں تحریر کیا ہے۔ مثلاً (۱) کان چھیدوانا (۲) چھیدے ہوئے کان میں دھاگا ڈالنا (۳) کنیا (بچیوں) کو کھانا کھلانا (۴) پوجا کے لئے پرساد منگوانا جیسے اگر بتی، ناریل وغیرہ اگر واقعی امام مذکور یا کوئی عام مسلمان ہی سہی۔ ہندو کے دیوی دیوتاؤں کی تعظیم بجالا کر سادھو سے علاج کیا ہے۔ یا کرا رہا ہے تو یہ کفر ہے۔ غمز عیون البصائر الفن الثانی کتاب السیر والردۃ، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی المجلد الاول ص ۲۹۵ پر صراحتاً موجود ہے **من استحسن فعلاً من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ** یعنی جس (بدنصیب) نے کفار کے افعال میں سے کسی فعل کو اچھا سمجھا (اور اس کی تحسین کی) تو وہ مشائخ کے اتفاق سے کافر ہو گیا۔ نیز شفا شریف۔ **فصل فی بیان ماھو من المقالات** جلد دوم ص ۲۷۲ پر ہے **کذالک نکفر لکل فعل اجمع المسلمون انه لا یصدر الا من کافر وان کان صاحبه مصرحاً بالاسلام مع فعله.**

یعنی اسی طرح سب ایسے کام جن کا صدور کفار سے ہوتا ہے۔ اگر دعویٰ اسلام کے باوجود وہ کام کرے تو اس کی تکفیر پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ نیز امام اہل سنت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۱۲ پر رقم فرماتے ہیں کہ۔ بت پر چڑھاوا چڑھانا کفر ہے۔ اور امام مذکور کا یہ فعل یعنی پوجا کے لئے پرساد دینا مثلاً اگر بتی، ناریل وغیرہ، بت پر چڑھاوا چڑھانے کے مثل ہے لہٰذا یہ بھی کفر ہے۔ افسوس، صد ہزاراں افسوس! کہ فقہائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے تو بلا وجہ شرعی کافر طبیب سے علاج کو منع فرمایا۔ اور یہاں امام مذکور نے عام کافر تو کافر بلکہ اکفر واشد کافر سادھو، پنڈت سے ایسا علاج جو شرعاً قبیح و ناجائز اور کفر پر مشتمل ہے، وہ علاج کروا کر اسلام اور اہل اسلام کی تذلیل کروائی مثلاً

(۱) مردوں کو کان چھیدوانا ناجائز ہے۔ جیسا کہ ردالمحتار باب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع المجلد التاسع ص ۵۱۲ پر ہے۔ **مع ان نقب الاذن لتعلیق القرط وھو من زینة النسآء فلا یحل للذکور**

اور امام مذکور پیشوائے دین کا ڈھنڈھورچی، ادھیڑپن کے بعد کان چھیدوا کر اسلام اور اہل اسلام کو قعر مذلت میں ڈالا ہے۔

(۲) مرد ہو کر چھیدے ہوئے کان میں سادھو کے کہنے پر دھاگا ڈالا۔ جو بدعت قبیحہ رذیلہ کا ارتکاب اور تشبہ بالنسآء والکفار ہے۔ جیسا کہ ردالمحتار ج۹ رص ۴۹۸ روغیرہ پر ہے۔

(۳) کنیا (بچیوں) کو کھانا کھلانا۔ جیسا کہ سوال اور سوال سے متعلق اشتہار میں ہے۔ یہ تخصیص وتعیین کفار کے اعتقاد بد کی تحسین ہے۔ جس کے ناجائز وحرام ہونے میں شک وریب نہیں۔

(۴) پوجا کے لئے سادھو کا پرساد منگوانا جیسے اگربتی ناریل وغیرہ اور کان چھیدوانے سے قبل امام مذکور کا دینا یہ کفر پر اعانت وامداد اور عبادۃ اصنام کی تعظیم وتکریم سے ہے۔ صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان فتاویٰ امجدیہ ج ۴ رص ۲۱۶ رپر تحریر فرماتے ہیں "کہ بت خانہ کے پھول کو متبرک سمجھنا بتوں کی تعظیم ہے" اور یہاں سادھو کا پوجا کیلئے پرساد منگوانا بھی بطور تعظیم ہے۔ اور امام مذکور فی السوال یا کسی مسلمان کا بطور تعظیم وبہ رضا ورغبت، بے وجہ شرعی۔ سادھو، پنڈت سے علاج کرانے کے لئے پرساد اگربتی ناریل وغیرہ دینا کفر ہے۔ لہٰذا اگر فی الواقع امام مذکور فی السوال، یا کوئی عام اہل اسلام مذکورہ بالا افعال شنیعہ، قبیحہ کا بطور تعظیم مرتکب ہوا، تو قہر قہار وغضب جبار میں مبتلا ہوا۔ فساد اعتقاد اور اسلام کی رسی کو اپنی گردن سے ڈھیلی کرنے کی وجہ سے اس پر توبہ، تجدید ایمان ونکاح لازم اشد لازم ہے۔ اور اگر مرید ہوا ہو تو تجدید بیعت بھی چاہیے ۱۲ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم بالجواب

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

توبہ نامہ! میں اپنے امام صاحب کے ساتھ ایک سادھو کے پاس دمّا کے علاج کے لئے گیا تھا جس میں وہ سادھو اگربتی وناریل منگایا تھا اور کان چھیدوایا تھا۔ جب مجھ کو مفتی صاحب کے ذریعہ معلوم ہوا کہ یہ

شریعت مطہرہ کے خلاف ہے تو میں چند آدمیوں کے موجودگی میں علانیہ توبہ کرتا ہوں۔فقط والسلام

عبدالمتین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رضا سنی مسجد کے پیچھے کنہان ناگپور۔

گواہ اول۔ میں اس اعلانیہ توبہ کا گواہ اول ہوں۔محمد رحمت رضوی۔

گواہ دوم۔ میں عبدالمتین بھائی کی توبہ کا گواہ ہوں۔اقبال۔

گواہ سوم۔ میں عبدالمتین بھائی کی توبہ کا گواہ ہوں۔محمد حامد رضا۔

گواہ چہارم۔ شیخ اسرائیل۔

جب کوئی اسلام قبول کرنا چاہے تو سب کام چھوڑ کر اسے مسلمان بنانا فرض ہے۔

واجب المقام قابل صد احترام حضور مفتی صاحب قبلہ ایک استفتاء درپیش ہے۔میں کفیل احمد نوری، چھوٹی مسجد وڑسہ میں امام ہوں۔ابھی پندرہ دن پہلے کی بات ہے وڑسہ سے تقریباً بیس کلومیٹر دوری پر ایک مقام آرموری ہے وہاں سے ایک لڑکا آیا جو خوجہ تھا اس کے ساتھ ایک لڑکی ہندو تھی۔انھوں نے کہا ہم مسلمان ہونا چاہتے ہیں ہم چار آدمی مسلم وڑسہ سے گئے۔پہلے ان دونوں کو علانیہ توبہ کرائی۔پھر کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا۔پھر ان دونوں کا نکاح کیا ان کے نکاح کے وکیل اور دونوں گواہ بھی مسلم ہی ہیں۔آیا کسی بھی فرقے کے آدمی کو مسلمان نہیں بنا سکتے اس مسئلہ پر وڑسہ میں لوگوں میں کچھ چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔لہٰذا مفتیان عظام کی بارگاہ میں گذارش ہے۔اس استفتاء کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں ۱۲

المستفتی:کفیل احمد نوری چھوٹی مسجد مدینہ وڑسہ

۹۲/۸۶ الجواب بعون الملک الوھّاب

صورت مسئولہ میں چھوٹی مسجد وڑسہ کے امام صاحب نے شریعت مطہرہ کے حکم پر عمل کیا ہے۔ کیونکہ جب کوئی اسلام قبول کرنا چاہے تو سب کام چھوڑ کر اسے مسلمان بنانا فرض ہے۔فتاویٰ مصطفویہ (جلد اول کتاب الایمان ص ۲۲ رمطبوعہ مکتبہ رضا بیسلپور ضلع پیلی بھیت) میں ہے کہ نماز اگر قائم ہو جب بھی قطع صلوۃ کی اس اہم کام کے لئے شرعاً اجازت ہے۔اگر معلوم ہونے کے بعد امام صاحب مسلمان نہ بناتے یا بے سبب تاخیر کرتے۔اور اس درمیان میں وہ دونوں مر جاتے تو اس کا وبال ان کے سر چڑھتا۔جیسا کہ علامہ ابن حجر مکی کی کتاب ''اعلام الاعلام بقواطع الاسلام'' میں ہے ''الرضا بالکفر کفر'' [حسام الحرمین ص ۱۳]

یہاں تک کہ کافر نے مسلمان سے کہا، مجھے داخل اسلام کرو۔اور انہوں نے کہا کسی عالم کے پاس جاؤ تو یہ بھی کفر ہے۔کیونکہ کم از کم کلمۂ طیبہ تو پڑھا سکتا تھا۔شرح فقہ اکبر ص ۲۱۸ ر پر ہے۔

کافر قال لمسلم اعرض علیّ الاسلام فقال اذھب الیٰ فلان العالم کفر،توامام مذکور پر مسلمان بنا کر نکاح پڑھادینے سے کچھ الزام نہیں۔ہاں جولوگ چہ میگوئیاں کررہے ہیں وہ سب حکم شرع مطہر سے نابلد ہیں۔رجوع الی الحق کریں ۱۲ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہٗ اتم واحکم بالجواب

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

نوٹ: خوجہ اہل تشیع کے ایک فرقہ کا نام ہے (مرتب)

وہابی دیوبندی، قادیانی، نیچری وغیرہم مرتدین میں سے ہیں ان سے ترک معاملات ضروری ہے۔

۷۸۶/۹۲: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) اگر کوئی وہابی دیوبندی سنی مسجد کے سامنے رمضان شریف میں افطار کے لئے کھانا پکوائے تو یہ کھانا سنیوں کے لئے کھانا حلال ہے کہ حرام؟ اور ان لوگوں کو سنی مسجد کے سامنے افطار کے لئے کھانا پکانے دینا چاہئے کہ نہیں چاہئے؟

(۲) اگر کوئی وہابی دیوبندی مرجائے تو اس کے لئے سنی مسجد سے اعلان کرنا یا ڈولا دینا یا نماز جنازہ میں شرکت کرنا ان کی شادیوں میں جانا ان کو شادی میں بلانا کیسا ہے؟

(۳) سبحان نگر کی مدینہ مسجد دو فلور کی ہے جمعہ اور تراویح میں دونوں منزلوں میں لوگ بھر جاتے ہیں تو کیا ایسی صورت میں جمعہ یا تراویح کی نماز مائک پر پڑھ سکتے ہیں؟ جبکہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ہمیں امام کی قرأت سنائی نہیں پڑتی ہیں پیچھے تک آواز نہیں آتی ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟

(۴) وہابی دیوبندی بدعقیدہ لوگوں سے سنی مسجد کے لئے چندہ لینا جائز ہے کہ ناجائز؟ بینوا وتوجروا

المستفتیان اراکین مدینہ مسجد سبحان نگر ناگپور

۷۸۶/۹۲ الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

وہابی دیوبندی، قادیانی، نیچری وغیرہم مرتدین میں سے ہیں۔ ان سے سلام، کلام میل جول جائز نہیں۔ ان کے تقریبات سرور خواہ شادی بیاہ ہو یا دعوت افطار یا کچھ اور بہر حال احتراز واجتناب لازم ہے۔ ارشاد رسول پاک ﷺ ہے۔ لا تو اکلوھم ولا تشاربوھم ولا تجالسوھم [فتاوی رضویہ جلد نہم ص

۱۳؍جزءاول] نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ، نہ پانی پیو، نہ ان کے پاس بیٹھو، قرآن عظیم میں ارشاد ربانی ہے۔
وَلَاتَرْکَنُوْآاِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْافَتَمَسَّکُمُ النَّارُ [پ۱۲؍رکوع ۱۰] نیز ارشاد ربانی ہے۔ فَلَاتَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔(پ ۷ رکوع ۱٤)

(۲) وہابی، دیوبندی جو عقائد کفریہ رکھتے ہیں ان کے لئے سنی مسجد سے اعلان کرنا یا ڈولا دینا جائز نہیں۔ اور مرنے والے کے کفر وارتداد پر اطلاع کے باوجود اس کو مسلمان جانتے ہوئے نماز جنازہ میں شرکت کرنا تو کفر ہے۔ اس کے لئے علی الاعلان توبہ وتجدید ایمان ونکاح ضروری ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ
وَلَا تُصَلِّ عَلٰیٓ اَحَدٍمِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًاوَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْاوَهُمْ فٰسِقُوْنَ (پ۱۰؍رکوع ۱۷)

(۳) نماز پنجگانہ ہو یا تراویح یا جمعہ یا عیدین وغیرہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال درست نہیں۔ اسی پر اکابر علماء ومشائخ کا اتفاق ہے امام کی قرأت تمام صفوف کے مقتدیوں کو سنانا نہ فرض ہے نہ واجب۔ اور نہ ہی سنت مؤکدہ، اگر قرأت نہ بھی سنیں تو کچھ حرج نہیں۔ (فتاویٰ برکات مصطفیٰ ملاحظہ کیجئے)

(۴) وہابی، دیوبندی لوگوں سے سنی مسجد کی تعمیر وغیرہ کے لئے چندہ مانگنا اور لینا دونوں جائز نہیں۔ فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۱۸۰؍پر ہے۔ دینی کام میں کافروں سے استعانت حرام۔
قال اللّٰہ عزوجل لَا یَتَّخِذِالْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ (پ۳؍رکوع ۱۱) ۱۲ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

وہابی، دیوبندی فرق باطلہ سے تمام معاملات ناجائز وحرام ہے

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

(۱) اگر لڑکا اور لڑکی دونوں وہابی ہیں تو کیا ان دونوں کا نکاح پڑھانا جائز ہے۔ نیز نکاح پڑھانے والوں پر کیا حکم صادر کیا جائیگا؟

(۲) اگر لڑکا اور لڑکی میں سے کوئی ایک وہابی ہے تو کیا نکاح درست ہے اور نکاح خواں پر کیا حکم نافذ ہوگا؟

(۳) وہابی، دیوبندی، قادیانی اہل حدیث وغیرہ عقائد باطلہ رکھنے والے کے یہاں رشتہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) وہابی، دیوبندی، قادیانی اہل حدیث وغیرہ کے یہاں کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) وہابی، دیوبندی، قادیانی، اہل حدیث وغیرہ کی شادی میں شرکت کرنے والوں اور نکاح میں حاضر رہنے والوں کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

المستفتی

محمد جمال الدین رضوی امام جامع مسجد آرسٹی۔ ضلع وردھا۔

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

(۱) صورت مسئولہ میں اگر لڑکا اور لڑکی دونوں واقعی وہابی وہابیہ ہیں تو وہ دونوں مرتدین ہیں اور مرتد و مرتدہ کا نکاح تمام عالم میں کسی مرد و عورت مسلم و کافر، مرتد یا اصلی کسی سے نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ خانیہ وھندیہ اور مبسوط میں ہے۔ لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ

وکذالک لا یجوز نکاح المرتدۃ مع احد (واللفظ للھندیۃ کتاب النکاح الباب الثالث القسم السابع المحرمات بالشرک جلداول ص۲۸۲ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پیشاور)
اور نکاح پڑھانے والا اگر وہابیوں کے نکاح کو جائز وحلال جانتا و مانتا ہو تو اس پر توبہ تجدید ایمان، تجدید نکاح ضروری ہے۔ فتاویٰ خلاصۃ فصل الثانی فی الفاظ الکفر جلد ۴ ص ۳۸۳ مکتبہ حبیبیہ کوئیٹہ وغیرہ میں ہے۔
"من اعتقد الحلال حراما او علی القلب یکفر."
(۲) اگر لڑکا اور لڑکی میں سے کوئی ایک بھی وہابی و وہابیہ ہے جب بھی نکاح ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ دونوں میں سے جو بھی حکم ارتداد رکھتے ہوں اس کا نکاح انسان اور جانور میں سے کسی سے نہیں ہوسکتا۔ اور نکاح پڑھانے والا اگر جائز وحلال جانتے ہوئے پڑھایا، جب تو وہی حکم کفر ہے۔ جو ماسبق میں گذرا۔ اور اگر نادانستہ پڑھادیا تو حکم کفر نہیں۔
(۳) وہابی، دیوبندی، قادیانی، غیر مقلد وغیرہ وغیرہ عقائد باطلہ رکھنے والوں سے رشتہ کرنا ناجائز وحرام اور اشد حرام ہے۔ بلکہ مناکحت تو ہو نہیں سکتی کما مرَّ
(۴) وہابی، دیوبندی، قادیانی، اہل حدیث وغیرہ وغیرہ کے یہاں بلاضرورت شرعیہ کھانا پینا جائز نہیں۔ اور ان کا ذبیحہ تو مثل مردار حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ لا تجالسوھم ولا تشار کوھم. ولا تواکلوھم ولا تنا کحوھم. (فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۱۴ ارجزء اول)
(۵) وہابی، دیوبندی، قادیانی، غیر مقلد وغیرہ وغیرہ کی شادیوں میں شرکت کرنا اور اس کے نکاح میں حاضر رہنا سخت ترین ناجائز وحرام ہے کما قال اللّٰہ تعالیٰ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (پ ۷ ر رکوع ۱۴)
یعنی اور اگر شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ اور حدیث شریف میں ہے۔ ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (مشکوٰۃ شریف جلد ا رباب الاعتصام بالکتاب والسنہ ص ۲۸) یعنی بدمذہب گمراہوں سے دور رہو۔ اور ان لوگوں کو اپنے سے دور رکھو۔ ہوسکتا ہے کہ وہ تمہیں

گمرہی وفتنہ میں نہ ڈال دے نیز حدیث شریف میں ہے۔مثل لجلیس السوء کمثل صاحب الکیران لم یصبک من سواده اصابک من دخانه(سنن ابو داؤد باب من یؤمران یجالس مجالسة الصالحین جلد ۲/ص ۳۰۸) یعنی برا ہم نشین دھونکنے والے کے مانند ہے تجھے اس کی سیاہی نہ پہونچے تو دھواں تو پہنچے گا۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہ جل مجدہٗ اتم واحکم بالجواب

کتبہ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی کے پیشوایان اپنے کفریات قطعیہ کے سبب کافر و مرتد و خارج از اسلام ہیں ان کا مسجد سے اخراج سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ وہابی، دیوبندی، تبلیغی جماعت، جماعت اسلامی، مذکورہ جماعتیں مومن ہیں یا نہیں۔ان مذکورہ فرقوں پر نماز روزہ فرض ہے یا نہیں۔ان لوگوں کو مسجد میں داخل ہونا نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

المستفتی۔عبدالسلام خان رضوی کراف رمضان ٹیلر۔

نزد قبرستان، آخری بس اڈا حسن باغ ناگپور

۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں وہابی، دیوبندی، تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی کے پیشوایان اپنے ان کفریات

قطعیہ کے سبب جو حفظ الایمان، تحذیر الناس وغیرہا میں ہیں اس زمانہ کے علماء کرام حرمین طیبین سمیت تقریباً تین سو علماء کرام کے فتویٰ کے رو سے کافر و مرتد و خارج از اسلام ہیں۔ جسکی تصریحات و تصدیقات حسام الحرمین اور الصوارم الھندیہ میں موجود ہیں۔ لھذا جو اشخاص ان مذکورہ افراد کے بعض اخبث واشنع کفروں یا ان میں سے کسی ایک پر یا ہر ایک ایک پر مطلع ہو کر ان کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی خود کافر و مرتد ہے۔ اور جو انہیں جانتے ہوئے پیشوا و امام بنائے تو بدرجۂ اولیٰ۔ اور اگر نادانستہ کوئی ان جماعتوں سے منسلک ہو گیا تو ان پر ان جماعتوں کے اکابر کے کفریات پیش کئے جائیں، اگر انہیں پڑھ کر یا تحقیق سے سنکر بے تأمل ان کے اکابر کو کافر مان لے اور اپنی بیزاری کا اظہار کر دے جب تو یہ سمجھا جائے گا کہ واقعی وہ بے خبر تھا۔ لیکن اگر مطلع ہو کر اب بھی ان پیشوایان وھابیہ، دیوبندیہ وغیرہما کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے تو وہ بھی اسی رسی میں گرفتار ہے۔ (المعتقد المنتقد مع المستند المعتمد بناء نجات الابد ص ۲۴۹) بالجملة ھٰؤلاء کفار و مرتدون و خارجون عن الاسلام باجماع المسلمین. وقد قال فی البزازیة والدرر والغرر والفتاویٰ الخیریة ومجمع الانھر والردالمحتار وغیرھا. من معتمدات الاسفار فی مثل ھولاء الکفار .من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر. (درمختار باب المرتد جلد ۱ / ص ۳۵۶)

لہٰذا مذکورہ جماعتوں کے افراد ان تشریحات کی روشنی میں جو مذکور ہوئیں جب تک اکابر وہابیہ، دیوبندیہ کو کافر و مرتد نہ مانیں اور جانتے ہوئے انہیں پیشوا و امام مانیں تو نہ وہ مومن و مسلم ہیں اور نہ ہی ان پر نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور احکام شرعیہ کی ادائیگی فرض ہے۔ کیونکہ احکام شرعیہ کی بجا آوری کا مدار ایمان و ایقان پر ہے۔ اگر ایسے لوگ مسجد میں نماز پڑھنے کے بہانے داخل ہوں تو حتی المقدور انھیں روکا جائے۔ اور مسجد سے باہر کیا جائے۔ ایسے لوگ منافقین کے زمرے میں ہیں۔ انہیں مسجد سے اخراج کرنا سنت رسول کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم مادامت اللیالی والایام ہے۔ واللہ تعالیٰ سبحنہ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم بالجواب۔

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

مسلمان کی روح بعد موت کہاں رہتی ہے؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں؟

ہمارے ناگپور میں رواج ہے کہ شب برأت سے قبل جو بھی اموات ہوتی ہیں۔اس مردہ کی روح تمام روحوں سے الگ رہتی ہے۔اس لئے ہمارے ناگپور میں عرفہ کے دن یعنی شب برأت کے ایک روز قبل فاتحہ دلاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس مردہ کی روح شب برأت کے روز عرفہ میں شامل ہو جائے یہاں تک کہ جو شب برأت سے پہلے انتقال ہوئے ان کا چہلم شب برأت کے بعد ہونا چاہئے تھا۔لیکن ان کو عرفہ میں شامل کرنے کے لئے چہلم چالیس دن کے قبل ہی کر لیتے ہیں۔اور عرفہ میں فاتحہ دلا کر تمام روحوں میں شامل کر لیتے ہیں۔

(۱) کیا مسلمان کی روح مرنے کے بعد الگ رہتی ہے؟

(۲) عرفہ کیا ہے اور اس دن فاتحہ دلانا کیسا ہے؟ اور جو لوگ عرفہ میں فاتحہ دلاتے ہیں وہ لوگ شب برأت میں فاتحہ نہیں دلاتے۔ایسا کرنا کیسا ہے؟

(۳) ایسا اعتقاد رکھنا کہ مرے ہوئے آدمی کی روح عرفہ میں شامل نہیں ہوگی۔اس لئے پہلے چہلم کر لو۔شرعاً کیا حکم ہے؟

(۴) چہلم کا ثبوت کسی کتاب میں ہے یا نہیں؟

(۵) کیا وقت سے پہلے چہلم کر لینے سے چہلم کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

(۶) اور جو لوگ شب برأت کے ایک روز پہلے عرفہ مان کر ارواح کیلئے فاتحہ دلاتے ہیں اور خاص شب برأت میں فاتحہ ارواح کیلئے نہیں کرتے اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اب شب برأت میں فاتحہ کی کوئی ضرورت نہیں ایسا کرنا کیسا ہے؟ بینوا و توجروا...

فقط۔عبدالقدیر احمد ولد محمد ابراہیم بنگالی پنجہ ناگپور

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلاّم

(۱)صورت مسئولہ میں مرنے کے بعد مسلمانوں کی روحیں جہاں چاہتی ہیں آتی جاتی ہیں ان کے لئے کوئی قید نہیں۔ بلکہ ارواح مؤمنین طائر کی طرح ہیں توالگ ہونا چہ معنیٰ دارد؟ ہاں کفار کی روحیں مقید رہتی ہیں حدیث شریف میں ہے۔ **ان ارواح المؤمنین فی برزخ من الارض تذهب حیث شاءت ونفس الکافر فی سجین . کما کتاب الذهد لابن المبارک(باب ماجاء فی التوکل حدیث نمبر ۴۲۹ ص ۱۴۴)**

(۲)شب برأت سے ایک روز قبل عرفہ کی اصل قرآن واحادیث وکتب ائمہ میں نظر نہ آئی۔لیکن اموات کیلئے ہر دن ورات جب چاہیں فاتحہ وایصال ثواب کرنا جائز ومستحسن ہے۔قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ ومجتہدین میں اسکی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں۔مگر جولوگ عرفہ میں فاتحہ دلاکر شب برأت کے مقدس موقع پر فاتحہ وایصال ثواب نہیں کرتے ہیں بہت برا کرتے ہیں۔حدیث شریف میں ہے جس کے راوی مشہور صحابی حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں کہ . **اذا کان یوم عید او یوم جمعةٍ او یوم عاشوراء اولیلة النصف من شعبان تأتی اروح الاموات ویقومون علیٰ ابواب بیوتهم فیقولون هل من احدٍ یذکرنا هل من احد یترحم علینا هل من احد یذکر غربتنا .** (خزانۃ الروایات مستند صاحب مائۃ مسائل بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد نہم مترجم ص ۶۵۳)

(۳)ایسا اعتقاد رکھنا کہ مرے ہوئے آدمی کی روح قبل چہلم عرفہ میں شامل نہیں ہوگی۔لہٰذا پہلے چہلم کرلو باطل محض ہے۔نہ چہلم عرفہ سے پہلے کرنا ضروری ہے اور نہ ہی بعد چہلم عرفہ میں ارواح کا گھروں پر آنا لازمی بلکہ مؤمنین کی روحیں ہر جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن، رمضان شریف میں، عید کے دن، عاشوراء کے دن، شب برأت میں اپنے گھروں کے دروازے پر آتی ہیں۔اور دردناک آواز میں پکارتی ہیں کہ اے میرے بچو! اے میرے عزیزو! ہم پر صدقہ سے مہربانی کرو۔ہمیں یاد کرو بھول نہ جاؤ ہماری بیکسی

وغریبی میں تم ہم پر ترس کھاؤ۔جیسا کہ دستور القضاۃ میں ہے۔ان ارواح المؤمنین یأتون فی کل لیلة الجمعة ویوم الجمعة فیقومون بفناءِ بیوتھم ثم ینادی کل واحد منھم بصوت حزین یا اھلی ویا اولادی ویا اقربائی اعطفوا علینا بالصدقة واذکرونا ولا تسنونا وارحمونا فی غربتنا۔(دستور القضاۃ بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد نہم مترجم ص ۲۵۳)

(۴) ہاں چہلم کا ثبوت کتابوں سے ہے،دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ہے۔یہاں اختصاراً شرح خزانۃ الروایات کی عبارت نقل کرتا ہوں۔یستحب ان یتصدق عن المیت الیٰ ثلاثۃِایام ینبغی ان یواظب علی الصدقة للمیت الیٰ سبعةِ ایامٍ وقیل الی اربعین فان المیت یتشوّق الی بیته . [شرح الصدور]

(۵)ایصال ثواب جب کریں ثواب ملے گا۔

(۶)جواب ۲؍سے ظاہر ہے کہ وہ لوگ جو شب برأت میں اموات کی روحوں کے لئے ایصال ثواب نہیں کرتے ہیں وہ لوگ اچھا کام نہیں کرتے ہیں ۱۲؍واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمه جلّ مجدہ اتم و احکم بالجواب ..

کتبہ:فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا نا گپور مہاراشٹر

وہابی، دیوبندی، غیر مقلد، نیچری، قادیانی وغیرہا باطل فرقوں میں سے کسی کے ساتھ میل جول رکھنے اور بلا وجہ شرعی اٹھنے بیٹھنے والا سخت فاسق ہے

سوال (۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو امام سنت غیر مؤکدہ اور نفل بار بار ترک کرے ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

سوال (۲) جو امام اپنے وعظ و بیانات میں وہابی، دیوبندی کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا منع فرمائیں اور خود اس پر عمل پیرا نہ ہو کیا حکم ہے ان کے لئے؟ **بینوا وتوجروا**

فقط والسلام۔ عبداللہ قادری، قاضی پیٹ آندھرا پردیش (انڈیا)

۹۲/۷۸٦ الجواب بعون الملک العزیز العلام

جواب (۱) صورت مسئولہ میں سنت غیر مؤکدہ اور نفل کے تارک کی اقتداء کرنے میں حرج نہیں۔ کیونکہ سنت غیر مؤکدہ اور نفل کے ترک سے کراہت لازم نہیں آتی۔ جیسا کہ بحر الرائق باب صلاۃ العیدین ج ۲/ص ۲۸۴/ پر ہے **لا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراھۃ اذلا بدلھا من دلیل خاص**

جواب (۲ جو امام وہابی، دیوبندی، غیر مقلد، نیچری، قادیانی وغیرھا باطل فرقوں میں سے کسی کے ساتھ میل جول رکھے اور بلا وجہ شرعی اٹھے بیٹھے وہ سخت فاسق ہے۔ اس کی اقتدا میں نمازیں مکروہ تحریمی ہیں۔ پڑھی ہوئی نمازیں پھیرنی واجب اور اس کو امام بنانا گناہ ہے جیسا کہ غنیۃ ص ۵۱۳ پر ہے **لو قدّموا فاسقًا یا ثمون ..والله تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

زنار باندھنا، مندر میں جا کر بت کے سامنے سر جھکانا کفر ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں کہ
زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ہوا۔ کافی روز تک دونوں ساتھ رہے۔ بچے بھی ہیں۔ لیکن زید کا ایک مسلم لڑکی سے ناجائز تعلق ہوگیا اور دونوں بھاگ کر اپنے نام تبدیل کر کے یعنی اجے کمار وانا میکا رکھ کر آریہ سماج کے رسم ورواج کے ذریعہ شادی کرلی۔ دونوں واپس پھر آ گئے۔ زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ اب قائم ہے یا نہیں؟ اور دونوں اب اسلام میں کیسے داخل ہوں؟ مفصل تحریر کریں قران وحدیث کے حوالے سے نوازش ہوگی۔ اور اگر دوسرے مسلم زید کا ساتھ دیں توان پر کیا حکم ہے؟ فقط والسلام

انجمن اسلامیہ کمیٹی پنکھڑی ضلع ہوشنگ آباد (ایم پی)

۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

صورت مسئولہ میں اگر زید اور مسلم لڑکی نے نام کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ آریہ سماج کا عقیدہ اختیار کرلیا تھا، تو دونوں خارج از اسلام ہوگئے جب تک توبۂ نصوحہ کر کے تجدید ایمان نہ کریں زن اولیٰ ہندہ سے بے تعلق رہے گا، بعد تجدید ایمان دوبارہ نکاح اسلامی شرائط کے ساتھ ضروری ہے۔ اس کے بعد میاں بیوی کے تعلقات قائم ہونگے اور اگر اعتقاداً اسلام وسنت پر قائم رہ کر صرف نام تبدیل کیا تھا۔ تو شرع مطہر میں کافروں کے نام رکھنے کی سخت ممانعت ہے کما فی فتاویٰ رضویہ المجلد التاسع اور نام رکھنے کے بعد برصدق سائلین (جو انجمن کے معتمد افراد ہیں ان حضرات کے بقول) آریہ سماج کے رسم ورواج کے مطابق قشقہ لگایا، زنار باندھا، مندر میں جا کر بت کے سامنے سر جھکایا وغیرہ وغیرہ کفریات کے مرتکب ہوئے تو جب بھی دونوں پر توبہ تجدید ایمان، اگر بیعت ہوئے ہوں، تو تجدید بیعت بھی چاہئے۔ دونوں

کا نکاح بھی نہ ہوا جب تک توبۂ صادقہ کر کے کلمۂ اسلام نہ پڑھ لیں اور اسلامی شریعت کے مطابق نکاح نہ کر لیں تو اسوقت تک دونوں کے مابین میاں بیوی کے تعلقات حرام، حرام اشد حرام، زنائے خالص ہے۔ اور جو جو مسلمان ناجائز اور حرام بات یا فعل پر ان دونوں کا ساتھ دیں وہ حضرات بھی توبہ کریں ۱۲ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہٗ جلّ مجدہ اتم واحکم بالجواب

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

''جو رمضان کا روزہ نہیں رکھے گا یا نماز نہیں پڑھیگا وہ کافر ہے'' کہنا کیسا اور کہنے والے پر کیا حکم ہے؟

۷۸۶/۹۲ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید ایک عالم دین ہے۔ اس نے اپنی تقریر میں کہا کہ ''جو رمضان کے مہینے کا روزہ نہیں رکھے گا یا نماز نہیں پڑھے گا وہ کافر ہے اور کافر سے بدتر ہے'' زید کا یہ جملہ شریعت میں درست ہے یا نہیں۔ اگر شریعت میں درست نہیں ہے تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

المستفتی

ناظم علی امریڈ۔ ناگپور

۱۶/۹/۲۰۰۰

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

زید صحیح معنی کر عالم دین نہیں۔اگر واقعی عالم دین ہوتا تو شرع مطہر کے احکام سے ضرور واقف ہوتا اور وہ بھی ایسے احکام جو مہمات فرائض سے ہیں۔رمضان المبارک کے روزے نہ رکھنے اور نماز پنجگانہ یا جمعہ وعیدین وصلوٰۃ جنازہ نہ پڑھنے سے کوئی مسلمان کافر نہیں ہوتا (قدمائے اہل سنت) بعض صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مذہب ''تارک صلوۃ کافر ہے'' میں چند تاویلات ہیں۔یعنی جو فرضیت نماز کا انکار کرے۔یا اسے ہلکا جانے۔یا اسکا چھوڑنا حلال سمجھے تو وہ کافر ہے۔ہاں یہ کہ ترک نماز سخت کفرانِ نعمت وناشکری ہے۔یا یہ کہ اس نے کافروں کا سا کام کیا۔ان تاویلات واضحہ کے باوجود قدمائے اہل سنت کے بعض صحابہ وتابعین کے مذہب کے مطابق بھی کافر اور کافر سے بدتر نہ ہوا۔جماہیر علمائے دین وائمہ مجتہدین ہمارے ائمہ حنفیہ،ائمہ شافعیہ،ائمہ مالکیہ اور ایک جماعت ائمہ حنبلیہ وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سخت فاجر کہا۔مرتکب کبیرہ جانا۔لیکن دائرۂ اسلام سے خارج نہ فرمایا۔ایک روایت پر امام احمد علیہ الرحمہ کا بھی یہی قول ہے۔لہٰذا بایں اعتبار ائمہ اربعہ کا مجمع علیہ ہے۔حلیۃ میں فرمایا **ذھب الجمھور منھم اصحابنا ومالک والشافعی واحمد فی روایتہ الیٰ انہ لا یکفر** (فتاویٰ رضویہ ج ۲ رکتاب الصلوۃ ص ۱۹۰) ابوداؤد،نسائی وغیرہما میں ارشاد رسول پاک صاحب لولاک ﷺ ہے کہ۔**خمس صلوات کتبھن اللہ علی العباد الیٰ قولہ ﷺ ومن لم یات بھن فلیس لہ عند اللہ عھد اِن شاء عذّبہ واِن شاء ادخلہ الجنۃ.(والفظ للنسائی کتاب الصلاۃ جلد اول ص ۵۴)**

یعنی پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائیں،جو انھیں نہ پڑھے،اس کے لئے خدا کے پاس کوئی عہد نہیں اگر چاہے تو اسے عذاب دے اگر چاہے تو جنت میں داخل کرے معلوم ہوا نماز چھوڑنے والا کافر نہیں ہوتا۔ورنہ جنت میں داخل فرمانے کا کیا مطلب؟ ہاں تارک صلوٰۃ وصوم سخت فاسق ہے،مگر کافر نہیں

چہ جائیکہ کافر سے بدتر۔اور ہاں یہاں اسلامی حکومت ہوتی تو سخت تعزیر کا مستحق ہوتا امام مالک، امام شافعی اور امام احمد علیہم الرحمۃ والرضوان کے نزدیک عمداً تارک صلوٰۃ کو قتل کرنے کا حکم ہے۔اور ہمارے ائمہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک عمداً تارک صلوٰۃ کو تاعمر قید کرنے کا حکم ہے۔لیکن جب توبہ کرے تو چھوڑ دیا جائے اور بعض ائمہ کے نزدیک اتنا ماریں کہ خون بہادیں پھر قید کریں۔لیکن اب نماز پنجگانہ، جمعہ وعیدین کے تارک اور ماہ رمضان شریف کے روزے نہ رکھنے والے کے ساتھ کھانا، پینا، میل جول، سلام وکلام وغیرہ معاملات بند کردیں۔جب تک توبہ نہ کرلے۔اور نمازی اور روزہ دار نہ بن جائے۔لہٰذا اگر عالم صاحب نے بے نمازی اور بے روزہ دار کو کافر بطور سب وشتم کہا تو خود کافر نہ ہوئے، مگر ایسے جملہ سے اجتناب ضرور تھا۔ناجائز کا ارتکاب کیا وہ بھی عالم ہوکر۔اور اگر یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ واقعی رمضان شریف کے مہینے کا روزہ نہ رکھنے والا یا نماز نہ پڑھنے والا کافر اور کافر سے بدتر ہے۔تو اس عالم صاحب پر بحکم شریعت اسلامیہ توبہ، تجدید ایمان وتجدید نکاح بھی ضروری ہے اور تجدید بیعت بھی چاہئے اور صورت اولیٰ میں بھی ناجائز کلمہ کے بکنے پر علی الاعلان توبہ کرے ۱۲/ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہٗ جلّ مجدہ اتم واحکم بالجواب.

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضانگر کلمنا ناگپور

لفظ رحمٰن ورحیم وغیرہ صفات الٰہیہ کا اطلاق غیر خدا کے لئے ناجائز وحرام ہے اور جس معنیٰ کر رب عزوجل رحمٰن ورحیم قدیم ہے وہ مراد لے تو کفر ہے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں زید بسم اللہ کی جگہ پر شادی کے کارڈ پر انگریزی کی یہ عبارت لکھا ہے۔

In the name of huzoor sarkar ajulawliya R.h The most Beneficient and Merciful

جو عرفاً وعادتاً بسم اللہ کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے نیز اسمیں انگریزی کے یہ دو لفظ Beneficien، meciful ہیں جسکے معنیٰ رحمٰن اور رحیم ہے اور ان دونوں کا اطلاق بابا تاج الدین علیہ الرحمہ کے لئے کیا ہے گویا کہ انہوں نے یہ لکھا باسم تاج الدین الرحمٰن الرحیم اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا ایسا لکھنا جائز ہے یا نہیں؟ کیا رحمٰن ورحیم وغیرہ صفات الٰہیہ کا اطلاق غیر خدا کے لئے کیا جاسکتا ہے؟ شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام، عبدالقادر، تاج آباد شریف، ناگپور

۷۸۲/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

صورت مسئولہ میں زید نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے مشہور ومعروف انگریزی ترجمہ میں اسم جلالت لفظ اللہ کی جگہ بابا تاج الدین علیہ الرحمہ کا نام نامی گڑھا یہ زید کی جہالت شریعت مطہرہ سے بے خبری بلکہ شریعت طاہرہ پر جرأت بیجا ہے لہٰذا زید کو آئندہ ایسی حرکت شنیعہ قبیحہ سے توبہ لازم اشد لازم ہے اور یوں بھی کہ لفظ رحمٰن کا اطلاق بر بنائے جہالت وسفاہت غیر خدا پر ہو تو ناجائز وحرام ہے ورنہ اگر خصوص اسی یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات جس معنیٰ کر رحمٰن ورحیم غیر حادث وقدیم ہے یا بعض معنیٰ شرعیہ مثلاً بلا واسطہ نعمتیں عطا

کرنے والے کو رحمن کہتے ہیں اس کا قصد و ارادہ ہو تو کفر ہے مجمع الانہر الجزء الثانی کتاب السیر والجہاد ص۵۰۴ پر ہے۔ اذا اطلق علی المخلوق من الاسماء المختصة بالخالق نحو القدوس والقیوم والرحمٰن وغیرھا یکفر۔ نیز ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کی شرح فقہ اکبر، ص۲۳۸ پر ہے من قال لمخلوق یا قدوس او القیوم او الرحمٰن او قال من اسماء الخالق کفر ۱۲ واللہ تعالی اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم بالجواب.

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

سنت رسول کی اہانت کفر ہے اور بلا وجہ کسی مسلمان کو کافر کہنا یا کفر کی نسبت کرنے سے قائل کی طرف کفر عود کریگا

از کچی سرائے تاج گنج آگرہ۔۔۔۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں

کہ ۱۵/اپریل ۲۰۱۳ء کو کچی سرائے آگرہ میں ایک جلسہ کا انعقاد ہوا جس میں ایک عالم دین نے رد وہابیہ اور تحریک دعوت اسلامی کے کچھ غلط کاموں سے لوگوں کو آگاہ کیا ان کی رد میں زید نے ایک پمفلیٹ شائع کیا اور لوگوں میں تقسیم کیا اس کے دو اقتباس ہم تحریر کر کے کچھ جوابات کے متمنی ہیں امید ہے کہ جواب باصواب مرحمت فرمائیں گے۔

پہلا اقتباس یہ ہے کہ ”انہوں نے اپنی تقریر میں دعوت اسلامی والوں کے عمامہ اور داڑھی کو سکھوں

کی پگڑی اور داڑھی سے تشبیہ دیکر اپنا نام سنت کی اہانت میں درج کرلیا یہ ان کا مقدر ہے''

جبکہ علامہ موصوف نے یہ کہا ''داڑھی میں اسلام نہیں ہے۔ بلکہ اسلام میں داڑھی ہے۔ ورنہ داڑھی میں اسلام ہوتا تو سکھ سب سے پہلے مسلمان ہوتے''

اس کی روشنی میں سوالات یہ ہیں۔

(۱) کیا حضرت عالم صاحب کا یہ جملہ اس بات کا داعی ہے کہ دعوت اسلامی والوں کی داڑھی سکھوں کی داڑھی کے مشابہ ہے اگر نہیں تو زید کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟

(۲) کسی سنی صحیح العقیدہ مسلمان عالم دین کو اہانت رسول کا مرتکب قرار دینا کیسا ہے؟

(۳) سنت رسول کی اہانت **مفضی الی الکفر** ہے یا نہیں؟ اگر مفضی الیٰ الکفر ہے تو شریعت اسلامیہ کی روشنی میں مذکورہ قول کی وجہ سے علامہ موصوف پر حکم کفر ہوگا یا نہیں؟ اگر نہیں؟ تو زید کی طرف حکم کفر عود کریگا یا نہیں؟ جبکہ احادیث میں وارد ہے کہ اگر کسی نے کسی مسلمان کو کافر کہا اور وہ کافر نہیں تو حکم کفر قائل کی طرف لوٹ آئیگا۔

(۴) بصورت دیگر زید کی اقتدا میں پڑھی گئی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

(۵) زید کو منصب امامت پر فائز کرنا کیسا ہے؟

(۶) زید کسی مسجد کا متولی یا کسی مدرسہ کا مہتمم ہوسکتا ہے یا نہیں؟

دوسرے اقتباس کا مفہوم یہ ہیکہ ''سنی دعوت اسلامی کے مبلغین اپنے قول وفعل سے مسلک اعلیٰ حضرت کی ترجمانی کررہے ہیں۔ ایسے حالات میں دعوت اسلامی کی مخالفت کرنا دانستہ طور پر تبلیغی جماعت کو تقویت پہونچانا ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت کے کام میں رکاوٹ ڈالنا ہے جو عین اسلام کے خلاف ہے۔

(۷) کیا دعوت اسلامی کے غلط کاموں پر تنبیہ کرنا اور لوگوں کو اس سے باخبر کرنا تبلیغی جماعت کو تقویت

پہونچانا مسلک اعلیٰ حضرت کے کام میں رکاوٹ ڈالنا اور عین اسلام کے خلاف ہے اگر ایسا ہے تو علامہ موصوف پر حکم شرع کیا ہوگا؟ اور یہ مسلک اعلیٰ حضرت کے مطابق اور عین اسلام ہے تو زید کے لئے حکم شرع کیا ہوگا؟ اور علامہ موصوف پر الزام تراشی وبہتان کشی کیسی ہے؟ جواب باصواب مرحمت فرمائیں گے۔ بینوا وتوجروا

المستفتیان: عبدالسمیع امام مسجد قبا، کچی سرائے تاج گنج آگرہ
رئیس خان حشمتی، پرویز خان حشمتی 20/4/2013

۷۸۲/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز الوھّاب

(۱/۲/۳/صورت مستفسرہ میں برصدق سائل عالم صاحب کا جملۂ مذکورہ اس بات کا داعی نہیں ہے کہ دعوت اسلامی والوں کی داڑھی سکھوں کی داڑھی کے مشابہ ہے، اب رہ گیا زید کا معاملہ کہ اس نے عالم صاحب کی طرف سنت رسول اللہ ﷺ کی اہانت کی نسبت کی جس کا وہ مرتکب نہیں ہے۔ اور سنت رسول کی اہانت کفر ہے۔ گویا زید نے عالم صاحب کی طرف کفر کی نسبت کی حالانکہ عالم صاحب کے اقوال سے کفر ثابت نہیں، چنانچہ اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کو کافر کہے یا اس کی طرف کفر کی نسبت کرے اور اس میں وہ بات موجود نہیں ہے تو کفر قائل کی طرف لوٹے گا۔ جیسا کہ المعتقد المنتقد ص ۲۲۴/ میں ہے۔ **بقوله علیه السلام من قال لاخیه یا کافر فقد باء به احدهما فاذا کفر شخص ایّاناً فالکفر واقع باحدنا ونحن قاطعون بعدم کفرنا فالکفر راجع الیه**

لیکن زید کا یہ قول دین کے اصول کی معلومات کے نہ ہونے کا پتہ دیتا ہے اس لئے اس پر کفر التزامی نہیں بلکہ کفر لزومی اس صورت میں ہے۔ جبکہ جزم ہو، جیسا کہ اسی المعتقد المنتقد صفحہ ۲۲۴/ میں ہے۔ **وقیل انما یکفر المخالف اذا خالف اجماع السلف علیٰ تلک العقیدة وظاهر قول**

الشافعی و ابی حنیفه انه لا یکفر احد منهم فیما لیس من الاصول المعلومة من الدین ضرورةً و هو المنقول عن جمهور المتکلمین

لہٰذا زید توبہ ورجوع کرے۔ مذکورہ تینوں سوالوں کے جوابات عبارت بالا میں موجود ہیں۔

(۴،۵،۶) قبل توبہ زید کے پیچھے پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ واجب ہے منصب امامت پر فائز کرنا یا کسی مسجد کا متولی یا مدرسہ کا مہتمم بنانا ناجائز ہے۔ ہاں توبہ تجدید ایمان وتجدید نکاح کے بعد کراہت نہیں۔

(۷) عالم صاحب کا دعوت اسلامی کے غلط کاموں پر تنبیہ کرنا اور لوگوں کو اس سے باخبر کرنا اچھا کام ہے۔ کیونکہ یہ تنبیہ ادعو ابالموعظة الحسنه کے تحت ہے۔

علامہ موصوف کا یہ کام تبلیغی جماعت کو تقویت پہونچانا نہیں ہے۔ بلکہ مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت ہے۔ چنانچہ امیر دعوت اسلامی الیاس عطار کے بعض اقوال وافعال مسلک اعلیٰ حضرت سے متصادم ہیں۔ جیسا کہ انکی تحریروں افعال سے ظاہر ہے اسی وجہ سے قاضی القضاۃ فی الھند تاج الشریعہ بدر الطریقہ مدظلہ العالی کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ ''دعوت اسلامی اور سنی دعوت اسلامی مسلک اعلیٰ حضرت کی تحریک نہیں ہے، ان سے بچو'' علامہ موصوف دعوت اسلامی کے غلط کاموں پر تنبیہ کرنے اور لوگوں کو اس سے باخبر کرنے میں حق پر ہیں۔ اور یہ مسلک اعلیٰ حضرت کے مطابق ہے۔ زید کیلئے حکم شرع جواب نمبر ار پر موجود ہے، علامہ موصوف پر الزام تراشی وبہتان کشی ناجائز وحرام نیز عدم علم اور جہالت پر مبنی ہے

۱۲/ھذا ما ظھر لی و اللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب و علمہٗ اتم و احکم بالجواب.

کتبہ۔ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت، رضانگر کلمنا ناگپور

جو تبلیغی جماعت پیشوایان دیوبند کے کفریات قطعیہ میں شک کرے تو ان پر بھی حکم کفر ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں

(۱) دور حاضر میں تبلیغی جماعت کے چلّوں میں جانے والے حضرات تعلیمی حیثیت سے اردو پڑھنا بھی نہیں جانتے اور وہابی دیوبندی کے عقائد کفریہ سے ناواقف و بے خبر ہوتے ہیں اور تبلیغی جماعت کے مبلغین کے ظاہری لباس دیکھ کر اور ظاہری اقوال کو سن کر صرف اور صرف دین کی ہمدردی میں ان کی چلہ کشی کیلئے تیار ہو گئے ایسے لوگوں کیلئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(۲) دیوبند، ندوہ یا کسی بھی دارالعلوم سے فارغ التحصیل مولوی، حفظ الایمان، تقویۃ الایمان، براھین قاطعہ اور فتاویٰ رشیدیہ اوران کے مصنفین جن پر علماء اہلسنت نے کفر کا فتویٰ دیا ہے اور علمائے حرمین شریفین نے۔من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کا حکم نافذ فرمایا ہے ان سے قطعی ناآشنا ہے اور جب ان مردودوں کی کفری عبارتیں ان کو سنائی جاتی ہیں ان پر وہ مولوی بے ساختہ کفر کا فتویٰ دیدیتا ہے۔لیکن ان کے مصنفین نے یہ عبارتیں لکھی ہیں اس بات کا وہ قائل نہیں جب یہ کتابیں انہیں دکھائی جاتی ہیں تو وہ بے اعتباری کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ چھاپنے والوں پر مجھے اعتبار نہیں اگر مصنفین نے واقعی ایسا ہی لکھا ہے تو وہ بلاشبہ کافر ہے لیکن ایسا ہی لکھا ہے اس پر مجھے اعتبار نہیں۔اب اس پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ آیا وہ مومن ہے یا کافر؟

(۳) زید سعودی عرب کا باشندہ ہے اور سعودی عرب میں اکثر لوگ عقائد باطلہ سے واسطہ رکھے ہوتے ہیں زید کے سامنے جب ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب ''کتاب التوحید'' اور اشرف علی تھانوی کی ''حفظ الایمان'' اور اسماعیل دہلوی کی ''تقویۃ الایمان'' اور خلیل احمد انبیٹھوی کی ''براھین قاطعہ'' اور قاسم

نانوتوی کی ''تحذیر الناس'' اور رشید احمد گنگوہی کی کتاب فتاویٰ رشیدیہ کی عبارتیں پیش کی گئیں تو اس نے بلا جھجھک کفر کا فتویٰ دیا۔ یارسول اللہ یاغوث پکارنے پر اعتراض کرتا ہے اور ہندوستان میں صلوٰۃ وسلام میں بھی معترض ہوتا ہے اور سرکار مدینہ ﷺ کے اسم گرامی کے ذکر کے وقت انگوٹھے بھی نہیں چومتا ہے دیوبندی ائمہ کی اقتدا میں اپنی نماز کو جائز سمجھتا ہے گویا کہ ظاہری تمام اعمال میں دیوبندیوں سے مشابہت رکھتے ہیں اس شخص کے بارے میں شریعت مطہرہ کیا حکم نافذ کرتی ہے؟

(۴) زید ایک سنی (بریلوی) عقائد کا ماننے والا مولوی ہے اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے مسلک کی تصدیق بھی جان و دل سے کرتا ہے۔ علماء دیابنہ اور وہابیہ میں سے جس کی تکفیر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان اور دیگر علماء اہلسنت نے کی ہے اور ہند وسندھ عرب وعجم بالخصوص علماء حرمین شریفین نے اعلیٰحضرت کے فتویٰ کی جو تصدیق کی ہے ان سب کا اقرار و تصدیق بھی کرتا ہے لیکن دنیوی اور سرکاری معاملات میں دیوبندی مولویوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے حالانکہ عقائد کی جب بات آتی ہے تو اس وقت مسلک اعلیٰ حضرت کی اپنی حیثیت کے مطابق حمایت کرتا ہے اور دلائل اور براھین بھی پیش کرتا ہے لیکن عقائد کے تحفظ و تشخص کے ساتھ دنیوی امور اور گورنمنٹ کے تمام کام کاج میں ان کے ساتھ نشست و برخاست کرتا ہے مثلاً مسلم پرسنل لاء بورڈ جس کی صدارت رابع حسن ندوی کر رہے ہیں اسکی میٹنگوں میں شرکت کرتا ہے اس کی رکنیت اختیار کرتا ہے اور ممبر بنتا ہے نیز اپنے عقائد کے تحفظ و تشخص کے ساتھ اپنے کل ہند اجلاس میں شرکت کرنا جو عالمی مسلم مسائل یعنی دہشت گردی وغیرہ کے خلاف اتحاد کے نام پر منعقد ہوتے ہیں اس صورت میں اس پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ جلد از جلد جواب عنایت فرمائیں عند اللہ ماجور ہوں۔ فقط والسلام

عبد اللہ، جام نگر دھرول (گجرات)

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز الوھاب

(۱) صورت مسئولہ میں برتقدیر صدق مستفتی وصحت سوال اگر ایسے لوگ فی الواقع وہابی ، دیوبندی کے عقائد کفریہ سے ناواقف و بے خبر ہیں ہنوز ان کفریات قطعیہ کی اطلاع نہ ہوئی نادانستہ وہ لوگ ان کی چلہ کشی میں شریک ہوئے یا اس کیلئے تیار ہوئے تو بریں تقدیر ان پر حکم کفر نہ ہوگا ، ہاں اگر ان کفریات قطعیہ یقینیہ پر مطلع ہونے کے بعد ان کی تکفیر میں شک کریں تو یہ انہیں کی رسی میں گرفتار ہوگا ۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

(۲) جن اکابر دیوبند کی نسبت علمائے حرمین شریفین زادھما اللّٰہ شرفاً و تکریماً کے فتاوے مدت سے شائع ہیں بے شبہ وہ اپنے ان ناقابل تاویل کفریات قطعیہ کے سبب کافر و مرتد ہیں بلکہ ان کفریات پر مطلع ہوکر ان کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں ادنیٰ شک کرے وہ بھی کافر ہے پس صورت مسئولہ میں مسئول عنہ شخص ہوشیار وہابی معلوم ہوتا ہے جو اکابر سے حکم تکفیر دفع کرنے کیلئے نیا حیلہ اختیار کیا ہے وہ ہرگز ہرگز قابل اعتبار اور لائق التفات نہیں ۔ آج تک کسی ذمہ دار وہابی دیوبندی عالم نے نہ ان کفریات ومغلظات سے انکار کیا کہ یہ عبارتیں ہمارے اکابر کی نہیں ہیں نہ اس کا مقر ہے کہ ان کتابوں کا انتساب ہمارے اکابر کی طرف غلط ہے بلکہ علمائے دیوبند ہمیشہ ان متنازع فیھا عبارتوں کی بیجا تاویلات کرتے رہے جو ہنوز جاری ہے آج بھی مناظروں میں دیوبندی مناظر بیجا تاویلات کا سہارا لیتے ہیں ۔ کما لا یخفی علی اھل العلم مسئولہ عنہ مولوی اس کا انکار کرکے اپنے اکابر کو کفر سے نہیں بچا سکتے بلکہ انکار کرکے خود کو ان کے گروہ میں شامل کرلیا ہے ۔ وھو سبحنہ تعالیٰ اعلم.

(۳) جب زید نے کتب مذکورہ (حفظ الایمان تقویۃ الایمان براھین قاطعہ وغیرہ) کی متنازع فیھا عبارتوں کو کفریہ قرار دیا اور بلا جھجک فتویٰ کفر بھی صادر کردیا تو یقیناً اس کے نزدیک علماء دیوبند (جو ان عبارات کفریہ وعقائد باطلہ کو حق جانتے ہیں) کافر و مرتد ٹھہرے اور کافر و مرتد کی اقتداء میں نماز جائز سمجھنا کفر خالص ہے ، لہٰذا زید نے ان کی اقتدا میں نماز جائز سمجھ کر اپنے اوپر کفر لازم کرلیا پس صورت

مسئولہ میں مسئول عنہ زید کو ہر گز ہرگز مسلمان نہیں کہا جاسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب (۴) بے ضرورت شرعیہ صحیحہ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہر گز ہر گز جائز نہیں اس سے احتراز واجب قال تعالیٰ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (پ ۷/رکوع ۱۴) وقال عزوجل وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ. (پ۱۲/رکوع ۱۰) ہاں ضرورت شرعیہ کے وقت بقدر ضرورت روا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ کما تقرر فی الاصول الضرورات تبیح المحظورات (الاشباہ والنظائر الجزء الاول ص ۲۵۱).

هذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی العظیم واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح والمجیب مثاب
فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفر لہ القوی
دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

کتبہ: محمد محبوب رضا نوری بدر القادری
خادم التدریس دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا
ناگپور

بسمہٖ تعالیٰ

عالی جناب مفتی صاحب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس سلسلے میں کہ زید کے ایک پیر صاحب کا وصال ہوگیا پیر صاحب کا سلسلہ چشتیہ قادریہ تھا، زید کے پیر صاحب نے سب مریدوں کو ہمیشہ ہمیشہ بدعقیدہ حضرات سے دور رہنے کی تلقین کی اور خود بھی کبھی کسی بدعقیدہ امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔

زید نے اپنے پیر صاحب کے بعد بدعقیدہ اماموں کے پیچھے نماز پڑھنی شروع کی اپنے محلّہ میں گھر سے نزدیک بدعقیدہ امام والی مسجد میں اور دوکان کے نزدیک بھی بدعقیدہ امام والی مسجد میں سمجھانے کے

باوجود بھی وہ نہیں مانے اور مرتے دم تک یہی طریقہ جاری رہا یہ بدعقیدہ امام وہابی دیوبندی قاسمی تھے اس دوران انھوں نے کئی مرید کئے اور کچھ عرصہ پہلے محمد الیاس کو خلافت بھی دیں اور جانشین بھی مقرر کیا۔

ان کے وصال پرانکی نماز جنازہ بھی ایک بدعقیدہ امام نے پڑھائی نماز جنازہ کے وقت انکے جانشین ان کے خلفاء صاحبزادگان بھی موجود تھے زید کے جنازہ کی نماز میں ان کے خلفاء مرید صاحبزادگان پیر بھائی وغیرہ نے بھی اس بدعقیدہ امام کے پیچھے نماز جنازہ ادا کی زید کے بڑے صاحبزادے بھی زید کے خلیفہ ہیں

(۱) کیا اس پیر کا اپنی حیات میں بدعقیدہ اماموں کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے؟

(۲) کیا اس صورت میں دی ہوئی خلافت اور بیعت باقی رہے گی؟

(۳) کیا ان سے فیض جاری رہے گا؟

(۴) ان کے خلیفہ، مریدین اور پیر بھائیوں کو کیا کرنا چاہئے اور یعنی وہ لوگ جو ان کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔؟

المستفتی

محمد الیاس اسحاقی ڈاکٹر اسحق بلڈنگ شاہ جہاں روڈ

روہتاجناں پیچھ تھانہ ضلع آکولہ مہاراشٹر۔

۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز الوھاب واللہ المرجع والمآب

(۱) صورت مسئولہ میں بر تقدیر صدق سائل اگر فی الواقع بدعقیدہ امام وہابی یا دیوبندی تھا (جو کہ اپنے کفریات قطعیہ کے سبب کافر ومرتد ہے) تو ہرگز ہرگز ان کی اقتدا میں نماز جائز نہ تھی کہ بعد واقف حال ایسے کو امام بنانا حرام حرام اشد حرام بدکام بدانجام ہے بلکہ مسلمان سمجھ کر اس کی اقتدا کرنا خالص کفر ہے کہ اس کے عقائد خبیثہ کفریہ رذیلہ پر مطلع ہوکر اسے مسلمان جاننا درکنار کفر میں ادنیٰ شک کرنا بھی کفر ہے۔

کمامر ھو فی المعتمدات من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر ۔ (درمختار باب المرتد

جلد ۱ ص ۳۵۶)
پس صورت سوال میں اگر زید اس وہابی امام کو مسلمان جان کر اس کی اقتدا کرتا رہا تو بریں تقدیر زید نے اپنا ایمان وعقیدہ کو تباہ وبرباد کرلیا اور اسی کی رسی میں گرفتار ہوگیا، قال اللّٰہ تعالیٰ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ (پ ۶ رکوع ۱۲) اور اگر کافر سمجھ کر اس وہابی امام کی اقتدا کرتا رہا تو بایں صورت زید نہایت فاسق وفاجر بد کردار مستوجب قہر قہار و مستحق عذاب نار رہوا۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

(۲) **الجواب**:۔ جب زید وہابی امام (جو کہ اپنے نا قابل تاویل کفریات کے سبب کافر ہے) کی اقتدا میں نماز پڑھنے کے سبب کافر یا کم از کم فاسق وفاجر ٹھہرا تو اسکی خلافت وبیعت چہ معنیٰ دارد؟ مریدین پر لازم ہے کہ جامع شرائط پیر کے مرید ہو جائیں واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۳) **الجواب**:۔ فیض جاری نہیں رہے گا، لا نقطاع السلسلة. کما لایخفی علی اھل العلم وھو سبحنہ تعالیٰ اعلم.

(۴) **الجواب** :۔ صورت مستفسرہ میں جبکہ زید کی نماز جنازہ (بعض صورت میں جو کہ خود کفر ہے) وہابی امام نے پڑھائی اور ابھی گزرا کہ اس کو مسلمان سمجھ کر امام بنانا کفر ہے لہٰذا جن لوگوں نے جان بوجھ کر اور مسلمان سمجھ کر اسے امام بنایا اور اس کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی ان پر توبہ تجدید اسلام لازم ہے اور اگر عورت رکھتے ہیں تو بعد توبہ، تجدید اسلام وتجدید نکاح کریں. کما ھو مصرح فی الجزء السادس من الفتاویٰ الرضویه للامام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز. ھٰذا ماعندی والعلم بالحق عند ربی العظیم.

الجواب صحیح والمجیب مثاب — کتبہ محمد محبوب رضا بدر القادری

فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی: خادم التدریس دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ زید کراچی کا رہنے والا ہے کچھ دنوں سے ایم پی کے مختلف شہروں میں دورے پر ہے اور لوگوں کو مرید بھی کر رہا ہے اور سنی مسجد میں اس کے نماز پڑھانے کے بعد جب اسے صلوٰۃ وسلام حسب معمول پڑھنے کے لئے کہا گیا تو وہ کہتا ہے کہ مجھے سلام پڑھنا نہیں آتا علاوہ ازیں وہ فاتحہ کی نیاز سامنے رکھنے سے منع کرتا ہے نیز اقامت کے وقت پہلے ہی سے کھڑا ہو جاتا ہے اور جو وہابی یا دیوبندی انکے ہمراہ ہیں انھیں وہ دیوبندیت ووہابیت سے بچنے کے لئے بھی کچھ نہیں کہتا ہے اور وہابی مسجد کے امام کی اقتداء میں نمازیں بھی ادا کرتا ہے علاوہ ازیں زید کے دادا جو ایک پروفیسر تھے انھوں نے اپنی کتاب تاریخ اسلام کے ص ۵۳ پر سید احمد رائے بریلی اور اسماعیل دہلوی کو رحمۃ اللہ علیہ لکھا اور انہیں شہید بتا کر انھیں صاحب کرامت بتایا ہے وہ اپنی اسی کتاب میں لکھتا ہے بالاکوٹ میں موٹر اسٹینڈ کے قریب ہی حضرت سید احمد بریلوی کا مزار ہے وہاں بیٹھا تو عجیب کیفیت ہوگئی بیتاب ہو گیا پھر سکون ہوا تو حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں اسی جگہ شہید ہوا تھا اور میرا گھوڑا بھی یہیں کھڑا ہوا تھا جبکہ ایک سکھ نے مجھے شہید کیا اور شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ لڑتے ہوئے آگے بڑھ گئے اور آگے جا کر شہید ہوئے اور یہ بھی فرمایا کہ تمہارے بعض اعزا بھی میرے ساتھ تھے پھر میں شاہ اسماعیل علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضر ہوا بڑا جلال نظر آیا فرمانے لگے ہماری نظر میں جیسے مسلمان ہونے چاہئے ویسے اب نظر نہیں آتے اور یہ بھی فرمایا کہ آج کل کے مسلمان شہید ہونے کے لئے دعا نہیں مانگتے کہ کہیں وہ دعا قبول نہ ہو جائے'' ایسے شخص سے بیعت ومرید ہونا اسکی تعظیم وتکریم کرنا اسکی صحبت میں رہنا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔ فقط والسلام۔

المستفتی عبداللہ خان بس اسٹینڈ کے پیچھے سیونی ایم پی۔

۹۲/۷۸۶ : الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

وہابی دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کے سبب کافر مرتد اور خارج از اسلام ہیں ۔اگر تحقیق سے یہ ثابت ہوجائے کہ وہ پیر مغاں درحقیقت وہابی، دیوبندی ہے۔تو اس کی بیعت خود بخود فسخ ہوگئی۔اسکی تعظیم حرام قطعی اور اس کی صحبت سم قاتل ۔اسکے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ فرض ۔اور اگر وہابی، دیوبندی ثابت نہ بھی ہو جب بھی اسکے بعض مراسم اہل سنت کو منع کرنے ،اور وہابیوں کی اقتدا میں عمداً نماز ادا کرتے سے یونہی فسق واضح ہوگیا۔لہٰذا اس سے بیعت وارادت ناجائز وحرام ۔اسکی صحبت مضر اور اسکی اقتدا میں پڑھی ہوئی نمازوں کو لوٹانا واجب۔واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم بالجواب ..

نوٹ:۔ پیر جی سے استفسار کیجئے کہ اپنے دادا کی کتاب کے مندرجات کو حق وصحیح مانتا ہے ۔ یا فاسد وباطل اسی سے پیر جی کی قلعی کھل جائے گی ۱۲ر

کتبہ:فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

قشقہ لگانا شعار کفر ہے اور جے سیوا اور مہادیو کا نعرہ لگانا بحکم فقہاء کفر ہے قائل کافر ہے

۹۲/۷۸۶ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

(۱) ایسا امام جو یہ کہے کہ وہابی کی اولاد سنی ہو ہی نہیں سکتی ۔ جو وہابی باپ کے ساتھ تعلقات قائم

رکھتی ہے اور وہ امام خود ہی چندہ لینے ان کے یہاں جاتا ہے یا کسی کو بھیجتا ہے اور زید کے وہابی ہونے کو یقینی جانتے ہوئے بھی جو امام جمعہ میں ممبر پر کھڑے ہو کر زید کا تعارف ہمارے بزرگ جیسے القاب سے کرواتا ہے ایسے امام کے لئے شرعی کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) کبھی گاؤں میں کوئی منتری آجاتا ہے۔ یا گاؤں ہی کا کوئی آدمی الیکشن جیت لیتا ہے تو گاؤں والے اس کے استقبال میں ایک دوسرے کے ماتھے پر چاول کے پیلے دانے لگاتے ہیں۔ کبھی ہندو مسلمان کے ماتھے پر اور کبھی مسلمان ہندو کے ماتھے پر۔ لہٰذا جو مسلمان بار بار ایسا عمل کرتے ہیں ان کے لئے شرعی حکم کیا ہے

(۳) اگر کوئی مسلمان چناؤ کی جیت کی خوشی میں یا کسی غیر مسلم لیڈر کی آمد کی خوشی میں کسی جلوس یا میلے میں شریک ہو کر۔ جئے سیوا۔ جئے مہادیو۔ کا نعرہ لگائے تو اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے۔

فقط والسلام: محمد صابر خاں

دار العلوم رضویہ بھیم گڑھ کالونی تھانہ چھپارا ضلع سیونی ایم۔ پی

۸۶/۹۲ ۷ الجواب بعون الملک الوہاب

(۱) بے ضرورت و بے وجہ شرعیہ صحیحہ کفار و مرتدین سے محبت و وداد بلکہ ادنیٰ مخالطت بھی حرام حرام اشد حرام بدکام و بدانجام ہے۔ کما ہو مصرح فی القرآن والاحادیث۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں امام مسئول عنہ مذکور فی السوال وجوہات کے سبب فاسق ہے۔ اور فاسق کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ یعنی پڑھنی گناہ، پھیرنی واجب ہے غنیۃ شرح منیہ ص ۵۲۳ رمیں ہے۔ لو قدموا فاسقا یاثمون اور درمختار میں ہے۔ کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا (درمختار باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص ۷۱ مطبع مجتبائی دہلی) ہاں بعد توبہ نصوحہ اسکی اقتداء درست ہوگی۔ لان علیہ الصلوۃ

والسلام قال التائب من الذنب کمن لا ذنب له(سنن ابن ماجه باب ذکر التوبه ص ۳۲۳) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہٗ اتم واحکم بالجواب

(۲) یہ بھی قشقہ (تلک) کی ہی ایک صورت ہے اور شرعاً قشقہ لگانا ناجائز وحرام بلکہ شعار کفر ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۸۵ / پر ہے قشقہ ضرورت شعار کفر ومنافی اسلام ہے لہٰذا قشقہ لگانے والوں پر توبہ تجدید ایمان ونکاح فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وھو الھادی الیٰ سواء الطریق ۔

(۳) غیر مسلم کے تعظیمی جلوس میں شرکت حرام وبدخواہی اسلام ہے الاشباہ والنظائر الجزء الثانی ص ۷۷ میں ہے۔ تبجیل الکافر کفر.... ولقولہ تعالیٰ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَالذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (پ۷/رکوع ۱۴) وقال تعالیٰ وَلَا تَرْکَنُوْا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ (پ۱۲/رکوع ۱۰) قال علیہ الصلوٰۃ والسلام من سود مع قوم فھو منھم ۔

[کنز العمال جلد ۹ / ص ۱۰ / دیلمی جلد ۹ / ص ۲۲]

اور جئے سیوا، جئے مہادیو کا نعرہ لگانا بحکم فقہاء کرام کفر ہے۔ کما ھو مصرح فی الجزء السادس من الفتاوی الرضویۃ لہٰذا نعرہ لگانے والوں پر توبہ وتجدید ایمان فرض ہے۔ بیوی رکھتے ہوں تو تجدید نکاح بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ ۱۲

کتبہ:۔ محمد محبوب رضا بدر القادری۔
خادم التدریس دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر

الجواب صحیح:۔ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

تبلیغی جماعت میں شرکت کرنے والا شخص اگر دیوبندیوں کے عقائد سے مطلع ہو کر وہی عقائد باطلہ رکھتا ہے تو وہ کافر و مرتد ہے۔ ایمان واسلام سے اس کا کوئی علاقہ نہیں۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں

(۱) ایک شخص قریب دس سال سے تبلیغی جماعت سے جڑا ہوا ہے اور جماعت میں جاتا تھا۔

(۲) یہ شخص دیوری کے تمام مرحوموں کو غسل دیا اور قبر کے کام تک انجام دیا۔

(۳) اب اس شخص کا انتقال ہو گیا ہے جس کی نماز جنازہ تبلیغی جماعت سے جڑے ہوئے حافظ اسرار بھنڈارے والے انھوں نے پڑھائی۔

(۴) دیوری کی پوری جماعت نے ان کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی۔ اس کے بارے میں جماعت انجان تھی اس کے بارے میں تفصیل سے بتایا جائے۔

(۵) مرنے والا شخص اپنے گھر میں فاتحہ وغیرہ دیتا تھا اور مسجد میں نماز و تلاوت وغیرہ سب کرتا تھا اور رسول کی گستاخی کی بات کسی کے سامنے نہ کی۔

(۶) مرنے والا شخص کسی کو کہا تھا کہ آپ میرے چہلم کا کھانا ضرور کھانا۔

(۷) کمیٹی کے ممبر کے سامنے انھوں نے کہا تھا میں سنی عقیدے والا ہوں لیکن پہلی کی کمیٹی نے مجھے وہابی کا تہمت لگایا تھا اب نئی کمیٹی بن گئی ہے میں آپ کے ساتھ ہوں۔

(۸) گاؤں کے ہر شخص کے دکھ کے کاموں میں اسے بلایا جاتا تھا۔

(۹) جماعت کے بہت سے لوگ تبلیغی جماعت میں جاتے ہیں ان کے بارے میں خلاصہ کریں۔

(۱۰) تبلیغی جماعت میں جانے والا شخص کیسا ہے ان کا ایمان کیا کہلائے گا؟

(۱۱) کوئی شخص تبلیغی جماعت میں جاتا ہوتو اس کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے۔؟ سنی مسجد اور مدرسے کی کمیٹی اس پر شریعت کے حساب سے کارروائی کرسکتی ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام

کمیٹی جامع مسجد دیوری تحصیل دیوری ضلع گوندیا۔ مہاراشٹر

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلاّم

نمبر ا رتا ۸ر برصدق سائلین وصحت سوال اگر مرنے والا دس سال سے تبلیغی جماعت سے جڑا ہوا تھا اور حتمی طور پر اس کے عقائد، اکابر علماء دیوبند کے عقائد تھے۔ تو اس کے کفر وارتداد میں شک نہیں اور صرف اس کا یہ کہہ دینا کہ پہلی کمیٹی نے مجھے وہابی کی تہمت لگا دیا تھا۔ اب نئی کمیٹی بن گئی ہے میں آپ کے ساتھ ہوں، مسموع نہ ہوگا اور نہ ہی نماز تلاوت۔ فاتحہ کرنا۔ اور کسی کو چہلم کا کھانا کھانے کے لئے کہنا اس کے سنی صحیح العقیدہ ہونے کے لئے کافی ہوگا۔ مزید برآں اس کی نماز جنازہ حافظ اسرار بھنڈارہ والے نے پڑھائی جس کی وہابیت ودیوبندیت میں شبہ نہیں تو اگر اس کی اقتدا میں نماز جنازہ پڑھنے والوں نے اس کو مسلمان اعتقاد رکھ کر نماز جنازہ ادا کی۔ تو کفر خالص ہے۔ پڑھنے والوں پر علی الاعلان توبہ تجدید ایمان ونکاح فرض ہے۔ اگر مرید ہوا ہو تو تجدید بیعت بھی چاہئے۔ اور اگر اس کی اقتدا میں اس کو مرتد وبدمذہب جان کر پڑھا ہے۔ تو فسق ہے پڑھنے والوں پر اعلانیہ توبۂ نصوحہ لازم اشد لازم۔ هـــذا هو الحكم کہ یہی حکم وہابی یا صلح کلی کی نماز جنازہ پڑھنے کا بھی ہے۔ ہاں جس کو علم نہیں تھا وہ معذور ہے

واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال

(۹) تبلیغی جماعت میں جانا حرام، حرام اشد حرام، بدکام بدانجام ہے۔ تبلیغی جماعت والوں کے عقائد وہی ہیں جو اکابر علماء دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی

قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کے ہیں۔ مذکورہ اشخاص پر اس زمانہ کے عرب وعجم کے علماء مشائخ اور مفتیان اعلام نے ان لوگوں کی کفری عبارتوں کی بنیاد پر فتویٰ تکفیر صادر فرمایا ہے اور یہاں تک تصریح فرمادی ہے کہ **من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر** [درمختار باب المرتد جلد ۱ص ۳۵۶] جو مذکورہ اشخاص کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی اسی زمرہ میں شامل ہے۔ لہٰذا جو لوگ تبلیغی جماعت میں گشت وغیرہ کے لئے جاتے ہیں۔ آئندہ اس جماعت میں شرکت سے اجتناب لازم جانیں اور بصدق دل توبہ کریں

(۱۰) تبلیغی جماعت میں شرکت کرنے والا شخص اگر دیوبندیوں کے عقائد سے مطلع ہوکر وہی عقائد باطلہ رکھتا ہے تو کافر ومرتد ہے۔ ایمان واسلام سے اس کا کوئی علاقہ نہیں۔

(۱۱) تبلیغی جماعت میں جانے والے شخص کا حکم جواب نمبر ۹؍۱۰؍ سے ظاہر ہوگیا۔ سنی مسجد اور مدرسہ کمیٹی کے افراد انھیں سمجھائیں، مان جائے تو ٹھیک، ورنہ اس سے بالکلیہ مقاطعہ کریں۔ یعنی سلام کلام میل جول شادی بیاہ، بیمار پڑنے پر اس کی عیادت، مرنے پر غسل وکفن، نماز جنازہ پڑھانا، جنازہ میں کندھا دینا۔ اور قبرستان لیجانا مقابر مسلمین میں دفن کرنا اپنی مسجدوں میں آنے دینا، عیدگاہ میں عید کی نماز پڑھنے دینا، وغیرہ وغیرہ تمام مراسم منقطع کریں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صاف ارشاد فرمایا "**ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم**" [مشکوۃ شریف ج۱ ر باب الاعتصام بالکتاب والسنہ ص ۲۸]

بدمذھبوں سے دور رہو۔ اوران کو اپنے سے دور کرو۔ کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں۔ اور ارشاد ربانی ہے۔ **وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ.** (پ ۷؍ رکوع ۱۴) **واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہٗ اتم واحکم بالجواب**

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

سنی صحیح العقیدہ عالم دین کو گالی دینے والے شخص پر کیا حکم ہے؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

کہ الحمد للہ مسجد رضا کنہان ۔۔ سنی صحیح العقیدہ بریلوی مسلک کے ماننے والوں کی ہے جشن عید میلا دالنبی جوش وخروش کے ساتھ منانا طے ہوا۔ اس موقعہ پر جلسہ وجلوس منعقد کیا گیا، جلسے میں مقرر حضرت مولانا عبدالرشید جبلپوری نے احقاق حق وابطال باطل عید میلا دالنبی منانے پر خصوصی خطاب فرمایا۔ عرض ہے کہ بعد جلسہ وجلوس مسجد ھذا میں ایک میٹنگ جلسے کے آمد وخرچ کے بابت منعقد ہوئی ۔ اس وقت سید جعفر علی ابن شیر علی صاحب ساکن کنہان نے حضرت مولانا عبدالرشید جبلپوری کا نام لیکر فحش گالیاں دیں گندی گالی ماں، بہن پر دی اور کہا کہ میں رہتا تو جوتے مار کر تقریر بند کرواتا۔ اور پھر ماں کی گالی دے کر کہا جوتے مارتا ہوا جبلپوری کو کنہان تک لاتا۔ اور کہا دوبارہ کسی عالم نے ایسی تقریر کی ۔ تو ان کو بھی جوتے مار کر تقریر بند کرواؤنگا اور مسجد سے باہر کرونگا۔ مسجد کے امام صاحب کے سمجھانے پر امام صاحب کو دوغلہ کہا۔ اس شخص کی ایسی حرکت پر سنی مسلمان اس سے سخت ناراض ہیں ۔ اس کے بدعقیدہ ہونے کا خطرہ محسوس کر رہے ہیں ۔ مزید عرض یہ ہیکہ علمائے کرام، امام وسنیوں کو گالی گلوج وعقائد اہلسنت کے خلاف توہین کرنے والے شخص پر یا اس کا ساتھ دینے والے لوگوں پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ بیان فرمائیں ۔ کیا ان پر توبہ ضروری ہے۔ اور توبہ نہ کرنے پر جماعت اہلسنت کس طرح کا شوشل بائیکاٹ کرے۔ وضاحت فرمائیں۔

میٹنگ کے وقت جو اس نے گالیاں دی ہیں ۔ اس وقت جو لوگ حاضر تھے گواہ ودستخط کے ساتھ گالیوں کے الفاظ کی ایک کاپی سوال کے ساتھ منسلک ہے۔ برائے مہربانی جلد از جلد شرعی حکم بیان فرما کر ہم لوگوں کی رھنمائی فرمائیں ۔۔

فقط والسلام ۔۔۔۔ المستفتیان ۔ زین العابدین ۔ حاجی شیر محمد ۔ کنہان ۔۔۔۔

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز الوھّاب

شریعت مطہرہ میں کسی مسلمان کو گالیاں دینا حرام قطعی ہے۔رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم فرماتے ہیں۔**سباب المسلم فسوق** [مشکوۃ شریف باب حفظ اللسان والعیب والشتم ص۴۱۱] مسلمان کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے۔دوسری حدیث شریف میں ہے۔ **سباب المسلم کا لمشرف علی الھلکۃ** [الترغیب والترھیب جلد۳ص۴۶۷] مسلمان کو گالی دینے والا اس کی مانند ہے۔جو ہلاکت میں پڑنا چاہتا ہے۔پھر یہ کہ مسلمان کو گالی دینا ایذائے مسلم ہے۔جو بحکم خدا اور سول جلّ جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سخت ممنوع و ناروا ہے۔جب عام مسلمانوں کے باب میں یہ احکام ہیں۔تو علمائے کرام کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے۔قال تعالیٰ **یَرۡفَعِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ ۙ وَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ** (پ۲۸رکوع۲) اور فرماتا ہے **ھَلۡ یَسۡتَوِی الَّذِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ وَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ** [پ۲۳رکوع۱۵] اور حدیث شریف میں ہے۔**لیس من امتی من لم یعرف لعالمنا حقه** [مسند امام احمد بن حنبل جلد۵ص۳۲۳دار الفکر بیروت]

ترجمہ: جو میرے علماء کے حقوق نہ پہچانیں وہ میری امت سے نہیں۔اور فرماتے ہیں" **لا یستخف بحقھم الا منافق**" [المعجم الکبیر جلد۸ص۲۳۸المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت]

ترجمہ: علما کے حقوق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق" مذکورہ نصوص سے متبین ہو گیا کہ علمائے ذوالاحترام عظیم المرتبت رفیع الدرجت ہیں۔ان کو سب وشتم کرنا حرام حرام اشد حرام بدکام بدانجام ہے۔فتاویٰ رضویہ میں ہے کہا"اگر عالم کو اس لئے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے جب تو صریح کافر ہے۔اور اگر بوجہ علم اسکی تعظیم فرض جانتا ہے مگر کسی دنیوی خصومت کے باعث برا کہتا ہے، گالی دیتا ہے، تحقیر کرتا ہے، تو سخت فاجر ہے اور اگر بے سبب رنج رکھتا ہے تو مریض القلب خبیث الباطن ہے اور اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔مجمع الانہر الجزء الثانی کتاب السیر والجہاد ص۵۰۹ پر ہے۔**من ابغض عالما من غیر سبب خیف علیه الکفر** [خلاصۃ الفتاوی کتاب الفاظ الکفر فصل ثانی جنس ثامن جلد٤ص۳۸۸]

منح الروض الازہر ج۹ص۱۴۰ پر ہے" الظاھر انه یکفر"

لہذا صورت مسئولہ میں اگر سوال سچا ہے واقع کے مطابق ہے تو بریں تقدیر گالی دینے والا شخص گناہ گار سیاہ کار حق اللہ وحق العباد میں گرفتار و مستحق عذاب نار ہے اور اس کا ساتھ دینے والا بھی اسی کی رسی میں گرفتار ہے۔ مسئول عنہ اور اس کے حامیین پر لازم ہے کہ فوراً صدق دل سے توبہ کریں اور ان سے معافی چاہیں نیز آئندہ اس قسم کے فعل قبیح سے اجتناب کریں۔ مذکورہ بالا حکم شرعی پر عدم تعمیل کی صورت میں واقف حال مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان کا شرعی بائیکاٹ کریں۔ لقولہ تعالیٰ وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ. الخ (پ۱۲ر رکوع ۱۰)

کتبہ:۔ محمد محبوب رضا بدر القادری
دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

کافر کہنے کیلئے وہ وجوہ درکار ہے جس سے صراحتاً ضروریات دین کا انکار لازم آتا ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں

کہ ہمارے شہر گوندیا رام نگر کے امام سیف الرضا حشمتی صاحب نے برسر عام مولانا الیاس قادری صاحب کو کافر کہا ہے انھوں نے کہا کہ بمبئی کے ایک جلسہ میں حضور تاج الشریعہ نے مولانا الیاس عطار قادری صاحب کو ردو ہابیہ پر تقریر کرنے کو کہا تو مولانا الیاس قادری صاحب اسٹیج چھوڑ کر چلے گئے کیا یہ بات صحیح

ہے؟ سیف الرضا صاحب کی لکھی ہوئی تحریر کو میں ساتھ میں جوڑ دیا ہوں برائے مہربانی آپ حقیقت بیان فرمایئے۔

رئیس احمد۔تاج آپٹیکل رام نگر پان چوک گوندیا۔موبائل (9028664976)

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین

بانی دعوت اسلامی محمد الیاس عطار پاکستانی ہیں جو کہ ایک مدنی چینل چلاتے ہیں۔کوئی اسلامی کام کسی غیر شرعی چیز سے جائز ہے یا نہیں؟

دوسرا یہ ہے کہ بمبئی کے ایک جلسۂ عام میں حضرت تاج الشریعہ حضرت قبلہ ازہری میاں صاحب نے بانی دعوت اسلامی سے رد وہابیہ پر دیوبندیہ کے بارے میں تقریر کرنے کو کہا تو بانی دعوت اسلامی نے خاموشی اختیار کی۔اور اسٹیج سے اتر گئے تو میں سیف رضا حشمتی عفی عنہ حدیث پاک کے الفاظ ہیں۔**من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر** کے تحت اس نے وہابیہ کے کفر میں شک کیا یا تو ان کو وہابیہ کے کفر کے شک میں خاموشی اختیار کیا تو ایسا بانی دعوت اسلامی حدیث کے جملہ میں گرفت ہوتا ہے کہ نہیں؟ میں نے برسر عام اسکو خاموشی اختیار کرنے پر کافر قرار دیا۔ اور وہ کافر ہوا کیا وہابیہ پر خاموشی اختیار کرنا کفر نہیں ہوتا ہے؟ لہٰذا اس پر عمل کرتا ہوں یا تو بانی دعوت اسلامی خاموشی کا مقصد بیان کریں اور جو دعوت اسلامی کے ماننے والے بھی وہابیہ کے کفر پر شک کریں گے یا عمل کریں گے تو وہ بھی کافر ہونگے۔

سیف الرضا حشمتی عفی عنہ۔۲۹/۷/۲۰۱۲

ممبئی

۹۲/۸۶۷ الجواب بعون الملک العزیز العلام

صورت مسئولہ میں قول مذکور کا انتساب حضرت تاج الشریعہ مدظلہ کی طرف صحیح نہیں۔ بالفرض اگر مان لیا جائے جب بھی امام صاحب کا امیر الیاس عطار قادری کو رد وہابیہ نہ کرنے اور خاموشی اختیار کر کے اسٹیج سے اتر جانے کی بنیاد پر کافر کہنا شرعاً درست نہیں۔ کسی شخص کو کافر کہنے کے لئے وہ وجوہ درکار ہیں جس سے ضروریات دین کا صراحتاً انکار لازم آتا ہو۔ کما فی المستند المعتمد ص ۵۳ قال الامام احمد رضا القادری البریلوی علیہ رحمة الباری وهم القدوة للفقهاء الكرام فی اكفار كل من انكر قطعياً والمتكلمون خصّوه بالضروری وهو الاحوط.

[المستند المعتمد بناء نجاة الابد ص ۵۳].

ورنہ جو شخص کسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی کافر کہے۔ تو کفر خود اس پر لوٹ آتا ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم شریف جلد اول ص ۵۷ پر ارشاد صاحب لولاک ﷺ ہے۔ ايما امرئ قال لا خيه كافر فقد باء بها احدهما ان كان كما قال والا رجعت اليه مزید برآں امام صاحب نے من شک فی كفره وعذابه فقد كفر [درمختار باب المرتد ج ۱ ص ۳۵۶] کو حدیث پاک کے الفاظ سمجھا اور لکھا۔ حالانکہ یہ فقہاء کرام کا قول محکم ہے الا مان والحفیظ.

نوٹ! لہٰذا سیف رضا حشمتی صاحب رجوع کریں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہٗ جلّ مجدہٗ اتم واحکم بالجواب

کتبہ

فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

گنپتی کے جلوس میں شرکت کرنا، چندہ دینا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

(۱) گنپتی بٹھانے میں بعض مسلمان چندہ دیتے ہیں، یا چندہ جمع کر کے دیتے ہیں۔ گنپتی کا کھانا کھاتے ہیں کھلاتے ہیں اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۲) بعض مسلمان بتوں کے مخصوص سامان جیسے سندور، بتوں کے نتھ، مالا وغیرہ جو صرف بتوں کے لئے ہی مخصوص ہیں اسکی تجارت کرتے ہیں۔ ایسی تجارت کرنا کیسا ہے؟ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام

المستفتی: محمد کامل شیخ قاسم رضوی غلام مصطفےٰ رضوی

ونی ضلع ایوت محل، ۶/۱۰/۲۰۰۸

۷۸۶/۹۲ الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

(۱) گنپتی بٹھانے میں بلا عذر شرعی چندہ دینا۔ گنپتی کا کھانا کھانا، اور کھلانا ناجائز وحرام ہے اور اگر بہ نیت تعظیم ہو تو کفر ہے۔

(۲) ایسے سامان کی تجارت جو صرف بتوں کے لئے ہی مخصوص ہو۔ ناجائز وحرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہٗ جل مجدہٗ اتم واحکم بالجواب

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

بتوں کے مخصوص جیسے سندور، نتہ، مالا کی تجارت ناجائز وحرام ہے۔اور گنپتی کے لانے لیجانے میں مسلمان کی شرکت بحکم فقہائے کرام کفر ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید غیر مسلموں کے معبود باطل (گنپتی) کے لانے لیجانے اور اسکو بٹھانے میں غیر مسلموں کے ساتھ شریک رہتا ہے۔ساتھ ہی سر پران کی خاص ٹوپی جس میں جئے شری رام لکھا ہوتا ہے اسے پہنتا ہے۔اور گنپتی کے ساتھ اپنی تصویر کھینچوا کر ناگپور کے مشہور ومعروف اخبار میں اس کو عام بھی کرتا ہے۔اس کے علاوہ غیر مسلموں کے عبادت خانوں کے افتتاحی پروگرام میں بھی شرکت کرتا ہے۔لہٰذا ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہوگا۔ برائے کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام: المستفتی: فیروز خان

۹۲/ ۷۸۶ الجواب بعون الملک العزیز العلام

برصدق سوال ومستفتی اگر واقعی زید غیر مسلموں کی ہمراہی میں گنپتی کے لانے لیجانے اور بٹھانے میں شریک رہتا ہے۔اور جس ٹوپی پر جئے شری رام لکھا ہوتا ہے۔اس کو پہنتا ہے۔گنپتی کے ساتھ اپنی تصویر کھینچواتا ہے اور اخبار میں عام کرتا ہے،غیر مسلموں کے عبادت خانوں کے افتتاحی پروگرام میں شرکت کرتا ہے تو وہ بحکم فقہائے کرام خارج از اسلام ہے۔ایمان واسلام سے اس کا کوئی علاقہ نہیں غمز عیون البصائر الجزء الثانی ص ۸۸ ر پر ہے من رای امر الکفار حسناً فقد کفر مجمع الانہر

ج ا ص ۲۹۸ پر ہے یکفر بخروجہ الیٰ نیروز المجوس لموافقتہ۔شرح فقہ اکبر ص ۲۳۰ پر ہے من خرج الیٰ السدة ای مجتمع اهل الکفر فی یوم النیروز کفر لان فیه اعلان الکفر وکانه اعانتهم علیه ۔ازسرِ نوکلمہ پڑھے۔اگر بیوی رکھتا ہوتو وہ دوبارہ نکاح کرے،مرید ہوا ہو،تو تجدید بیعت کرے۔زید کے توبہ،تجدید ایمان،اگر بیوی رکھتا ہوتو تجدید نکاح سے انکار کی صورت میں مسلمانوں کوزید سے مقاطعہ کرنا فرض ہے۔واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہ جلّ مجدہٗ اتم واحکم بالجواب

کتبہ:فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضانگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

پندرہ اگست اور ۲۶ رجنوری کے دن قومی جھنڈا لہرانا اور گیت گانا مثلاً جن من گن پڑھنا کیسا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

پندرہ اگست کے دن قومی جھنڈا لہراتے وقت۔جن،گن،من،الخ۔پڑھا جاتا ہے۔اور دوسرے گیت مثلاً سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا الخ۔اور لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری وغیرہ۔اور جئے ہند بھارت ماتا کی جئے ہو۔ایسے الفاظ بھی بولے جاتے ہیں۔ایسی جگہ پر قرآن پاک کی تلاوت بھی ہوتی ہے نعت پاک بھی پڑھی جاتی ہے۔اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ قومی جھنڈا لہراتے وقت مسلمانوں کا جن،گن،من،الخ۔جئے ہند بھارت ماتا کی جئے ہو۔پڑھنا بولنا کیسا؟ قرآن پاک کی تلاوت کرنا کیسا؟ نعت پاک پڑھنا کیسا؟ ایسا کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے۔اور اگر مسلم اسکولوں

میں آئندہ قومی جھنڈا لہرانا چاہیں تو اس کی کیا صورت ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی (مولانا) محمد شہباز رضوی خطیب وامام مدینہ مسجد سبحان نگر نا گپور

۵/۸/۲۰۱۵

۹۲/۸۶/۷ الجواب بعون الملک العزیز العلام

صورت مسئولہ میں ۱۵/اگست یا ۲۶/جنوری کے دن جھنڈا لہرانا اگر ضرورت شرعیہ کی بنا پر ہو یعنی جھنڈا نہ لہرانے پر ضررِ مسلمین کا ظن غالب ہے۔ تو اس صورت میں جھنڈا لہرانے میں حرج نہیں۔ اور اگر کوئی حاجت شرعیہ یا غرض محمود نہ ہو بلکہ غرض مذموم یا عبث وفضول ہو۔ تو جھنڈا لہرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یعنی جھنڈا نہ لہرانا ہی صواب ہے۔ اور ''جن، گن، من'' ترانہ میں بھارت بھاگ ودھاتا، کا ظاہری معنیٰ تو یہی ہے۔ کہ بھارت قسمت بانٹنے والا ہے۔ اگر کسی کا یہ اعتقاد ہو کہ خدائے لم یزل ولا یزال کے سوا بھارت ہی قاسم قسمت ہے تو یہ صریح کفر اور قائل کافر ہے۔ مگر کسی مسلمان کا یہ اعتقاد نہیں ہوتا بلکہ ملک ھند میں تولد وتوالد یا اقامت کی وجہ سے بلا اعتقاد مذکور یونہی پڑھتا ہے۔ اور قاسم قسمت اللہ جل مجدہٗ کو ہی جانتا اور مانتا ہے جب بھی ایسے الفاظ کا ادا کرنا منع ہے۔ ردالمحتار میں ہے۔ مجرد ایھام المعنیٰ المحال کافٍ فی المنع عن التلفظ بھٰذا الکلام وان احتمل معناً صحیحاً ولذا علل المشائخ بقول لھم لانہٗ یوھم الخ [ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ ج۵/ص۲۵۳]

اور ایسے ہی ڈاکٹر اقبال کے ترانے کا مصرعہ اولیٰ کہ ''سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا'' شریعت حقہ سے کھلا متصادم اور اعتقاد مسلمین کے صریح مخالف ومزاحم، ہر مومن کا یہی عقیدہ ہے کہ سارے جہاں سے اچھا حرمین طیبین ہے۔ تو یہ ترانۂ اقبال۔ نا اقبال، پڑھنا بھی سابق ترانہ کی طرح منع میں داخل ہوا۔ اور بعض حکیمان ہند نے حب الوطن من الایمان کی جوبات کی ہے۔ تو نہ یہ حدیث

پاک سے ثابت ہے اور نہ ہی۔ حب الوطن من الایمان کا وہ معنیٰ ہے۔ جو سفیہان ہند سمجھتے ہیں۔ بلکہ وہ وطن جسکی محبت ایمان سے ہے وطن اصلی ہے جہاں سے آدمی آیا۔ اور جہاں جانا ہے دنیا تو مسافر خانہ ہے۔ کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل [فتاویٰ رضویہ ج ۶ ر ص ۲۰۵]

اور اگر اس دنیا کے وطن کی محبت ایمان سے ہوتی تو جن کا وطن مکہ معظمہ تھا انھیں ہجرت کا حکم کیوں دیا جاتا اور قرآن عظیم میں رب ذوالجلال والاکرام نے اپنے ان بندوں کی کمال مدح فرمائی ہے، جو اللہ و رسول جل علیٰ و ﷺ کی محبت میں اپنے وطن کو خیر باد کہیں اور یار و دیار سے منھ موڑیں اور ان کی مذمت فرمائی جو حب وطن لئے بیٹھے رہے اور اللہ و رسول کی طرف مہاجر نہ ہوئے۔ تو معلوم ہوا کہ حب وطن سے مراد وہ نہیں ہے۔ جسے بعض الناس سمجھتے ہیں۔ لہذا ڈاکٹر اقبال کے مصرع اولیٰ کی تصحیح و تصویب کے لئے حب الوطن من الایمان کی دلیل بے سود۔ اور جئے پکارنا خاص شعار ہنود۔ اسی لئے مسلمانوں کو جئے بولنا بھی سخت منع ہے۔ اور ''بھارت ماتا کی جئے ہو'' میں بھی۔ ''ماتا'' ذو معنیین ہے۔ ایک تو ماں کے معنیٰ میں مستعمل ہے اور دوسرے معنیٰ معبود کے ہیں۔ تو ایسے الفاظ شنیعہ سے اہل اسلام کو اجتناب لازم، اشد لازم تھا، لہٰذا ۱۵ ر اگست کے روز جھنڈا لہراتے وقت جن مسلمانوں نے بھارت ماتا کی جئے ہو وغیرہ پکارا اور جو مسلمان اس مجلس میں شریک رہ کر اس پر راضی رہے۔ وہ سب کے سب بصدق دل توبہ کریں۔ اور اگر بھارت ماتا کا معنیٰ معبود جانتے ہوئے بھارت ماتا کی جئے پکارا۔ تو توبہ، تجدید ایمان، تجدید نکاح ضروری ہے۔ جھنڈا لہراتے وقت نعت خوانی اور تلاوت کلام پاک بے معنیٰ و بے محل ہے۔

اور ایسے ہی ایسی مجلس میں جھنڈا لہرانے سے قبل یا بعد نعت خوانی اور تلاوت کلام پاک کا یہی حکم ہے ۱۲ ھٰذا الجواب عندنا والعلم عنداللّٰہ و علمہٗ اتم و احکم بھٰذہ المسئلة

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

بد مذہب کی صحبت سم قاتل ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین مسئلہ ذیل میں

سوال (۱) بالاگھاٹ ضلع میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو موداکٹنگی کے نام سے جانا جاتا ہے جس میں تقریباً ۶۰ ر سے ۶۵ ر گھر مسلمان ہیں۔ہم جماعت والے اپنی اتفاق سے تقریباً ۶ ر سال سے ایک امام صاحب کو رکھے ہوئے ہیں۔ جو حافظ وقاری اور عالم دین بھی ہیں۔امام صاحب کو رکھنے سے بچوں کی تعلیم اور گاؤں میں سدھار ہوا۔تعمیر مسجد ودیگر تعمیری کام بھی ہوا۔امام صاحب کٹنگی جماعت اور کرناپور جماعت نے تحصیل کرناپور ضلع بالاگھاٹ میں جو کہ وہابیوں کا مرکز تھا ۲۴ر۲ر۲۰۱۳ رر کو جشن غوث وخواجہ ورضا تحفظ ایمان کانفرنس رکھا گیا۔جس میں ضلع بالاگھاٹ وگوندیا کے علماء کرام بالخصوص مولانا عبدالرشید صاحب جبلپوری، مفتی توحید عالم صاحب سیونی کو بلوا کر وہابیوں کے مرکز میں سرکار اعلیٰ حضرت کا جھنڈا گڑوادیا۔لیکن کٹنگی جماعت میں کچھ ایسے بھی لوگ موجود تھے جن کو امام صاحب اور کٹنگی کا تحصیل کرناپور میں سنی کانفرنس کروانا بہت ہی بُرا لگا امام صاحب اور جماعت والوں کو اپنا دشمن بنالیا اور بچوں کی گواہی سے امام صاحب کی تقریر کا غلط مطلب نکال کر ۵ر سے ۷ر لوگوں کا گروپ تیار کرلیا ایک گھر میں نماز بھی ادا کرنے لگے اس بات کی جانکاری کمیٹی والوں کو ہوئی تو نائب صدر نے ان سے کہا کہ آپ لوگ اس طرح کی حرکت نہ کریں۔ بلکہ ضلع بالاگھاٹ یا ناگپور کے علماء کرام کو بلا کر اپنی اپنی بات رکھتے ہیں۔ اور وہ جو بھی فیصلہ فرمائیں گے وہ ہم دونوں لوگوں کے لئے برحق ہوگا۔

اس بات سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ ہم کسی عالم کے سامنے بیٹھنا نہیں چاہتے بس ایک ہی نعرہ لگایا کہ امام صاحب کو نکال دو۔ جب ہم کمیٹی اور جماعت کے لوگوں نے امام صاحب کو نہیں نکالا تو امام صاحب اور جماعت کے لوگوں پر بالاگھاٹ کے کورٹ میں جھوٹی گواہی سے جھوٹا کیس ڈال کر ضمانت بھی

کٹوادیا۔ استفتاء میں جھوٹے جھوٹے سوالات قائم کر کے جماعت اور امام صاحب کو بدنام کرنے کی ناپاک کوشش کر رہے ہیں۔

سوال (۲) یہ گروپ والے اپنے آپ کو بریلی مسلمان کہتے ہیں اور دوسری طرف وہابیوں سے اتنی کٹر رشتے داری رکھے ہوئے ہیں کہ ایک دوسرے کے گھر قیام وطعام کرتے ہیں اور وہابی امام کے پیچھے نماز بھی ادا کیا امام صاحب نے میل جول رکھنے کے لئے اور شادی بیاہ میں آنے کے لئے منع فرمایا تو ان میں سے ایک نے کہا کہ ہم کو جو روکے گا ہم اس کے منہ میں طمانچہ ماریں گے پھر انھیں گروپ میں سے کسی نے کہا کہ وہابی لوگ بھی مسلمان ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنے کی بات تو بہت دور کی ہے میں مندر کے اندر بت کے سامنے نماز ادا کروں گا تو نماز ہو جائے گی۔ کرنا پور میں ہونے والی سنی کانفرنس کو سنی وہابی کو لڑانے والا جلسہ کہا اور حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ کو فتنہ باز اور لڑانے والا عالم کہا۔ کٹنگی کا امام کرنا پور میں دو جماعت قائم کروا رہا ہے۔ میں بھی کٹنگی میں دو جماعت قائم کرواؤں گا۔

سوال (۳) اس گروپ میں عالم بھی ہے اور اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں وہابیوں سے اتنی مظبوط رشتہ داری ہے کہ ایک دوسرے کے گھر قیام وطعام کرتے ہیں۔ کیا ایسے لوگوں کو امام بنانا اور ان کے پیچھے نماز جائز ہے؟

سوال (۴) اس گروپ میں سے ایک شخص نے اپنے والدین کے ایصال ثواب کے لئے اللہ کے راہ پر اعلانیہ طور پر زمین کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا وقف کیا اس کے کچھ دنوں بعد وقف کی ہوئی زمین کا تین ہزار روپیہ جماعت والوں سے وصول کر لیا گیا ایسا کرنا جائز ہے اور اس شخص پر کیا حکم نافذ ہوگا؟

سوال (۵) اس گروپ میں ایسے بھی لوگ شامل ہیں جن کا کام غنڈہ گردی کرنا۔ مسجد میں مار پیٹ کرنا، جوا کھیلنا، سٹہ لگانا، امام صاحب کے ذبح کئے ہوئے قربانی کا گوشت اور فاتحہ پڑھے ہوئے شیرنی کو ناجائز

قرار دے کر گھر سے واپس کر دینا۔ امام صاحب اور جماعت والوں کو گندی گالیاں دینا اور ان کو گمراہ کہنا ان کا پیشہ بن چکا ہے۔ ناحق مسلمان اور ہندو کا قتل کر چکے ہیں۔ جس کی بنیاد پر انکو جیل خانہ میں بھی ڈالا گیا۔ ان پر ۳۰۲ رتین سو دو کا کیس بھی چلا اور ابھی عنقریب حال فی الحال میں سرکاری آدمی پولیس والے ہی کو جان سے ختم کر دیا۔ جس کی سزا کچھ لوگ ابھی جیل خانہ میں کاٹ رہے ہیں ان بدکار لوگوں کی وجہ سے کٹنگی کے مسلمانوں کے ماتھے پر بدنامی کا ٹیکہ لگ چکا ہے۔ اور ہر جگہ رسوائی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اللہ و رسول کے لئے آپ سے صد بار گذارش ھیکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ہر ایک کا جواب الگ الگ عنایت فرمائیں۔

المستفتی۔ غلام محی الدین رضوی

کرناپور، تحصیل کٹنگی (ضلع بالاگھاٹ)

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

(۱) صورت مسئولہ میں برصدق سائل وصحت سوال اگر امام مذکور سنی صحیح العقیدہ حافظ وقاری وعالم ہیں اور آپ کے گاؤں میں ۶ رسال سے امامت کر رہے ہیں اور بچوں کی تعلیم پر بھی دھیان دیئے ہوئے ہیں اور مسجد کی تعمیر اور دیگر تعمیری کاموں کے سبب گاؤں میں سدھار ہوا ہے تو ایسے امام کو امامت سے برطرف کرنا اور ہٹانا ناجائز ہے۔ (جب تک کہ کوئی عذر شرعی نہ ہو) لانّ فیہ ایذاء المسلم چونکہ اس میں مسلم کو تکلیف دینا ہے۔ لیس للقاضی عزل صاحب وظیفة بغیر جنحة۔ [ردالمحتار جلد سوم ص ۴۲۲] مزید برآں یہ کہ امام صاحب نے دین کی اشاعت اور سنیت کی تقویت کے لئے علما کو مدعو کر کے کانفرنس کی جس سے مذہب اور دین متین کو عظیم فائدہ پہنچا۔ اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے۔ وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ [پ ۲۷ ر رکوع ۲] وعظ کہتا رہ کہ وعظ مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔

جھوٹا کیس کرنے والوں پر توبہ لازم ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۱۹۲؍۱۹۳؍۲۲۱ (ملخصاً) میں ہے جھوٹا دعویٰ کرنا، جھوٹا مقدمہ کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ اور نیز ایسے ہی اگر واقعی امام صاحب کی تقریر کا غلط مطلب نکال کر چند افراد کا گروپ تیار کرلیا اور بلا وجہ شرعی ایک گھر میں نمازوں کی جماعتیں قائم کرلیں تو یہ کھلا ہوا فتنہ ہے کما قال اللّٰہ تعالیٰ ۔اَلْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ [پ۲؍رکوع۸؍] ایسے لوگ اپنی حرکات شنیعہ سے باز آئیں اور بصدق دل توبۂ نصوحہ اعلانیہ کریں واللّٰہ تعالیٰ اعلم

(۲) بدمذہب کی صحبت سم قاتل ہے۔ شیطان کو گمراہ کرتے دیر نہیں لگتی فساق کی صحبت سے اعمال میں خرابی کا اندیشہ ہے اور بدمذہب کی صحبت سے عقائد خراب ہونے کا ڈر ہے۔ حدیث شریف میں ہے

ایاکم وایّاھم لا یضلّونکم ولا یفتنونکم [مشکوۃ المصابیح کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص ۲۸]

اپنے کو ان سے دور رکھو، انھیں اپنے سے دور کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھیں گمراہ کردیں اور تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ دوسری حدیث شریف میں ہے **لا تواکلوھم ولا تشاربوھم** [فتاوی رضویہ جلد نہم جزء اوّل ص ۱۳] ان کے ساتھ نہ کھاؤ نہ ان کے ساتھ پانی پیو۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللّٰہ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۳۱۱؍ پر فرماتے ہیں "وہابیہ، غیر مقلدین و دیوبندی و مرزائی وغیرھم آج کل سب کفار و مرتدین ہیں ان کے پاس نشست و برخاست حرام ہے۔ ان سے میل جول حرام ہے۔ اگرچہ اپنا باپ بھائی بیٹے ہی ہوں۔ قال اللّٰہ تعالیٰ ۔لَاتَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّاللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْاَبْنَآءَهُمْ اَوْاِخْوَانَهُمْ اَوْعَشِیْرَتَهُمْ [پ۲۸؍رکوع۳] اور ان لوگوں سے کسی دنیاوی معاملات کی بھی اجازت نہیں، ان کے پاس بیٹھنے والا اگر ان کو (جانتے ہوئے) مسلمان سمجھ کر ان کے پاس بیٹھتا ہے یا ان کے کفر پر مطلع ہوکر شک رکھتا ہے تو بلاشبہ کافر ہے۔ فتاویٰ بزازیہ و مجمع الانہر و درمختار وغیرھا میں ہے **من شکّ فی کفرہٖ وعذابہ فقد کفر** [درمختار باب المرتد جلد اوّل ص ۳۵۶]

اور اگر ان کو یقیناً کافر جانتا ہے پھر ان سے میل جول رکھتا ہے تو اگر چہ اس قدر سے کافر نہ ہوگا مگر فاسق معلن ضرور ہے۔امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ شرح الصدور بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۳۱۱ میں فرماتے ہیں "ایک شخص رافضیوں کے پاس بیٹھا کرتا تھا اس کے مرتے وقت لوگوں نے اسے کلمۂ طیبہ کی تلقین کی اس نے کہا نہیں، کہا جا تا۔ پوچھا کیوں؟ کہا یہ دو شخص کھڑے ہیں، کہا، یہ کہتے ہیں تو ان کے پاس بیٹھا کرتا تھا جو ابوبکر وعمر کو برا کہتے تھے۔ اب چاہتا ہے کہ کلمہ پڑھ کر اٹھے، نہ پڑھنے دیں گے۔ جب سیدنا صدیق اکبر وسیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے برا کہنے والوں کے پاس بیٹھنے والوں کی یہ حالت ہے، تو یہ لوگ اللہ عز وجل اور رسول اللہ ﷺ کو برا کہتے ہیں، ان کی تنقیص شان کرتے ہیں، طرح طرح کے عیب لگاتے ہیں، ان کے پاس بیٹھنے والے کو کلمہ نصیب ہونا اور بھی دشوار ہے۔ نسأل اللّٰہ العفو والعافیۃ تو مذکورہ بالا حدیث، فتویٰ اور واقعہ کے پیش نظر گروپ والوں پر لازم وضروری ہے کہ وہابیوں کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا، قیام وطعام ترک کر دیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیں اور گروپ میں سے کسی شخص کا یہ کہنا کہ مندر کے اندر بت کے سامنے نماز ادا کروں تو میری نماز ہو جائے گی، اس کا یہ قول جہالت پر مبنی ہے اور شریعت پر افترا ہے۔ البحر الرائق کتاب الدعویٰ ج ۷ ر ص ۳۶۷ میں ہے کفار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کہ وہ شیاطین کی جگہ ہے۔ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ مطلب تکرہ الصلوٰۃ فی الکنیسۃ ج ۲ ر ص ۵۳ ر میں ہے کفار کے عبادت خانوں میں جانا ممنوع ہے۔

کرنا پور میں ہوئے پروگرام سنی کانفرنس کے متعلق یہ کہنا کہ سنی وہابی کو لڑانے والا جلسہ ہے یہ کہنا بھی باطل ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۲۰۷ ر پر ہے عالم دین کا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا بندگان خدا کو دینی نصیحتیں دینا جسے وعظ کہتے ہیں ضرور اعلیٰ فرائض دین سے ہے۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ

وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ [پ۴؍رکوع۲] تم سب امتوں سے بہتر ہو۔ جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں حکم دیتے ہو بھلائی کا اور منع کرتے ہو برائی سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر اور فرماتا ہے وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ [پ۴؍رکوع۲]

ترجمہ: لازم ہے کہ تم میں ایک گروہ ایسا ہو کہ نیکی کے طرف بلائے اور بھلائی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور کسی عالم دین کو فتنہ باز کہنا جائز نہیں۔ حدیث شریف میں ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں ثلثۃ لا یستخف بحقھم الا منافقٌ بین النفاق ذوالعلم وذوالشیبۃ فی الاسلام وامام مقسط" (المعجم الکبیر عن ابی امامہ ج ۸؍ص ۲۳۸؍المکتبۃ الفصیلہ بیروت) تین شخصوں کا حق ہلکا نہ جانے گا مگر جو کھلا منافق ہو (۱) عالم (۲) اور وہ جسے اسلام میں بڑھاپا آیا (۳) اور عادل بادشاہ۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) گروپ کا وہ عالم جو وہابیوں کے ساتھ اٹھتا، بیٹھتا ہے اور قیام وطعام کرتا ہے اگر واقعی وہ سنی المذہب ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر وہابی مذہب کو حق مانتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا باطل ہے لا کلام فی کراھۃ الصلوۃ خلف الفاسق والمبتدع ھذا اذالم یؤد الفسق والبدعۃ الی حد الکفر اما اذا اذیٰ الیہ فلا کلام فی عدم جواز الصلوۃ خلفہٗ واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) جب والدین کے ایصال ثواب کے لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اعلانیہ طور پر زمین کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا وقف کیا تو وہ ٹکڑا وقف ہو گیا۔ وقف کرنے کے بعد جماعت والوں سے دس ہزار روپیہ وصول کرنا جائز نہیں۔ ہدایہ مع فتح القدیر مطبع مصر جلد ۵؍ص ۵۷؍پر ہے الوقف ازالۃ الملک الی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ وجہ القربۃ۔ لہٰذا وہ دس ہزار روپے جماعت والوں کو واپس کریں۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

(۵) اگر سوال میں درج شدہ افعال شنیعہ واقعی ہیں۔ تو حکم شرع شریف یہی ہے کہ جوا کھیلنا، سٹہ لگانا،

ناجائز وحرام، اشد حرام ہے۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے۔ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَا اِثْمٌ کَبِیْرٌ [پ۲ر رکوع ۱۱] اور مسجد میں مار پیٹ کرنا ناجائز ہے کہ مسجد کی حرمت کو پامال کرنا ہے۔ حدیث شریف میں ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں مساجد کو بچوں اور پاگلوں اور بیع وشرا اور جھگڑنے اور آواز بلند کرنے اور حدود قائم کرنے اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔ غنڈہ گردی کرنا اور جماعت والوں کو گندی گندی گالیاں دینا اور ان کو گمراہ کہنا حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (پ۶ر رکوع ۵ر) نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ وظلم پر مدد نہ کرو۔ پھر فرماتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا (پ۲۲ر رکوع ۴ر) سید عالم ﷺ فرماتے ہیں من اذیٰ مسلمًا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللّٰہ (المعجم الاوسط ج ۴ر ص ۳۷۳ر) امام احمد وبیہقی نے حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن الفت کی جگہ ہے اور اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جو نہ الفت کرے اور نہ اس سے الفت کی جائے۔ اور فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ پھر فرماتے ہیں رحمت نہیں نکالی جاتی مگر بدبخت سے۔ قتل عمد کا حکم یہ ہے کہ ایسا شخص نہایت سخت گنہگار ہے، کفر کے بعد تمام گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے۔ وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیْهَا (پ۵ر رکوع ۱۰) جو کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے اسکی سزا جہنم میں مدتوں رہنا ہے۔ نیز سنی صحیح العقیدہ امام کے ذبح کیے ہوئے قربانی کا گوشت اور فاتحہ پڑھے ہوئے شیرنی کو ناجائز قرار دے کر گھر سے بلا وجہ شرعی واپس کرنا سخت ناجائز اور ایذائے مسلم ہے جو حرام ہے۔ نیز گروپ میں جو لوگ غنڈہ گردی اور مسجد میں مار پیٹ کرتے ہیں اور جوا کھیلتے ہیں اور سٹہ لگاتے ہیں امام صاحب اور جماعت کے لوگوں کو گندی گندی گالیاں دیتے ہیں اور قتل مسلم وغیرہ کے مرتکب ہیں ان پر لازم وضروری ہے کہ وہ افعال قبیحہ شنیعہ

مذکورہ سے اجتناب کریں اور بصدق دل توبہ کریں۔ ھٰذا ما عندی و العلم بالحق عند اللہ تعالیٰ.

کتبہ: محمد تفویض احمد رضوی

دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

صحح الجواب و المجیب مثاب

فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی۔

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

قرآن مجید کیلئے استعمال کا لفظ کہنا یا لکھنا چاہیئے یا نہیں؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں

کہ قرآن مجید کے لئے ''استعمال کا لفظ یا کلمہ'' کہنا یا لکھنا کیا درست ہے؟ فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین امجدی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ فیض الرسول جلد اوّل ص۳۰ ر پر تحریر فرماتے ہیں۔ قرآن مجید میں جس طرح ذات الٰہی جل جلالہ کیلئے ''رحیـــــم'' کا کلمہ استعمال کیا۔ اور وبالمؤمنین رؤف الرحیم میں حضور ﷺ کیلئے بھی ''نور'' کا کلمہ استعمال کیا۔ اور ص ۲۸ ر پر بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''وَاِلٰی عَادٍ اَخَاہُ ھودا'' یعنی قوم عاد کی طرف ہم نے ان کے ہم نسب اور ہم قوم ہود کو بھیجا۔ تو اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ہود علیہ الصلوۃ والسلام کا نسب ظاہر کرنے کیلئے ''اَخ'' کا کلمہ استعمال فرمایا ہے۔ اور ایسے ہی فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم ص ۵۳۹ ر پر ہے اور ''زنیم'' کا کلمہ جس کا ترجمہ ''ولد الزنا'' ہے استعمال فرمایا ہے۔ خدائے تعالیٰ نے باعتبار خصوصیتِ شانِ نزول، بارگاہ رسالت کے گستاخ کی سورۂ قلم شریف میں مذمت

فرمائی ہے اور زنیم کا کلمہ جس کا ترجمہ "ولد الزنا" استعمال فرمایا ہے۔ اور فتاویٰ فیض الرسول کے علاوہ دوسرے مفتیوں نے بھی قرآن عظیم کی آیت کے لئے "لفظ استعمال" تحریر کیا ہے "استعمال کا کلمہ" قرآن عظیم کے لئے یا اللہ تعالیٰ نے استعمال کیا ہے۔ کہنا یا لکھنا درست ہے یا نہیں؟

فقط والسلام
عبدالحلیم نوری بھدیسر کشن گنج (بہار)

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلّام

صورت مسئولہ میں بحر العلوم مفتی عبد المنان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک مضمون میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر مفتی اعظم علیہ الرحمہ اسٹیج پر ہیں تو کیا مجال ہے کہ کوئی مقرر ایسی بد احتیاطی کر کے گذر جائے اور آپ "امر بالمعروف" نہ فرمائیں۔ آگے بحر العلوم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ضلع گیا (بہار) کے جلسہ میں ایک بار آپ کے ساتھ شرکت کا اتفاق ہوا، رات میں تقریر کے دوران، میں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں "لفظ نور" استعمال فرمایا۔ تقریر ختم ہوئی اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے ان کے فیض صحبت سے محفل بڑی پرنور رہی۔ دوسرے دن ساتھ ہی گھوسی کے لئے واپسی ہوئی۔ بڑے خوش گوار ماحول میں باتیں ہوتی رہیں اسی دوران آپ نے فرمایا "رات آپ نے تقریر میں اللہ تعالیٰ کیلئے "عمل کا لفظ" استعمال فرمایا اگر کہیں قرآن وحدیث میں یہ لفظ ذات باری کے لئے آیا ہو، تب تو اس کا بولنا صحیح ہوگا ورنہ نہیں، اس امر کی تحقیق کر لیجئے گا۔ آج پندرہ بیس سال ہو گئے۔ اور میں اس سلسلے میں غور کرتا رہتا ہوں" **مجھے تو کوئی ایسا محل استعمال نہیں ملا**" (مفتی اعظم نمبر ماہنامہ استقامت کان پور ماہ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ مطابق مئی ۱۹۸۳ء صفحہ ۲۷۳)

سبحان اللہ! یہ ہے، قطب اعظم، مفتی عالم، امام الفقہاء، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاجدار اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی دقائق والی شانِ بابرکات۔ لہٰذا مفتیان کرام اور خطباء اسلام کو اللہ تعالیٰ کیلئے یا قرآن عظیم کیلئے "لفظ استعمال" کو استعمال کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم "کن فیکون" ہے اور کتاب اللہ تعالیٰ جو صفت باری تعالیٰ عزاسمہٗ ہے، وہ قدیم بالذات ہے۔ لہٰذا "لفظ استعمال" کو استعمال نہ کرنے میں ہی فلاح و بہبودی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصّواب

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

کیا امیر دعوت اسلامی الیاس عطار قادری مجدد ہے؟ اور مجدد کیلئے کن شرائط کا ہونا ضروری ہے؟ جو مجدد نہ ہو اسے مجدد کہنے والے پر کیا حکم شرعی ہے؟

بخدمت عالی وقار حضرت العلام مفتی صاحب قبلہ۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

پچھلے کئی سالوں سے دعوت اسلامی کے ذمہ دار اپنے سربراہ وامیر الیاس عطار قادری کو ''مجدد'' کہتے اور لکھتے چلے آرہے ہیں۔ جب بھی کوئی عالم دین یا خواص میں سے کوئی فرد اس کے خلاف آواز اٹھاتا ہے کہ الیاس صاحب ''مجدد'' نہیں ہیں تو چند سالوں تک کے لئے دعوت اسلامی والے چپ ہوجاتے ہیں پھر جیسے ہی ماحول کچھ موافق نظر آنے لگتا ہے تو پھر الیاس قادری کے مجدد ہونے کا نعرہ لگانے لگتے ہیں۔ اس کی مثال چند سالوں پہلے امراؤتی میں ایک مبلغ کا الیاس صاحب کے لئے اعلان مجدد ہے۔ اسی طرح کا واقعہ ناگپور میں بھی پیش آچکا ہے۔ جس میں ایک گم نام گم پتہ اسلامی بھائی کے خواب کے بل بوتے پر مولوی نعیم الدین (مبلغ ونگراں دعوت اسلامی، مہاراشٹر) نے اپنی تقریر میں الیاس قادری کے ''مجدد'' ہونے کا اعلان کیا تھا؟

ابھی حال ہی میں دعوت اسلامی کے شعبۂ نشرواشاعت ''مکتبۃ المدینہ'' سلیکٹیڈ ہاؤس، الف کی مسجد کے سامنے خاص بازار، تین دروازہ، احمد آباد، گجرات انڈیا۔ (جو کہ دعوت اسلامی کا اپنا ذاتی ادارہ ہے) سے امیر الیاس صاحب کے دو کتابچے ''خوف خدا'' اور ''خوش نصیب میاں بیوی'' شائع ہوئے جس کے صفحہ اوّل پر امیر الیاس صاحب کے نام کے ساتھ مجدد دین وملت'' لکھا گیا ہے۔

دریافت طلب امور یہ ہے

(۱) مجدد کے لئے کن کن خصوصیات کا ہونا ضروری ہے۔

(۲) امیر الیاس صاحب مجدد ہے یا نہیں؟

(۳) نیز مجدد ہونے کے لئے جو شرائط ہونے چاہئے وہ ان میں ہے یا نہیں؟

(۴) کسی کا مجدد ہونا معتمد علما کے تسلیم کرنے سے ہوتا ہے یا عام عوام اہلسنت جسے مجدد مان لے وہ بھی مجدد ہوسکتا ہے؟

(۵) علماء کرام میں جو حضرات کسی کے مجدد ہونے کا اعلان کریں وہ خود کس درجہ ومعیار کے ہونے چاہئیں؟

(۶) خوابوں کے بل بوتے پر کسی کو مجدد تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ یا نہیں؟

(۷) کیا تاریخ اسلامی میں کوئی ایسا مجدد گزرا ہے جو خواب کے بل بوتے پر مجدد تسلیم کیا گیا ہو؟

(۸) دعوت اسلامی والوں کا مولوی الیاس صاحب کو مجدد کہنا اور لکھنا کہاں تک درست ہے؟ اور اگر درست نہیں تو پھر ان پر کیا حکم نافذ ہوگا؟

(۹) ہماری معلومات کی حد تک معتمد علماء اہلسنت مولوی الیاس کے مجدد ہونے کا انکار کرتے ہیں ایسی صورت میں جبکہ دعوت اسلامی کے مبلغین معتمد ومعتبر علماء کے خلاف مولوی الیاس صاحب کو مجدد بنانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں، دعوت اسلامی میں شمولیت واسکی اعانت جائز ہے یا نہیں؟

نوٹ استفتاء کی اس کاپی کے ساتھ بطور ثبوت کتاب ''خوش نصیب میاں بیوی'' کا وہ صفحہ منسلک ہے جس میں مولوی الیاس صاحب کو ''مجدد دین وملت'' لکھا گیا ہے اور ان کی فوٹو کاپیاں ہماری طرف سے دی گئی CD میں File No(1) میں آپ بذریعہ کمپیوٹر بھی دیکھ سکتے ہیں۔۔ بینوا وتو جروا کاف وشاف بالاسانید المعتمدات المعتبرات بالبسط والتفصیل .جزاء کم اللّٰہ خیر الجزاء۔۔۔والسلام

۷۸٦/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز الوهاب

(۱) مجدد کے لئے جن خصوصیات کا ہونا ضروری ہے ان میں سے

خاصہ اولیٰ۔ یہ ہے کہ وہ علوم ظاہرہ وباطنہ کا عالم ہو۔

کما کتبہ شیخ الاسلام والمسلمین، حجۃ اللّٰہ فی الارضین، العلامۃ بدر الدین ابدالی قدس سرہٗ فی "رسالۃ مرضیۃ فی نصرۃ مذهب الاشعریۃ" ولایکون المجدد الّا عالمًا بالعلوم الدینیۃ الظاهرۃ والباطنۃ (مجددابن مجدد ص ۲۰)

خاصہ ثانیہ۔ جس صدی کے آخر میں وہ پیدا ہوا ہو اسی صدی میں مشہور ومعروف ہو مرجع علم وعلماء ہو اور دوسری صدی کے اوائل میں بھی متشفع بہ ہو (ملخصاً سوانح اعلیٰ حضرت از علامہ بدر الدین احمد قادری ص ۱۲۹)

خاصہ ثالثہ۔ احیائے سنت واماتت بدعت میں سرگرم ہو کفر وارتداد زندقہ والحاد ضلالات وبدعات کے مرتکبین کو ذلیل وخوار کرتا ہو۔ کما قال الامام الحافظ زین العابدین عبد الرؤف المناوی فی شرحہ المعروف بہ التیسیر شرح الجامع الصغیر ص ۲٦۷/"ای یبین السنۃ من البدعۃ ویذل اهلها" وهکذا فی السراجی المنیر شرح الجامع الصغیر ص ۳۹٦ للشیخ علی بن الشیخ احمد قدس سرہٗ وهکذا فی المرقاۃ لشرح المشکوۃ المجلد الاول (ص ۲٤۸)

خاصہ رابعہ۔ علم دین کی اشاعت کرتا ہو، علماء اہل سنن کی عزت کرتا ہو، بدعتوں کو مٹاتا ہو، اور اہل بدعت کے زور کو توڑتا ہو، بطلان کو ثابت کر کے احقاق حق فرماتا ہو۔ کما صرح العلّامۃ علی القاری فی المرقاۃ لشرح المشکوۃ المجلد الاوّل ص ۲٤۸) و یکثر العلم ویعزّ اهلہ ویقمع البدعۃ ویکسر اهلہ۔

(۲) مجدد کی خصوصیات ہی سے واضح ہو گیا امیر الیاس قادری صاحب صفات مجددیت سے متصف نہیں۔

(۳) خصوصیات مجدد کی تشریح سے واضح ہو گیا کہ امیر الیاس قادری صاحب میں شرائط مجددیت کا بالکلیہ فقدان ہے۔۔

(۴) عوام کو یہ حق ہی نہیں پہنچتا کہ وہ کسی شخص کو مجدد مان لے۔ بلکہ مجدد کی تعیین کے لئے علمائے ربانیین کا مشارالیہ ہونا ضروری ہے۔ کما صرّح الائمة فی مصنفا تهم وقال الامام المجدد جلال الدین السیوطی فی "مرقاة الصعود فی شرح سنن ابی داؤد" والمراد بالذکر من انقصت المائة وهو حی عالم مشهور مشار الیه[مجدد ابن مجدد ص ۲۱]

(۵) جواب ۴ رملاحظہ فرمالیں۔

(۶) خوابوں کے بل بوتے پر کسی کو مجدد تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔

(۷) نہیں، ہرگز نہیں۔

(۸) دعوت اسلامی میں شامل افراد کا امیر الیاس قادری صاحب کو مجدد کہنا، اور لکھنا شرعاً نا جائز ہے۔ اور اس پر اطلاع کے بعد امیر الیاس قادری صاحب کا چپ سادھ لینا، تردید نہ کرنا، مزید حرمت پر دال ہے۔ جس پر عذاب شدید کی وعید آئی ہے ارشاد ربانی ہے۔ لَاتَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْاوَّیُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَالَمْ یَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ [پ ۴ ررکوع ۱۰]

یعنی ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر اور چاہتے ہیں کہ بے کئے ان کی تعریف ہوایسوں کو ہرگز عذاب قبر سے دور نہ جاننا اوران کے لئے دردناک عذاب ہے۔

لہٰذا دعوت اسلامی میں شامل وہ افراد جو امیر الیاس قادری صاحب کو مجدد کہتے اور لکھتے ہیں ان پر اور بعد اطلاع امیر الیاس قادری پر بربنائے عدم تردید، علانیہ توبۂ نصوحہ اور رجوع لازم، اشدلازم ہے۔

(۹) دعوت اسلامی میں شمولیت اوراس کی اعانت اس وقت تک جائز نہیں ہوسکتی، جب تک امیر الیاس

قادری اوراس کے مبلغین دعوت اسلامی شرع مطہر پر گامزن نہ ہو جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم بالجواب۔۔

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری غفرلہ القوی
خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

بلاضرورت شرعیہ خود ٹی وی میں آنا مووی بنانا، بنوانا، فوٹو، کھینچنا، کیچھوانا مطلقاً ناجائز وحرام ہے۔ امیر دعوت اسلامی کا صورت اجبار پر قیاس کر کے تصویر کو جائز کہنا اباطیل فاحشہ سے ہے

بخدمت عالی وقار حضرت العلام مفتی صاحب قبلہ۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

سربراہ دعوت اسلامی مولوی محمد الیاس قادری صاحب پہلے ٹی وی، مووی، ویڈیو ی ڈی وغیرہ کے سخت مخالف تھے۔ اوراسے رسول اللہ ﷺ کا بہت بڑا دشمن جان کر اسے دیکھنا، اپنے گھروں میں رکھنا، سخت ناجائز وحرام جانتے تھے۔ بلکہ ٹی وی سے ان کی نفرت اس حد تک تھی کہ بعض گم نام گم پتہ بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیوں کے خوابوں پر عمل کرتے ہوئے کئی مرتبہ ٹی وی کو ''مارو شیطان کو'' کا نعرۂ لگا کر برسر عام لوگوں کی بھیڑ میں پھوڑوایا۔

لیکن آہ افسوس! ابھی پچھلے چند دنوں سے وہ ٹی وی (بقول انکے شیطان) کے سخت حامی وہمدرد ہو چکے ہیں۔ اور گذشتہ اپنے قول وفعل سے انحراف کر کے حکم شرع کے خلاف اب ٹی وی، مووی، ویڈیو، سی ڈی بنانے

کو جائز ہی نہیں، بلکہ لازمی و مستحب بتاتے ہیں۔ اس سلسلے میں انھوں نے اپنے نظریات اور احکامات کا خلاصہ اپنے ایک بیان میں بھی کیا ہے۔ جس کی آڈیو،ی ڈی ان کے مکتبوں پر بھی موجود ہے۔ اور یہ ہی بیان انکی دعوت اسلامی کی انٹرنیٹ "ویب سائٹ" (www.dawateislami.Net) پر موجود ہے۔ اس بیان کے چند اقتباسات ہم یہاں بیان کر رہے ہیں۔ مولوی الیاس صاحب فرماتے ہیں۔

(۱) جتنے بھی حج کرتے ہیں، عمرہ کرتے ہیں، مسجد ین کریمین میں حاضری دیتے ہیں۔ سب کی مووی مسلسل بنتی ہے۔ اغلب اکثریت جو ہے وہ سمجھو کہ اب ان چیزوں میں مبتلا ہے اس سے بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، تو مووی بنانا، اور دیکھنا، خود میرا اپنا ذہن جو ہے وہ بھی جواز کی طرف ہے۔ میں تو ویسے ہی، مطلب، دوسرے ملک کا سفر تو کرتا ہوں نا، جاتا ہوں، میری تو بہت بنتی ہے مووی۔۔۔

(۲) پھر بھی حج کے لئے یا عمرہ کے لئے تو سبھی تڑپتے ہیں، سب کی موویاں بنتی ہے۔ تو پھر میں ہوشیاری کروں تو بے کار ہے نا۔ تو بات جو صحیح ہے کر دی میں نے، تو اپنا ذہن جواز کی طرف ہے۔ اگر میں اسکو ناجائز اور حرام بولتا ہوں، تو پھر کوئی بھی عالم، کوئی بھی پیر، شاید اور کوئی بھی امام، ہوسکتا ہے امامت کے قابل نہ رہے گا۔ پیری مریدی کے قابل نہیں رہے گا۔ ظاہر ہے جو پیر مووی بنوائے، وہ تو، اور اسکو پتہ ہے مووی بنے گی اور شرعاً اسکو وہاں جانا واجب بھی نہیں ہے۔ پھر بھی مزہ سے بیٹھا ہوا ہے، اور حرام بھی بول رہا ہے۔ اور اس کی مووی اتر رہی ہے، اسکو پتہ بھی ہے اور بیٹھا ہوا ہے۔ جبکہ وہاں بیٹھنا اس پر واجب نہیں ہے، تو پھر کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر وہ فاسق معلن بن جائے سب لوگ دیکھ رہے ہیں کہ اس کی مووی بن رہی ہے تو پھر وہ پیر مریدی کے قابل نہیں رہے گا۔ امامت کے قابل نہیں رہے گا۔ مسائل اس کے بہت پیچیدہ ہوتے جارہے ہیں۔ تو میں کسی کی، میں یہ نہیں کہتا، میں نے کہا نا۔ کہ سب علماء محترم ہے، جو ناجائز کہتے ہیں وہ بھی ہمارے سر کے تاج ہیں لیکن میرے وسوسوں کا علاج کون کرے گا ان پر پھر کیا حکم شرع لگے گا کہ ان کو پتہ ہے مسجد نبوی میں جانا واجب نہیں ہے۔

(۳) تو اب یہ مطلب، ٹیکنالوجی ترقی کرگئی ہے۔ تو شریعت اجازت دے تو پھر بھی سختی نہ کی جائے جو کرتا ہے سو کرنے دیا جائے، جو نہیں کرتا ہے اس پر بھی تنقید نہ کی جائے۔ اب تو موبائل میں میرے پتہ نہیں کتنے لوگ مجھے موبائل میں بند کر لیتے ہیں۔

(۴) (لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنے کے) جب جواز کے بھی قائلین موجود ہے اور کثیر تعداد میں موجود ہے، یہ ایکا دوکا ہو تو آدمی بولے، کثیر تعداد میں علماء لاؤڈ اسپیکر میں کون سی مسجد ہے جہاں نماز نہیں ہو رہی ہے۔ تقریباً مسجدوں میں لاؤڈ اسپیکر پر نماز ہو رہی ہے۔ یہ وقت کی ضرورت ہے اور شریعت کی اجازت ہے۔ پہلے میں سخت مخالف تھا، اب میں موافق ہو گیا۔ قوم کا حافظہ بھی کمزور ہے ہاضمہ بھی کمزور ہے۔ یہ قوم جلدی بھول جاتی ہے۔ اس کا بھی تجربہ ہے۔ اسپیکر بھی ہم نے شروع کیا تھا تو شور مچا تھا آہستہ آہستہ شور کی آواز دب گئی، اب دب گئی، اس طرح مووی میں بھی ہو سکتا ہے کہ دب جائے آواز، کیونکہ مووی سے کوئی بچ ہی نہیں سکتا۔ اپنے سامنے جو نہ آئے پیچھے سے ڈنڈا بجاتا رہے تو اس کا کیا علاج ہے۔ سامنے آئے سمجھے سمجھنے کا جذبہ ہو۔ تو الحمدللہ اپنے پاس علماء کی پوری الحمدللہ ایک کھیپ ہے۔ ہمارے دارالافتاء ہے دعوت اسلامی کے، آپ کے دارالافتاء ہے، وہ آپ کو سمجھا سکتے ہیں۔ دلیل سے بات ہو سکتی ہے۔ جہالت کا جواب نہیں ہو سکتا۔ جارحیت کا بھی جواب نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی نے لکھ کر چھاپا یا مضمون لکھا ہو، اور چیلنج کیا۔ تو ہم اس جنگ میں اترنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ اب ہم ہارے ہوئے ہیں بلا مقابلہ ہار گئے ٹھیک ہے نا۔ ہم کو تو کام کرنا ہے، اور جس کو کام کرنا ہوتا ہے۔ وہ اس طرح کی بحثوں میں اور قلمی جنگ میں، وہ نہیں کر سکتا۔ تو اسکو ٹائم نہیں ہے۔ دشمن ہنستا ہے دشمن پھر دستاویزی ثبوت جمع کرتا ہے آپس کی جنگ کا۔ تو اسلیئے جس کے سمجھ میں نہ ہو، وہ دارالافتاء اہل سنت سے رجوع کرے، میں جائز تو کہتا ہوں۔ اب اگر میں مجرم ہوں تو ٹھیک ہے جو مجھے سزا دینا چاہے تو آپ دے دیں۔ مگر دلیل کے ساتھ سزا دے بغیر دلیل کے نہیں۔ اور اپنے گریبان میں بھی دیکھ لیں کہ آپ روزانہ کتنی موویاں یا آپ نے کتنی موویاں

آپ کی بنوائی ہے یا کتنی فوٹو کھینچوائے ہیں آپ مطلب دھڑ ادھڑ فوٹو کھینچواؤ اور موویاں بنواؤ آپ کو کوئی کچھ نہ کہے اور اگر دین کی تبلیغ کرنے کے لئے کسی نے محبت میں مووی بنالی کہ دین پھیلے جو موڈرن طبقہ ہے جو آڈیو نہیں سنتا، اور مووی کے بہانے اگر وہ نمازی بنتا ہے، یا اس کے عقیدہ کی اصلاح ہوتی ہے، تو اس کے خلاف آپ ڈنڈا لیکر پڑ جاؤ تو آخرت میں آپ کو بھی جواب دینا پڑیگا۔

(۵) ابھی ایک پرچی میں نے پڑھی اس پر لکھا تھا کہ اگر آپ میڈیا پر آ گئے تو لوگوں کو ہم کیا جواب دیں گے تو اول تو لوگوں کو جواب دینا آپ پر واجب نہیں ہے۔ ٹھیک ہے نا۔ دوسرا یہ ہے کہ جو بھی ایسی نئی چیز ہوتی ہے نا، جب آتی ہے نا لوگ سوالات کرتے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ بھول جاتے ہیں۔ بڑے بڑے حادثے بھول جاتے ہیں۔ تو اگر دعوت اسلامی بالفرض میڈیا پر آ بھی جاتی ہے تو چار دن تھوڑا ''کوکو'' کریں گے کرنے والے پھر پتہ بھی نہیں ہوگا۔ پھر یہ بھی ہمنوا بن جائیں گے سن تو لیجئے پہلے آپ بولیں گے نہیں آپ، میں ٹی وی پر اپنے چہرہ کے ساتھ آنے کے لئے راہ ہموار نہیں کر رہا ہوں۔ میں آؤں تو آپ مجھے روکو گے بھی نہیں مجھے پتہ ہے۔ دو چار اگر اختلاف کرینگے بھی میرے تو ویسے ہی دو چار بڑھ جائیں گے یہی نا! یہ مسئلہ نہیں ہے۔

(۶) یہ تو چلو ٹی وی پر آنے سے مجھے آپ نے منع کیا کہ یہ خرابیاں ہے اس میں مت جاؤ، اب بتائیے مجھے مدینے جانا چاہئے یا نہیں، جانا چاہئے، جانا چاہئے، ٹی وی سے زیادہ خرابی ہوائی جہاز میں ہوتی ہے۔ ہوائی جہاز میں موسیقی بجتی ہے اور عورت کی آواز نہیں، عورت کی تصویر نہیں، عورت۔ آ کر کھڑی ہوتی ہے پلیز، ایز کیوزمی، توجہ فرمائیے مہربانی کرکے آپ پانی پیئیں گے، بوتل پیئیں گے، چائے پیئیں گے، کافی لیں گے، کیا کریں گے، تو اب میں کیا کروں کانوں کے پردے پھاڑ دوں پین گھسا ڑ دوں۔ میں کروں کیا۔ اس کی آواز کانوں میں گھس ہی جاتی ہے، تو مجھے مدینہ جانا چاہئے، یا نہیں جانا چاہئے۔ تو جب آپ زندہ، زندہ عورت اور ہوائی جہاز میں عورت کو جو ایئر ہوسٹیس، ہوتی ہے اس کو بے پردہ ہونا شرط ہوتا ہے۔

compalsory (یعنی لازمی) ہوتا ہے، بے پردہ اور جوان، اور سنا ہے کنواری عورت رکھتے ہیں یہ لوگ۔ کیونکہ بچے جنے گی تو مردوں کو کیا سنبھالے گی اور Enjoy (تفریح) کیلئے شاید وہ Beauty full (خوبصورت، حسین) عورت رکھتے ہیں، شاید، سمجھے۔ تو ایسی عورتوں کے جھرمٹ میں تو بیٹھنے کا آپ بولتے ہیں چلے جاؤ، موسیقی کی خوب دھنیں بجتی ہے آپ چلے جاؤ اور آپ بولتے ہیں ٹی وی میں اگر دین کی تبلیغ مت کرو، مسلمانوں کو سنیت کی تبلیغ مت کرو، ان کے عقائد کی اصلاح کی کوشش مت کرو، باقی عورتوں کے جھرمٹ میں پڑے رہو ہمیں کوئی حرج نہیں۔ آپ کی سوچ! تو یہ دلیل سمجھ میں آرہی ہے، اچھا کوئی بچتا ہے جو مووی کے خلاف ہے۔ جو ناجائز بولتا ہے کیا وہ مدینہ نہیں جاتا، کیا ہوائی جہاز میں پاکستان افریقہ، بنگلہ دیش، بنگلہ دیش تو خیر کم ہی جاتے ہیں باقی دنیا کے مختلف ممالک میں جاتے ہیں عورتوں کے جھرمٹ میں، ہوسٹیس کی وہ نظر سے بچ ہی نہیں سکتے، بسوں میں تو عورتیں برابر میں آکر بیٹھ جاتی ہے تو اب ایسی صورت میں کہ جب اتنی مطلب اڈوانس ہوگئی۔ دنیا، اور ایک میڈیا کا ایسا ذریعہ مل رہا ہے کہ جس سے ان لوگوں کو جو دھریت پھیلا رہے ہیں، قرآن وحدیث کے خلاف لوگوں کا ذہن بنا رہے ہیں ایسے حالات میں کیا یہ جہاد نہیں ہے۔ کہ بندہ ٹی وی کے ذریعے مسلمانوں کے ایمانوں کا تحفظ کرے"

علماءِ ربانیین ومفتیانِ حق کی بارگاہ میں عرض ہے کہ:

(۱) مولوی الیاس صاحب کا یہ بیان کہاں تک صحیح ہے یا کہاں تک خلافِ شرع ہے؟ تفصیل سے تبصرہ فرما کر واضح فرمائیں۔

(۲) مولوی الیاس صاحب کی بیان کردہ ٹی وی، مووی کے جائز ہونے کی دلیلیں کہاں تک مطابق شرع ہیں واضح فرمائیں؟

(۳) مولوی الیاس صاحب کے ان اقتباسات (جو بیان کئے گئے) ان سے علماء اہل سنت خصوصاً وہ علمائے ذوی الاحترام جو ٹی وی، مووی کو ناجائز کہتے ہیں۔ اور اس سے پرہیز کرتے ہیں ان کی توہین ہوتی

ہے، یانہیں؟اور اگر مولوی الیاس کے اس بیان سے علمائے ذوی الاحترام کی توہین ہوتی ہے تو مولوی الیاس پر کیا حکم شرع نافذ ہوگا؟

(۵) فی الوقت جبکہ دعوت اسلامی کے افراد اور خود سربراہ دعوت اسلامی مولوی الیاس ٹی وی، مووی کو جائز مانتے ہیں اور دھڑلے سے ویڈیو، فلم بنانے میں ملوث ہیں، ایسی صورت میں دعوت اسلامی کے اجتماع میں شرکت کرنا، دعوت اسلامی کا کام کرنا، انھیں زکوۃ، صدقات، و دیگر عطیات سے امداد پہونچانا، نیز انھیں اپنی مساجد میں کام کرنے کے راستے ہموار کرنا یا اور کسی طرح ان کی اعانت کرنا درست ہے یا نہیں؟

مندرجہ بالا سوالات کے جوابات عنایت فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں اور اجر عظیم کے مستحق بنیں۔

(نوٹ:۔ استفتاء کی اس کاپی کے ساتھ بطور ثبوت وہ سی ڈی بھی نتھی ہے جس میں مولوی الیاس صاحب کا مذکورہ بیان موجود ہے دیکھئے CD میں (FileNo(2) والسلام

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلاّم

(۱)(۲) صورت مسئولہ میں امیر الیاس قادری صاحب کی ٹی وی مووی کے دلائل جواز سطحی اور عوامی ہیں دلائل شرعیہ نہیں۔ کیونکہ یہاں دو صورتیں ہیں ایک صورت تو یہ ہے کہ بلا ضرورت شرعیہ خود ٹی وی میں آنا مووی بنانا، بنوانا، فوٹو کھینچنا، کھنچوانا۔ اور دوسری صورت ایرپورٹ وغیرہ مقامات پر کیمرہ کے ذریعے غیروں کا فوٹو لے لینا، مووی بنانا، شرع مطہر صورت اولیٰ کو مطلقاً ناجائز و حرام قرار دیتا ہے اور مضاھاۃ لخلق اللہ فرماتا ہے اسی صورت سے متعلق ارشاد صاحب لولاک ﷺ ہے لا تدخل الملائکۃ بیتاً فیہ کلب و لا صورۃ [بخاری شریف ج ۲ ص ۵۷۰] اور صورت ثانیہ اباحت میں داخل۔ کیونکہ یہ ایسے اجبار کی صورت ہے جو عموم بلویٰ اختیار کر گئی ہے۔ امیر الیاس قادری صاحب نے دونوں کو ملا کر خلط بحث کر دیا۔ جبکہ ان پر معتمد و مستند علمائے دین کے فتوؤں پر عمل کرنا واجب تھا اور واجب ہے۔ ارشاد ربانی

ہے اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ [پارہ ۵ ررکوع ۵] اولی الامر سے علمائے دین حق ہی مراد ہیں علمائے دین حق کی اتباع درحقیقت رسول کریم ﷺ کی ہی اتباع ہے۔ جو اس کے خلاف چلے۔ وہ اس ارشاد خداوندی کا مصداق ہے۔ وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا (پارہ ۵ ررکوع ۱۴)

یعنی اور جو رسول (ﷺ) کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا۔ اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے، ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی۔ تو ایرپورٹ، ریلوے ویٹنگ روم، مسجد حرام شریف، مسجد نبوی شریف ودیگر مقامات پر جو کیمرے لگے ہیں، اس میں دوسری صورت ہے جو داخل اباحت ہے کیونکہ یہ ایسے اجباری صورت ہے جو عموم بلوٰی اختیار کر گئی ہے۔ اور ایسے موقع پر قرآن حکیم کی آیت کریمہ۔ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ [پ ۲ ررکوع ۵] سے رخصت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ اور اس جیسے اضطرار کو عموم بلوٰی کا نام دیا جاتا ہے جیسے الکحل آمیز دواؤں کا استعمال۔ بعینہ یہاں بھی یہی صورت متحقق ہے۔ کما لا یخفیٰ من ادنیٰ تامل۔ تو اسے حجت بنا کر ٹی وی میں آنے، مووی بنانے، فوٹو کھینچنے کھنچوانے کی اجازت کیسے مل جائیگی؟ اور اس صورت ثانیہ کے جواز پر اختیار علی الاطلاق کی اجازت کیسے منطبق ہوگی؟ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ کسی نے الکحل آمیز دوا استعمال کی تو وہ بھی شرابی ہے۔ یا کسی نے بصورت جبر شراب پی لی تو وہ بھی شرابی ہے؟ ہاں بالاختیار کسی نے شراب پی لی تو اس پر شرابی کا اطلاق کیا جائیگا۔ ایسے ہی یہاں پر جس نے دانستہ تصویر کھنچوایا تو اس پر فسق کا اطلاق درست ہوگا ورنہ بصورت جبر یا عموم بلوٰی کسی نے فوٹو لے لیا یا وہاں جانے کی وجہ سے فوٹو آ گیا تو اس پر فسق کا اطلاق کرنا اس پر امامت وشہادت وغیرہا کے مسائل متفرع کرنا ہرگز ہرگز درست نہیں ہوسکتا ہے۔ امیر الیاس قادری صاحب اس فرق بین کی طرف ملتفت نہ ہوئے اور علمائے دین متین اور فقہائے شرع مبین پر بیجا چون وچرا کر گئے واحسرتا!

(۳) بے شک توہین ہے۔

(۴) اسکا جواب استفتاء نمبر ۹ رمیں مفصلاً مرقوم ہے۔لہٰذا وہاں دیکھ لیں۔

(۵) دعوت اسلامی کے اجتماع میں شریک ہونا دعوت اسلامی کا کام کرنا۔انہیں زکوۃ وصدقات اور دیگر عطیات سے امداد پہونچانا نیز انہیں اپنی مساجد میں کام کرنے کے راستے ہموار کرنا وغیرہ وغیرہ ہرگز جائز نہیں جب تک مسلک اعلیٰ حضرت پر گامزن نہ ہو جائیں ۲ واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

من گھڑت خوابوں کو حضور ﷺ کی طرف منسوب کرنا اور متضاد باتیں لوگوں کے پاس بیان کرنا جو منجر الی الضلالات ہے ناجائز وحرام ہے۔

بخدمت عالی وقار حضرت العلام مفتی صاحب قبلہ۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ۔

(۱) مولوی الیاس قادری صاحب (سربراہ دعوت اسلامی) کی کتاب ''فیضان سنت'' کے صفحہ ۲۷ رپر عنوان ''مدینہ کی دھول کی برکت'' کے تحت ایک اسلامی بہن کا خواب تحریر کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حیدر آباد کی ایک اسلامی بہن کا حلفیہ بیان ہے کہ۔میری پھوپھی جان جو ہمارے ساتھ ہی رہتی ہیں اور امیر اہلسنت محمد الیاس قادری صاحب سے بیعت ہیں، جب انہیں معلوم ہوا کہ امیر اہلسنت ٹی وی،

وی سی آر، کے سخت مخالف ہیں۔ لہٰذا انہوں نے ٹی وی کے سب تار وغیرہ کاٹ ڈالے اور اسکو اسٹور روم میں ڈال دیا۔ اسی روز دوپہر کو جب میں لیٹی۔ میری آنکھ لگ گئی۔ میں مدنی سرکار ﷺ کے دیدار فیض آثار سے مشرف ہوئی۔ سرکار دو عالم ﷺ خوش ہو کر فرما رہے تھے "آج میں بے حد خوش ہوں کہ تم نے میرے بہت بڑے دشمن ٹی وی کو نکال دیا ہے۔ لہٰذا میں تمہارے گھر آیا ہوں سنو! میرے غلام محمد الیاس قادری کو میرا اسلام کہنا اور ان کو اس طرح کی تحریر بھیجنا۔ اھلاً وسھلاً، مرحبا یا محمد الیاس قادری۔ لہٰذا الیاس کو میرا پیغام پہنچا دینا کہ کسی جمعرات کو حیدر آباد میں اجتماع کریں اور اسمیں عورتوں کا بھی خاص اہتمام کریں۔ پھر اس اجتماع میں پردہ کی اہمیت اور ٹی وی کی تباہ کاریوں سے متعلق بیان کریں"

(ملخص فیضان سنت صفحہ ۲۷۔ ۲۸۔ مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ ۴۲، میمن واڑہ روڈ، مینارہ مسجد بمبئی نمبر ۳) اسی طرح الیاس صاحب کی دعوت اسلامی کا ایک رسالہ ہے جس کا نام "دعوت اسلامی کی بہاریں" ہے اس کے حصہ دوم کے صفحہ ۱۴ پر عنوان "ٹی وی کا عذاب" کے تحت پاکستانی آرمی کے ایک گم نام، گم پتہ میجر صاحب کا واقعہ نقل کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔ پاکستانی آرمی کے ان میجر صاحب کو دعوت اسلامی کے ایک مبلغ نے الیاس صاحب کے بیانات کی کچھ کیسٹیں دیں۔ جن میں سے ایک کیسٹ میں الیاس صاحب کا یہ بیان بھی تھا کہ "ایک شخص پر صرف اس وجہ سے عذاب ہو رہا تھا کہ اس کا بیٹا اپنے گھر میں ٹی وی چلا رہا تھا" اس بیان کو سن کر میجر صاحب کافی متاثر ہوئے ان کا بیان ہے کہ "میں نے اپنے گھر کے لوگوں کو جمع کر کے (ٹی، وی کے متعلق) سمجھایا اور اتفاق رائے سے ہم نے اپنے گھر سے ٹی وی نکال دیا۔ خدا عزوجل کی قسم! اس کے ایک ہی ہفتہ کے بعد میری زوجہ کو سرکار مدینہ ﷺ کی زیارت ہوئی اور سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مبارک ہو! تمہارے گھر سے ٹی وی نکالنے کا عمل اللہ عزوجل نے منظور فرمالیا ہے" (دعوت اسلامی کی بہاریں، حصہ دوم صفحہ ۱۴ مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ ۱۹/۲۰ محمد علی روڈ منڈی پوسٹ آفس کے سامنے بمبئی) ان خوابوں سے سربراہ دعوت اسلامی مولوی الیاس صاحب اور ان کی تحریک کے ذمہ دار یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ (۱) ٹی وی حضور

ﷺ کا بہت بڑا دشمن ہے (۲) ٹی وی کو اپنے گھر سے نکالنے والوں سے سرکار علیہ السلام خوش ہوتے ہیں (۳) ٹی وی نکالنے کا یہ عمل اللہ ربُّ العزت کی بارگاہ میں منظور و مقبول ہوتا ہے۔۔لیکن۔تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) دعوت اسلامی کے شعبہ ونشر واشاعت ''مجلس المدینۃ العلمیہ'' کے زیر اھتمام ''مکتبۃ المدینۃ'' سے چھپے رسالہ ''سرکار کا پیغام عطار کے نام'' کے صفحہ ۶ ر سے صفحہ ۸ ر تک ایک گم نام گم پتہ اسلامی بھائی کا حلفیہ بیان نقل کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔''باب الاسلام سندھ کے شہر حیدر آباد کا مقیم ایک اسلامی بھائی ۲۴ ر رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ پیر شریف یا منگل، دوپہر تقریباً ڈھائی بجے وہ الوداعی حاضری کے لئے بارگاہ رسالت ﷺ میں عین سنہری جالیوں کے سامنے پہنچا اور اس نے اپنا اور الیاس قادری صاحب کا سلام عرض کیا۔اس کا بیان ہے کہ'' جالی مبارک کے پیچھے سے آواز آئی۔میرے الیاس کو بھی میرا سلام کہنا اس نے دوسری بار پھر اپنا اور الیاس صاحب کا سلام پیش کیا تو'' دوبارہ جالی مبارکہ کے پیچھے سے آواز آئی'' میرے الیاس کو بھی میرا سلام کہنا''اس نے پھر تیسری بار سلام پیش کیا، اس کا بیان ہے'' خدا کی قسم میں نے بیداری کے عالم میں تیسری بار پھر یہ سنا کہ'' میرے الیاس کو بھی میرا سلام کہنا'' میں کافی دیر کھڑا روتا رہا۔کچھ دنوں بعد، میں پاکستان لوٹ آیا'' اس کے بعد اسلامی بھائی کہتا ہے۔۔''میں کافی عرصہ سرکار ﷺ کا سلام آپ دامت برکاتہم العالیہ (یعنی الیاس صاحب) کو نہ پہنچا سکا۔۳۰ ر صفر المظفر ۱۴۳۰ھ بروز جمعرات جب میں نے مدنی چینل'' پر سنہری جالیوں کا روح پرور منظر دیکھا تو یکایک وہی آواز مجھے پھر سنائی دی، الفاظ کچھ یوں تھے'' میرے الیاس کو تم نے ابھی تک میرا پیغام نہیں پہنچایا!'' میں بے قرار ہو گیا'' آخر کار اس پیارے میٹھے اسلامی بھائی نے ۳ ر ربیع النور شریف بروز اتوار بعد نماز عشاء الیاس صاحب کو ان کے مرکز جا کر سلام پہنچا دیا۔۔۔۔۔

(۴) اسی طرح اسی کتاب'' سرکار کا پیغام عطار کے نام'' کے صفحہ ۲۶ ر تا ۲۸ ر پر عنوان'' شرکائے اجتماع

میلاد کے لئے مغفرت کی بشارت'' کے تحت ایک اور اسلامی بھائی کا حلفیہ بیان نقل کیا گیا ہے جسکا خلاصہ اس طرح ہے کہ۔ وہ گم نام، گم پتہ اسلامی بھائی دعوت اسلامی کے مرکز باب المدینہ (کراچی پاکستان) جا کر دعوت اسلامی کے زیر انتظام ہونے والے اجتماع میلاد میں شریک تھا۔ اس اسلامی بھائی کا بیان ہے کہ۔''اجتماع میلاد میں رحمت عالم شفیع امت ﷺ کی ثنا خوانی کی گئی، پھر امیر اہلسنت (یعنی مولوی الیاس صاحب) کا سنتوں بھرا بیان ہوا۔ اس کے بعد شرکائے اجتماع کو سحری پیش کی گئی۔۔ امیر اہلسنت (الیاس صاحب) پر عجیب کیفیت طاری تھی، ہر طرف سرکار ﷺ کی آمد مرحبا کے نعروں کی گونج تھی میں اجتماع گاہ میں یہ تمام روح پرور مناظر بذریعہ اسکرین دیکھ رہا تھا اسی دوران میں نے آنکھیں بند کر لیں، اچانک مجھ پر غنودگی طاری ہوگئی اور میرے سامنے ایک نورانی منظر ابھر آیا، کیا دیکھتا ہوں میرے سامنے دوجہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر، نور کے پیکر ﷺ سفید لباس زیب تن فرمائے، سبز عمامہ شریف کا تاج سجائے (گویا دعوت اسلامی کے روایتی جلسہ میں) جلوہ فرما ہیں۔ چہرہ مبارکہ چاند سے زیادہ روشن ہے اور آپ ﷺ خوش نظر آرہے تھے۔ لب ہائے مبارکہ کو جنبش ہوئی اور رحمت کے پھول جھڑنے لگے، الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے ''میرے غلام الیاس کو میرا پیغام پہنچا دو کہ اللہ تعالیٰ نے اجتماع میں شریک تمام لوگوں کی بخشش و مغفرت فرمادی ہے'' (ملخص۔ سرکار کا پیغام عطار کے نام، صفحہ ۲۶ تا ۲۸) ان خوابوں سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ الیاس صاحب وہ ذمہ داران دعوت اسلامی کے نزدیک ٹی وی و مدنی چینل جائز ہی نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ اس سے خوش و راضی ہے جیسا کہ خواب نمبر ۳ رمیں تحریر کیا گیا ہے کہ جو شخص مدنی چینل دیکھ رہا تھا عین اسی وقت مدنی چینل دیکھتے ہوئے اسے بیداری کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی آواز آتی ہے اور اسے الیاس صاحب تک سلام و پیغام پہنچانے کے حکم کے ساتھ ساتھ تنبیہ کی جاتی ہے۔ کہ اب تک الیاس کو میرا پیغام کیوں نہیں پہنچایا۔ گویا جو کل تک ٹی وی رسول اللہ ﷺ کا بہت بڑا دشمن تھا اس کی موجودگی میں سرکار ﷺ مرید عطار کو اپنی آواز سے فیضیاب فرماتے ہیں، اور ٹی وی، مووی کو جائز

ماننے والے الیاس قادری کو سلام نہ پہنچانے پر تنبیہ بھی فرماتے ہیں۔صورت حال یہ ہے کہ دعوت اسلامی کے کتابچوں میں بیان کردہ گذشتہ واقعات اور موجودہ واقعات سے رسول اللہ کے ارشادات میں تضاد معلوم ہوتا ہے۔۔۔۔دریافت طلب امور یہ ہے کہ۔

سوال نمبر(۱): ایسے واقعات بیان کرنا جن سے رسول اللہ کے ارشادات میں تضاد معلوم وظاہر ہوتا ہو، کیا توہین رسول ہے یا نہیں؟ نیز خواب نمبر ۴ رمیں دعوت اسلامی کی مجلس المدینۃ العلمیہ والوں نے بتایا کہ۔ جو اسلامی بھائی اور دیگر دوسرے شرکائے اجتماع رسول اللہ کے بہت بڑے دشمن ٹی وی اور پروجیکٹر پر دیدار عطار کرتے ہوئے بیان عطار سن رہے تھے عین اسی حالت میں نبی پاک ﷺ گم نام اسلامی بھائی کے خواب میں تشریف لاتے ہیں اور اپنے ہی بہت بڑے دشمن (ٹی وی اور پروجیکٹر اسکرین) کے ذریعے دیدار عطار کرنے والوں کو مغفرت وبخشش کا مژدۂ عظیم سناتے ہیں۔

دریافت طلب یہ ہے کہ۔

سوال نمبر(۲) پروجیکٹر پر دیدار عطار کرنے والوں کو مغفرت کا پروانہ مل جانا ممکن ہے یا نہیں؟

سوال نمبر(۳) کیا یہ عمل بھی معاذ اللہ رسول اللہ کے پہلے فرمان اور حکم میں اختلاف وتضاد کو ظاہر نہیں کرتا؟

مولوی الیاس کا پہلے اپنے رسالہ ''دعوت اسلامی کی مدنی بہاریں'' میجر صاحب کی بیوی کا واقعہ بیان کرنا جس کے بارے میں یہ خلاصہ نہیں کیا گیا ہے کہ یہ خواب کا معاملہ تھا یا بیداری کا۔ بلکہ اس کا ظہور عالم بیداری میں ہونا ظاہر کرتا ہے اس میں حضور ﷺ کا فرمانا کہ ''تمہارے گھر سے ٹی وی نکالنے کا عمل اللہ عزوجل نے منظور فرمالیا ہے'' اور پھر ''سرکار کا پیغام عطار کے نام'' رسالہ میں ٹی وی پروجیکٹر پر دیدار عطار کرنے والوں کو حضور علیہ السلام کا بشارت دینا کہ ''تمام شرکائے اجتماع کی (جو کہ ٹی وی پروجیکٹر پر دیدار عطار کر رہے ہیں) سب کو بخش دیا گیا۔۔۔۔دریافت طلب یہ ہے کہ

سوال نمبر(۵) ایسے خواب بیان کرنا جن سے معاذ اللہ، اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کی رضا کے مابین

اختلاف ظاہر ہوتا ہو، مثلاً میجر صاحب کے ٹی وی نکالنے کے عمل کو اللہ تعالیٰ نے منظور فرمالیا۔ اور ٹی وی پروجیکٹر پر دیدار عطار کرنے والے تمام شرکائے اجتماع کو رسول اللہ ﷺ نے بخشش و مغفرت کی بشارت دی دونوں واقعات میں کونسا واقعہ صحیح و درست مانا جائے؟ اور اس سے اللہ و رسول کی رضا کے مابین اختلاف کا اظہار ہوتا ہے یا نہیں۔ بیان فرمائیں؟

سوال نمبر (۶) جو شخص رسول اللہ ﷺ کے نام پر معاذ اللہ ایسے خواب بیان کرے اور انھیں چھاپ کر شائع کرے جن سے فرمان رسول میں تضاد اور اپنے پہلے حکم و فرمان سے انحراف ظاہر ہوتا ہو ایسے شخص کو اہلسنت کا امیر، مجدد، عالم دین، اپنا رہبر وغیرہ سمجھا اور کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟

سوال نمبر (۷) مولوی الیاس صاحب اور دعوت اسلامی کے ذمہ دار جو پہلے ٹی وی کے سخت مخالف تھے حتی کہ انھیں رسول اللہ ﷺ کا حکم تھا کہ وہ ٹی وی کے مخالفت میں تقریریں کریں (جیسا کہ خواب نمبر ا میں بیان گذر چکا ہے) اور ٹی وی کو چھوڑوا دیں کیونکہ بقول الیاس صاحب کے ٹی وی شیطان تھا اور رسول اللہ کا بہت بڑا دشمن تھا۔ اب اسی دشمن رسول کو الیاس صاحب و ذمہ داران دعوت اسلامی کا جائز ماننا اور رسول کے بہت بڑے دشمن ٹی وی پر "مدنی چینل" دیکھنے کی ترغیب دلانا، اس کی فضیلتیں بیان کرنا، کہاں تک درست ہے؟ اگر درست نہیں تو پھر ان پر کیا حکم شرع نافذ ہوگا؟

سوال نمبر (۸) ایسے پیر (مولوی الیاس) جن کی کارکردگی تضاد بیانی کا شکار ہو اور جو اپنی بات منوانے کے لئے ہمیشہ گم نام، گم پتہ اسلامی بھائیوں کے لاپتہ خوابوں کو بیان کر کے دلیل بناتے ہوں، ان سے مرید ہونا درست ہے یا نہیں؟

سوال نمبر (۹) مولوی الیاس صاحب کی دعوت اسلامی میں شریک ہونا، تیز ان کے اجتماع، درس و تقریر میں شرکت عندالشرع درست ہے یا نہیں؟ مندرجہ بالا سوالات کے جواب عنایت فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں اور اجر عظیم کے مستحق بنیں۔

نوٹ:۔سوالات میں بیان شدہ دعوت اسلامی کے تمام رسائل کی فوٹو کا بیان نقل کی جارہی ہے۔اوران کی فوٹو کاپیاں ہماری طرف سے دی گئی CD میں File No(3) میں آپ بذریعۂ کمپوٹر بھی دیکھ سکتے ہیں۔

فقط والسلام

۷۸۶/۹۲ الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصّواب

(۱رتا۷ر)برصدق سائلین وصحت سوالات ایسے متضاد خوابوں کا بیان کرنااوران پر اعتماد کرنا،اور جن کتابوں میں چھپے ہوئے ہوں،جان بوجھ کر پڑھنا۔اوردوسروں کو پڑھنے کے لئے دینا''منجر الی الضلالات ''ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

(۸)اگر واقعی امیر الیاس قادری صاحب کی کارکردگی تضاد بیانی کا شکار ہے۔اور شریعت اسلامیہ کے مخالف ہے تو وہ جامع شرائط پیری سے خارج ہے۔لہٰذاان سے مرید ہونااوران کا مرید کرنا درست نہیں۔

(۹)استفتاء نمبر۲رکا جواب نمبر۵رملاحظہ فرمائیں واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصّواب وعلمہ جلّ مجدہٗ اتم و احکم بالجواب.

کتبہ:فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء:دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضانگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

ایک سال بعد قبر کو کھول کر ویڈیو فلم بنانا، اور قبر پر رو رو کر ماتم کے انداز میں بین نوحہ کر کے دعاء کرنا، ٹی وی کو دینی پروگرام کیلئے مستحسن قرار دینا خلاف شرع مطہر کام کو انجام دینا ہے اور ایسے جری بے باک لوگوں سے اجتناب لازم ہے۔

استفتاء نمبر ۲۴

بخدمت عالی وقار حضرت العلام مفتی صاحب قبلہ۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ تقریباً دو سال قبل دعوت اسلامی کے ایک مبلغ ومجلس شوریٰ کے رکن ''جناب، مفتی محمد فاروق عطاری صاحب کا انتقال ہوا۔ دعوت اسلامی والوں نے نماز جنازہ، راستے سے جنازہ گذرتے وقت۔ قبر میں رکھنے سے لیکر مٹی دینے تک، پھر رو رو کر بین کے ساتھ قبر پر سربراہ دعوت اسلامی مولوی الیاس صاحب کا دعا پڑھنا وغیرہ کے یہ تمام مناظر کی ویڈیو فلم تیار کی۔ مزید یہ کہ ایک سال بعد یہ کہہ کر کہ۔ ''مرحوم مفتی فاروق صاحب عطاری کی قبر کی ایک سیل ٹوٹ کر گر گئی ہے'' قبر کو کھولا اور قبر کے اندر ویڈیو کیمرہ لے جاکر قبر میں رکھی، میت کی ویڈیو فلم بنائی، اور ان تمام مناظر کو براہ راست (Live) اپنے ٹی وی چینل (جس کا نام انھوں نے ''مدنی چینل'' رکھا ہے اس) پر دیکھایا گیا جسے سیکڑوں بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیوں نے دعوت اسلامی کے اجتماع گاہ میں پروجیکٹر اسکرین پر اور لاکھوں لوگوں نے اپنے اپنے گھروں میں اپنے اپنے ٹی وی سیٹوں پر مدنی چینل کے ذریعہ دیکھا۔ اب یہی پوری ویڈیو فلم دعوت اسلامی کی انٹرنیٹ ویب سائٹ پر(www.Dawate islami.net) موجود ہے جسے کوئی بھی شخص دنیا کے کسی بھی کونے سے ان مناظر کو بذریعہ انٹرنیٹ اپنے کمپوٹر اسکرین پر دیکھ سکتا ہے۔۔۔

دریافت طلب امور یہ ہے کہ۔

(۱) نماز جنازہ کی ویڈیو فلم بنانا، قبر میں میت رکھنے کی ویڈیو فلم بنانا، قبر پر رو رو کر ماتم کے انداز میں بین

کر کے میت کے لئے دعا کرنا وغیرہ (جس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے) عندالشرع جائز ہے یا نہیں؟

(۲) ایک سال بعد قبر مومن کو کھلوانا اور اس کی ویڈیو فلم بنانا، خاص کر قبر کے اندر رکھی میت کی ویڈیو فلم بنا کر لوگوں کو براہ راست دکھانا (جبکہ پہلے سے معلوم نہیں کہ معاذ اللہ میت کس حال میں ہے) عندالشرع کیا حکم رکھتا ہے؟

(۳) بعض لوگ کہتے ہیں کہ ٹی وی چینل، انٹرنیٹ، اور ویڈیو سی ڈی کے ذریعے دین وسنیت کا کام کرنا فی زمانہ ضروری ہے۔ ٹی وی چینل، ویڈیو سی ڈی وغیرہ سے دین کا کام کرنا جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن ہے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ۔۔۔۔ کسی عالم، مفتی کی میت کی تجہیز وتکفین کی ویڈیو فلم بنانا اور اسے ٹی وی چینل پر دکھانا۔ کیا یہ تمام کام دین وسنیت کی خدمت، فعل مستحسن میں گردانے جا سکتے ہیں یا نہیں؟

(۴) اگر یہ مطابق شرع نہیں تو پھر تحریک دعوت اسلامی کے ان ذمہ داروں، جنھوں نے یہ کام انجام دیا ہے ان پر کیا حکم شرع ہوگا؟

(۵) دعوت اسلامی کے ذمہ داروں کی ان حرکات کے پیش نظر دعوت اسلامی میں شمولیت اور اسکی تائید واعانت درست ہے یا نہیں؟۔۔۔ مندرجہ بالا سوالات کے جوابات عنایت فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں اور اجر عظیم کے مستحق بنیں۔

نوٹ:۔ استفتاء کی اس کاپی کے ساتھ بطور ثبوت وہ سی ڈی بھی منسلک ہے جس میں مفتی محمد فاروق کی میت کی ویڈیو فلم تیار کی گئی ہے دیکھئے (CD) میں File No(4)۔۔۔ والسلام

۷۸۶/۹۲ الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

(۱) شریعت مطہرہ میں جاندار کی ویڈیو فلم بنانا مطلقاً ناجائز وحرام اور خصوصاً ایسے مواقع پر جہاں ذکر اللہ ہو یا ذکر اللہ کی تلقین کی گئی ہو۔ ان مقامات پر دین میں بدعت شنیعہ پیدا کرنے کی وجہ سے مزید حرام۔ اور قبر

پر روروکر ماتم کے انداز میں بین نوحہ کر کے دعاء کرنا بالاجماع حرام ہے۔فتاویٰ عالمگیری جزء اوّل ص۱۶۷ ار پر ہے" واما النوح العالی فلا یجوز " "بہار شریعت ج ۴ ر ص ۹۲" پر جوہرہ نیرہ کے حوالہ سے مرقوم ہے کہ" نوحہ یعنی میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز سے رونا جسکو بین کہتے ہیں بالاجماع حرام ہے"

(۲) امام اہلسنت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص۱۰۱ ار پر تحریر فرماتے ہیں کہ۔قبر کھل گئی ہے تو ستر لازم ہے۔اور کشف ممنوع۔اس طرح چھپائیں کہ زیادہ نہ کھولنا پڑے چہ جائیکہ مزید کھولنا اور کھول کر ویڈیو فلم بنانا اور لوگوں کو براہ راست دکھانا دین حق کے ساتھ ٹھٹھا کرنا ہے۔

(۳) وہ جملہ امور جو شریعت مطہرہ سے مزاحم ہوں، ان امور کو دین وسنت کی خدمت اور فعل مستحسن میں شمار نہیں کئے جاسکتے۔

(۴) تحریک دعوت اسلامی کے ذمہ داران ہوں، یا کوئی اور جنھوں نے مخالف شریعت حقہ کام انجام دیا ہے۔ ناجائز وحرام کیا ہے وہ تمام حضرات بصدق دل توبہ کریں۔اور آئندہ ایسی حرکات شنیعہ قبیحہ سے باز رہیں۔

(۵) تحریک دعوت اسلامی کے ذمہ داران ومبلغین جب تک مذکورہ حرکات قبیحہ وافعال شنیعہ سے توبۂ صادقہ نہ کرلیں۔انکی تحریک میں شمولیت اور تائید کرنا ہرگز جائز نہیں۔کیونکہ جب خود تحریک کے ذمہ داران ومبلغین خلاف شرع امور انجام دینے میں جری وبیباک ہیں، تو بلاشبہ ان کی صحبت سم قاتل ومنجر الی الحرام ہے۔لہٰذا ان سے اجتناب لازم ہے۔بقولہ تعالیٰ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ [پ۱۲، رکوع۱۰] ۱۲ والله الهادی الی سواء السبیل .

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

جس شخص نے حضور ﷺ پر قصداً جھوٹ باندھنا اسکا ٹھکانہ جہنم ہے

(استفتاء نمبر ۵)

بخدمت عالی وقار حضرت العلام مفتی صاحب قبلہ۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ۔

سربراہ دعوت اسلامی مولوی الیاس عطار قادری صاحب کی کتاب ''فیضان سنت'' کے مقدمہ پر عنوان ''اہل اجتماع کی مغفرت ہوگئی'' کے تحت صفحہ ۲۷ر پر لکھا ہے۔ جسے ہم من وعن نقل کر رہے ہیں۔۔۔ایک اسلامی بھائی کا حلفیہ بیان ہے کہ شب برأت ۱۵ر شعبان ۱۴۰۷ھ کو لانڈھی کے قبرستان میں ہونے والے ''دعوت اسلامی'' کے اجتماع میں شریک تھا۔مگر امیر اہلسنت (مولوی الیاس عطار صاحب) کا بیان شروع ہونے میں تاخیر کے سبب اکتا کر چلا گیا۔نماز فجر کے بعد جب سویا تو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا ''اے نادان! لانڈھی کے قبرستان میں آج رات جو اجتماع ہوا اس میں جتنے لوگ آخر تک شریک رہے۔ان سب کو بخش دیا گیا۔اگر تو بھی آخر تک شریک رہتا تو تیری بھی بخشش کردی جاتی'' (فیضان سنت صفحہ ۲۷ر مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، ۴۷ر میمن واڑہ روڈ، مینارہ مسجد بمبئی)

دریافت طلب امور یہ ہے

(۱) جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت کی وہ بخشش سے محروم رہ گیا اور جو لوگ اجتماع میں (قطع نظر کہ اجتماع میں فساق وگمراہ بھی ہوسکتے ہیں) آخر تک شریک رہے اور دیدار عطار اور بیان عطار سننے میں مشغول رہے ان سب کی بخشش ہوگئی۔کیا یہ رسول اللہ ﷺ کے دیدار کی اہمیت کو گھٹا کر الیاس عطار صاحب کے دیدار کی اہمیت کو بڑھانا ہے یا نہیں؟ اس پر شریعت کا کیا حکم نافذ ہوگا؟

(۲) اجتماع کے درمیان سے ''اکتا کر چلا جانا'' کیا اتنا بڑا گناہ ہے کہ جو شخص اجتماع سے اٹھ کر چلا جاتا

ہے وہ بخشش سے محروم رہ جاتا ہے؟

(۳) جس شخص کے متعلق نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ ''اگر تو بھی آخر تک شریک رہتا تو تیری بھی بخشش کردی جاتی'' گویا ظاہر کرتا ہے کہ وہ شخص بخشا نہیں گیا۔ لہٰذا اب ایسے شخص کی بخشش کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟

(۴) اسلامی بھائی کے بیان سے ظاہر ہے کہ وہ نماز فجر ادا کر کے سویا، پھر رسول اللہ ﷺ کے دیدار سے خواب میں مشرف ہوا۔ کیا درمیان اجتماع سے اٹھ کر چلے جانا اتنا ہی بڑا گناہ ہے کہ نماز فجر کی ادائیگی اور دیدار رسول بھی اسکی بخشش کے لئے کافی نہیں ہوسکتے؟

(۵) مولوی الیاس اور دعوت اسلامی والوں کے ایسے خواب پر اعتماد کیا جائے یا نہیں؟ نیز

(۶) جو لوگ ایسے خواب بیان کریں، اور اسے چھاپ کر عام کریں۔ انکی تحریک میں شمولیت واعانت اور ان کے اجتماع میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟

(۷) زید ایک عالم ہے، مدرسہ کا مہتمم ہے۔ اور سیاست میں تھوڑا بہت اثر رکھتا ہے۔ زید کہتا ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ کے دیدار کرنے والے کی بخشش ہوجائے یہ کوئی ضروری نہیں ہے۔ کیا ابو جہل نے دیدار رسول اللہ ﷺ نہیں کیا تھا! کئی بار ابو جہل نے رسول اللہ ﷺ کا دیدار کیا، تو کیا ابو جہل کو بھی بخشا ہوا کہو گے''

دریافت طلب یہ ہے کہ۔

زید کا یہ قول کہاں تک مطابق شرع ہے؟ کیا ایک مسلمان کے حالت ایمان میں دیدار رسول کرنے کو ابو جہل کے حالت کفر میں دیدار رسول کرنے سے تشبیہ دینا صحیح ہے یا نہیں؟ زید پر کیا حکم شرع نافذ ہوگا؟

نوٹ:۔ فیضان سنت کے صفحہ ۲۷ر جس کا مضمون اوپر تحریر کیا گیا اس کی فوٹو کاپی نتھی ہے اور اس کی فوٹو کاپی ہماری طرف سے دی گئی۔ CD میں File No(5) میں آپ بذریعۂ کمپوٹر بھی دیکھ سکتے ہیں۔

بینوا وتوجروا۔ بیان کاف وشاف۔ بالاسانید المعتبرات المعتمدات و البسط والتفصیل جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ والسلام

۷۸٦/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

(۱) صورت مسئولہ میں دیدار رسول اللہ ﷺ کی اہمیت کو گھٹانا مقصود نہیں اور نہ ہی مولوی الیاس عطار صاحب کے دیدار کی اہمیت کو بڑھانا منظور ہے۔ ہاں البتہ یہ ضرور ہے کہ سائل نے دعوت اسلامی کے اجتماع میں شرکت کرنے والے جس اسلامی بھائی کا خواب بیان کیا ہے۔ وہ خواب صداقت پر مبنی نہیں ہے۔ جیسا کہ خواب کے جملے اس کے مخترع و کاذب ہونے پر واضح دلیل ہیں۔ احادیث شریفہ میں شرکاء محافل کو غفران و بخشش کی بشارت محض شرکت و حضور پر دی گئی ہے، نہ کہ اختتام مجلس تک شرکت پر، صحیح مسلم ج۲ ص ۳۴۴ / فیقول غفرتهم القوم لایشقی به جلیسهم اس پر شاہد ہے۔ لہٰذا خواب کا من گھڑت ہونا متیقن ہوگیا، ورنہ ارشاد رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے تضاد لازم آئیگا۔ کما لا یخفی علی ذوی الافهام اور گڑھ کر خواب بیان کرنا ناجائز و حرام۔ حدیث شریف میں ہے۔ من افری الفری ان یری الرجل عینیه مالم تریا [مشکوۃ المصابیح ص ۳۹۷]

یعنی جھوٹوں میں بدترین جھوٹ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی آنکھوں کو وہ دکھائے جو انھوں نے نہیں دیکھا ہے۔ اور پھر ارشاد رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی مخالفت یہ جرأت و بیباکی کہ اس صادق ومصدوق شفیع وکریم رؤوف و رحیم غیب داں نبی علیہ الصلوات والتسلیمات کی بارگاہ عالی تبار ہی میں جھوٹے خواب کی نسبت کرے۔ اور ڈھٹائی سے اپنے آپ کو سچا پکا مسلمان کہے۔ العیاذ باللہ رب العلمین ایسے ہی لوگوں کے حق میں ارشاد رسول عمیم علیہ الصلوۃ والتسلیم ہے من کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعده فی النار [مشکوۃ المصابیح ص ۳۲] یعنی جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ باندھا۔ اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) نہیں، ہرگز نہیں۔ رحمت حق بہانہ می جوید۔ بہانمی جوید۔ وقال اللہ تعالیٰ رضوان من اللہ اکبر

(۳) جواب نمبر ایک سے ہی ظاہر ہوگیا کہ مسئول عنہ خواب جھوٹا ہے۔ اور بخشش کے لئے خاتمہ بالخیر کافی ہے۔

(۵) نہیں ہرگز نہیں

(۶) ناجائز ہے۔

(۷) زید نے مطلقاً دیدار رسول کی بات کی ہے۔ ان کا مقصود تشبیہ دینا نہیں ہاں اگر زید کی نیت یہ ہو کہ ایک مسلمان کا دیدار رسول اور ابو جہل کا دیدار رسول۔ دونوں مساوی ہے معاذ اللہ رب العلمین۔ تو اسپر باب حکم شرع کھلا ہے مگر زید کی نیت پر بے ثبوت شرعی حملہ کرنا خود اپنے آپ کو حکم شرع کی رسّی میں گرفتار کرنا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لاتقفُ مَالَیسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ (پ۱۵، رکوع۴) وقال الامام الغزالی رحمة اللّٰہ علیہ فی الاحیاء العلوم لاتجوز نسبة مسلم الیٰ کبیرة بغیر تحقیق. واللّٰہ تعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم واحکم۔

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور۲۶ مہاراشٹر

ایسا صلوۃ وسلام جس سے صلوۃ وسلام کی توہین متبادر ہو اس سے اجتناب ضروری اور توبۂ نصوحہ لازم ہے۔

(استفتاء نمبر ۲)

بخدمت عالی وقار حضرت العلام مفتی صاحب قبلہ۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

دعوت اسلامی کے سربراہ مولوی الیاس عطار قادری صاحب کے نعتیہ دیوان ''مغیلان مدینہ'' (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ ۱۳؍۱۴۷ میمن واڑہ روڈ مینارہ مسجد بمبئی) کے صفحہ ۱۹۱؍ سے لیکر صفحہ ۱۹۸؍ تک ایک طویل سلام تحریر ہے۔جن کے چند اشعار یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔۔۔۔عطار صاحب کہتے ہیں۔

زائر طیبہ روضے پہ جا کر تو سلام میرا رورو کے کہنا
میرے غم کا افسانہ سنا کر تو سلام میرا رورو کے کہنا

تو عرب کی حسین وادیوں کو، ریگزاروں کو آبادیوں کو۔
میری جانب سے پلکیں بچھا کر تو سلام میرا رورو کے کہنا

کوئے محبوب کی بکریوں کو، ککڑیوں بکڑیوں، بکڑیوں کو
بلکہ تنکے وہاں کے اٹھا کر، تو سلام میرا رورو کے کہنا۔

بلیاں جب مدینے کی دیکھے، خوب ادب سے انہیں پیار کرکے
ہاتھ نرمی سے ان پر پھیرا کر تو سلام میرا رورو کے کہنا

سنگریزوں کو اور پتھروں کو، اونٹ گھوڑوں، خروں، خچروں کو
اور پرندوں پہ نظریں جما کر، تو سلام میرا رورو کے کہنا

چوم لینا مدینے کی گلیاں، پتیاں اور پھولوں کی کلیاں
وہ مدینے کی پیارے کبوتر جب نظر آئیں تجھکو برادر

ان کو تھوڑے سے دانے کھلا کر تو سلام میرا رورو کے کہنا
تو درختوں کو اور جھاڑیوں کو ان کی گلیوں کی سب گاڑیوں کو

ہاتھ اپنا ادب سے لگا کر، تو سلام میرا رورو کے کہنا
بوتلوں کے ڈھکنوں کو بھی، دال گندم کے دانوں کو بھی تو

چوم آنکھوں سے اپنی لگا کر، تو سلام میرا رورو کے کہنا
بیگنوں، بھنڈیوں، توریوں کو، گوبیوں گاجروں مولیوں کو

آنکھ سے لوکیوں کو لگا کر تو سلام میرا رورو کے کہنا
کہنا سیبوں کو اور آڑووں کو اور کیلوں کو، زرد آلوؤں کو

اور تربوز سر پر اٹھا کر، تو سلام میرا رورو کے کہنا
تو قنادیل کو، قمقموں کو تاروسوئچ اور تو کولروں کو

سب کو آنکھوں سے اپنی لگا کر تو سلام میرا رو رو کے کہنا — ٹھنڈا پانی کسی کو پلا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا

تو مدینہ کی ہریالیوں کو اور پھلوں سے لدی ڈالیوں کو — چیونٹیوں، گھونیوں، ٹونیوں کو ہر طرح کی جڑی بوٹیوں کو

میٹھی میٹھی کھجوریں منگا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا — بار باران پہ نظر جما کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا

جب سگان مدینہ کو دیکھے جوڑ کر ہاتھ تو ان کے آگے — چاولوں، روٹیوں بوٹیوں کو، مرغ انڈوں کو اور مچھلیوں کو

اشک بار آنکھ ان پر جما کر تو سلام میرا رو رو کے کہنا — سبزیوں کو وہاں کی پکار کر تو سلام میرا رو رو کے کہنا

تھالیوں کو پیالیوں کو کہنا تو مرچ مسالوں کو کہنا — رسیوں قینچیوں اور چھریوں چادروں، سوئی دھاگوں کو دریوں کو

چائے کی کیتلی کو اٹھا کر تو سلام میرا رو رو کے کہنا۔ — سب کو سینے سے اپنے لگا کر تو سلام میرا رو رو کے کہنا۔

ٹھنڈے پنکھوں کو اور ہیٹروں کو بلکہ تاروں کو اور میٹروں کو — کاش ہوتا میں سگ سیدوں کا بن کے دربان پہرہ بھی دیتا

بتیوں کو وہاں کی جلا کر تو سلام میرا رو رو کے کہنا — رب نے بھیجا ہے انسان بنا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا

جس قدر بھی ہیں پانی کے نل کے، پھل تو پھل بلکہ بیج اور چھلکے — کہنا عطار اے شاہ عالی! ہے فقط تجھ سے تیرا سوالی

ہاتھ ان کی طرف بھی، بڑھا کر تو سلام میرا رو رو کے کہنا — تو سوال اس کا پورا اٹھا کر تو سلام میرا رو رو کے کہنا۔

تو مکانوں کو بھی، کھڑکیوں کو، اور دیوار و در سیڑھیوں کو ـــــ تو عقیدت سے دل میں بٹھا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا۔

ہم نے یہاں بخوف طوالت چند ہی اشعار پر اکتفا کیا ہے۔ قطع نظر کہ یہ سلام فصاحت و بلاعت و صنف شاعری کے اعتبار سے کس درجہ کا ہے؟ اس سلام کو اہل باطل وہابیہ نے جس انداز میں لیا ہے اور بریلی مسلک کی میٹھی بدعت کہہ کر جس طرح مذاق بنایا ہے وہ یقیناً ہم اہلسنت کیلئے لمحہ فکریہ ہے؟ غیر مقلد بنام اہل حدیث کے ایک فرزند "مولوی لعل دین" نے مولوی الیاس قادری اور ان کی دعوت اسلامی کے رد میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام "بریلی مسلک کی میٹھی میٹھی سنتیں ہیں۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۱۶ر سے صفحہ ۲۱۸ر تک کا مولوی لعل دین کا وہ تبصرہ جس میں اس نے الیاس صاحب کے سلام کا جو مذاق بنایا ہے اور الیاس صاحب کی حرکات وسکنات کو وہابیہ بریلی مسلک سے جوڑتے ہیں۔ اور اس سے مذھب حقہ مسلک اعلیٰ حضرت بدنام ہوتا ہے (یہاں ایک اہم بات اور قابل ذکر ہے کہ دعوت اسلامی والوں نے

''وہابیہ کا رد ہم نہیں کریں گے بلکہ اتنی دیر سبحان اللہ سبحان اللہ کہیں گے'' کے مطابق اپنی اپنی بزدلانہ حکمت عملی کے تحت ابتک اس کتاب کا کوئی رد شائع نہیں کیا ہے)

علماء حق کی بارگاہ میں معروضات ہے کہ۔۔۔۔

(۱) اس طرح کا سلام لکھنا اور پڑھنا کہاں تک درست ہے؟

(۲) کیا یہ صلوۃ وسلام کا مذاق ہے یا نہیں؟

(۳) کیا اس سے مسلک حقہ (جو فی زمانہ مسلک اعلیٰ حضرت یا مسلک بریلی کے نام سے معروف ہے) اسکا مذاق یا اسکی توہین ہوتی ہے یا نہیں؟

(۴) مولوی الیاس صاحب پر اس سلام لکھنے کے سبب کیا حکم شرع نافذ ہوگا؟

(۵) دعوت اسلامی کے جو حضرات اس سلام کو صحیح مانتے ہیں اور اپنی مسجدوں، محفل نعت و اجتماع میں جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں ان پر کیا حکم شرع نافذ ہوگا؟

مندرجہ بالا سوالات کے جوابات عنایت فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں اور اجر عظیم کے مستحق بنیں۔

نوٹ:۔ استفتاء میں بیان ''مغیلان مدینہ'' کے سلام کے ان اشعار کی فوٹو کاپی نتھی ہے۔ ساتھ ہی ان کی فوٹو کاپیاں ہماری طرف سے دی گئی CD میں File No(6) میں آپ بذریعہ کمپوٹر بھی دیکھ سکتے ہیں۔

فقط والسلام

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک الوھاب

(۱) امیر الیاس قادری کے نعتیہ دیوان ''مغیلان مدینہ'' میں مطبوعہ صلوۃ وسلام کے بعض اشعار پڑھنا درست نہیں۔

(۲) بے شک توہین متبادر ہے، کیونکہ ارشاد ربانی سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (پ۲۲ر رکوع ۴ر) کا مقتضا یہی ہے کہ

سلام اس طرح پڑھو جیسا سلام پڑھنے کا حق ہے۔

(۳) اس سے مقصود تعظیم وتوقیر نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ہے اور امیر الیاس نے جس طرح سلام لکھا ہے اور ان کے متبعین پڑھ رہے ہیں، اس کے بعض اشعار سے تعظیم وتوقیر مفقود اور جو منصوص ہے وہ منقوض

(۴) ایسا صلوۃ وسلام جس سے صلوۃ وسلام کی توہین متبادر ہو۔ اس سے اجتناب ضروری۔ اور توبہ نصوحہ لازم ہے۔

(۵) دعوت اسلامی کے جو حضرات مذکورہ مندرجہ توہین آمیز اشعار کو صحیح مانتے ہیں۔ اور اپنی مسجدوں، محفل ونعت واجتماع میں جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں۔ وہ لوگ آئندہ پڑھنے سے اجتناب کریں۔ اور توبہ نصوحہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے استنباط کردہ، بیان شدہ احکام ومسائل سے انحراف کرنے والا مسلک اعلیٰ حضرت پر گامزن نہیں ہے

بخدمت عالی وقار حضرت العلام مفتی صاحب قبلہ۔۔۔۔۔۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

معتمد ومعتبر علمائے اہل سنت سے ہم سنتے آرہے ہیں کہ موجودہ دور میں مذہب حقہ اہل سنت وجماعت کی پہچان "مسلک اعلیٰ حضرت" ہے۔ جو مسلک اعلیٰ حضرت کا منکر ہے، وہ صحیح معنوں میں اہل سنت جماعت

کا ماننے والا نہیں ۔ بلکہ وہ مذہب حق سے دور کم از کم گمراہ ضرور ہے ۔ مولوی الیاس عطار قادری صاحب سربراہ دعوت اسلامی اکثر و بیشتر اپنی تحریروں کتابچوں، خطوط و بیانات میں یہ لکھتے اور کہتے آرہے ہیں کہ ''اللہ عزّ وجلّ سے دعا ہے کہ مجھے تادم آخر مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رکھے ۔ اور اگر میں بال برابر بھی مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹنے لگوں، تو اس سے پہلے مجھے مدینہ منورہ میں ایمان وعافیت کے ساتھ شہادت نصیب فرمائے'' (نوٹ: الیاس صاحب کی یہ تحریر ہمارے پاس موجود ہے جن میں سے یہ اقتباس من وعن نقل کیا گیا ہے) مولوی الیاس صاحب کا یہ بیان بہت سے رسائل خطوط وتقریر میں زبانی وتحریراً بھی موجود ہے ۔ اور اسی سے ملتا جلتا بیان سرپرست دعوت اسلامی حضرت مفتی عبدالحلیم صاحب قبلہ مدظلہ بھی اپنی تحریروں اور تقریروں میں دیتے آرہے ہیں ۔ چنانچہ وہ بھی ایک مقام پر لکھتے ہیں ۔

''دعوت اسلامی بفضلہٖ تعالیٰ مسلک اعلیٰ حضرت کی پابند ہے اور رہے گی، میں ہر اس تحریک کو ٹھوکر ماردونگا جو مسلک اعلیٰ حضرت سے بال برابر بھی ہٹے ۔ دعوت اسلامی کا نصب العین مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت ہے''

(نوٹ) مفتی صاحب قبلہ کی یہ تحریر ہمارے پاس موجود ہے جن میں سے یہ الفاظ من وعن نقل کیے گئے ہیں) ان لسانی وتحریری بیانات کے ہوتے ہوئے موجودہ صورت حال یہ ہے کہ مولوی الیاس صاحب اور انکی دعوت اسلامی والے (۱) اپنے مرکز کی مسجدوں میں لاؤڈ اسپیکر پر جماعت سے نماز پڑھتے، پڑھاتے اور اسے جائز مانتے ہیں (۲) ویڈیو گرافی، ٹی وی چینل، فوٹو کھینچنے، کھینچوانے وغیرہ کو مطلقاً جائز مانتے ہیں اور ان کاموں میں ملوث ہیں (۳) مسجدوں، اجتماع گاہوں، سڑکوں اور چوراہوں پر پروجیکٹر اسکرین، ٹی وی سیٹ اور لیپ ٹاپ لگا کر مجمع عام کو مولوی الیاس صاحب کے دیدار کی فضیلت بتا بتا کر دیدار عطار کراتے ہیں (۴) دیدار عطار کی ہمہ وقت فضیلت لوٹنے کے لئے مبلغین دعوت اسلامی اپنے موبائل سیٹوں پر مولوی الیاس صاحب کی فوٹو موبائل اسکرین پر لگائے رہتے ہیں (۵) جمعہ کے دن الگ الگ

مسجدوں میں جاکر مسجد کے صحن میں مولوی الیاس صاحب کی ویڈیو، سی ڈیوں کا اسٹال لگا کرسی ڈیاں بیچتے ہیں (۶) محفل نعت میں ہاتھوں میں جھنڈے لیکر (عشق آقا میں جھومنے کی تاویل کیساتھ) باقاعدہ رقص کرتے ہیں اس محفل رقص وسرور میں مبلغین دعوت اسلامی کیساتھ ساتھ عطار صاحب بھی رقص بسمل برپا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ رقص کرتے کرتے زمین پر (جہاں پہلے ہی سے چٹائی بچھی ہوتی ہے) گر پڑتے ہیں۔ (۷) دعوت اسلامی وامیر دعوت اسلامی مولوی الیاس صاحب کی عقیدت لوگوں کے دلوں میں بیٹھانے کے لئے آئے دین مرنے والے مبلغین ومریدین عطار کے قبروں کو کھود کر میت کی ویڈیو بناتے ہیں اور پھر ان ویڈیو سی ڈیوں کو یہ کہہ کر جگہ جگہ دکھایا جاتا ہے کہ۔۔ ''دیکھو! یہ دعوت اسلامی کے امیر اہلسنت مولانا الیاس صاحب سے مرید ہونے کی برکت ہے کہ فلاں مبلغ کی قبر کھودی گئی اور لاش کی ویڈیو بنائی گئی دیکھو ایک سال بعد بھی قبر کھودنے پر لاش صحیح سلامت نکلی، لاش ذرا سی بھی سڑی گلی نہیں ہے''

دریافت طلب یہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔

(۱) معتمد ومستند علماء اہل سنت کی اصطلاح میں مسلک اعلیٰ حضرت کے معنیٰ کیا ہیں؟

(۲) مسلک اعلیٰ حضرت میں صرف عقائد ہی داخل ہے یا مسائل واحکام بھی ہے۔ خصوصاً اعلیٰ حضرت نے جو کتب فقہ وکتب احادیث سے مسائل استنباط کئے ہیں وہ بھی مسلک اعلیٰ حضرت میں شامل ہیں یا نہیں؟

(۳) اگر اعلیٰ حضرت کے استنباط کردہ بیان شدہ احکام ومسائل مسلک اعلیٰ حضرت ہے تو پھر اس سے انحراف کرنے والا اور اسے اختلافی مسئلہ کہہ کر اس سے انکار کرنے والا مسلک اعلیٰ حضرت پر گامزن ہے، مانا جائے گا یا نہیں؟

(۴) مولوی الیاس صاحب اور دعوت اسلامی والوں کا فی الوقت لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنا، پڑھانا اور اسے جائز ماننا۔ ویڈیو گرافی کرنا، ٹی وی چینل (بنام مدنی چینل) چلانا۔ مسجدوں، اجتماع گاہوں، چوراہوں وغیرہ میں لیپ ٹاپ، ٹی وی اور پروجیکٹر اسکرین لگا کر دیدار عطار کرنا، کرانا اور اسے جائز ماننا۔ ذمہ دار مبلغین کا اپنے

مسجدوں میں جاکر مسجد کے صحن میں مولوی الیاس صاحب کی ویڈیو،سی ڈیوں کا اسٹال لگا کر سی ڈیاں بیچتے ہیں(۶) محفل نعت میں ہاتھوں میں جھنڈے لیکر (عشق آقا میں جھومنے کی تاویل کیساتھ) باقاعدہ رقص کرتے ہیں اس محفل رقص وسرور میں مبلغین دعوت اسلامی کیساتھ ساتھ عطار صاحب بھی رقص بسمل برپا کرتے ہیں۔یہاں تک کہ وہ رقص کرتے کرتے زمین پر (جہاں پہلے ہی سے چٹائی بچھی ہوتی ہے) گر پڑتے ہیں۔(۷) دعوت اسلامی وامیر دعوت اسلامی مولوی الیاس صاحب کی عقیدت لوگوں کے دلوں میں بیٹھانے کے لئے آئے دین مرنے والے مبلغین ومریدین عطار کے قبروں کو کھود کر میت کی ویڈیو بناتے ہیں اور پھر ان ویڈیو سی ڈیوں کو یہ کہہ کر جگہ جگہ دکھایا جاتا ہے کہ۔۔"دیکھو! یہ دعوت اسلامی کے امیر اہلسنت مولانا الیاس صاحب سے مرید ہونے کی برکت ہے کہ فلاں مبلغ کی قبر کھودی گئی اور لاش کی ویڈیو بنائی گئی دیکھو ایک سال بعد بھی قبر کھودنے پر لاش صحیح سلامت نکلی،لاش ذرا سی بھی سڑی گلی نہیں ہے"

دریافت طلب یہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔

(۱) معتمد ومستند علماء اہل سنت کی اصطلاح میں مسلک اعلیٰ حضرت کے معنیٰ کیا ہیں؟

(۲) مسلک اعلیٰ حضرت میں صرف عقائد ہی داخل ہے یا مسائل واحکام بھی ہے۔خصوصاً اعلیٰ حضرت نے جو کتب فقہ وکتب احادیث سے مسائل استنباط کیے ہیں وہ بھی مسلک اعلیٰ حضرت میں شامل ہیں یا نہیں؟

(۳) اگر اعلیٰ حضرت کے استنباط کردہ بیان شدہ احکام ومسائل مسلک اعلیٰ حضرت ہے تو پھر اس سے انحراف کرنے والا اور اسے اختلافی مسئلہ کہہ کر اس سے انکار کرنے والا مسلک اعلیٰ حضرت پر گامزن ہے،مانا جائے گا یا نہیں؟

(۴) مولوی الیاس صاحب اور دعوت اسلامی والوں کا فی الوقت لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنا،پڑھانا اور اسے جائز ماننا۔ویڈیو گرافی کرنا،ٹی وی چینل (بنام مدنی چینل) چلانا۔مسجدوں،اجتماع گاہوں،چوراہوں وغیرہ میں لیپ ٹاپ،ٹی وی اور پروجیکٹر اسکرین لگا کر دیدار عطار کرنا،کرانا اور اسے جائز ماننا۔ذمہ دار مبلغین کا اپنے

موبائل اسکرین پر عطار صاحب کی فوٹو لگائے رکھنا (یاد رہے اس کی اجازت خود الیاس صاحب اپنے ایک بیان میں دے چکے ہیں جس کی آڈیو کیسٹ بطور ثبوت اس استفتاء کے ساتھ منسلک ہے)

مسجدوں کے صحن میں ویڈیو، سی ڈیاں بیچنا محفل نعت میں رقص کرنا (جس کی تفصیل گزر چکی ہے) قبر کھودنا اور قبر میں رکھی میت کی ویڈیو فلم بنوانا۔ مولوی الیاس اور ان کی دعوت اسلامی والوں کے ان مذکورہ کاموں کو مسلک اعلیٰ حضرت کے مطابق سمجھا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(۵) مذکورہ افعال جنہیں مولوی الیاس صاحب اور دعوت اسلامی کے ذمہ دار انجام دے رہے ہیں کیا ان مذکورہ افعال کی انجام دہی کے بعد بھی وہ مسلک اعلیٰ حضرت کے پابند، محبین اور مسلک کے وفادار سمجھے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

(۶) مذکورہ افعال کے مسلسل ارتکاب کے بعد بھی کیا اب بھی وہ بال برابر بھی مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹے نہیں ہیں؟

(۷) زید تحریک دعوت اسلامی کا ایک سرگرم ونہایت ہی ذمہ دار فرد ہے، زید کہتا ہے کہ "مسجد میں مولوی الیاس صاحب کے بیان کی ویڈیو فلم لیپ ٹاپ کے ذریعے دکھانا اور مسجد میں لیپ ٹاپ کے ذریعے دیدار عطار کرنا کرانا جائز ہی نہیں بلکہ نہایت ثواب کا کام ہے۔ زید کا یہ قول عند الشرع کیسا ہے۔ زید پر کیا حکم شرع ہوگا؟

(۸) یہ مذکورہ افعال جن کا مولوی الیاس صاحب اور ان کے میٹھے میٹھے اسلامی بھائی ارتکاب کر رہے ہیں اگر مسلک اعلیٰ حضرت کے مطابق ہے تو برائے کرم دلیلوں سے واضح فرمائیں؟

(۹) بکر دعوت اسلامی کا ایک مبلغ ہے، بکر کہتا ہے کہ مسائل میں اختلاف پہلے سے چلا آرہا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے بعد والوں نے جیسے حضرت امام ابو یوسف، حضرت امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ نے بھی اختلاف کیا ہے، اس کے باوجود بھی وہ حنفیت ومسلک امام اعظم سے

الگ نہیں سمجھے گئے ، بلکہ انہیں بھی دین کا پیشوا و بزرگ ہی مانا جاتا ہے۔لہٰذا اگر چند مسائل میں مولانا الیاس قادری صاحب کی رائے یا عمل اعلیٰ حضرت کے بیان کردہ حکم کے خلاف ہو تو بھی اس سے وہ مسلک اعلیٰ حضرت سے الگ نہیں سمجھے جاسکتے بکر کا یہ قول کہاں تک درست ہے؟

(۱۰) اعلیٰ حضرت نے تصویر کشی کو ناجائز و حرام فرمایا۔حضور مفتی اعظم ہند اور حضور حافظ ملت علیہما الرحمہ نے فریضۂ حج کے لئے تصویر کھینچانے کے رخصت کے باوجود بھی تصویر کشی سے گریز فرمایا اسی طرح ہمارے اکابر علماء اہل سنت جو اہل سنت کی اتھارٹی تسلیم کئے جاتے ہیں مثلاً ،حضور حجۃ الاسلام ،صدر الافاضل ، صدرالشریعہ ،حضور مفتی اعظم عالم ،ملک العلماء ،شیر بشیہ اہلسنت ، بربان ملت ، مجاہد ملت ،حافظ ملت ،سید العلماء ،رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہم ۔تصویر کو ناجائز و حرام سمجھتے تھے ۔لہٰذا یہ مسلک اعلیٰ حضرت کے پابند تھے یا جو آج کل مولوی الیاس اور ان کے مفتیان دعوت اسلامی (بنام مجلس شوریٰ) کے افراد جو بقول مولوی الیاس کے ''الحمد للہ مجلس شوریٰ میری مٹھی میں ہے'' ۔یہ حضرات مسلک اعلیٰ حضرت کے زیادہ پابند ہیں؟ وضاحت فرمائیں؟ بیّنوا وتوجروا بیان کافٍ وشافٍ بالاسانید المعتبرات المعتمدات بالبسط والتفصیل .جزاکم اللہ خیر الجزاء .والسلام

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلاّم

(۱) مسلک اعلیٰ حضرت کے معنیٰ ومفہوم یہ کہ فقہ حنفی کے روشنی میں دین اسلام مسلک اعلیٰ حضرت ہے

(۲) بیشک فقہ حنفی کی روشنی میں دین اسلام میں جتنی چیزیں داخل ہیں ۔وہ تمام کے تمام مسلک اعلیٰ حضرت میں شامل ہیں۔

(۳) اگر کوئی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے استنباط کردہ ،بیان شدہ احکام ومسائل سے انحراف

کرے، تو مسلک اعلیٰ حضرت پر گامژن نہیں ہے۔ مگر کسی مسئلہ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز نے اقوال مختلف فیہا بیان فرمائے، اور کسی معتمد و مستند عالم ربانی نے کسی ایک قول پر فتویٰ دیدیا جو اصح کے بجائے صحیح ہے، تو اسے مسلک اعلیٰ حضرت سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔

(۴) وہ مسائل جدیدہ جو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے زمانہ میں ظہور پذیر نہیں تھے۔ عصری تقاضوں کے تحت منصۂ شہود پر آئے اگر وہ مسائل اصول دین و شرع کے موافق ہیں۔ تو مسلک اعلیٰ حضرت یعنی فقہ حنفی کی روشنی میں دین اسلام کی زمرے میں ہیں ورنہ نہیں؟

(۵) مذکورہ افعال کی حرمت وعدم جواز پر فقہ حنفی کی روشنی میں علمائے ذوی الافہام ومقتدر مفتیان اعلام نے فتاویٰ صادر فرمائے ہیں ان افعال کے ناجائز وحرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ مگر چونکہ امیر الیاس قادری صاحب اور مبلغین دعوت اسلامی ان افعال کو جائز ومباح سمجھتے ہیں۔ بلکہ دعوت وتبلیغ کے لئے لازم جانتے ہیں۔ بایں سبب ان کو مسلک اعلیٰ حضرت کا پابند یا وفادار یا اس قسم کے دیگر آداب والقاب کے ساتھ متصف کرنا دین ودیانت کے خلاف اور مزاحم مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔

(۶) مذکورہ افعال کے مسلسل ارتکاب سے کوئی مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹتا نہیں۔ بلکہ مذکورہ افعال جو اصول دین وشرع سے مزاحم ونا موافق ہیں۔ جن کا بطلان، دلائل واضحہ وبراہین ساطعہ سے تاج الشریعہ مدظلہ وامام علم وفن علیہ الرحمہ نے واضح کر دیا ہے۔ جس پر دین ومذہب کے جاننے والے معتمد ومستند علمائے ربانیین کی تائید وتوثیق حاصل ہے۔ ان افعال قبیحہ فضیحہ کا جواز خلافِ ادلۂ شرعیہ، محض قیاسات فاسدہ سے ثابت کرنا مسلک اعلیٰ حضرت سے منحرف ہونے اور ہٹنے کی دلیل ہے۔

(۷) زید بے قید کا قول بدتر از بول شرعاً ناجائز وحرام ہے، اس پر توبہ ورجوع لازم ہے

(۸) مذکورہ افعال کا ناجائز وحرام ہونا سابقہ جوابات سے واضح ہو چکا لہٰذا ان کا مسلک اعلیٰ حضرت کے مطابق ہونے پر دلیل طلب کرنا اصلاً درست نہیں لان البیّنة علی المدعی لا علی غیرہ کما لا

یخفیٰ علی العاقل دون الجاهل [اصول الشاشی ص۷۷]

(۹) امام الائمہ، کاشف الغمہ، سراج الامہ، سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ سے آپ کے تلامذہ مثلاً امام ابویوسف وامام محمد وامام زفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہم نے ضرور اختلاف فرمایا ہے کما هو مصرّح فی کتب الفقه، لیکن اس اختلاف پر (جو کہ اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ کے قبیل سے ہے) امیر الیاس قادری صاحب کا سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور دیگر علمائے ربانیین کی تحقیقات انیقہ و تدقیقات غالیہ سے اختلاف کرنے کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ تلامذۂ امام اعظم مجتہدین فی المذہب تھے۔ مزید برآں ہر مفتی اعلم پر روشن ہیکہ امام اعظم کے تلامذہ کے اقوال وارشادات فی الواقع آپ ہی کے ہیں کما فی ردالمحتار وفی آخر الحاوی القدسی واذا اخذ بقول واحد منهم یعلم قطعاً انه یکون اخذ بقول ابی حنیفة فانه روی عن جمیع اصحابه من الکبار کابی یوسف وزفر والحسن انهم قالوا ما قلنا فی مسئلة قولاً الّا وهو روایتنا عن ابی حنیفة واقسموا علیه ایماناً غلاظاً۔

(۱۰) امیر الیاس قادری صاحب اور مفتیان دعوت اسلامی جو امیر دعوت اسلامی کے عندیہ سے متفق ہیں وہ حضرات مسلک اعلیٰ حضرت کے پابند ہی نہیں۔ تو زیادہ پابند ہیں؟ کا سوال عجیب تر ہے۔ مزید یہ ہے کہ سائل نے حضور مفتی اعظم ہند رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی طرف فریضۂ حج کے لئے تصویر کھینچوانے کی رخصت کو تسلیم کیا ہے۔ یہ ان کی خطا ہے کیونکہ سرکار مفتی اعظم ہند نے فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے بھی تصویر کھینچوانے کو ناجائز وحرام قرار دیا ہے۔ کما هو مصرّح فی فتاواه واللّٰه تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

جواب نمبر ۱ کی توضیح بلیغ

دین اسلام، عقائد واحکام دونوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ اور احکام میں اذلۂ اربعہ ہیں تو چاروں مذاہب کے مجموعہ کا نام مسلک اعلیٰ حضرت نہیں۔ بلکہ فقہ حنفی کی روشنی میں دین اسلام کا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔ اس سے واضح ہوگیا کہ مسلک اعلیٰ حضرت اور دین اسلام میں ترادف نہیں بلکہ عموم خصوص مطلق ہے۔ یعنی مسلک اعلیٰ حضرت بتمامہ دین اسلام ہے۔ مگر دین اسلام بتمامہ مسلک اعلیٰ حضرت نہیں۔ بلکہ دین اسلام بتمامہ مذاہب اربعہ کومحصور ہے اکثر اکابر اہل سنن نے مسلک اعلیٰ حضرت میں بر بنائے عقائد کی تقصید فرمائی ہے۔ اسکی وجہ ان کے دور میں نت نئے فرق ضالہ کی پیداوار ہے اور اب جبکہ مسائل جدیدہ پیدا ہوتے جارہے ہیں۔ اور اصول دین وشرع کو خیرباد کہہ کر مفت کے مفتی اور زرخرید مولوی بے لگام گھوڑے کی طرح بھاگ دوڑ لگاتے ہوئے اپنی خواہش نفس سے فتاوی صادر کررہے ہیں اور اکابر اہل سنن کے فتوے پر عمل کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ تو اس دور میں فقہ حنفی کی قید لگانا لازم ہوگیا۔ یہی وجہ ہے کہ صدر العلماء علامہ تحسین رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی اپنی تحریر میں فقہ حنفی کی قید لگا کر مسلک اعلیٰ حضرت کی تعریف بیان فرمائی۔ ملاحظہ ہو پیغام رضا بمبئ شمارہ اپریل تا جون ۲۰۰۸ء اور یہی میرے نزدیک بھی عصر حاضر میں درست ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

ذی روح کی تصویر بنانا اور بنوانا، اور اپنے پاس اعزازاً رکھنا حرام، بدکام بدانجام ہے۔

(استفتاء نمبر ۸)

بخدمت عالی وقار حضرت العلام مفتی صاحب قبلہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

امسال سن ۲۰۱۰ء میں شہر ناگپور (انڈیا) میں عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس میں ذمہ داران دعوت اسلامی نے "مدنی چینل" پر جلوس کے مناظر دکھانے کی غرض سے متعدد کیمروں کے ذریعے ویڈیو فلم تیار کی۔ دعوت اسلامی کے یہ ذمہ دار مبلغین اپنی گاڑیوں پر ویڈیو کیمروں کے ساتھ ساتھ مختلف بینرس بھی لگائے ہوئے تھے جن پر بڑے بڑے حرفوں میں لکھا تھا۔ اللہ کی رحمت اس پر جو مدنی چینل کا ساتھ دے۔ جب یہ جلوس ایک مسجد کے پاس پہونچا تو وہاں موجود احباب اہلسنت اور جماعت اہلسنت کے ایک ذمہ دار عالم دین ومفتی نے (جو اس مسجد کے امام بھی ہے) انھیں جلوس میں ویڈیو گرافی کرنے سے منع کیا اور اللہ ورسول کا واسطہ دے کر اس کام کو نہ کرنے کے لئے کہا۔ اس گذارش والتجا پر بھی دعوت اسلامی کے ذمہ دار (کیمرہ میں مبلغین) باز نہیں آئے بلکہ ضد میں کیمرہ اور اونچا اونچا اٹھا کر ویڈیو فلم بنانے لگے اور سمجھانے والے اس عالم دین ومفتی کے خلاف مسجد کے سامنے دھرنا دیکر بیٹھ گئے اور نعرے بازی کرنے لگے کہ "پولیس اس مولانا کو گرفتار کریں، جب تک پولس اسے گرفتار نہیں کرے گی" "ہم یہاں سے نہیں جائیں گے" اس طرح انھوں نے جلوس میلاد میں ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا۔

دریافت طلب یہ ہے کہ

(۱) عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کی ویڈیو فلم بنانا اور ان مناظر کو اپنے ٹی وی چینل ''مدنی چینل'' پر دکھانا عندالشرع کیسا ہے؟

(۲) ''اللہ کی رحمت اس پر جو مدنی چینل کا ساتھ دے'' یہ جملے عندالشرع کیسے ہیں؟

(۳) عالم دین کا اس کام سے (یعنی جلوس کی ویڈیو فلم بنانے سے) منع کرنا اور روکنا صحیح ہے یا نہیں؟

(۴) اس کام سے روکنے پر عالم دین کے خلاف نعرے بازی کرنا اور انکی گرفتاری کے لئے مسجد کے سامنے دھرنا دینا عندالشرع کیسا ہے؟ بینوا وتوجروا بیان کافٍ وشافٍ بالا سانید المعتبرات المعتمدات بالبسط والتفصیل .جزاک اللہ خیر الجزاء. والسلام

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

جاندار کی ویڈیو فلم بنانا مطلقاً ناجائز وحرام، اور خصوصاً ایسے مواقع پر جن کا تعلق دینیات سے ہو، بدرجہ اولیٰ حرام، جس پر نہ کسی کو کلام، اور نہ انکار کی گنجائش، جو قائل جواز ہیں۔ ان کے دلائل کے ضعف کو زمانہ ہوا۔ تاج الشریعہ علامہ ازہری میاں قبلہ مدظلہ الاقدس نے اپنی تحقیق انیق (ٹی وی، ویڈیو، کا آپریشن) اور امام علم وفن خواجہ مظفر حسین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے اپنی تدقیق عمیق ''ٹی وی کی تحقیق'' میں واضح فرمادیا اور براھین قاطعہ سے ٹی وی، ویڈیو، کے اسکرین پر تصاویر ہونا ہی ثابت کیا۔ جو مقبول مفتیان عظام ہوا اور وہی حکم شریعت بازغہ قرار پایا۔ کہ ذی روح کی تصویر بنانا اور بنوانا، اور اپنے پاس اعزازاً رکھنا بہرحال حرام ہے، بدکام بدانجام ہے۔ اس بارے میں احادیث حدتواتر پر ہیں۔ ردالمحتار میں ہے، فعل التصویر (ذی روح) غیر جائز مطلقاً لانہ مضاھاۃ لخلق اللہ ھکذا فی بحر الرائق (فتاویٰ رضویہ المجلد التاسع باب الحظر والاباحۃ (جزء اول) ص ۷۲) مزید برآں ویڈیو فلم بنا کر چینل کے ذریعہ دکھانا دین پر

بے باکانہ جرأت اور حث علی الحرام پر دال ہے۔

(۲) اللہ کی رحمت اس پر جو مدنی چینل کا ساتھ دے۔ اگر مذکورہ جملہ بر بنائے جہل کہتا ہے جب بھی از روئے شرع شریف ناجائز و حرام ہونے میں شبہ نہیں۔ کیونکہ عند المحققین ٹی وی ویڈیو فلم کے اسکرین پر تصاویر ہی ہیں۔ لہٰذا قائل پر توبہ واجب ہے ۱۲ ر

(۳) بالکل صحیح و درست ہے۔

(۴) ناجائز ہے ۱۲ واللّٰہ تعالیٰ اعلم و علمہٗ اتم و احکم

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
خادم دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپو

علمائے دین کی تحقیر و توہین والے پر حکم شرعی

(استفتاء نمبر ۹)

بخدمت عالی وقار حضرت العلام مفتی صاحب قبلہ ۔۔۔۔السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید اپنے آپ کو سنی صحیح العقیدہ، مسلک اعلیٰ حضرت کا پابند کہتا ہے۔ زید بظاہر متقی و پرہیز گار نظر آتا ہے۔ زید پیری مریدی بھی کرتا ہے اور اپنے آپ کو سلسلہ رضویہ کا خلیفہ بتاتا ہے۔ زید نے اصلاح معاشرہ کے نام پر ایک دینی جماعت بھی قائم کی جس کا وہ خود امیر ہے۔ زید کی بکر نے اپنے گھر دعوت کی۔ جس میں زید نے مع اپنے مریدین و مبلغین کے شرکت کی۔ بکر نے زید کو اسی دعوت میں فقیہ العصر علامہ مفتی شریف

الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تالیف ''نزہۃ القاری شرح البخاری بطور تحفہ پیش کیا اور حضرت فقیہ العصر علیہ الرحمہ کی تعریف وخصوصیات بیان کرنے لگا۔ حضرت فقیہ العصر علامہ مفتی شریف الحق صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی تعریف سن کر زید کے چہرے پر کچھ ناراضگی کے اثرات ظاہر ہوئے اور کتاب زید کے ہاتھ میں ہی تھی کہ زید نے کہا۔ علماء کا کام جمتا نہیں ہے۔ علماء سے اپنی پٹتی نہیں ہے۔ علماء نہ جانے کیا کریں گے۔
زید کے یہ تین جملے من وعن نقل کئے گئے ہیں، اس کے علاوہ بھی زید کے متعلق اول فول بکتا رہا۔

دریافت طلب امور یہ ہے کہ۔۔

(۱) زید کے یہ جملے عندالشرع کیسے ہیں؟

(۲) زید سے مرید ہونا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) زید پر کیا حکم شرع نافذ ہوگا؟

(۴) زید کی دینی اجتماع میں شریک ہونا نیز جماعت کا کام کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا بیان کافِ وشافِ بالا سانید المعتبرات المعتمدات بالبسط والتفصیل جزاکم اللہ خیر الجزاء۔

۹۲/۷۸۶ الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب والیہ المرجع والمآب

۱/۲/۳ / بر صدق سائل وصحت سوال زید کے جملے اگر بربنائے استخفاف واستحقار علمائے دین ہیں اور علماء دین کو اسلئے بُرا کہتا ہے کہ وہ سب علماء دین ہیں، جب تو صریح کافر ہے۔ اور اگر بوجہ علم تعظیم فرض جانتا ہے مگر اپنی کسی دنیوی خصومت کے باعث برا کہتا ہے تحقیر کرتا ہے۔ تو سخت فاسق وفاجر ہے۔ اور اگر بے سبب رنج رکھتا ہے تو مریض القلب خبیث الباطن ہے اور اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ خلاصہ میں ہے، **من ابغض عالما من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر** منح الروض الازہر میں ہے **الظاهر انه یکفر الخ. هکذا وضحه الامام الهمام احمد رضا القادری البرکاتی قدس سرهٗ السامی فی العطایا النبویه**

المجلد التاسع ص ۱٤۰]

لہذا زید بے قید پر حکم شرعی یہی ہے کہ صور ثلاثہ میں سے اگر بہ نیت صورت اولی قول کیا ہے تو بعد توبہ نصوحہ تجدید ایمان و نکاح ضروری۔اور اگر بہ نیت احد الاخرین مذکورہ جملوں کو کہا ہے تو پھر بھی توبہ نصوحہ واجب ہے، جب تک زید خالصاً لوجہ الکریم توبہ نہ کرلے اس سے مرید ہونا بیعت وارادت رکھنا ہرگز، ہرگز جائز نہیں قال اللہ تعالیٰ فَلاَ تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ [پ ۷، رکوع ۱۴] وقال ایضاً ،وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ [پ۱۲، رکوع ۱۰] اور اگر زید توبہ نصوحہ کرلے اور وہ جامع شرائط پیری ہو تو اس سے بیعت وارادت رکھنے میں اصلاً مضائقہ نہیں قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ، التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ او کما قال [سنن ابن ماجہ باب ذکر التوبۃ ص ۳۲۳]

واضح ہو کہ زید کی توبہ پر جب تک ایک زمانہ نہ گزر جائے اور اطمنان کلی حاصل نہ ہو جائے اس وقت تک اس سے مرید ہونا اور زید کی ارادت میں کسی کو داخل ہونا جائز نہیں ہے۔جیسا کہ فتاوی عالمگیری جزء ثانی ص ۴۶۱ کے حاشیہ فتاویٰ خانیہ میں ہے الفاسق اذا تاب لا تقبل شهادته مالم یمض علیه زمان یظهر اثر التوبة ثم بعضهم قدر ذٰلک بستة اشهر وبعضهم قدره بسنة والصحیح ان ذٰلک مفوض الی رائ القاضی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

(۴) اگر زید مذکورہ حکم شرعی پر عمل کرے اور اسکی دینی جماعت کے اجتماع میں کوئی خلاف شرع مطہر قول وفعل نہ ہو تو بریں تقدیر شرکت کی اجازت ہے لعدم المانع اور اگر زید مذکورہ حکم شرعی پر عمل نہ کرے تو اس کے کسی بھی پروگرام میں جانا قطعاً روا نہیں۔معلوم ہوا کہ اگر زید سے مراد، امیر الیاس قادری صاحب ہیں تو ان کا حکم سابق میں گذر چکا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ:۔ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

﴿باب الوضو﴾

وضو کا حکم قبل معراج ہوا یا بعد معراج؟

۷۸۶/۹۲

محترمی و مکرمی محترم المقام مفتی صاحب قبلہ.................السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے پر کہ وضو کی حقیقت پر روشنی ڈالئے سب سے پہلے وضو کس نے کیا؟ اور اس کا سلسلہ کہاں سے شروع ہوا؟ معراج سے پہلے یا معراج کے بعد؟ تفصیل اور دلیل کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی محمد قمر الزماں، اٹارسی

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

وضو کی حقیقت سے آپ کی کیا مراد ہے اگر یہ مراد ہے کہ وضو سے کیا فائدہ تو مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے اگر گناہ گار ہے تو وضو گناہوں کا کفارہ ہے اور اگر گناہ نہیں ہے تو وضو سے درجات بلند ہوگی ابن ماجہ باب ماجاء فی الوضوء ص ۳۴ رمیں ہے کہ وضو تمام انبیاء کرام نے کیا ہے تو حدیث پاک میں ھذا وضوی و وضوء المرسلین من قبلی ۔ اور دوسری حدیث شریف میں ہے ھذا الوضوء فمن زاد علیٰ ھذا فقد اساء و تعدیٰ و ظلم سرکار عالمین ﷺ نے وضو کا شرع طریقہ بتانے کے بعد مذکورہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ ویسے اگر سائل کا یہ مقصد ہے کہ شرع محمدی میں اس کا سلسلہ کہاں سے شروع ہوا تو علمائے محققین کے نزدیک یہی ہے کہ غار حرا میں قبل معراج پہلی بار جس وقت چالیس سال کی عمر شریف میں وحی اتری اور نبوت کریمہ ظاہر ہوئی تو اسی وقت حضور اکرم شافع یوم النشور ﷺ نے بہ تعلیم جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وضو فرمایا اور نماز پڑھی جیسا کہ فتاویٰ رضویہ کتاب الصلوٰۃ ص ۱۷۹/۱۸۰ میں ہے۔ کما فی الخمیس (فی احسن صورۃ و اطیب رائحۃ فقال یا محمد ان اللہ

يقروک السلام ويقول لک انت رسولي الى الجن والانس فادعهم الى قول لا اله الا الله ثم ضرب برجله الارض فنبعت عين ماء فتوضاء منها جبرئيل وزادا بن اسحق ورسول الله ينظر اليه ليريه كيف الطهور الى الصلوٰة ثم امره ان يتوضاء) الخ

یعنی جیسا کہ مواہب لدنیہ کے کتاب الخمیس میں ہے کہ اچھی صورت اور عمدہ خوشبو میں جبرئیل امین نے کہا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے کہ آپ انسانوں اور جنوں کے طرف میرے رسول ہیں۔ اس لئے انہیں دعوت دیں کہ وہ کلمہ پڑھیں پھر جبرئیل امین نے اپنا پاؤں زمین پر مارا تو پانی کا چشمہ ابل پڑا اور جبرئیل امین نے اس سے وضو کیا اور ابن اسحاق نے اضافہ کیا ہے کہ حضور ﷺ اس کی طرف دیکھ رہے تھے تاکہ نماز کے لئے وضو کا طریقہ بتائے پھر جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے آپ سے کہا آپ بھی وضو فرمائیں یہ رسول اللہ ﷺ کا پہلا وضو تھا واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

ضروریات وضو کیا کیا ہیں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں

کہ وضو کے ضروریات کیا کیا ہیں؟ اور سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے فتاویٰ رضویہ میں وضو کے ضروریات کیا بتائے ہیں۔ برائے مہربانی مفصل بتائیں۔ عین نوازش ہوگی

المستفتی: محمد عبدالکریم، ناگپور

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام الوھّاب

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت قدس سرہ الکریم نے فتاویٰ رضویہ شریف جلد اول ص ۹۴ تا ص ۱۰۰ ار پر ضروریات وضو کو تفصیلاً رقم فرمایا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ حاشیہ پر یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ وضو میں پچیس (۲۵) مقام ہیں جنکی خاص احتیاط مرد وعورت سب پر لازم ہے۔ فقیر فتاویٰ رضویہ میں منقول ضروریات وضو کو نقل کرنے پر اکتفاء کرتا ہے۔

ضروریات وضو مطلقاً یعنی مرد وعورت سب کیلئے (۱) پانی مانگ یعنی ماتھے کے سرے سے پڑنا۔ بہت لوگ لپ یا چلو میں پانی لے کر ناک یا ابرو یا نصف ماتھے پر ڈالتے ہیں پانی تو بہہ کر نیچے آیا، وہ اپنا ہاتھ چڑھا کر اوپر لے گئے اس میں سارا ماتھا نہ دھلا بھیگا ہاتھ پھرا، اور وضو نہ ہوا۔

(مسئلہ بر حاشیہ ص ۹۶) ناک میں کوئی کثافت جمی ہو تو پہلے اس کا چھڑالینا غسل میں فرض اور وضو میں سنت ہے)

(۲) پٹیاں جھکی ہوں تو اونھیں ہٹا کر پانی ڈالے کہ جو حصہ پیشانی کا اونکے نیچے ہے، دھلنے سے نہ رہ جائے (مسئلہ بر حاشیہ ص ۹۶ روضو وغسل میں سنت ہے کہ ناک کی جڑ تک پانی چڑھائے مگر روزہ دار اس سے بچے۔ ہاں تمام نرم بانسے تک چڑھانا اسے بھی ضرور ہے۔

(۳) بھوؤں کے بال چھدرے ہوں کہ نیچے کی کھال چمکتی ہو تو کھال پر پانی بہنا فرض ہے صرف بالوں پر کافی نہیں (۴) آنکھوں کے چاروں کوئے آنکھیں زور سے بند نہ کرے یہاں کوئی سخت چیز جمی ہوئی ہو تو چھڑالے (۵) پلک کا ہر بال پورا بعض وقت کیچڑ وغیرہ سخت ہو کر جم جاتا ہے کہ اوس کے نیچے پانی نہیں بہتا اس کا چھڑانا ضروری ہے (۶) کان کے پاس تک کنپٹی ایسا نہ ہو کہ ماتھے کا پانی گال پر اتر جائے اور یہاں صرف بھیگا ہاتھ پھیرے (۷) ناک کا سوراخ اگر کوئی گہنا یا تنکا ہو تو اوسے پھرا پھرا کر، ورنہ یوہیں دھار ڈالے ہاں اگر بالکل بند ہو گیا ہو تو حاجت نہیں (۸) آدمی جب خاموش بیٹھے تو دونوں لب ملکر کچھ

حصہ چھپ جاتا کچھ ظاہر رہتا ہے یہ ظاہر رہنے والا حصہ بھی دھلنا فرض ہے اگر کلی نہ کی اور مونھ دھونے میں لب سمیٹ کر بزور بند کرلے تو اس پر پانی نہ بہے گا(۹) ٹھوڑی کی ہڈی اس جگہ تک جہاں نیچے کے دانت جمے ہیں(۱۰) ہاتھوں کی آٹھوں گھائیاں (۱۱) انگلیوں کی کروٹیں کہ ملنے پر بند ہو جاتی ہیں (۱۲) دسوں ناخنوں کے اندر جو جگہ خالی ہے ہاں میل کا ڈر نہیں (۱۳) ناخنوں کے سرے سے کہنیوں کے اوپر تک ہاتھ کا ہر پہلو چلو میں پانی لے کر کلائی پر الٹ لینا ہرگز کافی نہیں (۱۴) کلائی کا ہر بال جڑ سے نوک تک۔ ایسا نہ ہو کہ کھڑے بالوں کی جڑ میں پانی گزر جائے نوکیں رہ جائیں (۱۵) آرسی چھلّے اور کلائی کے ہر گہنے کے نیچے(۱۶) عورتوں کو فینسی چوڑیوں کا شوق ہوتا ہے اونھیں ہٹا ہٹا کر پانی بہائیں (۱۷) چوتھائی سر کا مسح فرض ہے پوروں کے سرے گزار دینا اکثر اس مقدار کو کافی نہیں ہوتا(۱۸) پاؤں کی آٹھوں گھائیاں(۱۹) یہاں انگلیوں کی کروٹیں زیادہ قابل لحاظ ہیں کہ قدرتی ملی ہوئی ہیں (۲۰) ناخنوں کے اندر کوئی سخت چیز نہ ہو(۲۱) پاؤں کے چھلّے اور جو گہنا گٹوں پر یا گٹوں سے نیچے ہو۔ اسکے نیچے سیلان شرط ہے(۲۲) گٹّے (۲۳) تلوے (۲۴) ایڑیاں (حاشیہ میں ہے ”وضو میں پانچ مواقع اور ہیں جنکی احتیاط خاص مردوں پر لازم ہے) (۲۵) کونچیں خاص بہ مرداں (۲۶) مونچھیں (۲۷) صحیح مذہب میں ساری داڑھی دھونا فرض ہے یعنی جتنی چہرے کی حد میں ہے نہ لٹکی ہوئی، کہ ہاتھ سے گلے کی طرف کو دباؤ تو ٹھوڑی کے اوس حصے سے نکل جائے جس پر دانت جمے ہیں کہ اس کا صرف مسح سنت اور دھونا مستحب ہے۔(۲۸ و ۲۹) داڑھی مونچھیں چھدری ہوں کہ نیچے کی کھال نظر آتی ہو تو کھال پر پانی بہنا(۳۰) مونچھیں بڑھ کر لبوں کو چھپالیں تو انھیں ہٹا ہٹا کر لبوں کی کھال دھونی، اگرچہ مونچھیں کیسی ہی گھنی ہوں در مختار میں ہے ارکان الوضوء غسل الوجه من مبدء سطح جبهته الىٰ منبت اسنانه السفلىٰ طولًا ومابين شحمتي الاذنين عرضاً فيجب غسل المياقي وما يظهر من الشفة عند انضمامها (الطبيعي لا عند انضمامها بشدة وتكلف الخ وكذا لو غمض

عينيه شديدا لا يجوز بحر) وغسل جميع اللحية فرض علىٰ المذهب الصحيح المفتي به المرجوع اليه وماعدا هذه الرواية مرجوع عنه ثم لا خلاف ان المسترسل (وفسره ابن حجر في شرح المنهاج بما لو مد من جهة نزوله لخرج عن دائرة الوجه ثم رايت المصنف في شرحه علىٰ زاد الفقير قال وفي المجتبىٰ قال البقالي وما نزل من شعر اللحية من الذقن ليس من الوجه عندنا خلافاً للشافعي لايجب غسله ولا مسحه بل يسنّ (المسح) وان الخفيفة التي ترى بشرتها يجب غسل ماتحتها نهر و في البرهان يجب غسل بشرة لم يسترها الشعر كحاجب وشارب وعنفقة في المختار (ويستثنىٰ منه ما اذا كان الشارب طويلًا يستر حمرة الشفتين لما في السراجية من ان تخليل الشارب الساتر حمرة الشفتين واجب) (ملخصاً) مزيد اما بين الاهلة من رد المحتار قلت واستحبابى غسل المسترسل نظراً الىٰ خلاف الامام الشافعي رضي الله تعالىٰ عنه لما نصوا عليه من ان الخروج عن الخلاف مستحب بالاجماع مالم يرتكب مكروه مذهبه كما في رد المختار وغيره . اوسی میں ہے سنته تخليل اصابع اليدين والرجلين وهذا بعد دخول الماء خلالها فلو منضمة فرض اوسی میں ہے مستحبة تحريك خاتمه الواسع وكذا الضيق ان علم وصول الماء والآ فرض اوسی میں ہے ومن الأداب تعاهد موقيه وكعبيه وعرقوبيه واخمصيه قلت وهذا ان كان الماء يسيل عليها وان لم يتعاهد و الا فرض كنظائر المارة.. والله تعالىٰ اعلم بالصواب

کتبہ:۔ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

كتاب الصلوٰة

جبرئیل امین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی ملاقات پر حضور کو دو رکعت نماز پڑھائے تھے لیکن پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہے

مکرمی محترمی القام حضرت مفتی صاحب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا حضرت جبرئیل امین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی ملاقات پر حضور کو دو رکعت نماز پڑھائے تھے اس مسئلہ پر روشنی ڈالئے ۔ اور جواب مرحمت فرمائے ۔

المستفتی :۔ غلام احمد رضا، بنارس

۸۶/۹۲ الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق وبالصواب

ہاں غار حراء میں جس وقت نزول وحی ہوا تو سیدنا جبرئیل امین علیہ الصلوۃ والسلام نے وضو فرما کر دو رکعت نماز پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ پڑھنے کہا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے قام جبرئیل یصلی وامرہ ان یصلی معہ [فتاویٰ رضویہ شریف ج ۲ / ص ۱۸۰] اور اسکے علاوہ بھی جبرئیل امین نے بیت اللہ شریف کے پاس دوبارہ امامت فرمائی اور پانچوں نمازیں پڑھائی اس سے حضرت روح الامین علیہ الصلوۃ والسلام کا مرتبہ سرکار عالمین شافع روز جزا صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ نہیں جائیگا ۔ کتنے امام ہیں کہ ان سے بدرجۂ افضل واشرف مقتدی علماء ومشائخ ہوتے ہیں اور مفضول امام ہوتا ہے واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب. کما فی المشکوۃ ص ۵۹ / بروایۃ البخاری والمسلم وابوداؤد الترمذی من کتب الصحاح ۱۲ /

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

مکبّر کا تکبیر تحریمہ میں اسقدر آواز کا بلند کرنا کہ وہ چیخ بن جائے تو خود مکبر کی نماز اور اس چیخ پر مقتدی کی نماز فاسد ہو جاتی ہے

۸۶/۹۴ ازدارالعلوم نوری افتخاریہ کارکردہ منڈل

حضور مفتی صاحب قبلہ!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

شب معراج بیت المقدس میں سید عالم ﷺ کا انبیاء کرام کی امامت فرمانا۔ (کنزالایمان)۔ بیہقی کی روایت ہے کہ ایک لاکھ چودہ ہزار اور دوسری روایتوں میں ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمان حجۃ الوداع میں سید عالم ﷺ کے ساتھ تھے۔ زرقانی جلد ۳ رخطبہ کے بعد آپنے ظہر وعصر ایک اذان اور دو اقامتوں سے ادا فرمائی۔ پھر (موقف) میں تشریف لے گئے اور جبل رحمت کے نیچے غروب آفتاب تک دعاؤں میں مصروف رہے۔ غروب آفتاب کے بعد عرفات سے ایک لاکھ سے زائد حجاج کے اژدحام میں مزدلفہ پہنچے، یہاں پہلے مغرب، پھر عشاء ایک اذان اور دو اقامتوں سے ادا فرمائی۔ مذکورہ واقعہ میں سید عالم ﷺ نے بیت المقدس میں انبیاء کرام کی، اور عرفات ومزدلفہ میں مسلمان حجاج کی امامت فرمائی۔ سوال یہ ہیکہ جب مقتدا (امام) مصلیٰ امامت پر ہوں تو تکبیرات انتقال اور قرأت کا تمام مقتدیوں پر سننا فرض ہے یا واجب نیز سنت ہے یا مستحب۔ (۱) سید عالم ﷺ کی آواز مقدس سن کر انبیاء کرام اور مسلمان حجاج حجۃ الوداع میں نمازیں ادا فرمائے ہیں تینوں مقامات پر مصطفیٰ جان رحمت کی آواز مقدس پہنچی ہے یا نہیں؟ اگر آواز مقدس پہنچی ہے تو پیچھے مکبّرین تھے یا نہیں؟ اگر مکبّرین تھے تو بیت المقدس وہ انبیاء کرام کے اسماء کیا ہیں؟

(۲) اسی مذکورہ واقعہ کے تحت حجۃ الوداع میں مزدلفہ اور عرفات میں مقتدا کے پیچھے پیچھے مکبّرین تھے یا نہیں۔ اگر مکبّرین نہیں تھے تو ائمہ اربعہ یا ان کے پہلے یا ان کے بعد کس امام ومجتہد نے جماعت میں مکبّر

رکھنے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ جماعت کثیر میں مکبّر رکھا جاتا ہے۔

جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں ۱۲

احقر:۔ (مولانا) محمد مجیب الرحمن رضوی: ۶/۸/۲۰۰۰ء

۷۸۶/۹۲ **الجواب بعون الملک الوھّاب ۔**

(۱) صورت مسئولہ میں تکبیرات انتقال اور قرأت کا تمام مقتدیوں کو سنانا نہ فرض ہے، نہ واجب۔ اور نہ ہی سنت مؤکدہ۔ ہاں اگر امام کی آواز چند صفوں تک ہی پہنچتی ہے، تو ان صفوف تک جہاں تک امام کی آواز نہیں پہنچتی ایک یا چند مکبّر کا، ضرورت کے وقت کھڑا کرنا مستحب ہے۔ مگر ان ہی شرائط ثلاثہ کے ساتھ جو امام کیلئے ہیں، یعنی امام کی طرح مکبّر کی بھی آواز اصلی ہو، نقلی نہ ہو۔ امام کی طرح مکبّر کا مقصود، تکبیر تحریمہ میں صرف آواز پہونچانا ہی نہ ہو، بلکہ تحریم کا قصد بھی ہو۔ امام کی طرح مکبّر کیلئے تیسری شرط یہ ہے کہ تکبرات انتقالیہ میں حاجت سے زیادہ آواز پر زور نہ دے۔ اگر حاجت سے زیادہ آواز پر زور دیا۔ تو خود امام کی طرح مکبّر کی اور جو لوگ اس کی تکبیر پر اقتدا کریں گے، ان تمام کی نماز مکروہ ہوگی اور اگر مکبّر نے آواز کے بلند کرنے میں اتنا زیادہ زور دیا، کہ وہ آواز چیخ بن گئی، تو خود مکبّر کی نماز فاسد۔ اور اس کی چیخ پر اقتدا کرنے والوں کی بھی بالکلیہ فاسد۔ کیونکہ یہ چیخ کلام کے حکم میں ہے۔ ردالمحتار علی الدرالمختار جزء ثانی ص ۲۹۰ پر ہے اما ما تعارفوه في زماننا فلا يبعد انه مفسد اذا الايصاح ملحق بالكلام علامہ ابن عابد بن شامی علیہ الرحمہ کی ردالمحتار میں ہے والزائد علیٰ قدر الحاجة كما هو مكروه للامام يكون للمبلغ وفي حاشية ابي السعود واعلم ان التبليغ عند عدم الحاجة اليه بان بلغهم صوت الامام مكروه وفي السيرة الحلبية اتفق الائمة الاربعة علىٰ ان التبليغ حينئذٍ بدعة منكرة اى مكروهة واما عند الاحتياج اليه

فمستحب[فتاویٰ برکات مصطفےٰ ص ۱۲۹]

(۲) حالت نماز میں مکبّر کا رکھنا سنت سے ثابت ہے۔ بخاری ومسلم کی احادیث کریمہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرض وصال سے قبل عرفات ومزدلفہ وغیرہ کے اجتماعات میں مکبّر نہیں رکھے جاتے تھے۔ بلکہ آواز نہ پہونچنے کی صورت میں پچھلے صف والے اگلی صف کے مقتدیوں کے حرکات وسکنات پر نماز کے افعال ادا کر لیتے تھے۔لیکن جب سرکار عالمین علیہ الصلوۃ والتسلیم کے مرض وصال کے موقع پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت کا حکم دیا اور تخفیف مرض کی بنا پر بعد میں خود مسجد شریف، تشریف لائے اور سیدنا صدیق اکبر کے پہلو میں بیٹھ کر امامت فرمانے لگے اور سیدنا صدیق اکبر بحثیت مکبّر لوگوں کو تکبیر سنا رہے تھے۔ بخاری شریف جلد ثالث ص ۹۹ ر پر الفاظ حدیث یوں ہے۔"وابو بکر یسمع الناس التکبیر" جب سے یہ سنت کریمہ رائج ہوئی، یہی علامہ امام ابن ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فتح القدیر میں ہے۔ کہ امام کی تکبیرات وانتقالات کو مبلّغ ومکبّر کے ذریعہ جو خود بھی امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو، اور اس کا مقتدی ہو۔ تمام مقتدیوں اور جماعت تک پہونچانا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت خلیفۂ اوّل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے۔ اس سے مقصود مسائل حاصل۔ بیت المقدس کی بات فضول فاضل اور حجت شرعیہ میں غیر داخل۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام نے نماز پڑھیں۔ یہ سرکار کے آیات کبریٰ سے واصل۔ اور آواز نہ پہونچنے پر حرکات وسکنات پر بھی اقتدا کافی۔ اور انبیاء کرام میں سے کسی نبی ورسول کے مکبّر ہونے یا نہ ہونے پر احادیث بخاری ومسلم ساکت وصامت۔ اور واقعۂ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرض وصال سے پہلے بلکہ قبل ہجرت کا واقعہ ہے۔ جس سے سائل کی غرض واقعی فاصل

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

لاؤڈ اسپیکر پر نماز جائز نہیں اور یہی قول جمہور اکابر علمائے اہل سنن ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

(۱) مکبر کو چھوڑ کر فقط لاؤڈ اسپیکر کا نماز میں استعمال کرنا اور مکبر اور لاؤڈ اسپیکر دونوں کے استعمال کے ساتھ نمازیں ادا کرنا اسمیں ائمہ اربعہ کے کیا اقوال ہیں؟

ونیز اس دور میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کچھ علماء لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جائز ہونے کے قائل ہیں۔ اور کچھ علماء عدم جواز کے قائل ہیں۔ یہ جواز اور عدم جواز پر جو علماء حکم لگاتے ہیں وہ اکابرین جمہور علماء میں کون کون سے علماء ہیں؟

(۲) فی زمانہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھانے کے بارے میں ائمہ اربعہ مجدد الف ثانی محدث عبدالحق دہلوی، علامہ فضل حق خیر آبادی، امام احمد رضا، محدث اعظم ہند کے اقوال کے تحت شریعت کا کیا حکم ہے؟ تسلی بخش جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

احقر:۔ (مولانا) محمد مجیب الرحمن رضوی: ۶/۸/۲۰۰۰ء

الجواب

(۱) مکبر کے بغیر فقط لاؤڈ اسپیکر کو نماز میں استعمال کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ اگر میکروفون میں امام آواز پہونچاتا ہو، تو امام ومقتدی سب کی نمازیں اکارت گئیں۔ کسی کی بھی نہ ہوئیں۔ اور اگر امام آواز نہ ڈالتا ہو بلکہ میکروفون خود ہی آواز کو لے لیتا ہو، تو دور کے مقتدی جن تک امام کی آواز نہیں پہونچتی، بلکہ وہ سب بارن کی نقلی آواز پر انتقالات کیے ہوں، تو ان سب کی نمازیں فاسد ہوگئیں۔ اب رہا سوال مکبرین کے

ساتھ ساتھ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال۔ تو بے ضرورت لاؤڈ اسپیکر کا استعمال اسراف وفضول خرچی میں داخل ہے، محض شور بڑھانے، شان وشوکت جتانے کیلئے مسجد میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرنا مزید قباحت وشناعت کا باعث ہے۔ اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ گانے بجانے، ڈائیلاگ اور پکچروں کی آوازیں بھی پکڑ لیتا ہے، اس کا وبال اور سر چڑھے گا اور ان سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ کبھی کبھی لاؤڈ اسپیکر کی چوں چاں، بھوں بھاں، گھڑ گھڑاہٹ، اور چیخ وپکار نمازیوں کی نماز میں مخل ہوتا اور مکبّر کی تکبیر کانوں تک نہیں پہونچتی، اور مقتدیوں نے اسی چیخ وپکار کو مکبّر کی تکبیر جیسی آواز سمجھ کر اقتدا کر لی، تو ان سب کی نمازیں گئیں۔ بہر حال لاؤڈ اسپیکر، طریقہ محمودہ مسنونہ کے خلاف۔ بلکہ بعض صورتوں میں دافع سنت بدعت سئیہ، قبیحہ، مذمومہ، رذیلہ، شنیعہ میں داخل ہے۔ اور اس کی نقل آواز جو ہارن سے نکلتی ہے، اسپر اعتماد کر کے نماز جیسی اہم العبادات کو برباد کرنا ہے۔ **لا حول ولا قوۃ الّا با للّٰہ العلیّ العظیم** سائل نے لاؤڈ اسپیکر کے مسئلہ کو مختلف فیہ سمجھا ہے۔ یہ مسئلہ مختلف فیہ نہیں۔ مجتہد فی المسائل میں اختلافِ مجتہدین ضرور رحمت ہے کہ ان میں حق دائر ہے۔ ہر فریق اپنے کو حق پر یقین کرتا ہے۔ مگر دوسرے کو خطا وباطل نہیں کہہ سکتا۔ اپنے مذہب کو صواب جانے گا محتمل خطا۔ دوسرے مذہب کو خطا محتمل صواب۔ اور ہر ایک دوسرے کو مثاب۔ لیکن لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدا کرنے سے نماز کا فساد، یقینی لازمی ولا بدّ ہے۔ تو یہ اختلاف رحمت نہیں بلکہ نرا زحمت ہے اور جب قول محقق یہی ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز غیر اصلی مماثل آواز متکلم ہے اور اس پر اقتدا نا جائز ہے اور اسی پر جمہور اکابر علماء اہلسنت کا اتفاق ہے۔ تو بعض اصاغر کے جواز صلوٰۃ کا قول کیا وقعت رکھے گا؟ قول محقق مقبول ومحبوب ہوگا۔ اور غیر محقق مردود۔ وہ بھی ان اکابر کے حضور جن کے حضور میں ان اکے دکے اصاغر کو، لب کشائی کی جرأت نہ تھی۔ پیچھے جواز کا شوشہ چھوڑا، ایک ہند میں زمانہ تک مارا مارا پھرا۔ دوسرا پاکستان بھاگا۔ وہاں بھی چین وراحت میسر نہ آئی۔ جسکا تماشہ ہند وپاک نے دیکھا دوسرے تائید وتوثیق کرنے والے بریلی سے بھاگے۔ بمبئی میں زمانہ تک

امامت کی۔ وقت کا شیخ الادب زندہ ہے، مگر عجیب وغریب عالم میں ہیں۔ ہاں چند سالوں پیشتر انہوں نے بھی اپنے تائیدی فتویٰ سے رجوع کرلیا ہے۔ جو کئی ماہناموں میں چھپا۔ یہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت امام الفقہاء سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان، سرکار محدث اعظم ہند، صدرالافاضل، صدرالشریعۃ، اجمل العلوم، شیر بیشۂ اہلسنت، محبوب الملت، مجاہد ملت، حافظ ملت، سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ، مفتی نانپارہ، مفتی رجب علی، مفتی حسیب اللہ مرادآبادی، حاجی مبین الدین محدث امروہی، مفتی اعظم کانپور، مفتی اعظم مہاراشٹر، برھان الملت والدین وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین، اساطین دین متین کا اجماعی فتویٰ ہے، کن کن کے نام گناؤں، اور جو اکابر اس وقت حیات ظاہری میں ہیں اور تفقہ فی الدین رکھتے ہیں۔ ان میں سے بھی جمہور اکابر علماء اہلسنت عدم جواز کے قائل ہیں۔ مزید تصدیقات کیلئے **القول الازھر** اور **التفصیل الانور** وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

(۲) فی زمانہ لاؤڈ اسپیکر کا وجود ہے۔ ائمۂ اربعہ، مجدد الف ثانی، شیخ علی الاطلاق محدث دہلوی، علامہ فضل حق خیرآبادی کے زمانہ میں لاؤڈ اسپیکر تھا ہی نہیں۔ اور امام ہمام مجدد اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ وارضاہ عنا کے آخر زمانہ میں لاؤڈ اسپیکر کا وجود ہو چکا تھا۔ لیکن کسی نے ان سے سوال ہی نہیں کیا۔ اس لئے آپ کو امام اہلسنت کا بھی کوئی قول نہیں ملے گا۔ اور محدث اعظم کا عدم جواز پر فتویٰ بھی ہے۔ اور امام الفقہاء سرکار مفتی اعظم ہند رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے فتویٰ کی ان الفاظ سے تائید بھی۔ **ھٰذا حکم العالم المطاع وما علینا الا الاتباع . واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہٗ جلّ مجدہٗ اتم واحکم بالجواب**

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضانگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

سجدہ سہو میں ایک سجدہ سہو ہو جائے تو کیا نماز ہوگی یا نہیں؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں

کہ وتر کی نماز میں ترک واجب کی وجہ سے امام صاحب نے سجدۂ سہو کیا اور پھر سجدۂ سہو میں دوسرا سجدہ بھول گیا۔ تو ایسی صورت میں امام صاحب پر بارے دیگر سجدۂ سہو تھا، یا پھر نماز لوٹانا ضروری ہو گیا۔ ہمارے شہر کے بعض مفتی کہتے ہیں کہ ترک واجب کی وجہ سے یعنی ایک سجدہ بھول کرنہ کرنے کی وجہ سے نماز کا لوٹانا ضروری ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نماز کا لوٹانا ضروری ہے یا سجدۂ سہو کی وجہ سے دوسرا سجدہ کرنا واجب؟ کتب فقہ کے حوالے سے تفصیلی طور پر حکم شرعی بیان فرمائیں تاکہ مفتیوں کے درمیان جو تنازع ہے وہ ختم ہو جائے۔

فقط والسلام

المستفتی:۔(مولانا) محمد عظمت اللہ مصباحی

دارالعلوم فیضان رضا دوری مظفر پور بہار

۷۸۶/۹۲ الجواب اللّٰھم ھدایة الحق والصواب۔

صورت مستفسرہ میں برصدق سائل وصحت سوال امام صاحب پر بار دیگر نہ سجدۂ سہو واجب اور نہ ہی نماز کا لوٹانا ضروری۔ فتاوی عالمگیریہ، الجزء الاول ص ۱۳۰ ر پر تہذیب کے حوالہ سے صریح جزیہ مرقوم ہے۔ **السھو فی سجود السھو لا یوجب السھو لانہ لا یتناھی** اگر اعادہ صلوۃ واجب ہوتا، تو ضرور اس کی تشریح ہوتی۔ جو آپ کے شہر کے بعض مفتیان کرام نماز کا لوٹانا ضروری کہتے ہیں، ان کے پاس بھول کر ایک سجدہ سہو کے چھوٹ جانے پر اعادۂ صلوۃ کا کونسا صریح جزئیہ ہے، سوال میں درج نہیں اور

میرے علم میں جو کچھ ہے وہ یہی کہ سجدۂ سہو واجبات نماز میں سے نہیں، بلکہ ترک واجب کیلئے جبر نقصان ہے۔ لہٰذا واجبات نماز کے ترک کی وجہ سے جو حکم ہے وہ سجدۂ سہو میں ترک سجدۂ واحدہ کیوجہ سے نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہ ایک کلیہ ہے، اور یہ ایک جزئیہ اور دونوں کا حکم جدا جدا۔ فتامل

نیز امام سرخسی کی مبسوط جلد ۱ ص ۲۲۴ پر بھی یہی ہے کہ اگر کسی کو سجدہ سہو کرنے کی حالت میں سہو ہو گیا اور حالت سجدہ میں تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ تو اس پر دوبارہ سجدۂ سہو واجب نہیں یہاں پر بھی اعادہ صلوۃ کی وضاحت نہیں۔ بلکہ رد المحتار ج دوم ص ۴۷۳ باب سجود السھو میں یہ جزئیہ موجود ہے۔ والذی ینبغی انہ ان سقط بصنعہ کمحدث عمد مثلا یلزم والافلا . تامل یعنی وہ صورت جس میں نماز سے خروج بالاعادہ ہوا۔ مثلاً عمداً وضو توڑ دیا تو اب سجدہ سہو ساقط، مگر اعادۂ نماز لازم۔ اور اگر ایسی صورت نہیں، تو اعادۂ نماز لازم نہ ہوگا ''مسئلۂ متنازعہ فیھا'' میں امام صاحب نے خروج بصنعہ نہیں کیا، بلکہ سہواً ایک سجدہ رہ گیا تو نماز کے لوٹانے کا کیا محل؟ کیا آپ کے شہری مفتیوں کو معلوم نہیں کہ بعض صورتیں وہ بھی ہیں، جن میں عمداً سجدۂ سہو ساقط ہیں، اس کے باوجود اعادۂ صلوۃ مرتفع۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیریہ الجزء الاول ص ۱۲۸ پر ہے السھو فی الجمعۃ والعیدین والمکتوبۃ والتطوع واحد الامشائخنا قالوا الایسجد للسھو فی العیدین والجمعۃ لئلا یقع الناس فی فتنۃ جب دفع فتنہ کیلئے جم غفیر کی صورت میں قصداً سجدۂ سہو ساقط ہے تو صورت متنازعہ فیھا میں جزمی طور پر اعادۂ صلوۃ کا حکم دینا کیونکر روا ہو سکتا ہے، جب کہ فقہاء صراحت فرماتے ہیں کہ امام کا ایسا فعل جس سے مقتدیوں پر گراں گزرے، حرام ہے۔ اس کی بہت صورتیں کتب فقہ میں مصرح ہیں۔ فان شئت فطالع اور ان مفتیوں کو رسول پاک صاحب لولاک ﷺ کا یہ ارشاد بھی معلوم ہے جیسا کہ بخاری شریف ج ۱ ص ۱۰ پر باب الدین یسر کے تحت ہے کہ دین میں آسانی ہے دشواری نہیں۔ نیز بخاری شریف ج ۱ ص ۱۶ پر باب ما کان النبی ﷺ یتخولھم بالموعظۃ الخ میں ہے یسروا

ولاتعسروا وبشروا ولاتنفروا یعنی آسانی کرو تنگی نہ کرو، اور اچھی خبر دو نفرت نہ پھیلاؤ۔ تو ان مفتیان شہر کا تراویح کے بعد اعادہ صلوۃ وتر کیلئے زور دینا مقتدیوں کو مزید مشقت میں ڈالنا ہے ۱۲ / ھذا ما عندی والعلم عند اللہ ربی۔

کتبہ:۔ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

وتر کی نماز میں ترک واجب کی وجہ سے امام صاحب نے سجدۂ سہو میں دوسرا سجدہ بھول گیا تو ایسی صورت میں امام صاحب پر بار دیگر سجدۂ سہو تھا یا پھر نماز کا لوٹانا ضروری ہو گیا شرعاً کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی

(حافظ) سلطان احمد رضوی قریشی نگر بھاجی منڈی۔ کامٹی

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

صورت مسئولہ میں برصدق سائل وصحت سوال امام صاحب پر بار دیگر نہ سجدۂ سہو واجب اور نہ ہی نماز کا لوٹانا ضروری۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیریہ ج ا ص ۱۳۰ / باب سجود السھو میں مرقوم ہے۔ السھو فی سجود السھو لا یوجب السھو لانہ لا یتناھی سجود سہو میں سہو دونوں شق کو شامل خواہ سجدۂ سہو میں ترک واجب ہو، یا پھر بھول کر دوسرا سجدہ رہ جائے۔ ہاں اگر قصداً ایک سجدہ ترک کر دیا۔ تو اعادۂ صلوۃ

لازم ہے۔ کما یفهم من عبارات ردالمحتار علی درالمختار واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہٗ اتم واحکم بالجواب.

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

۷۸۶/۹۲ لقد صح الجواب واللّٰہ تعالیٰ اعلم

وفی ملتقی الا بحر والعالمگیری والطحاوی علی مراقی الفلاح ۲۷۶/ واللفظ للطحاوی (ویجب سجدتان) کسجدتی الصلاة فلو اقتصر علی سجدة واحدة لا یکون آتیاً بالواجب ولا شیء علیه ان کان ساهیاً وان تعمده یأ ثم وفی البحر لوسها فی سجود السهو لا یسجد لهٰذا السهو وفی المضمرات لوسها فی سجود السهو عمل بالتحری ولا یجب سجود السهو لئلا یلزم السلسل ولا یفتقر فی التابع مالا یفتقر فی المتبوع وحکی ان محمد بن الحسن قال للکسائی ابن خالته لِمَ لا تشتغل بالفقه فقال من احکم علماً یهدیه الی سائر العلوم فقال محمد انا القی علیک شئیا من المسائل الفقه فتجی لی جوابه من النحو قال نعم فقال محمد ما تقول فیمن سها فی سجود السهو فتفکر ساعة ثم قال لا سهو علیه فقال من ایّ باب من النحو اخرجت هٰذا الجواب فقال من باب ان المصغّر لا یصغّر فتعجب من فطنته واللّٰہ تعالیٰ اعلم ولکن فی التعمد کلام فلیتامل واللّٰہ تعالیٰ اعلم.

حکیم محمد مظفر حسین قادری مرکزی
دارالافتاء ۸۲ رسوداگراں بریلی شریف، ۲۷ رشوال المکرّم ۱۴۳۱ھ

قیام جمعہ کیلئے شہر اور فنائے شہر سے کیا مراد ہے؟

باسمہ تعالیٰ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں

(۱) جمعہ قائم کرنے کے لئے مسجد کا ہونا شرط ہے یا نہیں؟

(۲) جمعہ کے لئے شہر یا فنائے شہر شرط ہے تو اس سے کیا مراد ہے؟

وجوب جمعہ کے لئے کتنی شرطیں ہیں؟

المستفتی: (مولانا) محمد عابد حسین ست بھیٹہ، پوسٹ کنہیا بڑی، ضلع کشن گنج بہار

۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلّام

(۱) صورت مسئولہ میں جواباً عرض ہیکہ جمعہ قائم کرنے کیلئے شہر یا فنائے شہر کے سوا، نہ مسجد کا ہونا شرط ہے اور نہ بنا، مکان میں بھی جمعہ ہوسکتا ہے (فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۷۴۵) اور میدان میں بھی ۔ ہاں جمعہ کے قیام کے لئے اذن عام درکار ہے اذن عام کا یہ معنیٰ کہ جمعہ قائم کرنے والوں کی طرف سے اس شہر کے تمام اہل جمعہ کے لئے جمعہ کے وقت مسجد کی حاضری کی عام اجازت ہو، اگر چہ وقت جمعہ کے سوا باقی تمام اوقات نماز میں بندش بھی ہو۔ جب بھی جمعہ کے قیام کے لئے کچھ مضر نہیں، امام ملک العلماء کی کتاب بدائع الصنائع ج ۱/ص ۲۶۹/ فصل فی بیان شرائط الجمعۃ میں ہے السلطان اذا صلّی فی دارہ ان فتح باب دارہ جاز وان لم یاذن للعامۃ لاتجوز.

(۲) جمعہ صرف شہر اور فنائے شہر میں جائز ہے، دیہات میں جائز نہیں۔ شہر سے مراد وہ بستی ہے، جسمیں متعدد کوچے، دائمی بازار ہوں، اور وہ ضلع یا تحصیل وغیرہ ہو، جس کے متعلق دیہات ہوں، اور اسمیں

مقدمات کے فیصلہ پر کوئی حاکم مقرر ہو۔ درمختار باب الجمعہ جلد اوّل ص ۱۰۹ / مطبع مجتبائی دہلی / میں ہے یشترط لصحتها المصر اور فنائے شہر سے مراد شہر کے ارد گرد وہ جگہ ہے جو شہر کی ضروریات کے لئے بنائی گئی ہو۔ درمختار باب الجمعہ ج ۱ / ص ۱۱۹ / پر ہے کہ اوفنائه وهو ما حوله اتصل به او لا لاجل مصالحه كدفن الموتىٰ و ركض الخيل وهكذا فى ردالمحتار تصريحات الائمه باب الجمعه ج ۱ / ص ۵۹۱)

(۳) وجوب جمعہ کی سات شرطیں ہیں (۱) حریت (آزاد ہونا) (۲) ذکورت (مرد ہونا) (۳) عقل (مجنوں نہ ہونا) (۴) بلوغ (نابالغ نہ ہونا) (۵) شہر میں اقامت (مسافر نہ ہونا) (۶) اتنی صحت کہ حاضر جماعت ہو کر پڑھ سکے (۷) عدم مانع مثلاً قیدی نہ ہونا۔ دشمن کا خوف نہ ہونا، شدید بارش کا نہ ہونا جس سے حاضری ممنوع ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳ / ص ۷۴۶)

(۴) جمعہ کے صحیح ہونے کیلئے بھی سات شرطیں ہیں (الف) شہر یا فنا شہر (ب) سلطان اسلام یا اس کا نائب یا ماذون یا بضرورت جسے عام مسلمین نے امام جمعہ بنایا ہو (ج) وقت ظہر ختم تک باقی رہنا (د) خطبہ وقت ظہر میں ہو (ہ) قبل نماز کم از کم تین مسلمان مردوں عاقلوں کے سامنے خطبہ ہونا (و) جماعت سے ہونا، جس میں کم از کم تین ایسے مرد ہوں جس کا ذکر نمبر ۱ / میں مرقوم ہے (ز) جمعہ کیلئے اذن عام ہونا، بلا وجہ شرعی کسی کی روک نہ ہو [ردالمحتار علی الدرالمختار کتاب الصلوۃ باب الجمعہ ج ۳ / ص ۶ / ۲۵ / ۲۶ / ۲۷]

واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہٗ جلّ مجدہٗ اتم واحکم بالجواب

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

نماز میں مائک کا استعمال جائز نہیں اور یہی قول فیصل ومفتیٰ بہ ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع مبین اس بارے میں

کہ ایک مسجد جو "سنی صحیح العقیدہ مسلک اعلیٰ حضرت" کے ماننے اور اس پر چلنے والوں کی ہے جس کے دستور عمل (بائلاز) جو کہ چیرٹی کمشنر ناگپور سے رجسٹرڈ ہے۔ اس کی "دفعہ نمبر ۳/۴" پر یہ بات بھی درج ہے "مسجد میں جملہ عبادات، تقاریر، معمولات ومراسم مسلک اعلیٰ حضرت کے مطابق ہی ادا کیئے جائیں گے۔

اس کے باوجود مسجد ہذا میں اس رمضان شریف سے مائک پر نماز پڑھائی جارہی ہے اور اس کی ابتدا یوں ہوئی کہ ایک صاحب مسجد کے ممبران میں سے جمعہ کی نماز شروع ہونے سے پہلے کھڑے ہوئے اور انھوں نے یہ کہا کہ مسجد دومنزلہ ہے، جماعت کثیر ہوتی ہے، امام صاحب کی آواز اوپر سنائی نہیں دیتی ہے اسلئے کون لوگ مائک پر نماز پڑھنے کے لئے تیار ہیں۔ ہاتھ اٹھایئے۔ اس پر جماعت کے اکثر حصہ نے ہاتھ اٹھایا اور مائک پر نماز نہ پڑھنے والوں کی تعداد کم رہی۔ اس پر دوبارہ اعلان کرنے والے صاحب (ممبر) نے کہا کہ یہ ایک پرجاتنتر (ڈیموکریسی) ہے، جدھر اکثریت ہوگی وہی کام کیا جائیگا۔

یہ سارے معاملات امام صاحب کی موجودگی میں انکے سامنے ہورہے تھے اور امام صاحب خاموش تھے۔ بعد میں امام صاحب نے تراویح کے وقت یہ کہا کہ میں اس سے بری الذمہ ہوں، مجھ سے کمیٹی نے کہا کہ اس کے ذمہ دار ہم ہیں، آپ مائک پر نماز پڑھایئے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ۔

(۱) مائک پر نماز پڑھنا، پڑھانا جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) کیا مائک پر نماز ایسی ہی نہیں ہوگی جیسے کہ بلا وضو کے نماز نہیں ہوگی؟

(۳) کیا جماعت کے اکثر لوگوں کے اقرار کرنے کی وجہ سے یا کمیٹی کے فیصلہ کر لینے سے مائک پر نماز درست

ہوجائیگی؟

(۴) شرعی مسائل کی حلت وحرمت کو پر جاتنتر سے جوڑنا کیسا ہے؟

(۵) کیا ایسے شخص مسجد کی کمیٹی میں رہ سکتے ہیں؟

(۶) کیا مسجد کمیٹی کے یہ کہہ دینے سے کہ ہم ذمہ دار ہیں۔ امام صاحب اپنی ذمہ داری سے بری ہوجائیں گے۔ یا مسجد کے آئین اور شرعی مسائل کی حفاظت کی ذمہ داری بھی امام صاحب پر ہے؟ ازراہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

دستخط (۱) الحاج محمد منظور احمد نوری (۲) الحاج صوفی نظام الدین صاحب (۳) جناب عبدالسلام صاحب

جعفرنگر، ناگپور

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

(۱) نماز میں مائک کا استعمال درست نہیں۔ کما حققہ المفتی الاعظم فقیہ العالم فی فتاواہ اس کی تائید وتوثیق میں محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ ھذا حکم العالم المطاع وما علینا الا الاتباع اور یہی فتویٰ مفتی اعظم مہاراشٹر مفتی عبدالرشید علیہ الرحمہ بانی جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور کا ہے اور یہی مفتیٰ بہ ہے، یہی قول فیصل ہے۔ اسی پر اکابر علماء اہلسنت ومفتیان مسلک اعلیٰ حضرت کا اتفاق ہے۔ لہٰذا آجکل کے مفتیان جدت طراز، جو شریعت غراء بیضاء پر بہت جری وبیباک ہیں۔ ان پر کان نہ دھریں، تفصیل کیلئے القول الازھر فی الاقتداء بلاؤڈ اسپیکر، تحقیق الاکابر لاتباع الاصاغر، صیانۃ الصلوۃ عن حیل البدعات وغیرھا کا مطالعہ کریں۔

(۲) مائک پر نماز کو، بلا وضو نماز پڑھنے پر قیاس کرنا، قیاس مع الفارق ہے۔

(۳) نہیں، ہرگز نہیں، مسائل شرعیہ میں عوام کا اقرار یا کمیٹی کا فیصلہ کوئی معنیٰ نہیں رکھتا۔

(۴) شرعاً ناجائز ہے۔

(۵) ایسے شخص کو مسجد کمیٹی سے خارج کرنا ضروری ہے۔ جو مسائل شرعیہ میں جہالت کے باوجود دخل دیتے ہیں۔

(٦) امام صاحب کو حتی الوسع قوانین شرعیہ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، ورنہ وہ بری الذمہ نہ ہونگے ۱۲ ر واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب..

کتبہ:۔ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲٦ مہاراشٹر

بغیر شہادت رویت ہلال تراویح کی نماز پڑھنا درست نہیں

۹۲/۸٦۷ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

کہ ہم لوگوں نے بغیر شہادت رویت ہلال کے تراویح کی نماز پڑھ لی ہے۔ تراویح کی نماز کے بعد شہادت شرعی ملی۔ کیا اس صورت میں ہم لوگوں کی نماز ہوگئی، یا پھر از سرے نو، تراویح کی نماز دہرانی پڑے گی۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: بشیر بھائی برھم پوری 0717772109: سردار خاں ولد شہاب الدین 72336

۹۲/۸٦۷ الجواب بعون الملک الوھّاب

صورت مسئولہ میں بغیر شہادت رویت ہلال تراویح کی نماز پڑھنی درست نہ تھی۔ سرکار عالمین ﷺ کا

ارشاد ہے۔ صوموا لرویتہ وافطروا لرویتہ [مشکوٰۃ شریف باب رویۃ الھلال الفصل الاول ص ۱۷۴] روزہ رکھو، چاند دیکھ کر اور عید کرو، چاند دیکھ کر۔ یونہی تراویح کی نماز بھی۔ اب چونکہ بر بنائے عدم علم بغیر شہادت رویت ہلال تراویح کی نماز پڑھ لی گئی اور پہلی رمضان شریف کی شب بھی گذر گئی۔ تو اب اس کی قضا نہیں۔ بغیر شہادت پڑھنے والے اور پڑھانے والے سب توبہ نصوحہ کرلیں۔ اور آئندہ شرعی طور وطریق سے روزہ رکھنے اور تراویح پڑھنے پڑھانے پر قائم رہنے کا سچا عہد کرلیں۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہٗ اتم واحکم بالجواب

کتبہٗ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

براہ تکبّر حالت نماز میں ٹخنے کے نیچے پائجامہ یا تہبنّد رکھنا حرام ہے۔ اور اس صورت میں نماز مکروہ تحریمی ہے

تاریخ ۲۰؍ جولائی ۲۰۰۵ء

نوری مسجد و مدرسہ کمیٹی مینی ماتا نگر۔ صدر شیخ غفار مینی ماتا نگر۔ سکریٹری۔ محمد ظہیر الدین شاہ مینی ماتا نگر۔ کیشئیر محمد داروغہ شاہ مینی ماتا نگر امام کی شکایت۔

محمد ظہیر الدین اور محمد داروغہ کار شتہ دار۔ نوری مسجد میں عشاء کی نماز ادا کیا۔ نماز کے بعد امام سے کچھ مسئلہ پوچھنے کے لئے ایک ساتھ مسجد میں بیٹھے، اور امام سے دو سوال پوچھا گیا۔ سوال، تکبیر سے پہلے درود اور پوری نماز پڑھنے کے بعد دعا جو پڑھی جاتی ہے ہمارے بہار میں تکبیر سے پہلے نہیں پڑھی جاتی ہے اور پوری نماز کے بعد پڑھی جاتی ہے، میں اسی کو جاننا چاہتا ہوں۔ امام نے جواب دیا کہ تکبیر سے پہلے

درود پڑھا جائے تو اور بہتر ہے۔ امام کی ہدایت محمد ظہیر الدین کے رشتہ دار نے مان لیا۔ اس کے بعد امام نے رشتہ دار کو کہا کہ ابھی آپ جو نماز پڑھے ہیں، وہ نماز آپ کی نہیں پوری ہوئی۔ کیونکہ آپ اپنے ہاتھ میں لوہے کی گھڑی پہنے تھے۔ اور آپ کی قمیص کی بٹن کھلی تھی۔ رشتہ دار نے اپنی غلطی کو مان لیا۔ اور کہا کہ امام صاحب ایک غلطی آپ میں پایا۔ امام نے کہا وہ غلطی میں خود بتا دیتا ہوں نماز کی حالت میں پائجامہ ٹخنے سے نیچے ہے تو آگ ہے، یعنی نارِ جہنم ہے۔ اگر پائجامہ ٹخنے سے نیچے ہے۔ تو نماز میں اوپر سے اٹھا کر کھوسنا بھی جائز نہیں ہے۔ اس کے علاوہ امام نے ایک بات اور کہی کہ نماز میں تکبر کے حساب سے میں پائجامہ ٹخنے سے نیچے نہیں پہنتا۔ رشتہ دار نے کہا آپ تکبر کے حساب سے نہیں پہنتے ہیں ٹھیک ہے، مگر ظاہر میں مقتدی کو غلطی دکھائی دیتا ہے اگر آپ پائجامہ کو ٹخنے سے اوپر اٹھا کر نماز پڑھائیں۔ تو کیا نقصان ہے آپ کی نماز سے مقتدی بھی خوش۔ مگر امام ماننے کو تیار نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے۔ کہ حدیث میں لکھا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے۔ نہیں بھی اٹھائیں گے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ تو اس پر رشتہ دار نے کہا کہ آپ اپنی زبان سے کہہ رہے ہیں تو ہم ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اگر آپ حدیث لا کر دکھا دیں گے، تو ہم مان لیں گے۔ امام نے کہا حدیث کو نہیں ماننے والا کافر ہے تو میں اسی کا پتہ چاہتا ہوں، کہ جب حدیث ماننے کو تیار ہے تو کافر کیوں کہا گیا؟ تو میں قرآن وحدیث کی روشنی میں مفتئ ہند کا فتویٰ چاہتا ہوں۔ امام کی غلطی ہے تو معافی قبول کرے، اگر رشتہ دار کی غلطی ہے تو وہ بھی گناہ کا حق دار ہے۔ اور امام کا کہنا ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ جب نماز پڑھاتے تھے تو عمر فاروق، ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز میں مقتدی کے حساب سے لنگی زمین سے ٹخنے سے نیچے پہنتے تھے۔ اس کا بھی فتویٰ چاہئے۔

السلام علیکم، آمین خدا حافظ

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز الوہاب

صورت مسئولہ میں برصدق سائلین حالت نماز میں ٹخنے کے نیچے پائجامہ یا تہبند اگر براہ تکبر ہو تو حرام ہے۔اور اس صورت میں نماز مکروہ تحریمی،ورنہ صرف مکروہ تنزیہی،اور نماز میں بھی اس کی غایت خلاف اولیٰ۔صحیح بخاری شریف الجلد الثانی کتاب اللباس باب من جر ازارہ من غیر خیلاء ص ۸۶۰ میں ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا نے عرض کی یارسول اللہ! میرا تہبند لٹک جاتا ہے جب تک میں اس کا خاص لحاظ نہ رکھوں۔

ارشاد فرمایا لست ممن یصنعه خیلا [بخاری شریف الجلد الثانی کتاب اللباس ص ۸۶۰]

تم ان میں سے نہیں جو براہ تکبر ایسا کریں۔یہ حدیث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق ہے،سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہیں۔اور حالت نماز ہی سے متعلق نہیں۔خواہ حالت نماز ہو یا خارج نماز از راہِ تکبر دونوں ہی صورت میں ناجائز ہے۔اور عدم کبر کی صورت میں مکروہ تنزیہی۔جیسا کہ فتاویٰ عالمگیریہ الجلد الخامس ص ۳۳۳ میں ہے اسبال الرجل ازارہ اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیه کراهة تنزیهة كذا فی الغرائب اور فتاویٰ رضویہ الجد الثالث ص ۴۴۸ پر ہے اور نماز میں بھی اس کی غایت خلاف اولیٰ۔تو امام صاحب کو مان لینا چاہئے۔اور ٹخنے کے اوپر پائجامہ یا تہبند باندھ کر نماز پڑھنی اور پڑھانی چاہئے۔امام صاحب کا یہ کہنا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ "نہیں بھی اٹھائیں گے تو حرج نہیں ہے" اس مفہوم کی حدیث فقیر کی نظر سے نہیں گذری۔اور وہ حدیث مذکور فی البخاری جو ماقبل میں مثبت فی التحریر ہے اس سے یہ سمجھنا کہ "نہیں بھی اٹھائیں گے تو حرج نہیں ہے" عدم کبر کی صورت میں بھی قصداً سے متعلق نہیں ہے،جیسا کہ سیدنا صدیق اکبر کے الفاظ اس پر شاہد ہیں۔یعنی جب تک میں اس کا خاص لحاظ نہ رکھوں۔بہر صورت جب محمد ظہیر الدین کے رشتہ دار حدیث ماننے کے لئے تیار ہیں،تو پھر بھی انہیں کافر کہنا چہ معنیٰ دارد؟۔ہاں مطلقاً حدیث کا منکر ہوتا یا احادیث متواترہ باللفظ ہوں یا بالمعنیٰ،کا منکر ہوتا،تو کافر ہے۔یا حدیث ٹھہرا کر استخفاف کرتا۔گرچہ حدیث احاد بلکہ ضعیف

بلکہ فی الواقع اس سے بھی نازل ہوتو مطلقاً کفر ہے۔اور جب ایسا نہیں،تو بلا وجہ ظہیر الدین کے رشتہ دار کو کافر کہہ کر امام صاحب مجرم ہوئے۔لہٰذا امام صاحب پر توبہ ورجوع لازم ہے۔اور اگر امام صاحب ظہیر الدین کے رشتہ دار کے عقائد سے بخوبی واقف تھے،کہ وہ سنی صحیح العقیدہ نہیں ہے۔اور اس کے عقائد باطلہ کی وجہ سے ظہیر الدین کے رشتہ دار کو کافر کہا تو درست ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ:۔فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

نماز میں لاؤڈاسپیکر کا استعمال سرکار مفتئ اعظم ہند کے نزدیک رافع سنت کریمہ اوراسراف فی الصورۃ الواحدۃ متحقق ہونے کیوجہ سے شرعاً مانع ہے

مکرمی محترمی ومحترم المقام مفتی صاحب.............السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ پر کہ جمعہ کی نماز وتراویح کی نماز مائک سے صرف قرأۃ سننے اور پیش امام کی تکبیر اور مکبر کی تکبیر سن کر نماز پڑھ سکتے ہیں کیا؟ اس مسئلے پر روشنی ڈالئے۔جواب عنایت فرمائیں۔

فقط المستفتی:۔محمد عبداللہ گریڈیہ،جھارکھنڈ(بہار)

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز القہار

صورت مسئولہ میں جمعہ کی نماز ہو یا تراویح کی نمازیں یا اور کوئی نماز جماعت کثیرہ ہو یا قلیلہ، مسجد میں ہو یا مسجد کے باہر،عیدگاہ میں ہو یا صحرا میں،کہیں بھی کسی جگہ ہو۔نماز قرب خداوندی کا ارفع

داعی ذریعہ ہے لہٰذا اکابر علمائے مشائخ جو اساطین کی حیثیت رکھتے ہیں، ان حضرات کے نزدیک خصوصاً مرجع العلماء والمشائخ تاجدار اہلسنت سیدی حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے نزدیک رافع سنت کریمہ اور اسراف فی الصورۃ الواحدۃ محقق ہونے کی وجہ سے لاؤڈ اسپیکر کا نمازوں میں استعمال شرعاً مانع ہے۔ حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتویٰ کی تصدیق وتائید کرتے ہوئے ارقام فرمایا ہے **هذا حكم العالم المطاع وما علينا الا الاتباع** یعنی یہ فرمارواعالم دین کا حکم ہے۔ جس کی اتباع کہ ہم لوگوں پر واجب ہے۔ افسوس صد ہزار افسوس! کہ مسلمان تو حتی المقدور بھی شرعی احکام کی پابندی نہیں کرتے، انگریزی وضع قطع بنانے میں دریغ نہیں کرتے، ڈارھی منڈانے، کترانے، کذب ودروغ اور افعال قبیحہ کرتے میں ننگ وعار محسوس نہیں کرتے۔ بس ہفتہ میں ایک بار جمعہ کیا آ گیا مسجد میں پہنچے۔ قرأت سننے کا بہانہ بنا کر یا ماہ صیام میں تراویح کی نمازوں میں قرأت سننے کے نام پر، اس جدید آلۂ لاؤڈ اسپیکر کو داخل نماز کرنے کیلئے نزع وفساد کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ اور حوالہ میں یہاں لاؤڈ اسپیکر لگ گیا وہاں لاؤڈ اسپیکر لگ گیا۔ بک بک، چق چق شروع، نہ اللہ کے گھر کا احترام، نہ امام صاحب کا اکرام، جن مومنین نے ان لوگوں کی خواہش کے مطابق فتویٰ نہیں دیا، توان کو بھی کوسنے لگے۔ **العياذ بالله تعالىٰ اللّٰهم ارحم علىٰ جماعة المومنين وابعدمن شرور الشيطان وازقنا رزقاتاماًمن الشريعة والدين والله تعالىٰ اعلم بالصواب**

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

لاؤڈاسپیکر کا استعمال نماز میں رافع سنت کریمہ کے علاوہ مفسد نماز بھی ہے

السلام علیکم مفتی صاحب قبلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں؟

کہ ایک گاؤں میں 50×50، پچاس بائی پچاس ایک دومنزلہ مسجد ہے۔اس مسجد میں برسوں سے یعنی بنیاد سے لیکراب تک بغیر مائک کے ایک مکبر کی تکبیر سے نماز ہوتی رہی۔اور نماز میں کوئی دقت بھی نہیں ہوئی۔اب پچھلے دومہینے سے بعض لوگ اس بات پر مصر ہیں کہ ہرجگہ پر مائک پر نماز ہوتی ہے۔یہاں بھی مائک پر نماز ہونی چاہیئے۔مسجد میں مائک لگادو۔۔۔

اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ مائک لگانے سے جماعت میں فتنہ ہوگا۔ہماری جماعت ٹوٹ جائیگی،جب ایک مکبر کی تکبیر سے نماز میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے تو مائک لگانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ویسے بھی شرعاً مائک پر نماز درست نہیں اور اگران بعض لوگوں کے اصرار پر مسجد میں مائک لگادیا جائے تو جولوگ مائک پر نماز درست نہیں مانتے ہیں وہ مسجد جانا چھوڑدیں۔ایسی صورت میں کیا کیا جائے اور کس پر عمل کیا جائے۔بینوا وتوجروا۔

المستفتیان

سنی مسلم جماعت تیھوا،ونکانیر ضلع موربی گجرات

۷۸۲/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

صورت مسئولہ میں برصدق سائل وصحت سوال نماز میں لاؤڈاسپیکر کا استعمال رافع سنت کریمہ کے علاوہ

مفسد نماز بھی ہے اور جمہور علمائے اہلسنت کا مذہب مہذب بھی ہے۔ لہذا نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہرگز جائز نہیں جیسا کہ سرکار مفتی اعظم عالم قدس سرہ العزیز کا ایک مطبوعہ فتویٰ ''القول الازهر فی الاقتداء بلاؤڈ اسپیکر'' میں ہے اور جیسا کہ سائل نے لکھا ہیکہ آج پچھلے دو مہینے سے بعض لوگ اس بات پر مصر ہیں کہ ہر جگہ مائک پر نماز ہوتی ہے۔ یہاں بھی مائک پر نماز ہونی چاہیئے۔ جمہور علمائے اہلسنت کے مذہب مہذب کی صریح خلاف ورزی ہے۔ ہر جگہ مائک پر نماز ہونے سے ناجائز، جائز نہیں ہوجاتا۔ ایک فتوی میں تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت امام الفقہاء سیدی حضور مفتی اعظم عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارقام فرماتے ہیں کہ پھر اگر بے تحقیق ایک رائے بہت سے ہر چار طرف ملک بھر کے اور بیرون ملک کے قائم کریں اور بعض محققین از روئے تحقیق اس کا خلاف ثابت کریں تو ظاہر ہیکہ جنھوں نے بے تحقیق کیے رائے قائم کی اور جواز یا عدم جواز کا قول کیا۔ قول محقق کے آگے کیا وقعت رکھے گا؟ جو قول محقق ہوگا۔ وہی مقبول ہوگا، غیر محقق مردود ہوگا۔ لہذا ان بعض اشخاص کے اصرار پر قطعی دھیان نہ دیں اور اہم العبادات (نمازوں) کو ضائع ہونے سے بچائیں اور جو لوگ جمہور علمائے اہلسنت کے مذہب مہذب پر قائم ہیں یعنی مائک پر نمازوں کے عدم جواز کے قائل ہیں انہیں حضرات کا قول صحیح ہے اسی پر عمل کیا جائے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیحضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

مفسد نماز بھی ہے اور جمہور علمائے اہلسنت کا مذہب مہذب یہی ہے۔ لہذا نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہرگز جائز نہیں جیسا کہ سرکار مفتی اعظم عالم قدس سرہ العزیز کا ایک مطبوعہ فتویٰ " القول الازھر فی الاقتداء بلاؤڈ اسپیکر " میں ہے اور جیسا کہ سائل نے لکھا ہیکہ آج پچھلے دو مہینے سے بعض لوگ اس بات پر مصر ہیں کہ ہر جگہ مائک پر نماز ہوتی ہے۔ یہاں بھی مائک پر نماز ہونی چاہیئے۔ جمہور علمائے اہلسنت کے مذہب مہذب کی صریح خلاف ورزی ہے۔ ہر جگہ مائک پر نماز ہونے سے ناجائز، جائز نہیں ہوجاتا۔ ایک فتوی میں تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت امام الفقہاء سیدی حضور مفتی اعظم عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارقام فرماتے ہیں کہ پھر اگر بے تحقیق ایک رائے بہت سے ہر چار طرف ملک بھر کے اور بیرون ملک کے قائم کریں اور بعض محققین از روئے تحقیق اس کا خلاف ثابت کریں تو ظاہر ہیکہ جنہوں نے بے تحقیق کیئے رائے قائم کی اور جواز یا عدم جواز کا قول کیا۔ قول محقق کے آگے کیا وقعت رکھے گا؟ جو قول محقق ہوگا۔ وہی مقبول ہوگا، غیر محقق مردود ہوگا۔ لہذا ان بعض اشخاص کے اصرار پر قطعی دھیان نہ دیں اور اہم العبادات (نمازوں) کو ضائع ہونے سے بچائیں اور جو لوگ جمہور علمائے اہلسنت کے مذہب مہذب پر قائم ہیں یعنی مائک پر نمازوں کے عدم جواز کے قائل ہیں انہیں حضرات کا قول صحیح ہے اسی پر عمل کیا جائے

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیحضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

باب صلوٰۃ المسافر

کیا مسافر کو جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

(۱) کیا مسافر کو جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے اگر نہیں، تو صریح جزئیہ واجب نہ ہونے کی کیا ہے؟

(۲) مسافر مسجد میں ٹھہرا، مسجد کے قریب کسی مکان میں ٹھہرا تو کیا اس کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے؟

(۳) سری نماز میں جبکہ کوئی شور وغل نہیں امام کی قرأت کو پہلی صف کے ایک یا دو مقتدی جو امام کے بالکل قریب میں ہیں۔ سنا تو کیا نماز ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: ارشاد علی فاروق نگر ٹیکہ نئی بستی ناگپور

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

(۱) صورت مسئولہ میں مسافر کو جماعت سے نماز پڑھنا واجب نہیں۔ نور الایضاح ص ۷۷ رباب الامامۃ کے تحت فصل اول میں "یسقط حضور الجماعۃ بواحدٍ من ثمانیۃ عشر شیئاً" کے تحت ارادۃ سفر بھی مذکور ہے۔ جس کا صاف وصریح مطلب یہ ہیکہ ارادۂ سفر جماعت میں حاضر ہونے کو ساقط کر دیتا ہے۔ نیز درمختار باب الامامۃ ص ۷۱ رپر عدم وجوب جماعت کے تحت ارادۃ سفر کا لفظ صراحتاً موجود ہے جس سے ظاہر ہیکہ مسافر کا جماعت سے نماز پڑھنا فی کل الحال واجب نہیں۔ نیز فتاوی رضویہ جلد اول ص ۶۳۴ رپر درمختار باب الامامۃ سے نقل فرمایا "ای لا تجب علیٰ من حال بینہ وبینھا مطر وطین الخ" اور اسی سے قبل فرمایا کہ یہ سب جماعت۔ تو جماعت خود فرض جمعہ میں عذر ہیں۔ اور درمختار میں اسی منقولہ عبارت کے نیچے وخوف علیٰ مالہ او غریم او ظالم

او مدافعة احد الاخبثين وارادة سفر وغيرها. حداوی کے حوالہ سے مذکور ہے جس سے ظاہر کہ ان صورتوں میں بھی جمعہ وجماعت ذمۂ مسافر سے ساقط ہے۔ اس کے علاوہ بھی فتاویٰ رضویہ کی دیگر عبارات سے مستفاد ہوتا ہے۔ نیز بہار شریعت حصہ چہارم ص ۹۴؍ پر ہے "یونہی مسافر شہر میں آیا اور نیت اقامت نہ کی تو جمعہ فرض نہیں" اسی سے ثابت کہ مسافر پر جماعت بھی واجب نہیں۔ کیونکہ جب جمعہ فرض عین ہے اور اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ مؤکد ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ درمختار ص ۱۰۶؍ پر صراحتاً مذکور ہے۔ ھی فرض عین یکفر جاھدھا بثبوتھا بالدلیل القطعی۔ تو جماعت جو فرض عین نہیں بلکہ اس سے درجہ میں کم ہے۔ تو بدرجہ اولیٰ ذمۂ مسافر سے ساقط ہوگا کما لا یخفیٰ علیٰ من رزق العقل السلیم والفھم المستقیم

(۲) فقط مسافر کا مسجد میں ٹھہرنے سے جماعت واجب نہیں اور مسجد کے قریب مکان میں ٹھہرنے سے تو بدرجہ اولیٰ، وتفصیل المسئلۃ فی الفتاویٰ الرضویہ حصہ سوم ص ۳۵۰/۳۵۱/۳۵۴؍

(۳) نماز ہوگئی درمختار ج ۱؍ ص ۶۹؍ پر ہے وان المخافۃ اسماع نفسہ ومن یقر بہ فلو سمع رجل او رجلان فلیس بجھر واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب

تنبیہ جلیل مگر مذکورہ جواب میں نظر ہے مسافر پر جماعت واجب ہونے کے بارے میں کلمات علماء سے دو قول معلوم ہوتے ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ حالت قرار واطمنان میں واجب ہے۔ اور روا روی اور غیر قرار کی صورت میں واجب نہیں ہے۔ درمختار میں وارادۃ سفر ہے ردالمحتار میں ہے (قولہ وارادۃ سفر) ای واقیمت الصلاۃ ویخشی ان تفوتہ القافلۃ (بحر) واما السفر نفسہ فلیس بعذر کما فی القنیۃ۔ اس سے ظاہر ہے کہ جماعت مسافر پر واجب ہے اور سفر فی نفسہ عذر نہیں ہے مگر جد الممتار جلد اول ص ۲۶۴؍ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں (اقول) لکن فی

عمدۃالقاری باب فصل الجماعۃ(آخر)ج ۲/ص ۶۹/ ان الجماعۃ لا تتاکد فی حق المسافر لوجود المشقۃ وان حمل ھذا علی القرار وذلک علی القرار حصل التوفیق. واللہ تعالیٰ اعلم. اورالاشباہ والنظائر ج ۱/ص ۲۲۶ الفن الاول القاعدۃ الرابعۃ. المشقۃ تجلب التیسیر کے تحت ہے۔ والثانی مالا یختص بہ والمراد بہ مطلق الخروج عن المصر وھو ترک الجمعۃ والعیدین والجماعۃ والنفل علی الدابۃ .اس سے معلوم ہوا کہ جماعت مشقت کی بناء پر مؤکد نہیں ہے۔ بہرحال اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی توفیق مجھے پسند ہے۱۲ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

رسالہ

امام احمد رضا اور مسافت سفر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

اس رسالۂ عجالہ کو عدیم الفرصتی کے باوجود، والد ماجد حضرت حکیم الملت مدظلہ الاقدس نے صرف دو دن میں تحریر کیا۔ اور مجھکو حکم دیا کہ دارالعلوم غریب نواز الہ آباد جاتے سے قبل تم اسپر خلاصۂ درمنثور لکھدو۔ میں درجۂ رابعہ کا متعلم اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کے باوجود تعمیل ارشاد کرتے ہوئے۔ اس رسالۂ عجالہ ''قصرصلوٰۃ کیلئے مسافت سفر کی تحدید شرعی'' کا خلاصہ قلم بند کرر ہا ہوں۔

اس کتابچہ کا صفحہ ۲۳ر ہے۔ اور اسمیں حوالیجات تئیس کتب متداولہ سے ہیں۔ جسکی تفصیل صفحہ آخر میں موجود ہیں۔

والد ماجد مدظلہ الاقدس نے امام اعظم سیدنا نعمان بن ثابت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے مذہب مہذب کو ثابت فرمایا ہے۔ جسکی تشریح امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے فتاویٰ رضویہ شریف ج ۳ر میں درج ہے۔

اور مولانا غلام رسول سعیدی پاکستانی کی شرح صحیح مسلم شریف میں تحریر کردہ قول کو دلائل وبراھین سے ثابت کردیا ہے کہ وہ شوافع وحنابلہ وغیرھما کے قول کے مطابق ہے۔ اور مراحل ثلاثہ یعنی تین منازل جو ظاھر الروایہ ہے۔ اور امام اعظم علیہ الرحمہ کا قول محقق بھی۔ مولانا غلام رسول سعیدی نے اس سے راہ فرار اختیار کر کے شوافع وحنابلہ وغیرھما کے قول کو لیکر ۵۷/۳/۵ میل انگریزی کے بجائے ۶۱ر میل ۲ر فرلانگ ۲۰ر گز انگریزی کے حساب سے لکھکر آجکل کے عامۂ علماء اور مفتیوں کو دھوکا دیا ہے۔ اور یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ امام اہلسنت کی تحقیق شریعت مطہرہ کے میزان پر نہیں ہے (استغفر اللہ من ذالک) دیگر مسائل کیطرح قصور فہم کی بنیاد پر اس مسئلہ میں بھی ٹھوکر کھا کر منہ کے بل گر پڑے ہیں۔ اور یہی تقریب فہم بھی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مولانا غلام رسول

سعیدی تحقیق وتدقیق کے میدان میں امام اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان کے مقابل طفل مکتب کی بھی حیثیت نہیں رکھتے ہیں۔ اور تعجب ہیکہ ایسی شرح ہندوستان میں چھاپ کر چھاپنے والوں نے کونسی علمی خدمت انجام دی ہے۔ میرے نزدیک تو یہ ہے کہ جسطرح شارح صحیح مسلم شریف نابالغ محقق ہیں۔ ایسے ہی چھاپنے اور چھپوانے والے بھی نابالغ ناشر۔ اور صرف روپیہ کمانے کیلئے ایسی شرح چھاپی گئی۔ اور نادانی میں مذھب امام اعظم ومسلک اعلیٰ حضرت علیھما الرحمہ کا خون ناحق کرنے کی سعی لاحاصل ہوگئی۔ ہندوستان کے اہل علم اور مفتیان کرام کو متفقہ طور پر انکی شرح مسلم سے بیزاری کا اعلان کردینا چاہیئے۔ یا پھر بار دیگر پوری شرح کی اصلاح کر کے ناشرین کو چھپوانے کا حکم ارشاد فرمانا چاہیئے۔ تاکہ احقاق حق اور ابطال باطل بھی ہوجائے۔ اور شرح کا صحیح وقار بھی قائم ہوکر مفید و مستفید عام وخاص ہوجائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

فقط والسلام۔ محمد ابومحامد غزالی

متعلم دارالعلوم غریب نواز الہ آباد

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذھب

السفر الذی یتغیر بالاحکام ان یقصد مسیرة ثلاثة ایام ولیالیھا بسیر الابل و مشیٔ الاقدام لقوله علیه السلام یمسح المقیم یوماً و لیلة والمسافر ثلثة ایام ولیالیھا یعنی عن ابی حنیفة التقدیر بالمراحل وھو قریب من الاول (یعنی ثلاثة ایام و لیالیھا) ولا معتبر بالفراسخ ھو الصحیح (ھدایه)

امام مالک علیہ الرحمۃ والرضوان کا مذھب

لا یجوز القصر الا فی مسیرة مرحلتین قاصد تین وھی ثمانیة واربعون میلاً ھاشمیة [مسلم شریف ج ا ص ۲۴۲] یعنی انہوں نے بھی تین دن کی مسافت سفر مراحل ثلاثہ مراد نہیں لیا ہے۔ بلکہ فراسخ کا ہی اعتبار کیا ہے۔ اسی لئے تین دن کی مسافت سفر مرحلتین فرمایا اگر مراحل مراد لیتے تو مراحلِ ثلاثہ ضرور فرماتے۔

امام شافعی و امام احمد بن حنبل علیہما الرحمۃ والرضوان کا مذھب

مسافة القصر عند الشافعی و احمد ثمانیة واربعون میلا [حاشیۂ ترمذی ج ا ص ۱۲۱] یعنی انہوں نے بھی فراسخ ہی کا اعتبار کیا ہے۔ مراحل ثلاثہ مراد نہیں لیا ہے۔

عامۂ مشائخ علیہم الرحمۃ والرضوان کا مذھب

فانهم قدروه بالفراسخ كذا فی المحيط

امام بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان کا مذہب

وكان ابن عمر وابن عباس يقصران ويفطران فی اربعة برد وهو ستة عشر فرسخاً (بخاری شريف ج ١/جز ٤/ص ١٤٧)

علامہ غلام رسول سعیدی کا مسلک

ظاہر الروایہ اور امام اعظم نور اللہ مرقدہ کے صریح خلاف ہے

فقہاء نے ذکر کیا ہے۔ ایک فرسخ تین شرعی میل کا ہے اور ایک شرعی میل چار ہزار ذراع (انگلیوں سے کہنی تک) کا ہوتا ہے۔ اور ایک متوسط ذراع ڈیڑھ فٹ یعنی نصف گز کا ہوتا ہے۔ لہذا ایک شرعی میل دو ہزار گز کا قرار پایا اور اکیس فرسخ ترسٹھ میل شرعی ہے۔ جو ایک لاکھ چوبیس ہزار گز یعنی اکہتر انگریزی میل چار فرلانگ ایک سو ساٹھ گز ہیں۔ اور یہ ایک سو پندرہ اعشاریہ (ایک آٹھ نو (١١٥،١٨٩) کلومیٹر کے برابر ہے۔ فقہاء کا دوسرا قول پندرہ فرسخ ہے اور پندرہ فرسخ پینتالیس میل شرعی ہے۔ جو نوے ہزار گز یعنی اکاون انگریزی میل ایک فرلانگ بیس گز ہیں۔ جو بیاسی اعشاریہ دو چھ آٹھ (٨٢،٢٦٨) کلومیٹر کے برابر ہے۔ فقہاء کا تیسرا قول جو مفتیٰ بہ ہے وہ اٹھارہ فرسخ ہے اور اٹھارہ فرسخ چوّن میل شرعی ہے۔ جو ایک لاکھ آٹھ ہزار گز یعنی اکسٹھ انگریزی میل دو فرلانگ بیس گز ہیں۔ اور یہ اٹھانوے اعشاریہ سات، تین، چار (٩٨،٧٣٤) کلومیٹر کے برابر ہیں۔ (شرح صحیح مسلم شریف ج ٢/ص ١/٣٧١)

امام اہلسنت مجدد اعظم قدس سرہ

کا

مسلک ظاہر الروایہ اور امام اعظم نور اللہ مرقدہ کے مطابق ہے

اب ورق الٹیے! اور دل پر ہاتھ رکھکر اپنے ایمان سے فیصلہ کیجیے۔

۹۲/۷۸۶

فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں قصر صلوٰۃ کیلئے مسافت سفر کی تحقیق

از: حکیم الملت مفتی ناظر اشرف قادری

امام اہلسنت مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کی تحقیق انیق ''قصر صلوٰۃ کیلئے مسافت سفر کی تحدید شرعی'' کی علت باز غہ فہم صائب میں نہ آنے کیوجہ سے بہت سے علمائے کرام اور مفتیان اعلام کو خلجان پیدا ہوگیا۔ خلجان پیدا ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ علامہ سعیدی صاحب نے عامۂ مشائخ کے قول مفتیٰ بہ کے مطابق ''مسافت سفر کی تحدید'' انگریزی میل کے اعتبار سے ''اکسٹھ انگریزی میل دو فرلانگ۔ بیس گز'' شرح صحیح مسلم شریف جلد دوم ص ۳۷۱ پر لکھا۔ جبکہ امام اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے ''العطایا النبویہ شریف'' میں مقامات متعددہ پر اہل ہند کیلئے انگریزی میل کے اعتبار سے ''ساڑھے ستاون میل'' قصر صلوٰۃ کیلئے مسافت سفر کی تحدید فرمائی ہے۔ اسی لئے سوالنامہ میں بھی پہلا سوال یہ لکھا گیا کہ۔ میل شرعی اور میل انگریزی میں کیا فرق ہے؟ اور میل شرعی، میل انگریزی سے کتنا بڑا ہوتا ہے۔ الیٰ اخرہ

حالانکہ پہلا سوال یہ ہونا چاہئے تھا کہ امام اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے کس شرعی اساس پر'' ساڑھے ستاون میل'' انگریزی کی تحدید فرمائی۔ اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے فتاویٰ رضویہ کے حوالہ سے اسی تحدیدی انگریزی میل کو بہار شریعت میں کیوں نقل فرمایا؟ اور علامہ غلام رسول سعیدی صاحب نے شرح صحیح مسلم شریف ج ۲ ص ۳۷۱ پر جو عامۂ مشائخ کے مفتیٰ بہ قول کے تحت نقل کیا ہے۔ کیا عند الاحناف وہ بالتحقیق تصحیح کی منزل میں ہے یا نہیں؟ (بہر صورت سوال افادہ سے خالی نہیں کیونکہ مراحل کو انگریزی میل اور کلومیٹر میں تبدیل کر کے نفس مسئلہ کی تثبیت اور امام اہلسنت علیہ الرحمہ کی تائید مقصود ہے

(الف) امام اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان۔ امام اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے مقلد

ہیں۔اور ائمہ اربعہ میں سے جو جن کا مقلد ہوتا ہے، اسپر اپنے امام کی پیروی لازم ہوتی ہے۔

الا لضرورۃ امام اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے امام اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی تقلید و اتباع میں فراسخ مراد نہیں لیا بلکہ مراحل ثلاثہ مراد لیا ہے۔

(ب) علامہ غلام رسول سعیدی نے امام اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے قول سے عدول کیا اور اقوال ثلاثہ کو نقل کر کے امام شافعی وامام احمد بن حنبل اور عامۂ مشائخ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ۱۸ فراسخ کے قول مفتیٰ بہ پر اپنی تحقیق بے تحقیق کا سبز باغ اگایا۔

(ج) امام الائمہ، سراج الامۃ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار عالمین شافع یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے وہ آثار مقدسہ جو توقیت فی المسح علی الخفین میں۔مسافر کیلئے تین دن اور تین رات۔اور مقیم کیلئے ایک دن اور ایک رات کے تعلق سے تواتر کے اعلیٰ درجہ میں ہیں جن میں اجلۂ اصحاب النبی الکریم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی ہیں۔(التعلیق المجلی) انہی حضرات کی مرویات سے مسافرت کی مدت۔تین دن اور تین رات کو۔تین مراحل کے قریب فرمایا اور خود امیال شرعیہ سے تحدید نہیں فرمائی (کیونکہ میل شرعی کی حد میں اختلافات شدیدہ لا یحد) اور نہ ہی محرر مذہب امام محمد علیہ الرحمہ نے کتاب الآثار میں تعین امیال فرمایا۔اور نہ ہی قاضی القضاۃ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے تعیین و تخصیص امیال کا کوئی قول پیش کیا۔اسی لئے امام اہلسنت مجدد اعظم قدس سرہ العزیز نے ''تین مراحل کی مسافت کی تعیین'' بارہا کے تجربہ کے بعد بلاد ہند میں اپنے امام کے موافق مذہب العطایا النبویہ شریف میں رقم فرمایا ہے۔

(د) امام اہلسنت مجدد اعظم قدس سرہ العزیز نے ظاہر الروایہ کو ملحوظ رکھا۔اور مولوی نا سعیدی نے ظاہر الروایہ کو بھی ایک لخت نظر انداز کر دیا۔

(۱) فتاویٰ خانیہ جز اول میں ہے''واما التقدیر بمسیرۃ ثلاثۃ ایام ولیالیھافی ظاھر

الروایۃ۔فلقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ،یمسح المقیم یوماً ولیلۃ۔والمسافر ثلاثۃ ایام ولیالھا ۔جوز المسح لکل مسافر ثلاثۃ ایام لا دخال الالف واللام فی المسافر فکان ذلک تقدیر الادنیٰ مدۃ السفر"

جسکا خلاصہ یہ ہے کہ تین دن اور تین رات کی مسافت کی تعیین ظاہر الروایت کیوجہ سے ہے۔حضور اکرم نور مجسم ﷺ کے اس ارشاد پاک کیوجہ سے کہ مقیم خفین پر ایک دن اور ایک رات مسح کریگا۔اور مسافر تین دن اور تین رات ۔لہذا ہر مسافر کیلئے تین یوم مسح کرنا جائز قرار دیا گیا۔ المسافر میں الف واللام کے داخل ہونے کیوجہ سے اور یہ سفر کی کم سے کم مدت کی تعیین وتحدید ہے۔

(۲) موطا امام محمد علیہ الرحمۃ والرضوان ص ۱۲۹ رمیں ہے۔اخبرنا مالک

اخبرنا ابن شھاب الزھری عن سالم بن عبد اللّٰہ ان ابن عمر خرج الی ریم ۔فقصر الصلوٰۃ فی مسیرۃ ذلک

یعنی امام مالک علیہ الرحمۃ والرضوان نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے ابن شھاب زہری نے سالم بن عبداللہ سے ہمیں خبر دی کہ بیشک عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب ریم کی طرف سفر کیا۔تو اس سفر میں نماز قصر کی ۔(ریم مدینہ منورہ سے ۳۰ ر یا ۴۰ رمیل کے فاصلے پر ہے)(اسی صفحہ کے حاشیہ نمبر ۶ رمیں ہے کہ "قولہ الیٰ ریم "قال مالک وذلک نحو من اربعۃ برد من المدینۃ ولعبد الرزاق عن مالک اربعون میلاً من المدینۃ ورواہ ابن عقیل عن ابن شھاب قال ھی ثلاثون میلاً ۔فیحتمل ان ریم موضع متسع فیکون تقدیر مالک عند اخرہ وابن عقیل عند اولہ کذا قال الزرقانی)

موطاء کے اسی صفحہ میں ہے۔اخبرنا مالک حدثنا نافع انہ کان یسافر مع ابن عمر البرید

فلا يقصر الصلوٰة قال محمد اذا خرج المسافر اتم الصلوٰة الا ان يريد مسيرة ثلاثة ايا م كوامل بسير الابل ومشى الاقدام فاذا اراد ذلك قصر الصلوٰة حين يخرج من مصره ويجعل البيوت خلف ظهره وهو قول ابى حنيفة رحمه الله عليه

یعنی امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے نافع نے بیان کیا۔ کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک برید تک جاتے تھے۔ اور وہ نماز قصر نہیں کرتے تھے۔

امام محمد علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔ کہ جب مسافر سفر پر روانہ ہو۔ تو اس صورت میں نماز قصر کرے جبکہ پورے تین دن کی مسافت سفر کا ارداہ ہو۔ یعنی اتنی مسافت سفر پر کہ اونٹ پر سوار، یا پیدل ،تین دن میں بہ سہولت پہونچ جائے۔ اور شہر سے باہر نکل جانے پر نماز قصر کا حکم ہے، اور یہی امام بوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے اور اسی صفحہ کے حاشیہ نمبر ۷ رمیں ہے کہ وبعد مابين المسكنين فرسخان وقيل اربعة ومنه الحديث لا تقصر الصلوٰة فى اقل من اربعة برد وهى ستة عشر فرسخا ۔والفرسخ ثلاثة اميالِ والميل اربعة الاف ذراع ۔كذا فى نهاية ابن الاثير)

خلاصہ: امام محمد علیہ الرحمۃ والرضوان کے قول صریح سے یہی ثابت ہوا کہ۔ امام اعظم بو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول محقق و مذہب مہذب یہی ہے کہ ریم اور برید کا اعتبار نہیں کیا جائیگا۔ بلکہ اونٹ پر سوار ہوکر یا پیدل درمیانی چال سے تین دن کی مسافت جتنی دیر میں بہ سہولت طے کر لے۔ وہی مسافت سفر کی تحدید ہے۔ فافهم لاتعجل ،ودونه خرط القتاد

(۳) صحیح مسلم شریف ج ارص ۲۴۱ ر پر امام نووی علیہ الرحمۃ والرضوان رقمطراز ہیں کہ قال ابو حنيفة والكوفيون لا يقصر فى اقل من ثلاث مراحل ۔
یعنی امام بوحنیفہ اور فقہائے کوفہ نے فرمایا کہ تین مراحل سے کم میں قصر نہیں ہے۔

امام نووی علیہ الرحمہ کے فرمان سے بھی یہی ثابت ہوا کہ امام اعظم اور فقہائے کوفہ کے نزدیک ریم برید۔میل شرعی اور فرسخ کا اعتبار نہیں ہے۔بلکہ مراحل یعنی منازل کا اعتبار ہے

(۴) ترمذی شریف ج ارص ۱۲۱ر کے حاشیہ میں باب ماجاء فی کم تقصر الصلوٰة کے تحت مرقوم ہیکہ مسافة القصر عند الشافعی واحمد ثمانیة واربعون میلاً وعندنا مسیرة ثلاثة ایام بسیر وسط، وفی الهدایة عن ابی حنیفة قدر ثلاثة مراحل

یعنی امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی المولیٰ تعالیٰ عنہما کے نزدیک قصر صلوٰۃ کی مسافت ''اڑتالیس میل ہاشمی'' ہے اور احناف کے نزدیک درمیانی چال سے تین دن کی مسافت ہے۔اور ھدایہ میں یہی امام بوحنیفہ سے تین منازل کی تقدیر منقول ہے۔

یعنی ترمذی شریف کے حاشیہ کی عبارت سے بھی یہی ثابت ہوا کہ۔احناف فقہاء اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک میل شرعی کا اعتبار نہیں ہے۔بلکہ تین منازل کا اعتبار ہے۔

(۵) البحر الرائق ،الجزء الاول ص ۲۰۴ رپر ہے کہ۔واشار المصنف الیٰ انه لااعتبار بالفراسخ وهو الصحیح ـلان الطریق لو کان وعراً بحیث یقطع فی ثلاثةایام اقل من خمسة عشر فرسخاً ـقصر بالنص ـوعلیٰ التقدیر بها لایقصر فیعارض النص فلا یعتبر سوی سیر الثلاثة

یعنی مصنف علیہ الرحمہ نے اشارہ فرمایا کہ فراسخ کا اعتبار نہیں ہے۔یہی صحیح ہے۔ اس لئے کہ راستہ اگر سخت دشوار کن ہو تو مسافر تین دن میں پندرہ فرسخ سے کم راستہ طے کریگا۔تو بر بنائے نص قصر کریگا۔اور پندرہ فرسخ متعین کرنے کی تقدیر پر مسافر قصر نہیں کریگا۔
جسکی وجہ سے نص سے معارض ہوجائیگا۔اسی لئے تین دن کے سیر کے علاوہ کا اعتبار نہیں کیا جائیگا۔

(۶) ردالمحتار ج ۲ رص ۱۲۳ ر باب صلوٰۃ المسافر میں ہے۔ولا اعتبار بالفراسخ (یعنی فراسخ غیر معتبر ہیں)

(۷)مجتبیٰ میں ہے۔فتویٰ اکثر ائمۃ خوارزم علیٰ خمسۃ عشر فرسخاً۔وانا اتعجب من فتواھم فی ھذا وامثالہ بما یخالف مذھب الامام خصوصاً المخالف للنص الصریح۔

یعنی قصر صلوٰۃ کیلئے مسافرت کی مدت کے تعلق سے اکثر ائمۂ خوارزم کا فتویٰ پندرہ فرسخ پر ہے۔ اوراس بارے میں اوراسکے امثال میں ان حضرات کے فتاویٰ سے میں تعجب کرتا ہوں اس وجہ سے کہ ان حضرات نے امام اعظم کے مذھب کی مخالفت کی خصوصاً نص صریح (ثلاثۃ ایام ولیالھا) کی مخالفت (جو ظاھرالروایہ ہے)

(۸)ھدایہ اول ص۱۶۵/ باب صلوٰۃ المسافرمیں ہے۔وعن ابی حنیفۃ۔التقدیر بالمراحل وھو قریب من الاول (یعنی مسیرۃ ثلاثۃ ایام ولیالھا) ولا معتبر بالفراسخ ھو الصحیح

یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا سے مروی ہے کہ مراحل کے ساتھ مقدر کرنا۔یعنی مراحل مرادلینا،یہی۔مسیرۃ ثلاثۃ ایام ولیالھا سے قریب ہےاورفراسخ غیر معتبر ہیں۔یہی صحیح ہے۔

(۹)فتح القدیر،الجزء الثانی ص۴/پر ہے۔"ھو الصحیح" احتراز عما قیل یقدربھا۔فقیل باحد وعشرون فرسخاً وقیل بثمانیۃ عشر فرسخا۔وقیل بخمسۃ عشر فرسخاً۔وکل من قدر بقدر منھا۔ اعتقد انہ مسیرۃ ثلاثۃ ایام۔وانما کان الصحیح ان لا یقدر بھا۔

لانہ لو کان الطریق وعراً بحیث یقطع فی ثلاثۃ ایام اقل من خمسۃ عشر فرسخاً قصربالنص۔وعلیٰ التقدیر باحد ھذہ التقدیر ان لا یقصر فیعارض النص۔فلا یعتبر سویٰ سیر الثلاثۃ

یعنی صاحب ھدایہ کا" ھو الصحیح" فرمانا۔ان تمام ضعاف اقوال سے احتراز مقصود ہے جن کے ساتھ ثلاثۃ ایام ولیالھا کومقدرفرمایا ہے۔بعض نے ثلاثۃ ایام ولیالھا کواکیس فرسخ کے ساتھ متعین کیا ہے۔اوربعض نے اٹھارہ فرسخ کے ساتھ۔اوربعض نے پندرہ فرسخ کے ساتھ۔اورجس نے

مذکورہ اقوال میں سے جسکی تعین کے ساتھ مقدر فرمایا ہے۔ان کا اعتقاد یہ ہے کہ یہی تین دن کی مسافت ہے۔حالانکہ صحیح یہی ہے کہ مذکورہ اقوال میں سے کسی کے ساتھ متعین نہیں ہے کیونکہ اگر راستہ سخت دشوار ہے۔جسکو تین دن میں پندرہ فرسخ سے کم راستہ طے کریگا۔تو نص کیوجہ سے نماز قصر کریگا۔اوران تعیینات میں سے کسی ایک کے ساتھ متعین کرنے کی صورت میں نماز قصر نہیں کریگا۔تو نص سے معارض ہوجائیگا۔ اسی لئے تین دن کے سیر کے علاوے کا اعتبار نہیں کیا جائیگا (یعنی تین دن کے سیر کا ہی اعتبار کیا جائیگا)

(۱۰) کفایہ،الجزء الثانی ص ۵/ پر ہے ای التقدیر بثلاث مراحل قریب الیٰ التقدیر بثلاثة ایام ۔ لان المعتاد فی السیر فی کل یوم مرحلةَ واحدةَ ۔خصوصاً فی اقصرایام السنة (کذا فی المبسوط) ولا معتبر بالفراسخ کے تحت مرقوم ھے ۔وھو الصحیح ۔احتراز عن قول عامة المشائخ الیٰ آخره (کذا فی المحیط)

یعنی تین منازل کی تقدیر۔تین دن کی تقدیر سے قریب ہے۔کیونکہ ہر دن کے سیر میں ایک منزل چلنے کی عادت بنی ہوئی ہے۔خاص طور سے سال کے سب سے چھوٹے دنوں میں (ایسے ہی مبسوط میں ہے)اورفراسخ غیر معتبر ہیں کے تحت مرقوم ہے" ھو الصحیح " یعنی عامۂ مشائخ کے قول اٹھارہ فراسخ مراد لینے سے احتراز مقصود ہے۔(ایسے ہی محیط میں ہے)

(۱۱) فتاویٰ قاضی خاں میں ہے الرجل اذا قصد بلدةَ ۔ والیٰ مقصده طریقان احدھما مسیرةَ ثلاثة ایام ولیالھا والاخر دونھا ۔ فسلك الطریق الابعد کان مسافراً عندنا ۔وان سلك الاقصریتم

یعنی ایک آدمی جب کسی شہر کی طرف جانے کا ارادہ کرے۔اوراس شہر میں پہونچنے کے دو راستے ہیں(ایک راستہ) تین دن اور تین رات کی مسافت کا ہے۔(اور دوسرا راستہ) اس سے کم ہے۔ اور وہ آدمی دور والے راستہ سے چلا ،جسکی مسافت سفر۔تین دن اور تین رات ہوگئی تو

احناف کے نزدیک وہ مسافر ہوگیا۔لہذا نماز قصر پڑھیگا۔اور اگر ایسے راستہ سے چلا۔جسمیں مسافت سفر۔تین دن اور تین رات نہ ہوئی تو نماز پوری پڑھیگا۔

اب یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ وہ سب فقہائے احناف جن حضرات کو فقہ میں زیادہ درایت ہے ان اشخاص قدسیہ نے امام اعظم سیدنا نعمان بن ثابت کوفی قدس سرہ العزیز کی اتباع کی ہیں۔اور تین دن کی مسافت سفر۔مراحل ثلاثہ کو ہی تسلیم فرمایا ہے۔اور صاحب ھدایہ وغیرہ نے قول امام اعظم پر فتویٰ دینے کو واجب قرار دیا ہے (الالضرورۃ) اس کے باوجود اگر کوئی اپنے امام کے مذہب مہذب کو چھوڑ کر،شوافع وحنابلہ اور عامۂ مشائخ کی راہ غیر مستقیم اختیار کرے۔تو یہ ہرگز جائز نہ ہوگا۔

متذکرہ بالا فقہائے کرام کے اقوال خصوصاً صاحب فتح وقاضی خاں جو معتمدین فقہاء سے ہیں۔ان حضرات نے بھی تین دن اور تین رات کی مسافت کی تحدید تسلیم فرمائی۔ اور صاحب ھدایہ جو اصحاب تخریج وترجیح سے ہیں۔انہوں نے بھی تعین فراسخ کو غیر معتبر مانا۔اور مراحل ثلاثہ کی تقدیر کو امام الائمہ کے قول حق سے قریب فرمایا۔اور ہر ناقل فتویٰ اچھی طرح جانتا ہے کہ جب عامۂ مشائخ کا علیہ الفتویٰ ہو اور احناف مرجحین میں سے کسی کی تصحیح ہو۔تو انکی تصحیح کو ماننا ضروری ہے۔اور صاحب ھدایہ نے بھی ھوالصحیح کہہ کر اپنے امام الائمہ کے قول بلیغ کی تائید فرمائی ہے۔غالباً علامہ سعیدی صاحب نے ردالمحتار ج ۴،ص ۳۶ ،کی عبارت بھی نہ دیکھی ہوگی اذا اختلف التصحیح اخذ بما ھو قول الامام لانہ صاحب المذھب یعنی جب مابین التصحیح اختلاف ہو۔تو قول امام کو اختیار کیا جائیگا۔کیونکہ وہ صاحب مذہب ہیں۔اور یہاں مابین التصحیح اختلاف نہیں،عامۂ مشائخ کا علیہ الفتویٰ اور ھوالصحیح کے درمیان اختلاف ہوا۔اور صحیح انکی جو اصحاب ترجیح وتخریج سے ہیں اور فتویٰ ان مشائخ کرام کا جو عامۂ فقہاء کرام کے شمار میں ہیں۔اس کے باوجود مولوی سعیدی صاحب کو قول صحیح جو موافق

مذہب امام ہمام ہے اسکو لینے میں کیا دقت آڑے آئی

اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ جن علماء مشائخ احناف نے ۔ مسافت سفر ۔ ۱۸ رفراسخ مراد لیا ہے ان حضرات کا مقصود اپنے امام الائمہ سے انحراف نہیں ۔ بلکہ ثلاثة ایام ولیالھا کی تعبیر وتشریح میں جو ثلاث مراحل سے مراد ہے ۔ وہی مقصود ۔ اور علامہ سعیدی کا ۱۸ رفراسخ کے قول کو امام اعظم اور فقہاء احناف کا قول محقق فہم کرنا مردود (ابھی ماسبق فتح سے گذرا) اور شوافع وحنابلہ میں باعتبار فراسخ ۔ اختلاف کثیر اور تعین میں نزاع کبیر، نیز جمیع کی تحقیق ظاہر الروایات سے ہی اور فتویٰ جب مختلف ہو تو ظاہر الروایات کیطرف رجوع واجب (لو فرضنا کہ ۱۸ رفراسخ ۔ ۱۸ رمیل ہے ۔ تو یہ بعض بلاد عربیہ کے موافق وظاہر الروایت کے مطابق ۔ جسکے تطابق وتوافق میں اصلاً کلام نہیں ۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ کے حوالہ سے آگے آرہا ہے)

اور علامہ سعیدی صاحب نے دیگر مسائل متعددہ کیطرح مسئلہ دائرہ میں بھی احناف اصحاب افتاء کو، امام اہلسنت مجدد اعظم قدس سرہ کے خلاف راہ مستوی ۔ مشئیت پر اکسایا ۔ مگر تحقیق حق اور تدقیق بلاریب امام احمد رضا قدس سرہ کے نصیبہ میں آئی ۔

اور قدرت کاملہ نے کامل رہنمائی فرمائی ۔ اور امام احمد رضا قدس سرہ کی تحقیق ہی صراط مستقیم قرار پائی ۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک

نیز درج ذیل حوالے بھی امام احمد رضا قدس سرہٗ کی تحقیق حقیق وتدقیق انیق کے کھلے ثبوت ہیں ۔

البحر الرائق، الجزء الثانی ص ۲۰۴ ر پر ہے المراد بالیوم ۔ النھار ۔ دون اللیل ۔ لان اللیل لاستراحة فلا یعتبر ۔ والمراد ثلاثة ایام من اقصر ایام السنة وھل یشترط سفر کل یوم الیٰ اللیل ؟ اختلفوا فیه والصحیح انه لا یشترط حتیٰ لو بکر فی الیوم الاول و مشیٰ الیٰ الزوال ۔ ثم فی الیوم الثانی کذٰلک ۔ ثم فی الیوم الثالث کذٰلک ، فانه یصیر مسافراً ۔ لان المسافر لا بدله

من النزول لاستراحة نفسه ودابته فلا يشترط ان يسافر من الفجر الى الفجر ـ لان الآدمی لا یطیق ذلك ـ وکذالك الدواب ـ فالحقت مدة الاستراحة بمدة السفر لاجل الضرورة کذا فی السراج الوهاج

یعنی یوم سے مراد ۲۴ رگھنٹے نہیں ـ صرف دن ہے، رات اسمیں داخل نہیں ـ کیونکہ رات آرام کیلئے ہے ـ لہذا رات کا اعتبار نہیں کیا جائیگا ـ اور وہ بھی برس کے سب سے چھوٹے دنوں میں سے تین دن مراد ہے ـ اور فقہائے کرام نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے ـ کہ کیا ہر دن کا سفر رات تک شرط ہے ـ تو صحیح قول یہی ہے کہ ہر دن کا سفر رات تک شرط نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی آدمی فجر سے زوال تک سفر کیا ، پھر دوسرے دن بھی ایسے ہی فجر سے زوال تک سفر کیا ـ اور تیسرے دن بھی ایسے ہی فجر سے زوال تک سفر کیا تو وہ یقیناً مسافر ہو گیا ـ کیونکہ آدمی کو اپنی جان اور سواری کو آرام پہونچانے کیلئے اترنا ضروری ہے ـ اسی لئے فجر تا فجر مسافرت شرط نہیں ہے ـ اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان اسکی طاقت نہیں رکھتا اور ایسے ہی جانور بھی ـ لہذا ضرورت کے تحقق کیوجہ سے مدت استراحت ـ مدت سفر کے ساتھ ملحق ہو گیا ـ ایسے ہی سراج وہاج میں ہے ـ

فتاویٰ عالمگیریہ، الجزء الاول ص ۱۳۸ ر الباب الخامس عشر فی صلوٰة المسافر میں ہے ـ

هل یشترط کل یوم الی اللیل ـ اختلفوا فیه ـ الصحیح انه لا یشترط حتیٰ لو بکر فی الیوم الاول ومشیٰ الیٰ الزوال وبلغ المرحلة ونزل و بات فیها ـ ثم بکر فی الیوم الثانی کذلك ـ ثم فی الیوم الثالث کذلك

یعنی کیا ہر دن رات تک سفر کرنا شرط ہے ـ تو اس سلسلے میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے ـ اور صحیح یہی ہے کہ رات تک سفر کرنا شرط نہیں ہے ـ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص پہلے دن فجر سے زوال تک چلا اور وہیں ٹھہر گیا ، شب باشی کیا ـ تو ایک منزل ہوئی ـ پھر دوسرے دن ایسے ہی فجر سے زوال تک چلا ـ تو

دوسری منزل ہوئی۔ پھر تیسرے دن ایسے ہی فجر سے زوال تک چلا۔ تو تیسری منزل ہوئی۔

متذکرہ بالا حوالجات کی روشنی میں اب کسی قسم کا شک و ریب نہیں رہ جاتا کہ احناف کے نزدیک صحیح ترین قول تین مرحلے۔ یعنی تین منازل مراد لینا ضروری ہے۔ اور ایک دن۔ ایک مرحلہ، سفر کرنے کا مفہوم یہی ہے کہ سال کے دنوں میں سے سب سے چھوٹا دن۔ وہ بھی کہ سفر، فجر تا زوال۔ بعدہ استراحت فقہاء کرام کے مقال۔ جسمیں کسی حنفی کو نہ مجال انکار۔ بلکہ سب کو اسکا اقرار۔ کہ تعیین مرحلہ اپنے اپنے بلاد و ممالک کے اعتبار سے خشکی میں بار ہا کے تجربے سے حاصل اور یہی محصول حاصل کہ۔

فتاویٰ رضویہ شریف المجلد الثالث ص ۶۵۹ / پہ امام اہلسنت مجدد اعظم قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ۔ منزل ہمارے بلاد میں تقریباً ۱۲ / کوس ہے۔ یہی قول مفتیٰ بہ کے قریب تر ہے جیسے ظہریہ ومحیط برہانی، ونہایہ وکفایہ شروح ہدایہ وخزانۃ المفتیین وغیرھا میں علیہ الفتوی کہا۔ کہ منزل اٹھارہ میل ہے اٹھارہ میل کے سوا، گیارہ کوس ہوتے ہیں۔ یہ قول اصل مذھب ظاھر الروایۃ کے خلاف نہیں۔ بلکہ ان بلاد کے مناسب۔ اسی کی تقدیر و شرح ہے کما نبه العلامة اسماعيل مفتي دمشق الشام، كما نقله في منحة الخالق

لیکن ہمارے بلاد میں دس کوس کا اندازہ قابل قبول نہیں۔ کہ یہاں اقصر ایام یعنی تحویل جدی کے دن میں فجر سے زوال تک سات ساعت کے قریب ہوتا ہے۔ اور شک نہیں کہ پیادہ اپنی معتدل چال سے سات گھنٹے میں بارہ کوس بے تکلف چل لیتا ہے۔ جسپر بار ہا کا تجربہ شاہد (فتاوی رضویہ ج ۳)

اسی وجہ سے کہ پیادہ اپنی معتدل چال سے سات گھنٹے میں بارہ کوس بے تکلف چل لیتا ہے۔

جد الممتار كتاب الصلوٰة باب صلوٰة المسافر ج ۱ / ص ۳۵۹ / پر ارشاد فرمایا کہ والمعتاد المعهود في بلادنا ـ ان كل مرحلة ۱۲ كوس ـ وقد جربت مرارا كثيرةً بمواضع شهيرة ـ ان الميل الرائج في بلادنا خمسة اثمان كوس المعتبر ههنا فاذا ضربت الاكواس في ۸ وقسم

الحاصل علیٰ ۵/۸ کانت امیال، رحلة واحدة ۱۹ عدد صحیح $\frac{۱}{۵}$ وامیال مسیرة ثلاثة ایام ۵۷ عدد صحیح $\frac{۳}{۵}$ اعنی ٦.٥٧

یعنی ہمارے بلاد میں معتاد و معہود یہ ہے کہ۔ ہر منزل بارہ کوس کی ہوتی ہے میں نے بارہا بکثرت جگہوں میں آزمایا ہے۔ کہ اسوقت ہمارے بلاد میں جو میل رائج ہے (یعنی اعلیٰ حضرت کے زمانہ میں) وہ $\frac{۵}{۸}$ کوس۔ جب کوسوں کو ۸/ میں ضرب دیں۔ اور حاصل ضرب کو ۵/ پر تقسیم کریں۔ تو حاصل قسمت میل ہوگا۔ اب ایک منزل ۱۹/ عدد صحیح $\frac{۱}{۵}$ میل کی ہوئی اور تین دن کی مسافت ۵۷ $\frac{۳}{۵}$ میل یعنی ٦.۵۷/ میل

مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ نے حساب کا فارمولہ $a\frac{b}{c}$ یعنی $c \times a + b$ کے مطابق حساب کر کے ساڑھے ستاون میل سفر کرنے کی مقدار پر قصر صلوات کا حکم دیا جو اہل ہند کیلئے مطلوب شرع شریف ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے جس تھیوری کو مد نظر رکھکر حساب کیا ہے وہ قاعدہ سھل زبان میں یہ ہے کہ مثلاً الف، ب، ج۔ تو ج، کو الف، سے ضرب دیں۔ اور حاصل ضرب کو ''ب'' کے ساتھ جمع کریں۔ اور پھر جمع شدہ اعداد کو مخصوص عدد سے تقسیم کر دیں۔ تو نتیجہ بر آمد ہو جائیگا۔

تحلیل و تجزیہ

ا/منزل = ۱۲/کوس...... (یہ تجربہ شدہ ہے)

۳/منزل = ۳٦/کوس (یہ مقدار قصر صلوات ہے)

اور ۳٦/کوس = ۵۷ $\frac{۱}{۲}$ کے مساوی ہے۔

۱رمیل = $\frac{5}{8}$ رکوس

۱۲رکوس×۸ر=۹۶ر÷۵=۱۹ر $\frac{1}{5}$ امیال جو منزل واحد کے مساوی ہے۔

۳رمنزل ۱۹ $\frac{1}{5}$ ×۳ = ۵۷ر $\frac{3}{5}$ امیال جو ۳رمنزل کے مساوی ہے۔

۱رمنزل ۱۹ر $\frac{1}{5}$ یعنی ۵×۱۹+۱ر=۹۶÷۵=۱۹ر $\frac{1}{5}$ میل

۳رمنزل ۵۷ر $\frac{3}{5}$ میل=یعنی ۵×۵۷+۳=۲۸۸÷۵=۵۷ر $\frac{1}{2}$ میل یعنی ۵۷.۵.۶ میل

بہارشریعت ج ۴رص ۷۴۱ر" نماز مسافر کا بیان" میں ہے کہ کوس کا اعتبار نہیں کہ کوس کہیں چھوٹے ہوتے ہیں۔ کہیں بڑے، بلکہ اعتبار تین منزلوں کا ہے۔ اور خشکی میں میل کے حساب سے کی مقدار، ۵۷ر $\frac{3}{8}$ میل ہے (یہ کتابت کی غلطی ہے) بلکہ ۵۷ر $\frac{3}{5}$ میل ہے۔ یہی صحیح ہے۔ (نزھۃ القاری شرح صحیح البخاری ابواب تقصیر الصلوۃ ج ۲رص ۲۲۵)

المنجد ص ۷۳۸ر پر ہے کہ الفرسخ۔ مدت طویل، فرسخ الطریق۔ تین میل یا شمی۔

لغات کشوری ص ۳۴۵ر پر ہے، فرسخ۔ مب۔ فرسنگ۔ ف۔ تین میل کی مقدار (یا شمی)

اور یہی امام اہلسنت مجدد اعظم قدس سرہ نے فرمایا کہ۔ تین میل کا ایک فرسنگ ہوتا ہے یعنی فرسخ (فتاویٰ رضویہ ج ۳رص ۶۶۱ر) اور ردالمحتار۔ باب صلوۃ المسافر ج ۱رص ۷۳۵ر میں بھی یہی ہے کہ الفرسخ ثلاثۃ امیال

فتاویٰ رضویہ ج ۳رص ۶۶۱ر پر ہے کہ۔ عرف میں منزل ۱۲رکوس ہے (یعنی یہاں ہندوستان میں تجربہ سے جو ثابت ہے وہ مراد ہے) اور ان بلاد میں ہر کوس $\frac{8}{5}$ یعنی ۱رمیل اور میل کے تین خمس۔ اور تین میل کا ایک فرسنگ تو ایک منزل چھ فرسخ اور دو خمس فرسخ کی ہوئی۔

۱رکوس= یعنی $\frac{8}{5}$ یعنی ۱رعدد صحیح $\frac{3}{5}$ میل

۱ر منزل= ۶ر $\frac{2}{5}$ فرسخ۔ اور ۱رفرسخ ۳رمیل

تو ۱/ منزل = ۶/ ۳/۵ × ۳/ = ۱۸/ ۶/۵ میل کے مساوی ہے۔

اب c×a+ b کے قاعدہ کو عمل میں لائیں۔

۱/ منزل یعنی ۱/ مرحلہ = ۱۸/ ۶/۵ = ۱۸×۵+۶ = ۹۶÷۵ = ۱۹ ۱/۵

۳/ منازل یعنی ۳/ مراحل = ۱۹/ ۱/۵ = ۱۹×۵+۱ = ۹۶×۳/ = ۲۸۸÷۵ = ۵۷.۶ میل

(یعنی ساڑھے ستاون میل انگریزی)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب فراسخ غیر معتبر ہیں۔ تو امام بریلوی نور اللہ مرقدہ نے باعتبار فراسخ حساب کیوں کیا؟

تو اسکا جواب یہ ہے کہ۔ فتاویٰ خانیہ ج ا/ ص ۱۶۴/ پر مرقوم ہے کہ۔ "بعضہا قریب من بعض" یعنی تین مراحل اور ۱۸/ فراسخ۔ ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ مگر بزازیہ میں قربت کی وضاحت نہیں اسی لئے امام بریلوی قدس سرہ نے حق تجدید ادا فرماتے ہوئے۔ مابینہما فرق کی عقدہ کشائی فرمادی۔ فالحسن التمام علیٰ علماء اہل السنة والجماعة من المجدد المائة الماضیہ۔ فالحمدللہ علیٰ ذلك۔

اور فتاویٰ رضویہ کی دوسری عبارتوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ساڑھے ستاون میل جانے کی نیت پر ہی قصر صلوٰت موقوف ہے۔ مثلاً فتاویٰ رضویہ ج ۳/ ص ۶۶۹/ پر ہے۔ کہ اگر اپنے مقام اقامت سے ساڑھے ستاون میل کے فاصلے پر علی الاتصال جانا ہو (تو وہ مسافر ہے)

اور مثلاً فتاویٰ رضویہ ج ۳/ ص ۶۶۷/ پر ہیکہ۔ جب تک ایک نیت سے پورے چھتیس کوس یعنی ساڑھے ستاون میل انگریزی کے ارادے سے نہ چلے۔ (تو وہ مسافر نہ ہوگا)

اور فتاویٰ رضویہ، ج ۳/ ص ۶۶۰/ پر ہیکہ۔ ۳۶/ کوس یعنی ستاون و اٹھاون میل کے فاصلے پر نہ ہو ھذا قول التقریب قریب بالتحقیق فافھم ولا تعجل، جو صاحب ھدایہ کے قول "قریب من الاول

کے مطابق ہے۔ اور ساڑھے ستاون کے خلاف نہیں۔ جیسا کہ اہل فتاویٰ پر روشن ہے۔ اور میرے پاس دلائل بھی ہیں۔ (لا یسع ھذا المقام لتطویل الکلام)

میرے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت قدس سرہ العزیز اپنی تصنیف دقیق تحقیق انیق "کشف العلة عن سمت القبلة" میں فرماتے ہیں کہ میل بری کہ یہاں رائج ہے ۱۷۶۰ گز یعنی ۵۲۸۰ فٹ ہے اور ۱۰، ۵۲ فٹ کے ۳۵۲۰ ہاتھ ہوتے ہیں۔ (قبلہ نما ص:۱۹۰)

اور جب ہندوستان سے انگریز اپنے اثر و رسوخ چھوڑ کر گئے۔ تو اس کے بعد ۱۹۴۷ء کے زمانہ میں یعنی ۱۹۴۹ء میں علم الحساب چلرورتی لکھی گئی۔ اور بہار و بنگال کے مدارس اور ہائی اسکول میں داخل نصاب کیا گیا اسی کتاب علم الحساب کے ص ۱۱۰ پر سترہ سو ساٹھ گز = ایک میل یعنی ۳۵۲۰ ہاتھ ایک میل کے مساوی تحریر ہے۔

میل اور کلومیٹر کا فرق اسی کتاب کے ص ۲۸۴ پر اس طرح مرقوم ہے کہ۔

۱ میل = ۱٫۶۱ کلومیٹر

ساڑھے ستاون میل = ۵۷ $\frac{1}{2}$ × ۱٫۶۱ = ۹۲ کلومیٹر ۷۵ ڈیسی میٹر

لیکن آج کی انجینئرنگ ۱۱ء کی کتابوں میں ۱ کلومیٹر ۰٫۶۲۱ میل کے برابر لکھا ہے۔ اور ایک میل = ۱٫۶۰۹ کلومیٹر جس کی تائید خشکی کے میل میں المعجم الوسیط ص ۸۹۴ میں بھی ہے۔

لہٰذا اس اعتبار سے ۵۷ $\frac{1}{2}$ × ۱٫۶۰۹ = ۹۲ کلومیٹر ۱۷۵ ڈیسی میٹر کے مساوی ہے۔

لہٰذا مذکورہ بالا تفاصیل سے یہی ثابت ہوا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان کے بار با تجربہ کے مطابق ۱۲ کوس کا ایک مرحلہ اور ۳۶ کوس کے تین مرحلے۔ جو ساڑھے ستاون میل انگریزی کے مساوی اور ساڑھے ستاون میل انگریزی۔ باعتبار کلومیٹر ۹۲ کلومیٹر ۷۵ ڈیسی میٹر کے مساوی اور انجینئرنگ ۱۱ء کی کتابوں کے مطابق باعتبار کلومیٹر ۹۲ کلومیٹر ۱۷۵ ڈیسی میٹر کے مساوی ہے۔ ھذا ھو التحقیق وھو

الصحیح عندنا و اللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال ما یساوی بالامیال

اب مذکورہ بالا تفاصیل کے بعد مسئلہ دائرہ میں سوالات کے جوابات کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ کیونکہ عندالاحناف میل شرعی کی تحقیق بے سود، اور منزل کی تحقیق مطلوب، اور مطلوب کی تدقیق بالتفصیل الوساطۃ گذر چکی، جب عندالاحناف کوئی غرض محمود میل شرعی سے مرغوب نہیں، اور عدم رغبت کیوجہ وہی جو بہار شریعت سے عبارت گذری کہ کوس کا اعتبار نہیں بلکہ قول مصحح کے مطابق منزل کا اعتبار ہے۔ اور جسکا اعتبار ہے، وہ علامہ ناسعیدی صاحب کی تحریر میں صیغہ جمع غائب ہے۔ اور جو تحریر میں موجود۔ وہ ظاہر الروایت، قول امام اعظم اور اصحاب ترجیح وتخریج کے صریح خلاف ہے۔

میل شرعی کا اعتبار کیوں نہیں بالاختصار ملاحظہ کیجئے۔

(الف) بخاری شریف ج ۱ / پارہ ۴ / ص ۱۴۷ / کے حاشیہ میں مرقوم ہے کہ قال عند البراصح مافی المیل انہ ثلاث الاف ذراع و خمسمأۃ یعنی پینتیس سو ہاتھ کا ایک میل ہوتا ہے۔ وقیل اربعۃ الاف ذراع بعض حضرات نے فرمایا۔ کہ چار ہزار ہاتھ کا ایک میل ہوتا ہے

(ب) مسلم شریف ج ۱ / ص ۲۴۱ / پر امام یحییٰ بن شرف نووی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں کہ۔ والمیل ستۃ آلاف ذراع یعنی میل چھ ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے۔

(ج) فتح القدیر ج ۱ / ص ۱۰۸ / پر مرقوم ہے کہ ثم المیل فی تقدیر ابن شجاع ثلاثۃ الاف ذراع وخمسمائۃ الیٰ اربعۃ الاف ذراع یعنی میل شرعی۔ ابن شجاع کی تقریر میں پینتیس سو ہاتھ سے لیکر چار ہزار ہاتھ تک ہے۔ ابن شجاع کے قول پر آپ تعین ذراع نہیں کر سکتے۔ ۳۵ / ۳۶ / ۳۷ / ۳۸ / ۳۹ / ۴۰ / سو ذراع یا پھر ہر ایک کا نصف یا ربع۔ یا خمس یا سدس یا ثمن وغیرہ وغیرہ،

(د) کفایہ میں ہے۔ وذکر الامام التمرتاشی رحمہ اللہ ان الفرسخ اثنا عشر الف خطوۃ وھکذا فی شرح العنایہ۔ یعنی امام تمرتاشی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ فرسخ ۱۲ / ہزار قدم۔ لہذا ۱۴ / ہزار

قدم ایک میل شرعی ہے۔ایسے ہی شرح عنایہ میں ہے۔یہ قول بھی میل شرعی کی تحدید میں مقصود تک نہیں پہونچا سکتا کیونکہ قدم انسان ہو یا قدم ابل چھوٹا اور بڑا ہوتا ہے۔اور یہ انسان وابل کے طول وقصر سے مختلف ہوتا ہے۔

(۵) المنجد۔ص ۷۳۸ رمیں۔بقول بعض۔ایک میل کو چار ہزار گز بتایا۔اور یہی المنجد ص ۹۸۵ رصفحہ پر چار ہزار ہاتھ کا فاصلہ لکھا۔اور ہاتھ کی تعیین نہیں کی گئی۔اسی لئے میں نے ماسبق میں تحریر کیا کہ شوافع وحنابلہ میں میل کی تحدید میں نزاع کثیر ہے۔جمیع اقوال قول واحد کی طرف مرتکز نہیں ہے۔

اور علامہ غلام رسول ناسعیدی صاحب جن کی تحقیق، سطحی۔عامۂ علماء کیلئے، بہت بڑی چیز۔لیکن علم وتحقیق کے میدان کے شہسوار کیلئے ناقابل التفات۔کوئی جدید تحقیق۔شریعت بازغہ کی کسوٹی پر نہیں۔انہی کی دم پکڑ کر اکڑ کر چلنے والے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان کی تحقیقات پر قدغن لگانا چاہتے ہیں۔حاشا کلا اپنا مدعا ثابت نہیں کر سکتے۔آسمان کا تھوکا اپنے منہ پر آتا ہے۔ایسے ہی جمیع حمقاء کا حال ہو رہا ہے، شرم سے ان کے تلامذہ واساتذہ پانی پانی ہو رہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک

جربت مراراً کثیراً و حاسبتُ محاسبة بحساب الانکلینزیه فثبت الامیال مسیرة ثلاثة ایام ۵۷ $\frac{۳}{۵}$ اعنی ۵۷ . ۲ (خلاصه)

فکیف کان قوله صحیحاً بل الحق الثابت ھذا ان قول استاذ استاذنا لیس بمنھاج الشریعة من زلة القدم فی مسٔلة الطائرة فلیس له بخطائه شیٔ حائل عند الالباب ۔ھذا ھو التحقیق بالجواب ۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۱۲

فقیر ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

(۱)	التعلیق المجلی	(۱۱)	کفایہ
(۲)	فتاویٰ رضویہ	(۱۲)	فتاویٰ قاضی خاں
(۳)	فتاویٰ خانیہ	(۱۳)	ردالمحتار
(۴)	موطأ امام محمد	(۱۴)	فتاویٰ عالمگریہ
(۵)	صحیح مسلم شریف	(۱۵)	جدالممتار
(۶)	ترمذی شریف	(۱۶)	بہار شریعت
(۷)	البحر الرائق	(۱۷)	المنجد
(۸)	مجتبیٰ	(۱۸)	کشوری
(۹)	ھدایہ اول	(۱۹)	علم الحساب
(۱۰)	فتح القدیر	(۲۰)	انجنیر نگ لا
(۲۱)	المعجم الوسیط	(۲۲)	بخاری شریف

(۲۳) نزھۃ القاری لشرح البخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ

باب الامامت

جس امام کا کذب ودروغ مشتہر ہوتو وہ فاسق معلن ہے۔اس کی کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے

کیا فرماتے ہیں علماءدین ومفتیان کرام شرع متین مسئلہ ذیل میں۔

سوال (۱) کہ یہاں شہر وڑسہ میں زمانۂ قدیم سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ نماز جنازہ کے بعد دعا ہوتی ہے۔لیکن امام مسجد کا کہنا ہے کہ نماز جنازہ خود دعا ہے،مزید دعا کی ضرورت نہیں اور نہیں مانگے۔چند اشخاص نے اصرار کیا کہ حضرت مانگنے میں برا کیا ہے۔محض اتنی سی بات پر امام مسجد جذبات کے تلاطم میں روز جمعہ دوران گفتگو میں اہل وڑسہ کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جس شخص کے یہ خیالات ہیں وہ میرے نزدیک ایک گندی نالی کے کیڑوں سے بہتر نہیں ہے۔

تو دریافت طلب امر یہ ہے۔کہ امام صاحب کا قول کس حد تک صحیح ہے۔اور اگر غلط ہے تو عندالشرع اس کام پر کیا حکم جاری ہوتا ہے؟

سوال (۲) زید جو مسجد کا امام ہے اور سرکاری اسکول کا ٹیچر بھی ہے۔ان کے بیان کے مطابق یہ فــی سبیل اللہ امامت کا کام انجام دے رہے ہیں۔مگر ساتھ ہی اپنے چھوٹے بھائی بکر کی دستخط پر ماہانہ مسجد سے خود تنخواہ بھی طلب کرتے ہیں،اس طرح ان کا کام چل رہا ہے۔تو دریافت طلب امر یہ ہیکہ زید کا یہ طرز عمل جھوٹ پر مبنی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو ایسے امام کی اقتدا جائز ہے یا نہیں؟

سوال (۳) زید جو مسجد کا امام ہے انہوں نے محض اپنے ماما کے کہنے پر جو کہ فاسق ہے،بکر کی نماز جنازہ پڑھادی جبکہ گاؤں کے سارے مسلمان اس بات پر متفق تھے،کہ بکر مسلمان نہیں تھا بلکہ کافر تھا۔مگر زید کے ماما کا کہنا ہے،کہ بکر نے اسلام قبول کرلیا تھا اور میرے گھر میں رہتا تھا اس طرح زید نے اپنے ماما جو فاسق ہے ایک ہی آدمی کی شہادت پر بکر کی نماز جنازہ پڑھادی اور گاؤں کے مسلمانوں نے بکر کی نماز

جنازہ نہیں پڑھی اور نہ اپنے قبرستان میں دفن کرنے دیا تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا فقط ایک آدمی کی شہادت پر بکر کے مسلمان ہونے کا حکم ہوسکتا ہے؟ اگر نہیں تو زید پر عند الشرع کیا حکم صادر ہوگا؟۔۔۔

المستفتی: فقط: حاجی عبدالستار رضوی وڑسہ۔مہاراشٹر

۷۸۲/۹۲ الجواب بعون الملک الوہاب

(۱) صورت مسئولہ میں امام صاحب کا یہ کہنا کہ ''نماز جنازہ خود دعا ہے۔مزید دعا کی ضرورت نہیں، اسمیں کوئی شک نہیں کہ نماز جنازہ من وجہ دعا ہے اور من وجہ نماز، جیسا کہ فقہ کی کتابوں میں مصرح ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ دعا کی کثرت کرو، نماز جنازہ سے پہلے اور بعد کی تخصیص نہیں لوگوں کے اصرار کے باوجود امام صاحب کا بعد صلوٰۃ جنازہ دعا سے انکار کرنا، اور یہ کہنا کہ جن لوگوں کے خیالات ہیں کہ نماز جنازہ کے بعد دعا ہوتی ہے، وہ میرے نزدیک ایک گندی نالی کے کیڑوں سے بہتر نہیں ہے'' امام صاحب اگر سنی صحیح العقیدہ ہیں تو ان کی یہ جہالت وسفاہت ہے۔سرکار عالمین شافع یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی حدیث پاک سے ثابت ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔لما التقی الناس بموتہ جلس رسول اللہ ﷺ علی المنبر وکشف مابینہ وبین السماء فھو ینظر الی معار کھم فقال علیہ السلام اخذ الرایۃ زید ابن حارثۃ فمضیٰ حتی استشھد وصلی علیہ ودعالہ وقال استغفر والہ دخل الجنۃ وھو یسعی (بخاری شریف جلد ثانی پ۱۷/ص۶۱۲) و [زرقانی ج۲/ ص۱۷۱/۲ تا ۲۷۴]

اس حدیث پاک کا خلاصہ یہی ہے کہ غزوۂ موتہ کے موقع پر جب اسلام وکفر کی جنگ ہونے لگی، تو سرکار دوعالم ﷺ اپنے منبر پر تشریف فرما ہوئے، اور جنگ کے حالات کو ملاحظہ فرمانے لگے، اور جب آپ کے چہیتے غلام زید ابن حارثہ شہید ہوئے، اور ان پر نماز جنازہ پڑھ لی گئی، تو آپ نے ان کے لئے دعا

فرمائی، اور لوگوں کو حکم دیا کہ تم لوگ استغفار کرو۔ کیونکہ وہ جنت میں ٹہل رہے ہیں۔ نیز بعد نماز جنازہ دعا معمولات الناس ہے، یعنی زمانۂ قدیم سے اہلسنت وجماعت کے لوگوں کا معمول ہے۔ اسی لئے فقہاء کرام نے اسے محمود و مستحسن، مستحب ومحبوب قرار دیا۔ لہٰذا امام صاحب کو چاہیئے۔ کہ اپنی سابق غلطی سے رجوع کریں۔ اور قول حق پر عمل کریں۔

(۲) برصدق سائل اگر زید کا فی سبیل اللہ امامت سے مراد یہ ہے، کہ میں امامت یعنی نماز پڑھانے کی تنخواہ نہیں لیتا ہوں۔ تو یہ صحیح ہے۔ یقیناً ہر امام فی سبیل اللہ ہی امامت کرتا ہے۔ نماز پڑھانے کی تنخواہ نہیں لیتا۔ وقت محصور کی تنخواہ لیتا ہے اور یہ جائز ہے۔ جیسا کہ متاخرین فقہا نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔ رہا اپنے بھائی بکر کے نام سے تنخواہ وصول کرنا یہ تو مصلحت پر مبنی ہے، کہ اگر وہ اپنی دستخط پر تنخواہ وصول کریگا، تو ممکن ہے، کہ شخص واحد کا دوجگہ نوکری کرنے کی بنیاد پر اس کی اسکولی نوکری خطرہ میں پڑجائے، اور اگر فی سبیل اللہ سے زید کی مراد یہ ہے کہ میں مطلقاً نہ امامت کی تنخواہ لیتا ہوں، اور نہ ہی وقت کی، اور اپنے بھائی بکر کے نام سے تنخواہ بھی وصول کرتا ہے تو ایسا عمل یقیناً جھوٹ ہے اور جس امام کا کذب ودروغ مشتہر ہو تو وہ فاسق معلن ہے۔ اس کی امامت مکروہ تحریمی۔ اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا لوٹانا واجب۔ غنیۃ شرح منیہ میں ہے انھم لو قدموا فاسقاً یاثمون بناءً علی ان کراھۃ تحریم الیٰ اخرہ [غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ص۵۱۳]

(۳) سوال نمبر۳ / چونکہ ایمان وکفر سے متعلق ہے۔ لہٰذا تحقیق طلب ہے۔ سوال نمبر۳ / کے بارے میں مزید تفصیلات لکھ کر بھیجئے ۱۲ / واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

جس موذن کے فرق باطلہ کے یہاں مراسم ہوا سے امام وموذن رکھنا کیسا ہے؟

زید جو سنی مسجد کے مؤذن ہیں۔ اور وقت پر امام نہیں ہونے کی وجہ سے وہ کبھی نماز بھی پڑھا لیتے ہیں اور مسجد کے ممبر بھی ہیں۔ اور یہ شخص خوجہ جو تین وقت نماز پڑھتا ہے۔ اس کے یہاں شادی میں جانا، اٹھنا، بیٹھنا کیسا ہے اور کھانا، پینا کیسا ہے۔ علمائے کرام اور مفتیان عظام اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ برائے مہربانی اس سوال کا جواب عنایت فرمائیں

المستفتی: عبداللہ خان۔ مرتضیٰ خان۔ سنی مسجد، نزکھیڑ

۸۲/۹۲ الجواب بعون الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں ایسا شخص جو خوجہ، بوہرہ، شیعہ، وہابی، دیوبندی، قادیانی وغیرھم فرقِ باطلہ کے یہاں شادی بیاہ وغیرہ میں آتا جاتا ہے، ان سے تعلق دینی نہیں رکھتا ہے۔ اور ان کے یہاں کھاتا پیتا بھی ہے، وہ شخص فاسق معلن ہے، اس کو سنی مسجد کا مؤذن بنانا درست نہیں۔ اس کی اقتداء میں نمازیں ناجائز وگناہ، اور پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ واجب ہے۔ اور کسی مسجد کا ممبر بھی نہیں بن سکتا۔ جب تک وہ ایسے افعال قبیحہ، شنیعہ سے توبۂ نصوحہ نہ کر لے۔ ارشاد رسول پاک صاحب لولاک ہے ایاک وقرین السوء فانک بہ تعرف برے مصاحب سے بچ کر تو اسی سے پہچانا جائیگا۔ اور ارشاد رسول پاک ہے۔ لاتجالسوھم ولا تشارکوھم ولاتواکلوھم الخ ۱۲ (فتاوی رضویہ جلد نہم جزء اول ص ۱۳) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

اجنبیہ عورت کیساتھ تنہائی میں ملنا حرام ملنے والا فاسق ہے اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

کہ اگر کوئی اپنے آپ کو بہت بڑا مولوی سمجھتا ہے حالانکہ وہ اتنا بڑا مولوی نہیں ہے۔ جتنا وہ اپنے آپ کو سمجھتا ہے اور ان کے کچھ چمچے ان کی تشہیر کرتے ہیں اور کچھ سیدھے سادھے علمائے دین ان چمچوں کے بہکاؤمیں آکر اس مولوی کو جو اپنے آپ کو ہمارے شہر کا بہت بڑا عالم سمجھتا ہے، وہ سیدھے سادھے علماء بھی پھندے میں پھنس جاتے ہیں، بڑے بڑے القابات سے نوازتے ہیں اور اسٹیج میں بلا کر تقریر کرواتے ہیں اس بچارے کو تقریر تو نہیں آتی، ایک دو حدیثیں یاد ہے بس اور اناپ شناپ بکتے ہیں کیا ایسا مولوی جسکا فسق وفجور، کذب ودروغ پورے شہر میں مشہور ہو بے حجاب اجنبیہ عورتوں سے تنہائی میں اور لوگوں کے سامنے باتیں کرتا ہو، کیا ایسا مولوی کا فاسق ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی نہیں ہوتی؟ اور اب اس کی تعظیم کرنا اور تقریر کے لئے مدعو کرنا اور اسٹیج پر اس کی تعریف کرنا عمدہ القابات سے یاد کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا فقط والسلام

المستفتی:(مولانا) محمد حامد رضا جھارکھنڈ، بہار

۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

صورت مسئولہ میں برصدق سائل وصحت سوال وہ بظاہر مولوی عالم دین نہیں۔ اور جب اس کا فسق وفجور، کذب ودروغ پورے شہر میں مشہور، بے حجاب اجنبی عورتوں سے باتیں کرنا خلوت وجلوت میں مشتہر ومعروف، اس کے فاسق معلن ہونے میں کلام نہیں۔ اس کو امام بنانا گناہ، پڑھی ہوئی نمازیں پھیرنی

واجب۔ غنية المستملی شرح منية المصلی فصل فی الامامة ص ۵۱۳ پر ہے لو قدموا فاسقاًیاثمون یعنی اگرلوگوں نے فاسق کوامام بنایاتوخودلوگ گنہگار ہونگے اس کی علت، تبیین الحقائق باب الامامة والحدث فی الصلوة جلد اول ص ۱۳۴ پر یہ بیان کی گئی ہے لان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعاً کیونکہ امامت کے لئے اس کومقدم کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعاًاس کی اہانت لازم ہے۔اشباہ والنظائر کتاب الحظر والاباحۃ ج ۲ رص ۵۱۲ر پر ہے۔"الخلوة بالاجنبية حرام" یعنی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں ملنا حرام ہے۔اور ملنے والاحرام کا مرتکب ہے تنہائی کا یہ حکم ہے تو بے وجہ شرعی عوام کے روبرواجنبی عورتوں سے باتیں کرنے کاحکم خلوت سے منفصل ہوگا؟ ہرگزنہیں۔ایسا مولوی جس کے کذب ودروغ کافروغ، زورکاغوغاوشور، روزبروز سننے میں آتا ہے جس کوشہراوربیرون شہر کےلوگ بھی جانتے ہیں۔کسی سے چھپا نہیں، بلکہ چھپاہوا ہے۔ایسے بےحیاء کے متعلق ارشادربانی ہے۔ اِنَّ الَّذِینَ یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین امنوا لهم عذاب الیم فی الدنیا والأخرة[پ۱۸رکوع۷]

یعنی جو یہ چاہتے ہیں ان کے لئے دنیاوآخرت میں دردناک عذاب ہے وہ مولوی بذات خودہی اجنبی عورتوں سے خلاوملاکرکے بےحیائیاں پھیلاتا اور دجل وفریب،کذب وزورکی راہ اپناتا، ایسے مولوی کی تعظیم کرنا حرام۔فتاویٰ رضویہ ج ۳ رص ۱۷۳ر پر ہے۔کہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے تو عرش خدا کانپ جاتا ہےاورحق سبحانہ تعالیٰ اس کی طرف سے توجہ ہٹالیتا ہے۔لہٰذااس مولوی کوتقریر کے لئے جان بوجھ کرمدعوکرنا،اوراسٹیج پراس کی تعریف کرنا،عمدہ القاب سے یادکرناسب شرعاً ناجائزوحرام ہے۱۲روالله تعالیٰ اعلم

کتبہ:فقیر محمدناظراشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاءدارالعلوم اعلیٰ حضرت رضانگرکلمنا ناگپور

کیا مسجد کے کسی ممبر کا بائیکاٹ کیا جاسکتا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید اپنی دکان میں اپنے کاروبار میں حساب وکتاب میں مصروف تھا۔ گاؤں کے کچھ لوگ بغیر بلائے اسکی دکان میں امام کے ضمن میں میٹنگ لینے لگے ایک ڈیڑھ گھنٹہ تک گفتگو کرتے رہنے کے بعد زید کو امام صاحب کے بارے میں زبردستی رائے دینے کیلئے اکسانے لگے۔ زید کا خیال تھا کہ لوگوں کا کوئی کام دھندہ نہیں ہے۔ کیا بس امام کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ آخرش اس نے جھنجھلا کر ایک فحش مطلق گالی دی جو کسی کی طرف منسوب نہ تھی، لیکن جمع ہونے والے لوگوں نے اس محدود معاملے کو بغض وعناد کی وجہ سے سیاسی رنگ دے کر، جماعت کا مسئلہ بنا کر مسجد کمیٹی پر زور ڈال کر زید کا سماجی بائیکاٹ کروادیا۔ کہ کوئی اس سے سلام کلام نہ کرے۔ اس سے قطع تعلق کرلے۔ کوئی بھی اس کی خوشی وغم میں شریک نہ ہو۔

جب زید کے کان میں یہ خبر آئی کہ مسجد کی انتظامیہ کمیٹی کے ذریعے مسجد میں جمعہ میں بائیکاٹ کا اعلان کیا جائے گا تو اس نے تحریری طور پر معافی نامہ لکھ کر دیا کہ، بالفرض اگر میں نے جماعت کو گالی دی ہو تو میں معافی چاہتا ہوں۔ لیکن لوگوں نے اسے انا کا مسئلہ بنا کر اسکے معافی نامہ کو قبول نہیں کیا، اور جمعہ میں زید کے سماجی بائیکاٹ کا اعلان کردیا۔ زید مسجد میں ضرور جاتا ہے۔ لیکن سماجی معاملات کو لیکر وہ ذہنی طور پر بہت پریشان ہے، کہ میرے گھر میں اگر غم یا خوشی کا کوئی موقع آئے۔ تو کوئی بھی فرد پابندی کی وجہ سے شریک نہ ہوسکے گا نیز عوام کے قطع سلام وکلام کا اسے زبردست صدمہ ہے۔ گاؤں کا عوامی طبقہ اور اسکی ہمدردیاں زید کے ساتھ ہیں۔ لیکن مسجد کمیٹی کے جبریہ اعلان کی وجہ سے سہا ہوا ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

(۱) کیا گاؤں میں کسی شخص کا سماجی بائیکاٹ کیا جاسکتا ہے؟

(۲) تحریری معافی نامہ کے باوجود بائیکاٹ کرنا کیسا ہے؟
(۳) ذاتی عناد وانا، کی بنیاد پر بائیکاٹ کرنے والوں پر شریعت کا کیا حکم ہے؟
(۴) کیا مسجد کی انتظامیہ کمیٹی کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ شرعی تعزیری حد جاری کرے؟
(۵) کچھ لوگوں کا کہنا تھا کہ ہم کو فتویٰ منگوانے سے کوئی مطلب نہیں ہم کو اسے سبق سکھانا تھا ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی

فقط والسلام۔ محمد غلام رضا قادری۔ پونہ

۹۲/۸۶ الجواب بعون الملک العزیز العلام

(۱) ہاں! اگر کسی شخص سے شریعت مطہرہ کے خلاف کوئی قول یا فعل صادر ہوا ہو۔ اور اس پر تائب نہ ہو، تو اس کا سماجی بائیکاٹ کیا جاسکتا ہے۔

(۲) گناہ سے توبہ مومنین کی دل آزاری سے معافی مانگنے کے بعد عوام وخواص سبھی مسلمانوں کو مسلم بھائی کی توبہ قبول کرنی واجب ہے۔ اللہ عزوجل خود اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ قرآن عظیم میں ہے۔ وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ [پ۲۵ ررکوع ۳]
رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں من اتاہ اخوہ متعوفاً فلیقبل ذٰلک منہ محقاً او مبطلاً فان لم یفعل لم یرد علی الحوض جسکے پاس ایک مسلمان بھائی معذرت کرتا ہوا آئے، اسپر لازم ہے کہ اس کا عذر قبول کرے۔ چاہے وہ حق پر ہو یا ناحق پر۔ اگر عذر قبول نہ کرے گا، تو روز قیامت حوض کوثر پر میرے حضور حاضر ہونا نصیب نہ ہوگا۔ [رواہ الحاکم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ]
قرآن وحدیث کے حکم سے، تحریری معافی نامہ جو توبہ اور ازالۂ دل آزاری مومنین کا سبب ہے۔ اس کے

باوجود بائیکاٹ کر رکھنا ظلم شدید ہے۔ اور اللہ ظالم کو دوست نہیں رکھتا۔ لہٰذا مسجد کمیٹی کے افراد اور عوام مسلمین کو چاہئے۔ کہ زید سے بلاوجہ شرعی بائیکاٹ کا بندھن توڑ دیں۔ اور عذاب آخرت سے اپنے آپ کو بچائیں۔

(۳) ذاتی عناد وانا، کی بنیاد پر بائیکاٹ کرنے والوں کیلئے خود ہی توبۂ نصوحہ لازم ہے۔

(۴) شرعی حد وتعزیر کا اختیار حاکم شرع کو ہے، جو سزا مناسب جانے، دے۔ الاشباہ والنظائر جزء ثانی ص ۷۲ / پر ہے۔ ضابطة التعذير كل معصية ليس فيها حد مقدر ففيه التعذير الاشباہ والنظائر کے اسی صفحہ ۷۱ / میں ہے۔ من اذى غيره بقولٍ او فعلٍ يعذّر كذا في تاتار خانيه نيز او اذى مسلماً بغير حقٍ بقوله او فعله وجب عليه التعذير ردالمحتار علی الدرالمختار ج ۶ / ص ۷۷ / پر ہے التعذير ليس فيه تقدير بل هو مفوّض الىٰ راى القاضي نیز ردالمحتار علی الدرالمختار کتاب الحدود باب التعذیر ج ۶ / ص ۷۵ / پر ہے۔ اكثرهٗ تسعة وثلثون سوطاً وأقله ثلثة ولو ضرب مگر یہ حکم زنا کے سوا میں ہے۔ اور یہاں ہندوستان میں حد وتعزیز کہاں؟ یہاں ترک تعلق ہی بس ہے۔ اور یہ اختیار عوام وخواص سبھی مسلمانوں کو حاصل ہے۔ مسجد انتظامیہ کے افراد یا کسی فرد خاص پر موقوف نہیں۔

(۵) نمبر پانچ کے جملے اس حقیقت پر غماز ہیں، کہ زید سے ان لوگوں کو ذاتی عناد ہے۔ لہٰذا وہ لوگ بھی اپنی حرکت قبیحہ شنیعہ سے توبۂ صادقہ کریں۔ اور آپس میں میل ملاپ قائم رکھیں ۱۲ واللّٰــه تعالىٰ اعلم بالصواب وعلمه جلّ مجده اتم واحكم بالجواب

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضانگر کلمنا، ناگپور

جوامام حافظ، قاری ہو عالم نہ ہوانھیں وعظ کہنا کیسا؟

محترم جناب مفتی صاحب ــــــــــــ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسائل ذیل سے متعلق شرع احکام سے مطلع فرمائیں رب تعالیٰ آپکو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

مسئلہ (۱) جامع مسجد رائے پور کے پیش امام صاحب نے جمعہ کی نماز سے قبل مائک میں تقریر کے دوران مجھے ڈانٹ کر کہا، کہ اے عنایت خاموش بیٹھو اور ادھر سنو، جب کہ میں خاموش ہی بیٹھا تھا۔ اور تقریر سماعت کررہا تھا میں ثبوت کے طور پر اپنے دائیں بائیں بیٹھے مصلیوں کے نام تحریر کررہا ہوں، جنہیں میں بطور گواہ پیش کرنے کو راضی ہوں۔ میں خود بھی آداب مسجد سے واقف ہوں پوری جماعت کے سامنے مجھے امام صاحب کے ٹوکنے سے مجھے بہت شرمندگی و ذہنی تکلیف ہوئی۔ اور جماعت کے سامنے میری بے عزتی ہوئی۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایک شخص جو خاموشی سے تقریر سن رہا ہو اسے جماعتیوں کے سامنے کسی ذاتی پرخاش کی بناء پر ذلیل کرنے کیلئے ڈانٹنے پر شرع مطہر کے حکم سے مطلع فرمائیں۔

مسئلہ (۲) نیاپارہ میں ایک میت ہوئی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اس میں نیاپارہ مسجد کے پیش امام صاحب بھی میت کے ساتھ مودھاپارہ قبرستان تشریف لے گئے تھے۔ وہاں مرحوم کے چچا نے جو مرحوم کے ولی ہیں، امام صاحب سے نماز جنازہ پڑھانے کی درخواست کی۔ امام صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ ہونے کے بعد جامع مسجد کے امام صاحب تشریف لائے اور نیاپارہ کے امام صاحب سے کہنے لگے۔ کہ آپنے نماز جنازہ کیوں پڑھائی۔ کس سے پوچھ کر پڑھائی میرا انتظار کیوں نہیں کیا؟ نیاپارہ مسجد کے امام صاحب نے جواب دیا کہ مجھ سے مرحوم کے چچا نے جو مرحوم کے ولی ہیں نماز جنازہ پڑھانے کی درخواست کی، تو میں نماز جنازہ پڑھائی میں نے خود سے پہل نہیں کی۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر نیاپارہ کے امام صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی، تو اس میں غلط کیا ہوگیا، کیا

نماز جنازہ نہیں ہوئی؟ جامع مسجد کے امام صاحب پڑھاتے جب ہی نماز ہوتی؟ مجھے کثیر لوگوں کے سامنے ایک امام صاحب کو ڈانٹنا اور باز پرس کرنا کیا صحیح ہے؟ جب کہ انہوں نے کچھ غلط نہیں کیا۔ جامع مسجد کے امام صاحب کو یہ حق کہاں سے ملا کہ وہ کسی کو بھی کہیں بھی ڈانٹیں۔ کیا وہ پورے شہر کے ٹھیکیدار ہیں، ہر نماز جنازہ وہی پڑھائیں گے۔ موقع پر جو عالم موجود ہوگا وہ نماز جنازہ پڑھا دیگا۔ اس میں جامع مسجد کے امام صاحب کے انتظار کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ (۳) جامع مسجد کے پیش امام صاحب صرف حافظ وقاری ہیں عالم نہیں ہیں جبکہ الملفوظ شریف میں فرمودات اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، لکھا ہے کہ غیر عالم کو وعظ کہنا حرام ہے، پھر یہ وعظ کیسے کہتے ہیں۔ اس ضمن میں شرع حکم تفصیل سے بتائیں۔ باری تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے میں آپکے علم میں اور عمر میں برکتیں عطا فرمائیں اور ہم سب کو علم سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔

مسئلہ نمبر ۱ رسے متعلق گواہان کے اسمائے گرامی۔ فقط: عنایت حسین رضوی ابن مرحوم صوفی احمد حسین

(۱) محمد عقیل (۲) پیارے بھائی (۳) حاجی شبراتی۔ نیاپارہ رائے پور نیاپارہ بجلی آفس کے سامنے پان

(۴) پورے جماعتی جو اس وقت مسجد میں موجود تھے۔ چھاپ مکان رائے پور چھتیس گڑھ

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

سائلین نے جامع مسجد رائے پور کے امام سے متعلق سوالات قائم کئے ہیں۔ مگر سوال نمبر ۱ رمیں ذاتی پرخاش کی تفصیل نہیں۔ اور سوال نمبر ۲ رکا کوئی شرعی گواہ نہیں۔ نیز سوال نمبر ۳ رمیں الملفوظ شریف کے حوالہ سے مسئلہ درج کر دیا غیر عالم کو وعظ کہنا حرام ہے۔ مگر جامع مسجد کے امام صاحب جو کچھ وعظ میں بیان کرتے ہیں وہ خود اس کا علم رکھتے ہیں یا نہیں؟ اس کی توضیح بھی نہیں۔ غالباً سائل نے رسمی سند یافتہ مولوی کو ہی عالم باسند سمجھا ہے۔ سائل صاحبان کی یہ شرعی غلطی ہیں۔ دار العلوم اعلیٰ حضرت میں دار القضاء نہیں

لہذا ادارۂ شرعیہ رائے پور یا قرب میں جہاں دار القضا ہو اسی کی طرف رجوع فرمائیں ۱۲ر واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ:۔ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

بلا وجہ شرعی امام کو امامت سے خارج کرنا جائز نہیں امام کو اپنا نوکر سمجھنا یا نوکر کے جیسا برتاؤ کرنا ظلم عظیم ہے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں جسنے دعوی کیا۔ کہ مسجد میرے نام سے رجسٹریشن ہوئی ہے۔ کیا اس مسجد میں نماز پڑھنا کیسا ہے امام کو اپنا نوکر سمجھتا ہے۔ بغیر قصور کے امام صاحب کو نکالنا کیسا ہے شریعت کے روسے نماز پڑھانا جائز ہے یا ناجائز؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

اوّل گواہ کلام بھائی۔ دوسرا گواہ شبیر بھائی۔ محمد ذاکر حسین

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز الوھاب

صورت مسئولہ میں اگر کسی نے دعویٰ رجسٹریشن کیا اور اس سے اس کی مراد دعویٰ ملکیت ہے تو وہ شخص ضرور گناہ گار و مستحق عذاب نار ہے۔ ارشاد ربانی کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی۔ ارشاد ربانی ہے۔ اِنَّ المساجد للّٰہ فلا تدعوا مع اللّٰہ احدا [پ ۲۹ ر رکوع ۱۱]

یقیناً مسجدیں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔ شرح ہدایہ میں ہے المسجد

خالص للّٰہ سبحانہٗ لیس لاحدٍ فیہ حقٌّ بحرالرائق میں تتمۂ عبارت میں یوں مذکور ہے۔ ینقطع حق العبد عنہ لقولہ تعالیٰ وان المساجد للّٰہ۔ لہٰذا اب اس کے دعویٰ کردینے سے وہ مسجد مسجدیت سے خارج نہیں ہوگی۔

اور دیگر مسجدوں کی طرح اسمیں بھی نماز پڑھنا جائز و درست ہے۔ مذکورہ شخص کا امام کو اپنا نوکر سمجھنا اور نوکروں سا اس کے ساتھ برتاؤ کرنا کھلم کھلا ظلم ہے۔ حدیث شریف میں ہے اجعلوا ائمّتکم خیارکم فانھم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم [فتاویٰ رضویہ باب الحظر والاباحۃ جزء اول ص ۲۵]

اور بغیر کسی وجہ شرعی امام کو امامت سے خارج کرنا ان کو اپنا نوکر سمجھنا نفسانیت اور ظلم عظیم ہے۔ درمختار میں ہے لا یجوز عزل صاحب وظیفۃٍ بغیر جنحۃٍ [فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۵۱۶] بحرالرائق اور ردالمحتار میں ہے۔ استفید من عدم صحّۃ عزل الناظر بلا جنحۃ عدمھا لصاحب وظیفۃٍ فی وقف بغیر جنحۃٍ [فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۴۶۴] واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہٗ جلّ مجدہ

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

امام کا یہ جملہ کہ ''اعلیٰ حضرت پتھر کی لکیر ہیں کیا؟'' سرکار اعلیٰ حضرت کی شان اقدس میں گستاخی نما ہے لہٰذا اسپر توبہ ضروری ہے۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید مسجد کا امام ہے، اور روزانہ بعد عصر تفسیر نعیمی کا درس دیتا ہے۔ ایک دن دوران درس وہ اس بات کی وضاحت کررہے تھے۔ کہ ایک شخص گھر گیا اور اسے یہ معلوم ہوا کہ وہ بہت مارا جائیگا۔ تو وہ ایسی حالت میں خودکشی کرلے۔ تو وہ گناہ گار نہیں ہوگا۔ اس پر سے بکر نے اعتراض کرتے ہوئے مسئلہ کی صحیح جان

کار نہیں جانے اس نیت سے کہا کہ حافظ صاحب اعلیٰ حضرت کی الملفوظ میں ہے کہ جو خودکشی کرے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ تو بقول آپ کے گناہ گار نہیں۔ تو اعلیٰ حضرت نے خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہ پڑھی جانے فرمایا۔ اس کے جواب میں امام صاحب نے کہا۔ کہ اعلیٰ حضرت پتھر کی لکیر ہیں کیا؟ اس پر میں نے کہا میرے لئے پتھر کی لکیر ہے۔ میں مانتا ہوں۔ ان تمام باتوں کے مدنظر حضرت سے میری گذارش ہے کہ تشفی جواب سے مطلع کر کے ہمیں مشکور فرمائیں۔ اور زید و بکر کے لئے شرعی حکم صادر فرمائیں

فقط۔ آپکا ناچیز سید زاہد علی رضوی دیوان پی محلہ چھندواڑہ م ۲۰۰۲، ۱۵/۸/۰

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز الوہاب

بر صدق سائل بصحت سوال امام مسجد نے تفسیر نعیمی کا درس دیتے ہوئے جس مسئلہ کی وضاحت کی ہے کہ ایک شخص گھر گیا اور اسے یہ معلوم ہوا کہ وہ بہت مارا جائے گا۔ تو وہ ایسی حالت میں خودکشی کر لے۔ تو گناہ گار نہیں ہوگا۔ یہ تفسیر نعیمی کے کس پارے میں ہے فقیر کی نظر سے نہیں گذرا۔ یا یہ امام مسجد کا خود ساختہ مسئلہ ہے اور شریعت اسلامیہ پر افترا ہے۔ امام مسجد کو واضح کرنا ضروری ہے جب تک واضح نہیں ہو جاتا۔ حکم معرض التوا میں رہے گا۔ اب رہا کہ خودکشی کرنے والے شخص کی نماز جنازہ پڑھی جانے گی یا نہیں۔ تو اس بارے میں فقہائے کرام کے دو قول ہیں ایک قول تو وہی جو الملفوظ شریف کے قدیم نسخہ میں موجود ہے۔ اور دوسرا قول جس پر فتویٰ دیا جاتا ہے وہ الملفوظ شریف کے جدید نسخہ مطبوعہ قادری کتاب گھر بریلی شریف کے جلد اول ص ۶۷ پر ہے۔ اور یہی فتاویٰ افریقہ ص ۵۲ پر ہے کہ خودکشی کرنے والے شخص کی نماز جنازہ پڑھی جانے گی۔ اور در مختار میں بھی یہی ہے من قتل نفسه عمداً يغسل ويصلى عليه به يفتى اور فتاویٰ عالمگیریہ جزء رابع ص ۸۷ پر بحوالہ خانیہ دونوں قول موجود ہے کہ ولا يصلى على قاتل نفسه عند الثاني وبه اخذ السعدي والاصح انه يغسل ويصلى عليه كما هو رائي

الامامین وبہ افتی الامام الحلوانی.

اگر چہ دونوں قول صحیح ہیں مگر زیادہ صحیح قول یہی کہ خودکشی کرنے والے شخص کو غسل دیا جائیگا اور اس پرنماز جنازہ پڑھی جائیگی ۔یہی امامین کی رائے اور اسی پر شمس الائمہ الحلوانی فتویٰ صادر فرماتے تھے ۔مگر علماء وخواص زجراًنہ پڑھیں ۔تاکہ دوسروں کو عبرت ہو،تو حرج نہیں کما قال الامام احمد رضا البریلوی فی العطایا النبویہ المعروف بفتاویٰ رضویہ المجلد الرابع ص ٨٦ لتارک الصلوٰۃ. امام مسجد کے فقہاء وائمہ کے اقوال سے جہالت نے اسے طنزیہ انداز میں یہ کہنے پر مجبور کیا کہ ''اعلیٰ حضرت پتھر کی لکیر ہیں کیا''؟اور اعلیٰ حضرت کا قول پتھر کی لکیر کیوں نہیں؟ جبکہ خودکشی کرنے والے شخص کے متعلق اعلیٰ حضرت کا ذاتی ومن گھڑت قول نہیں ۔بلکہ اسلاف فقہاء کرام کے اقوال ان کے ملفوظات ومکتوبات میں مندرج ہیں ۔امام مسجد کے مذکورہ قول سے امام اہلسنت اعلیٰ حضرت کی شان اقدس میں گستاخی نمایاں ہے ۔لہذا امام مسجد کے عقائد کی تفتیش کریں ۔اگر وہ غیر سنی ہے علی الفور اخراج کریں ۔اور اگر سنی صحیح العقیدہ ہونا ثابت ہوتا ہے،تو جب تک توبہ نہ کرلیں مصلیٰ امامت پر کھڑا ہونے نہ دیں ۔کیونکہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ والرضوان صحیح وارث انبیاء،نائب مصطفےٰ روحی فدااور عالم دین مبین ہیں ۔اور ایسے عالم دین کی توہین حرام حرام اشد حرام بلکہ بر بنائے عالمیت وفتویٰ نویسی ایسوں کی تحقیر بحکم فقہاء کاملین سخت ترین ہے ۔ کما صرح الفقہاء فی الکتب المتداولہ ١٢ واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہٗ جلّ مجدہٗ اتم واحکم بالجواب

کتبہ:فقیر محمد ناظر اشرف قادری غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضانگر کلمنا ناگپور

ایسا فتین فسادی امام جسکے افعال انتشار مسلمین کے باعث ہو اسکو امامت سے معزول کرنا واجب ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جامع مسجد کھاپا میں پنج وقتہ نمازیں ہوتی ہیں۔ الحمدللہ کثیر جماعت ہے۔ عرض یہ ہیکہ امام صاحب کے اخلاق صحیح نہیں ہیں۔ بدزبانی کرتے ہیں۔ گالی بھی بک دیتے ہیں اور غصے میں آپے سے باہر ہو جاتے ہیں ایسے حالات میں یہاں کے مقتدیوں میں شدید افتراق ہوگیا ہے۔ آپس میں جھگڑے کا بھی اندیشہ ہوگیا ہے ایسی صورت میں کثیر لوگوں نے امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔ کچھ لوگ اپنی الگ نماز پڑھتے ہیں۔ اور کچھ لوگوں نے نماز پڑھنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ نماز جمعہ کیلئے دوسرے گاؤں جاتے ہیں۔ یہ سب حالات کو دیکھتے ہوئے لوگوں نے امام صاحب سے کہا تو انھوں نے سب کے سامنے اقرار کیا کہ میں رمضان شریف کے بعد امامت سے برطرف ہو جاؤں گا لیکن ابھی تک برطرف نہیں ہوئے اور وعدہ خلافی کرتے ہیں عرض ہے جس شخص کے سبب سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں میں انتشار ہو رہا ہو، اختلاف بڑھ رہا ہو، ایسا شخص شرعاً امامت سے معزول ہوگا یا نہیں؟ اور اسکے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟ شریعت مطہرہ کی روشنی میں بیان فرمائیں۔

المستفتیان

حاجی غریب۔ عبدالرزاق شیخ۔ حاجی عبدالستار۔ شمشیر شیخ

عبدالرحمٰن۔ اقبال۔ عبدالسبحان قریشی۔ عبدالستار قریشی

کھاپرکھیڑا

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

صورت مسئولہ میں برصدق سائلین امام مذکور فی السوال نا قابل امامت ہے۔اس کا خود امام بننا نا جائز وگناہ اور امام بنانے والے بھی سخت گنہگار رہیں۔فتاویٰ رضویہ شریف ج ۳رص ۱۸۳ر پر امام اہلسنت قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔اقول: تحقیق مقام آنست کہ اینجا دو چیز است یکے فعل آنکس کہ بخودی خود بنا گواری قوم پیش رفت الخ۔ یعنی تحقیق مقام یہ ہے کہ یہاں دو چیزیں ہیں ایک یہ کہ کوئی شخص خود بخود لوگوں کی نفرت کے باوجود آگے بڑھے۔اور لوگوں کو اپنی اقتداء میں نماز ادا کرنے پر مجبور کرے۔دوسری چیز ایسے امام کے پیچھے نماز کا معاملہ ہے۔علماء نے صورت مذکورہ میں جو مکروہ تحریمی کا حکم لگایا ہے۔اسکا اطلاق پہلے کی طرف لوٹ رہا ہے۔یعنی اس شخص کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں۔اگر اس نے ایسا کیا تو گنہگار ہوگا۔اور وہ نماز ثواب سے خالی رہے گی۔نیز فتاویٰ رضویہ شریف جلد سوم ص ۱۷۷ر پر ہے۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں تین شخصوں کی نماز قبول نہیں ہوتی من امّ قوماً وھم لہ کارھون ایک وہ جو کسی قوم کی امامت کرے اور اس کی امامت سے لوگ راضی نہ ہوں، یعنی جبکہ یہ ناراضی اس میں کسی نقص شرعی کی وجہ سے ہو۔جیسا کہ یہاں ہے کہ امام صاحب بدزبانی کرتے ہیں گالی بھی بک دیتے ہیں اور اکثر مقتدیوں نے امام کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔کچھ لوگ اپنی نماز الگ پڑھتے ہیں اور کچھ لوگوں نے نماز پڑھنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ایسا شخص فاسق معلن جری بیباک امام، جس کی امامت کی وجہ سے لوگوں کی ترک جماعت وترک صلوۃ کا وبال اس کے سر پر ہے۔اور پھر مزید سب جماعتی کے روبرو وعدہ کرے کہ میں رمضان شریف کے بعد امامت سے برطرف ہو جاؤں گا۔لیکن اس کے باوجود وہ برطرف نہ ہوئے ایفائے وعدہ نہ کیا۔ وعدہ خلافی کا وبال بھی اس کے سر پر چڑھا۔(مذکورہ بدزبانی ووعدہ خلافی کا اقرار خود امام نے کیا) ایسا فتین وفسادی امام، جو انتشار مسلمین کا باعث بھی ہے، اس کو امام بنانا گناہ، اور فوراً معزول کرنا واجب ہے۔فتاویٰ حجہ فصل فی الامامۃ ص ۵۱۳ر پر ہے لو قدموا فاسقاً یاثمون۔تبیین الحقائق جلد اول

ص۱۲۴، پر ہے لان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعاً
لہٰذا وہاں کے مسلمان پوری طاقت وقوت کے ساتھ اس فاسق معلن امام کو امامت سے خارج کریں۔
تا کہ انتشار واختلاف رفع ہو۔ اور لوگوں کی نمازیں خراب نہ ہوں اور تقلیل جماعت کا باعث نہ ہو، اس
کے پیچھے جتنی نمازیں پڑھی گئیں۔ ان نمازوں کا اعادہ واجب ہے۲ا واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ:۔ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

جو امام اکثر فجر کی نماز غیر حاضر رہے وہ لائق امامت ہے یا نہیں؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں

ایک مولانا صاحب جو برسوں سے ایک مسجد کے امام اور ایک مدرسہ کے استاذ ہیں ان میں یہ خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ (۱) اکثر فجر کی نماز میں غیر حاضر رہتے ہیں (۲) مولانا صاحب کے وطن میں کوئی ادارہ ہے جس کا چندہ رمضان المبارک کے علاوہ ماہانہ فیس کے طور پر بھی کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے ہر ماہ متعدد نمازوں میں غیر حاضر رہتے ہیں (۳) نکاح پڑھانے پر دولہا، دلہن والے نکاحانہ بھی دیتے ہیں۔
اور الگ سے مسجد کا حق یہ بول کر دیتے ہیں کہ یہ مسجد کا چندہ ہے۔ لیکن مولانا صاحب کبھی مسجد میں دیتے ہیں اور کبھی نہیں دیتے اور کبھی کچھ کم لا کر دیتے ہیں جس کا تحریری ثبوت بھی موجود ہے۔ (۴) مولانا کی لمبی غیر حاضری کے موقع پر دوسرے مولانا صاحب یا مؤذن صاحب نماز پڑھاتے ہیں۔ پھر بھی پوری تنخواہ خود رکھ لیتے ہیں (۵) مذکورہ بالا باتوں کو جاننے کے بعد کچھ نمازیوں نے مسجد آنا بھی چھوڑ دیا ہے۔
اب استفسار طلب امر یہ ہے۔ کہ کیا مولانا صاحب مذکور امامت کے لائق ہیں یا نہیں؟

از روئے کتاب وسنت وفقہ حنفی جواب عنایت فرما کرہم اراکین مسجد اور مصلیان مسجد پر کرم فرمائیں۔جو بھی حکم شرع ہوگا۔انشاء اللہ اس پرعمل کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی۔

المستفتیان

مسلمانان جعفرنگر ناگپور۵رجون ۲۰۱۲ء

۹۲/۷۸۶ الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

صورت مسئولہ میں امام مسئول کے متعلق جوالزامات ہیں اگر یہ درست ہیں، تو بعض صورتوں میں ضرور فسق ہے اور امام مذکور فاسق۔اس کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی، واجب الاعادہ ہوگی۔فتاوی رضویہ جلد سوم میں ہے" فاسق کے پیچھے نماز منع ہے، اسے امام بنانا گناہ ہے، اس کے پیچھے جونمازیں پڑھی ہوں ان کا پھیرنا واجب۔ردالمحتار میں ہے مشی فی شرح المنیۃ علیٰ ان کراھۃ تقدیمہ یعنی الفاسق کراھۃ تحریم درمختار میں ہے کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا[درمختار باب صفۃ الصلوۃ ج ا رص ا ۷ مطبع مجتبائی دہلی] ھذا ماظھرلی والعلم بالحق عند ربی العظیم۔

کتبہ:۔محمد محبوب رضا بدر القادری

دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضانگر کلمنا ناگپور

صح الجواب

فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضانگر کلمنا ناگپور

ایفائے وعدہ ضروری ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ ذیل میں

کہ زید جو حافظ قرآن تھا اور حارث نے زید سے کہا کہ ایک حافظ تراویح کیلئے چاہئے میں اکیلا حافظ کو پانچ ہزارروپئے دینے کی طاقت رکھتا ہوں اور ہم ایک جگہ نماز تراویح ادا کرنے گئے چونکہ محلے میں مسجد نہیں تھی لیکن اچانک مسجد تعمیر ہوگئی پھر حافظ اور امام کا انتظام ہوگیا شب قدر کا چندہ بارہ ہزارروپیہ ہوا، اس میں حارث نے حافظ جو تراویح پڑھایا تھا، اس کو اور امام کو (۲۵۰۰)(۲۵۰۰) روپیہ دیا۔ اور مؤذن کو (۵۰۰) روپیہ دیا یہ بات زید کو معلوم ہوئی جو خود حافظ قرآن ہے اور دوسری جگہ تراویح سنا رہا ہے اس پر زید نے الوداع جمعہ، مسجد میں مائک پر کھڑے ہوکر کسی کے کہنے یا غلط فہمی میں (۲۰۰۰۰) روپیہ چندہ ہوا ایسا کہہ دیا۔ لیکن زید کی نیت تھی کہ حافظ اور امام اس نذرانہ سے خوش نہیں ہیں اس لئے اس نے تمام نمازی سے کہا کہ میں (۱۰۰) روپیہ دے رہا ہوں آپ حضرات بھی کچھ تعاون فرما کر ثواب دارین حاصل کریں حارث خود اکیلا (۵۰۰۰) روپیہ دینے والا تھا وہ اپنے وعدہ سے مکر گیا۔ اس پر علمائے کرام کا کیا فتویٰ ہے اس نے مسجد کے چندے کے پیسے سے (۲۵۰۰)(۲۵۰۰) روپیہ دیا اور اب زید کو مسجد میں نماز پڑھنے سے منع کردیا۔ حارث چاہتا ہے کہ زید مسجد میں نہ آئے اس میں علماء کرام سے فتویٰ چاہتا ہوں کہ زید کو توبہ کرنا لازم ہے یا معافی مانگنا ضروری ہے؟ حارث جو خدا کے گھر سے بغیر عذر شرعی کسی کو روک سکتا ہے کیا؟ اس پر علماء کرام کا کیا فتویٰ ہے؟ حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ فقط خادم

حافظ حسیب الرحمٰن رضوی

۷۸۶/۹۲ الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

برصدق مستفتی وصحت سوال زید اپنے قول سے علانیہ رجوع کریں اور جس نے پانچ ہزار روپے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ بشرط استطاعت اس پر ایفاء وعدہ واجب ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے اذا وعد وفا اور تعمیر مسجد کے لئے جو رقم جمع کی جائے دوسرے مصارف میں خرچ کرنا درست نہیں۔ ہاں شب قدر میں حافظوں کے نذرانہ یا جس آمد وخرچ کے لئے رقم جمع کی گئی، وہ سب انہیں میں خرچ کریں۔ بلا وجہ شرعی کسی سنی صحیح العقیدہ مسلمان کو مسجد میں عبادت سے روکنا سخت ممنوع و ناجائز ہے۔ ارشاد ربانی جلّ جلالہٗ ہے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ [پ ۱ ر رکوع ۱۴] واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہٗ جلّ مجدہٗ اتم واحکم بالجواب

کتبہ:۔ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

امام کا نوجوان لڑکیوں کو بلا حجاب سامنے بیٹھا کر دینی تعلیم دینا جائز نہیں، منع کرنے پر نہ مانے تو اسکی اقتداء میں نماز جائز نہیں

باسمہٖ تعالیٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

کہ ہمارے یہاں شہر جبل پور میں مسجد طیبہ کے امام وخطیب (جو کہ مولانا بھی کہلائے جاتے ہیں۔ اور وہ ہر جمعہ کو تقریر بھی فرمایا کرتے ہیں۔ نیز ایک دینی ادارے کے ذمہ دار بھی ہیں) نے ایک جمعہ دوران تقریر کہا کہ بہار شریعت میں طلاق کے ایک سو اکیس الفاظ گنائے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی ایک لفظ بھی اپنی

بیوی کو غصے کی حالت میں بول دے۔ تو طلاق ہو جاتی ہے اگر اپنی بیوی سے غصے کی حالت میں کہا کہ نکل جایا، ہٹ جایا، دور ہو جایا رخصت کی ٹوکری لے، جاوغیرہ وغیرہ تو طلاق ہو جاتی ہے اور پھر سے نکاح پڑھوانا ضروری ہو جاتا ہے۔ مذکورہ بیان سننے کے بعد لوگ پریشانی میں پڑ گئے۔ لہٰذا بعد میں خطیب صاحب سے ملاقات کر کے عریضہ پیش کیا کہ حضرت اس طرح تو بے شمار لوگوں کا نکاح ٹوٹ گیا۔ اور وہ گناہ وہ زنا میں مبتلا قرار پائے اور ان کی اولادیں، اولادزناء کہلائیں گی۔ کیونکہ ہم میں سے بہت سارے لوگ اس قسم کے الفاظ غصے میں اپنی بیوی کو بول ہی دیتے ہیں لیکن طلاق دینے کی نیت سے نہیں بولتے لہٰذا جب طلاق کی نیت سے نہیں بولتے تو پھر طلاق نہیں ہونا چاہئے۔ مگر خطیب صاحب بار بار یہی کہتے رہے کہ غصے کی حالت میں نیت کس کو یاد رہتی ہے۔ کیا انہیں بولتے

وقت نیت کرتے بیٹھے گا۔ طلاق کی نیت سے نکل جا بول رہا ہوں پس جب بھی ان الفاظ میں سے کوئی لفظ بولے گا۔ طلاق ہو جائیگی اور نکاح پڑھوانا ہی ہوگا طلاق کی نیت ہو یا نہ ہو۔

حضرت سے عرض کی گئی کہ نکاح پڑھوانے میں مہر اور قاضی صاحب کا نذرانہ دینا ہوگا۔ جواب ملا کہ دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کر لیا جائے نکاح ہو جائیگا پھر پوچھا گیا کہ ہم میں سے اکثر لوگ مسئلے کی گرفت میں آ کر گناہ گار حرام کار کہلائیں گے جواب ملا کہ اللہ معاف کرنے والا ہے جو گذر گیا سو گذر گیا آئندہ خیال رکھا جائے پھر یہ بھی پوچھا گیا کہ اتنے اہم مسئلہ پر دیگر علماء کرام نے کیوں بیان نہیں دیا اور جیسی وضاحت آپ نے کی ہے انہوں نے کیوں نہ کی۔ تو جواب ملا کہ سب اپنی اپنی دکان لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ”دو چار کتابیں پڑھ کر اپنے آپ کو حضرت مولانا کہلوار ہے ہیں“ خیال رہے کہ آج سے کئی ماہ قبل امام وخطیب مذکور سے اس مسئلے میں پوچھا گیا تھا کہ ایک شخص نے اپنے بیوی سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی تو طلاق ہوئی یا نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ کچھ فقیروں کو کھانا کھلا دو طلاق نہیں ہوئی۔ اس واقعہ کو یاد دلا کر پوچھا گیا کہ طلاق کا لفظ بول کر طلاق دیں تو طلاق نہ ہو اور نکل جا

وغیرہ غصے کی حالت میں بغیر نیت طلاق اپنی بیوی سے بول دیں تو طلاق ہو جائے۔ بڑی حیرت کی بات ہے تو آپ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔ امام وخطیب مذکور جس دینی ادارے کے ذمہ دار ہیں اس میں سیکڑوں کی تعداد میں خواتین لڑکیاں بچیاں دینی تعلیمات حاصل کر رہی ہیں۔ لیکن البتہ یہ ہے کہ اس میں معلمہ کی کمی بتاتے ہوئے (یا بنائے ہوئے) آپ اور آپ کے دو ساتھی انھیں سامنے بیٹھا کر (چہرہ کھولے ہوئے بے پردہ) پڑھاتے ہوئے اور تعلیم دیتے چلے آتے ہیں۔ مقامی علماء کرام نے اس پر شدید اعتراض بھی کیا مگر ان تین کے دوسرے نے بار بار یہی کہا کہ جا ہے جتنا فتویٰ لگانا ہے لگا دو۔ ہم لڑکیوں کو یوں ہی اپنے سامنے بیٹھا کر پڑھاتے رہیں گے۔ جب لوگ اپنی جوان لڑکیوں کو کالجوں میں پروفیسروں سے پڑھواتے ہیں تو وہاں کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ ان کے تیسرے جو ہیں وہ داڑھی کٹاتے ہیں اور کوئی معتبر شخصیت بھی نہیں ہیں آنجناب لڑکیوں کو بغیر پردہ کے پڑھانے کے ساتھ ساتھ انکے ٹفن میں سے انکے ساتھ بیٹھ کر کھا، پی لیا کرتے ہیں۔ انکے علاوہ اور بھی خرافات ہوتی رہتی ہیں۔ مگر چوں کہ حضرت وخطیب صاحب کے معتمد ہیں اس لئے سب کچھ چل رہا ہے۔

پس دریافت طلب امور یہ ہیں کہ

(۱) بہار شریعت میں گنائے طلاق کنایہ کے الفاظ سے طلاق واقع ہونے کے لئے طلاق کی نیت ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

(۲) جمعہ کی نماز کے وقت جبکہ کوئی سنت پڑھتا ہو کوئی ذکر یا تلاوت کرتا ہو تقریر کرنا کیسا ہے؟

(۳) امام وخطیب مذکورہ سے تقریر کروانا کیسا ہے؟ اور انکی تقریر سننا کیسا ہے؟ اور انھیں عالم ومولانا اور حضرت علامہ کہنا کیسا ہے؟

(۴) انھیں امام بنائے رکھنا ان کے پیچھے نمازیں ادا کرنا کیسا ہے؟ نیز اب تک ان کے پیچھے پڑھی گئی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

(۵) انھیں کسی بھی دینی ادارے کا ذمہ دار بنانا یا کوئی بھی عہدہ دینا کیسا ہے؟
(۶) مذکورہ سوالنامہ کی روشنی میں امام وخطیب مذکور پر شریعت کی طرف سے اور کیا حکم نافذ ہوتا ہے؟ واضح کر دیا جائے۔
(۷) نیز ان کے دوسرے اور تیسرے ساتھیوں پر شریعت کا کیا حکم نافذ ہوتا ہے اسے بھی بیان کر دیا جائے؟

المستفتی:۔ محمد ایوب عالم، جبلپور، مدھ پردیش

۷۸۶/۹۲ الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

(۱) الفاظ کنایہ سے طلاق واقع ہونے کیلئے نیت طلاق یا مذاکرۂ طلاق کا ہونا ضروری ہے صرف غصہ کے وقت الفاظ کنایہ بولنے سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ چنانچہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کنایہ کے ۱۴۱ر الفاظ کو شمار کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''کنایہ کے ان الفاظ سے ایک بائن طلاق ہوگی۔ اگر بہ نیت طلاق بولے گئے لہٰذا نکل جا، ہٹ جا، دور ہو جا رخصت ہو جا، رخصت کی نوکری لے، جا جیسے الفاظ کنایہ کو غصے کی حالت میں شوہر بیوی کو بول دے تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ جب تک طلاق کی نیت نہ ہو'' مسجد طیبہ کے امام وخطیب نے بے سمجھے مسئلہ بیان کیا اور غلط مسئلہ بیان کیا ان کو غلط مسئلہ بیان کرنے سے گریز کرنا لازم تھا۔
(۲) جمعہ کی نماز سے قبل اگر تقریر کیلئے وقت مقرر ہو تو وقت مقررہ میں تقریر کرنا درست ہے۔
(۳) امام مذکور سے تقریر کروانا درست نہیں اسی طرح ان کی تقریر سننا بھی درست نہیں۔
(۴) درمختار میں ہے۔ تمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين رجال لخوف الفتنة. اسی میں ہے . وينظر من الا جنبية الى وجهها فحل النظر يصد بعدم الشهوة والا فحرام وهذافى زمانهم اما فى زماننا فمنع من الشابة۔
فتاویٰ رضویہ جلد نہم جزء اول کتاب الحظر والاباحۃ ص ۹۷ر میں ہے ''پردہ اس میں استاذ غیر استاذ عالم غیر

عالم پیر سب برابر ہیں۔ نو برس سے کم کی لڑکی کو پردہ کی حاجت نہیں اور جب پندرہ برس کی ہو سب غیر محارم سے پردہ واجب۔ اور نو سے پندرہ تک اگر آثار بلوغ ظاہر ہوں، تو واجب۔ اور نہ ظاہر ہوں، تو مستحب۔ خصوصاً بارہ برس کے بعد بہت مؤکد کہ یہ زمانہ قرب بلوغ وکمال اشتہا کا ہے" مذکورہ جزئیات کے پیش نظر امام مذکور کیلئے لازم وضروری ہے کہ وہ مشتہاۃ لڑکیوں کو بے پردہ بالغ لڑکیوں کو تعلیم دینا بند کردیں اور توبہ کریں۔ حدیث شریف میں ہے۔" التائب من الذنب کمن لا ذنب له" [سنن ابن ماجہ باب ذکر التوبہ ص ۳۲۳] اگر نہیں مانتے ہیں تو لوگ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کہ فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

غنیۃ میں فصل فی الامامۃ ص ۵۱۳ پر ہے۔" لو قدموا فاسقاً یاثمون"

ردالمحتار میں جلد اول ص ۳۷۶ پر ہے۔ فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً

(۵) امام مذکور کو کسی بھی دینی ادارے کا ذمہ دار بنانا یا کوئی عہدہ دینا درست نہیں جب تک کہ توبہ نصوحہ نہ کریں۔

(۶) مذکورہ سوالنامہ کی روشنی میں امام مذکور پر شریعت کی طرف سے یہ حکم نافذ ہوتا ہیکہ بغیر پردے کے خواتین اور جوان لڑکیوں کو تعلیم دینا بند کریں۔ غلط مسئلہ بیان کرنا ترک کریں۔ اور ان کے دونوں ساتھیوں کیلئے بھی یہی حکم ہیکہ بغیر پردہ پڑھانا بند کریں۔ اور لڑکیوں کے ساتھ کھانا پینا بند کریں۔ اور تینوں صدق دل سے توبہ کریں کہ حدیث شریف میں ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب له (سنن ابن ماجہ باب ذکر التوبہ ص ۳۲۳) ۲ ا واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ:۔ محمد تفویض احمد رضوی غفرلہ القوی

دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

صح الجواب

فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

جس امام سے جماعت میں کمی واقع ہوا سے برخاست کرنا کیسا ہے؟

صدر جامع مسجد مودھا تحصیل مودھا ضلع ناگپور جناب امام کے متعلق خلاصہ چاہئے۔

(۱) الٹا جواب دینا ۲۴ر گھنٹے میں۔ ۳۶ر گھنٹے مسجد میں رہتا ہوں (صدر کو) (۲) امام کا مرتبہ نہیں جانتے صدر کو (۳) میں صبح شام سیٹھوں کے یہاں جاتا ہوں اسلئے جلتے ہیں۔ جلن ہے (صدر کو) (۴) بارہ وفات عید میلاد النبی کے دن بغیر بتائے باہر گاؤں چلے جانا۔ ظہر کی نماز کے بعد عصر مغرب عشاء کی نماز بغیر امام کے نمازیوں نے پڑھی۔ بغیر بتائے امام کا کہیں بھی باہر گاؤں چلے جانا (۵) صدر سے بات نہیں کرنا، سلام نہیں کرنا، اور ٹھیک سے پیش نہیں آنا (۶) مسجد میں کسی نماز میں صرف صدر اور امام ہے، تو امام اپنی اور صدر اپنی نماز پڑھتے ہیں۔ اس طرح کی ایک ہی دن میں دو دو نمازیں جیسے ظہر اور عصر کی اپنی اپنی پڑھتے ہیں (۷) یہاں مسجد میں مؤذن نہیں ہے اس طرح کی ہدایت پہلے ہی امام کو دی گئی تھی۔ مؤذن کی ذمہ داری بھی امام کو ہی سنبھالنا پڑتا ہے (۸) آوک کم ہونے کی وجہ سے مؤذن کی تنخواہ نہیں دے سکتے (۹) امام کا امیروں کے قریب صبح شام رہنا غریبوں کو ان دیکھی کرنا کیا امام کا یہی مرتبہ ہے (۱۰) کیا ایسے امام امامت کے قابل ہے؟ (۱۱) کیا اس طرح کے امام کی امامت صحیح ہے؟ اگر صدر غلط ہے تو کمیٹی یا جماعت ہٹا سکتی ہے؟ لیکن کیا امام کا اس طرح کا برتاؤ صحیح ہے؟ لہذا خلاصہ دیجئے۔۔۔

فقط والسلام المستفتی:۔ سمیع اللہ، صدر جامع مسجد کمیٹی مودھا

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

صورت مسئولہ میں سوالات سے ظاہر ہیں، امام کج خلق ہے۔ کج خلق کو امام بنانا مناسب نہیں۔ متولی مسجد ایسے امام کو برخاست کرسکتا ہے۔ فتاویٰ رضویہ شریف جلد ششم ص ۵۰۲ر میں ہے۔ جس امام سے نماز

جماعت میں کمی واقع ہو یا کمیٹی کے احکام کی خلاف ورزی کرتا ہو جو مسجد سے متعلق ہو۔ برخاست کر سکتے ہیں۲او اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمه جلّ مجدهٗ بالجواب

کتبہ:۔ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضانگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

جس بارات میں مٹکا پارٹی ہو اس میں امام کا نکاح پڑھانا کیسا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں

(۱) ایسی شادی جس میں مروجہ مٹکا پارٹی سے بارات آتی ہو، اس میں زید کا جو ایک مسجد کا امام ہے، نکاح پڑھانا جب کہ زید اس کو غلط ہی مانتا ہو اور بارات میں پارٹی کے ساتھ شریک بھی نہ ہوا ہو درست ہے کہ نہیں اگر زید نے اس کو غلط مانتے ہوئے بھی کہ مزامیر منع ہے نکاح پڑھا دیا زید کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا اب اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔ فقط

المستفتی:۔ عبدالغفار ہنگن گھاٹ (وردھا)

۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلاّم

برصدق سائل زید پر کچھ الزام نہیں۔ انکا نکاح پڑھانا درست ہے۔ جبکہ منکرات شرعیہ سے خالی ہوں۔ اوراسکی امامت صحیح ہے جبکہ اور کوئی مانع شرعی نہ ہو کما صرح الفقهاء فی الکتب الفقه . واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

کتبہ:۔ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

جو امام بالغ جوان لڑکیوں کو بے پردہ تعلیم دے وہ فاسق ہے اسکی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ اور امام کا بچیوں کی غیر حاضری پر مالی جرمانہ لینا جائز نہیں۔

۹۲/۸۶۷ رکیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

سوال (۱) ہمارے گاؤں کے مسجد کا امام گاؤں کے بچوں کو دینی تعلیم دیتا ہے مگر بچوں سے پرائیویٹ اسکول کی طرح ایک بچے سے ایک مہینے کی فیس سو روپے وصول کرتا ہے۔ اور ایک دن کوئی بچہ مکتب میں نہیں آیا، تو اس کے پاس دس روپیہ جرمانہ کے طور پر ادا کرتا ہے۔ سب بچوں کو جہاں دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ وہ جگہ مسجد کی مالکی کی جگہ ہے اور مسجد کی بجلی پنکھا اور مکان مفت استعمال کرتا ہے۔ امام کو رہنے کیلئے الگ مکان دیا گیا ہے اور امام کو مہینہ کا سات ہزار روپیہ تنخواہ دیا جاتا ہے اور یہ سب کام مسجد کے متولی کے کہنے پر کیا جارہا ہے۔ تو کیا متولی اپنے طرف سے یہ سب کام کرنے کی امام کو اجازت دے سکتا ہے؟

اور امام یہ سب کام کرسکتا ہے؟ اور اس مکتب میں جتنے بچے آتے ہیں ان کے ماں باپ سے یہ فیس لینے کا یہ رواج بنایا ہے اس کام سے زیادہ تر لوگ ناراض ہیں۔ اور جماعت کے زیادہ تر لوگوں کا کہنا ہے۔ کہ امام کی تنخواہ زیادہ کردیا جائے اس لئے کہ غریب ہے۔ وہ ہمیشہ کیلئے باقی روپیہ نہیں دے سکے گا تو اس مسئلہ میں جتنے سوال لکھے ہیں ان میں کیا جائز ہے؟ اور کیا ناجائز ہے؟ شریعت کی روشنی میں تفصیل سے جواب عنایت فرمائیے۔

سوال (۲) ہم گجرات کے رہنے والے ہیں اور گاؤں میں رہتے ہیں۔ ہم اردو یا عربی نہیں جانتے ہیں تو سنی عقیدہ رکھنے والے علمائے دین اور مسلک اعلیٰ حضرت کے ماننے والے عالم دین کی لکھی ہوئی گجراتی دینی کتابیں پڑھتے ہیں۔ تو ہمارے گجراتی مومن بھائی کوئی گجراتی کتابیں دیکھ کے کوئی مسئلہ ہمارے امام

صاحب کو سناتے ہیں تو امام صاحب کہتے ہیں کہ میں گجراتی کتاب کو نہیں مانتا۔ تو ایسے امام کیلئے کیا حکم ہے؟ اور ایسے امام کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ اسکا بھی جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

سوال (۳) ہم دیہات کے رہنے والے ہیں بقر عید کے موقع پر مسلمانوں کے یہاں جتنی قربانی ہوتی ہے اسکی کھال کو ایک جگہ جمع کرتے ہیں اور وہ کھال قصائی کو بیچ دیتے ہیں قصائی کھال کی قیمت دیتا ہے اور وہ روپیہ گاؤں کے بچوں کی دینی تعلیم دینے والے مولانا صاحب کی تنخواہ میں خرچ کرنے میں تو یہ روپیہ مولانا صاحب کو تنخواہ میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟ از روئے شرع حکم فرما کر نوازیں کرم ہوگا۔

سوال (۴) مسجد کے امام صاحب کو دینی پروگرام میں دعوت دیجاتی ہے۔ تو وہ پروگرام میں ویڈیو سوٹینگ ہوتا ہے تو بھی پروگرام میں بیٹھتا ہے اور جو پروگرام میں دعوت نہیں دیجاتی ہے تو اس پروگرام میں ویڈیو سوٹینگ ہوتا ہو، تو اس پروگرام کا رد کرتے ہیں امام جو تاج الشریعہ کا مرید ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور وہ بڑے دینی پروگرام میں نعت خوانی کرتا ہے۔ تو عوام اسکو بہت روپیہ دیتا ہے ایسے دورنگی رکھنے والے مولانا کے پیچھے کچھ مقتدی حضرات نماز نہیں پڑھتے ہیں۔ تو اس امام کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

سوال (۵) جس مکتب میں امام صاحب بچوں کو دینی تعلیم دیتے ہیں۔ اسکے ساتھ ساتھ جوان لڑکیاں بھی دینی تعلیم لینے کیلئے آتی ہیں۔ اور امام صاحب کے سامنے بیٹھ کر قرآن سناتی ہیں۔ تو کیا جوان لڑکیوں کو امام صاحب سامنے بیٹھا کر قرآن پڑھا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور پھر کچھ مقتدی حضرات ایسے امام صاحب کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں۔ تو برائے کرم جواب عنایت فرمائیں۔ اور جو مقتدی نماز چھوڑتے ہیں تو کیا جماعت چھوڑنے کا گناہ ہوگا؟ لہذا ان تمام سوالوں کا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ فقط والسلام

ایوب بھائی محمد علاؤالدین رضوی (گجرات)

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

جواب(۱) برصدق سائل وصحت سوال، مالی جرمانہ ناجائز ہے. فان المصادرة بالمال منسوخة عندنا وان كانت فالىٰ الامام دون العوام[فتاویٰ رضویہ ج۸رص۲۴۰]

نیز فتاویٰ رضویہ جلدہشتم ص۱۷۰ پر ہے۔ جرم کی تعزیر مالی جائز نہیں کہ منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل حرام ہے۔ عام آدمی خواہ متولی ہی کیوں نہ ہو ہرگز اسکی اجازت نہیں۔ اور ناجائز کام کے رواج ہوجانے سے ناجائز، جائز نہیں ہوجاتا۔ فتاویٰ رضویہ کے اسی صفحہ پر ہے۔ التعذیر بالمال كان فى ابتداء الاسلام ثم نسخ.

لہذا متولی کو ہرگز ہرگز جائز نہیں کہ پڑھنے والے بچوں سے جس دن مکتب نہ آئے دس روپے مالی جرمانہ لے۔ اور امام صاحب کو اسکی اجازت دے۔ اور امام صاحب اس فعل شنیع میں مبتلا ہو۔ اور اگر امام صاحب جان بوجھ کر اس عمل حرام کا مرتکب ہورہا ہے۔ تو انکا فسق ظاہر ہے۔

جواب(۲) سوال مبہم اور غیر واضح ہے۔ اسمیں یہ واضح کیجئے کہ مسئلہ دائرہ کا تعلق ضروریات دین سے ہے یا ضروریات اہلسنت سے یا فرعیات سے۔ بلا تفصیل مذکور، حکم متبین نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

جواب(۳) قربانی کی کھالیں مکاتب والے بھی جمع کرنے کے بعد جہاں چاہیں خرچ کرسکتے ہیں۔ مدرسین کی تنخواہ میں بھی صرف کرنا جائز وروا ہے۔ بلکہ چرم قربانی کا مصلیٰ یا مشکیزہ بنا کر اسے کام میں بھی لانا جائز ہے۔ درمختار مع ردالمحتار ج۵رمیں ہے يتصدق بجلدها او يعمل منها نحو غير بال وجراب وقربة وسفرة ودلواه. واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

جواب(۴) بلا ضرورت شرعیہ صحیحہ تصویر کشی حرام، حرام اشد حرام، بدکام بدانجام ہے۔ حدیث متواتر المعنیٰ سے ہے اسکی حرمت واضح ومتبیّن ہے كما هو مصرح فى الجزء التاسع من الفتاوىٰ الرضويه.

لہذا امام مذکور اپنے اس فعل قبیح کے سبب فاسق ہے اور فاسق کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی، واجب الاعادہ

ہے۔ **کل صلاۃ ادیت مع کراھیة التحریم تجب اعادتھا** (در مختارباب صفة الصلوة ج اول ص۷۱، مطبع مجتبائی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

جواب(۵) بالغ جوان لڑکیوں کو تعلیم دینا اس طرح ہے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے۔ فسق وفجور ہے۔ ایسے معلم کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی، واجب الاعادہ ہوگی۔ وفی الدر المختارباب صفة الصلوة ج۱رص۷۱ر کل **صلاۃ ادیت مع کراھیة التحریم تجب اعادتھا .ھذا ماظھرلی والعلم بالحق عند ربی العظیم.**

جماعت ترک کرنے کا گناہ اس وقت ہوگا جب دوسرے امام کو اس مسجد میں بحال کرنے سے معذور نہ ہو یا دوسری جماعت قائم کرنے پر مجبور نہ ہو یا پھر قریب میں دوسری مسجد میں صحیح امام ہو اور وہاں جانے میں کوئی عذر نہ ہو۔ ورنہ ترک جماعت پر گناہ گار نہ ہوگا۔

کتبہ: ۔فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
خادم دار العلوم اعلیٰ حضرت رضانگر کلمنا تا گپور مہاراشٹر

جھوٹ بولنے، سونے کی انگوٹھی پہننے والے گالیاں بکنے والے امام کی امامت کیسی ہے؟

کیا فرماتے علماء دین ومفتیان کرام اس مسئلہ میں

کہ اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے؟ جو جھوٹ بولتا ہو، جو سونے کی انگوٹھی پہنتا ہو، جو گالی بکتا ہو، جو موبائل

سے لڑکی سے بات کرتا ہو، جو مسجد میں دنیا کی بات کرتا ہو، جو ایک عام آدمی کی طرح رہتا ہو، جو مسجد میں رہکر اذان و جماعت کی پابندی نہ کرتا ہو، اس بات کا جواب چاہیئے؟

فقط والسلام

شیخ یوسف پٹیل کلمنا بیلے نگر تاج نوری مسجد کے آگے ناگپور

۸۲/۹۲ الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں برصدق سائل ایسا امام جن کے اوصاف سوال میں مذکور ہیں وہ یقیناً فاسق ہے۔ فاسق کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی ہے۔ پڑھنی گناہ، پھیرنی واجب ہے۔ غنیة المستملی ص ۵۱/ پر ہے لوقدموا فاسقا یأثمون. تبعین الحقائق [باب الامامة والحدث فی الصلوۃ ج ۱/ ص ۱۳۴] پر ہے لان تقدیمه تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعاً ۱۲ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

کتبہ:۔ فقیر محمد ناظر اشرف قادری غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

نمبر شمار	اسمائے علمائے عظام	نمبر شمار	اسمائے علمائے عظام
جواب طلب کرنے والے علمائے اہل سنت گجرات، راجکوٹ			
۱	مولانا غلام حسین صاحب اشرفی۔ سندھاودر	۲۱	مولانا محمد فیض الحسین صاحب نقشبندی۔ جودھپور
۲	مولانا محمد امین صاحب اکبری۔ کوٹھی	۲۲	مولانا سید مشتاق احمد بخاری برکاتی۔ چندر پور
۳	مولانا نور محمد صاحب اشرفی۔ پیپلیاراج	۲۳	مولانا محمد نظر الدین صاحب اکبری۔ پرتاپ گڑھ
۴	مولانا نجم الدین صاحب۔ پیپلیاراج	۲۴	مولانا حافظ رکن الدین قادری۔ دگھاسیہ
۵	مولانا نظام الدین صاحب۔ بھوچیرا	۲۵	حافظ محمد ادریس رضا صاحب۔ ڈلڑی
۶	مولانا حافظ ریاض الدین صاحب۔ تیتھوا	۲۶	مولانا محمد شہاب الدین اکبری صاحب۔ تیتھوا
۷	حافظ احمد رضا صاحب۔ قاسم پارہ	۲۷	مولانا محمد یوسف اکبری صاحب۔ پیپلیاراج
۸	مولانا زین العابدین صاحب۔ تیتھوا	۲۸	مولانا غلام [illegible] صاحب۔ تیتھوا
۹	مولانا عثمان اشرفی صاحب۔ تیتھوا	۲۹	مولانا سید اقبال احمد صاحب قادری۔ ادنا
۱۰	مولانا عبد الرحیم صاحب رضوی۔ تیتھوا	۳۰	مولانا محمد توفیل صاحب اشرفی۔ پیپلیاراج
۱۱	مولانا منظور حسین صاحب اکبری۔ تیتھوا	۳۱	مولانا محمد ادریس صاحب اشرفی۔ رانی دیوری
۱۲	حافظ سید شوکت علی صاحب۔ پنچاسر	۳۲	مولانا محمد عارف صاحب۔ راجہ وڈلا
۱۳	مولانا علاؤ الدین صاحب۔ سنوسرا	۳۳	مولانا محمد زاہد عالم اکبری صاحب۔ بھوچیرا
۱۴	مولانا ابراہیم صاحب۔ دیوڑی	۳۴	مولانا محمد علاؤ الدین اشرفی۔ پانچ دوارکا
۱۵	مولانا مشتاق احمد صاحب اکبری۔ کوٹھی	۳۵	مولانا محمد جاوید صاحب اشرفی۔ دھملپر
۱۶	مولانا امجد اکبری صاحب۔ پانچ دوارکا	۳۶	مولانا محمد شبیر رضوی صاحب مصباحی
۱۷	مولانا محمد عمران صاحب۔ پیپلیاراج	۳۷	مولانا محمد اشرف صاحب۔ امراپر

﴿هادی الامام علیٰ غایۃ المرام﴾

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ،نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ حبیبہ الکریم

اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب۔عالیجناب عبدالشکور صاحب کی معرفت سائلین حضرات کے تحریری طور پر تیس سوالات موصول ہوئے۔انہیں سوالات کے مختصر مدلل ومبرھن جوابات ملاحظہ فرمائیں۔اوراپنی اصلاح کر کے آخرت کوسنواریں اور ہمکو جلوت وخلوت کی دعاؤں میں یادرکھیں،اللہ رب العزت جل جلالہ،اور اسکے حبیب مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کے طفیل مذھب مہذب ''ما انا علیہ واصحابی''جسکی تشریح ''مسلک اہلسنت وجماعت'' سے کی گئی ہے،اور عصر حاضر میں بر بنائے عقائد اسی کا مترادف ''مسلک اعلیٰ حضرت'' علیہ الرحمۃ والرضوان ہے،اور فقہ حنفی کی روشنی میں ''مسلک اعلیٰ حضرت'' مسلک امام اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کا ترجمان ہے،اسی راہ چلنے کی توفیق رفیق عطافرمائے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

آپ حضرات نے ''فتاویٰ رضویہ'' ج ۲۴ رمترجم ص ۵۵۷ر (مطبوعہ پوربندر) کے حوالے سے سوالات کے آغاز میں جونقل فرمایا ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''جو شخص اسکو (تصویر) کو جائز کہے،گمراہ ہے'' حالانکہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے علیٰ سبیل الاطلاق یہ نہیں فرمایا کہ جو شخص اسکو (تصویر) کو جائز کہے،گمراہ ہے بلکہ اصل عبارت یوں ہے کہ جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے۔جو اسے جائز کہے شریعت پر افترا کرتا ہے،گمراہ ہے،مستحق تعزیر وسزائے نار ہے الخ

آپ حضرات نے علیٰ سبیل الاطلاق،تصویر کے جواز کا انتساب امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا

کی طرف کر کے یہ افترا کیا کہ تصویر جاندار کی ہو یا غیر جاندار کی، بہر حال حرام ہے۔ اور امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا مطلقاً تصویر کے جائز کہنے والوں کو گمراہ فرمارہے ہیں، معاذ اللہ رب العلمین دعوت اسلامی کے افراد ہوں یا کوئی اور فرد، جو بھی جاندار کی تصویر کے بنانے کو جائز کہے گا، وہ شریعت پہ مفتری، ضال، مضل، مستحق تعزیر وسزاوار نار ہے کیونکہ جاندار کی تصویر کی حرمت متواتر المعنیٰ احادیث کریمہ سے ثابت ہے۔ امام اہلسنت مجدد اعظم قدس سرہ العزیز فتاویٰ رضویہ جلد نہم جزءاول ص ۱۴۳ میں فرماتے ہیں کہ "حضور سرور عالم ﷺ نے ذی روح کی تصویر بنانا، بنوانا، اعزازاً اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا اور اس پر سخت سخت وعیدیں ارشاد کیں۔ اور ان کے دور کرنے، مٹانے کا حکم دیا۔ احادیث اس بارے میں حد تواتر پر ہیں۔ اسکی علت مضاہات لخلق اللہ ہے۔ مزید سائلین کا یہ قول کہ زندگی میں بھلے ایک ہی تصویر بنائے تو بھی وہ گنہگار ہوگا۔ بے شک درست ہے مگر اس صورت میں جب ضرورت داعیہ یا حاجت شرعیہ کے بغیر ہو۔ یعنی زیب وزینت یا خود بینی، یا بلا ضرورت نمائش یا اپنی یادگار قائم رکھنے، یا دکھانے دوست نا ہنجار یا چسپاں بدیوار وغیرہ کے طور پر ہو۔ نہ کہ مطلقاً من حیث ھو ھو۔ امام اہلسنت مجدد اعظم قدس سرہ فتاویٰ رضویہ شریف ج۹ ص ۱۹۸ / "رسالہ جلی النص فی اماکن الرخص" میں فرماتے ہیں کہ **بعض اوقات بعض ممنوعات میں رخصت ملتی ہے** اور سرکار مفتی اعظم ہند رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ نے ارتکاب حرام (جاندار کی تصویر) کی وجہ سے حج فرض کی ادائیگی کو ملتوی کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا اور جہاد فی سبیل اللہ کا حکم دیا تھا، ان کا ان کے دور کے لحاظ سے بالکل صحیح ودرست تھا۔ کیونکہ الاشباہ والنظائر المجلد الاول الفن الاول القاعدۃ الخامسۃ ص ۱۲۵ / پر **"درء المفاسد اھم من جلب المصالح"** یعنی مفسدہ کا دفع مصلحت کی تحصیل سے زیادہ اہم ہے۔ اور ھدایہ اول کتاب الحج ص ۲۳۲ / پر ہے۔ **کان الطریق آمنا** یعنی راستہ کا مامون ہونا ضروری ہے اور جاندار کی تصویر جسکی حرمت کیلئے احادیث کریمہ حد تواتر پر ہیں، اسی اصل صوری کی وجہ سے سرکار مفتی اعظم ہند رضی المولیٰ

تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا اور حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی تصویر کشی کو سختی کے ساتھ حرام کہتے ہیں۔ لہذا اپور بندر کی تقریر میں حضرت مدظلہ نے جاندار کی تصویر کے تعلق سے جو بیان فرمایا وہی اصل صوری کے لحاظ سے حق شرع شریف ہے۔ امام اہلسنت قدس سرہ العزیز "رسالہ اجلی الاعلام ان الفتویٰ مطلقاً علی قول الامام" میں فرماتے ہیں کہ۔ اقول: وباللّٰہ التوفیق. القول قولان صوری وضروری فالصوری. المقول المنقول تو جو قول منقول ہے۔ وہی مرجح ہے۔ سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز کے دور میں حج شریف کیلئے پاسپورٹ وویزا میں تصاویر کی شرط گورنمنٹ نے لگائی، تو اصل صوری کے لحاظ سے فتویٰ صادر فرما کر اپنی قائدانہ ذمہ داری کے مطابق ان پر احتجاج فرمایا، اور وہی اصل حکم ہے۔ اور سرکار تاج الشریعہ مدظلہ بھی اصل صوری پر فتویٰ صادر فرماتے ہیں جو احناف کا مسلک ہے جیسا کہ مفقود الخبر کے تعلق سے امام اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان فتاویٰ رضویہ شریف ج ۵ / کتاب الطلاق ص ۶۹۸ / پر فرماتے ہیں "الجواب" ہمارے مذہب میں وہ نکاح نہیں کر سکتی، جب تک شوہر کی عمر ستر سال گذر کر اسکی موت کا حکم نہ دیا جائے۔ اس وقت وہ بعد عدت وفات نکاح کر سکے گی۔ یہی مذہب امام احمد کا ہے۔ اور اسی طرف امام شافعی نے رجوع فرمایا امام مالک کہ چار سال مقرر فرماتے ہیں وہ اس کے گم ہونے کے دن سے نہیں، بلکہ قاضی کے یہاں مرافعہ کے دن سے خود امام مالک نے کتاب مدونہ میں تصریح فرمائی کہ مرافعہ سے پہلے اگر بیس برس گذر چکے ہوں ان کا اعتبار نہیں (الی ان قال)

ضرورت صادقہ کے وقت جو کسی مسئلہ میں ائمہ ثلاثہ سے کسی امام کی تقلید کی جاتی ہے، صرف اس مسئلہ میں اس کے مذہب کی رعایت امور واجبہ میں ضروری ہوگی، دیگر مسائل میں اپنے امام ہی کی تقلید کی جائیگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

____ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ابتداً فتویٰ قول امام اعظم قدس سرہ العزیز پر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "ہمارے مذہب میں وہ نکاح نہیں کر سکتی، جب تک شوہر کی عمر سے ستر سال

گذر کر اسکی موت کا حکم نہ دیا جائے۔ اس وقت وہ بعد عدت وفات نکاح کر سکے گی اور پھر ضرورت صادقہ کا ذکر فرمایا۔ امام احمد رضا قدس سرہ العزیز رسالہ ''اجلی الاعلام'' مشمولہ فتاویٰ رضویہ اول مترجم ص ۱۰۹ پر فرماتے ہیں۔ والضروری مالم یقلہ القائل نصاً بالخصوص ۔لکنہ قائل بہ فی ضمن العموم الحاکم ضرورۃً بان لو تکلم فی ھذا الخصوص لتکلم کذا (الیٰ ان قال) ومثل ذلک یقع فی اقوال الائمۃ،اما لحدوث ضرورۃاو حرج اوعرف اوتعامل اومصلحۃ مھمۃ تجلب او مفسدۃ ملمۃ تسلب ،لان استثناء الضرورات ودفع الحرج ومراعاۃ المصالح الدینیۃ الخالیۃ عن مفسدۃ تربوا علیھا ودرء المفاسد والاخذ بالعرف والعمل بالتعامل،کل ذلک قواعد کلیۃ معلومۃ من الشرع .لیس احد من الائمۃ الا مائلاً الیھا وقائلاً بھا ومعولاً علیھا .فاذا کان فی مسئلۃ نص الامام .ثم حدث احد تلک المغیرات علمنا قطعاً ان لو حدث علیٰ عھدہ لکان قولہ علیٰ مقتضاہ لا علیٰ خلافہ الخ)

امام اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان ''رسالہ جلی النص فی اماکن الرخص ''میں فرماتے ہیں کہ علما فرماتے ہیں ''مراتب پانچ ہیں (۱) ضرورت (۲) حاجت (۳) منفعت (۴) زینت (۵) فضول اور پھر ڈھائی سطر کے بعد رقم فرماتے ہیں'' فاقول: پانچ چیزیں ہیں، جن کے حفظ کو اقامت شرائع الٰہیہ ہے۔

(۱) دین (۲) عقل (۳) نسب (۴) نفس (۵) مال۔ عبث کے سوا تمام افعال انہیں میں دورہ کرتے ہیں (الیٰ ان قال) اب مواضع ضرورت کا استثنا تو بدیہی ۔جس کیلئے اصل دوم کافی (یعنی الضرورات تبیح المحظورات) اور اسکی فروع معروف ومشہور اور استقصا سے بعید ومہجور، مثلاً کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھ سکے، تو بیٹھ کر پڑھے۔ ورنہ لیٹ کر، ورنہ اشارہ سے۔ الیٰ غیر ذالک مما لا یخفی۔ اس کیلئے تمام ممنوعات کہ کسی حال میں قابل اباحت یا محتمل رخصت ہوں، مباح یا مرخص ہوجاتے ہیں۔ نہ کہ مثل زنا وقتل ناحق مسلم کہ کسی شدید سے شدید ضرورت کیلئے بھی مرخص نہیں ہوسکتے۔ یہاں تک کہ

اگر صحیح قتل خوف کے سبب ان پر اقدام کرے گا، مجرم ہوگا۔ حکم ہے کہ باز رہے، اگر چہ قتل ہو جائے، اگر مارا گیا، تو اجر پائے گا، کمانصوا علیہ اصولاً وفروعاً۔ مزید امام ہمام قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں، اس پر نظر عمیق وفکر صائب ڈالیں، تو سائلین کے بہت سارے سوالات یونہی ھباءً منثورا ہو جائیں اور احتیاج جوابات نہ رکھیں۔ اور ہمارے دین حنیف کے وہ اساطین زمانہ جن پر علماء وعوام کو اعتماد کلی حاصل، کہ وہ حضرات عالیہ عبث تو کیا؟ زیب وزینت چہ معنیٰ؟ فضول کی بکواس فضول، دنیاوی منفعت سے بیگانہ ودور، شب وروز دین وسنیت کے کارہائے نمایاں میں منہمک ومشغول۔ نہ اپنی حاجتوں کی پرواہ، نہ ضرورتوں کی طرف التفات، دنیا سے ہارب، دنیا اور اہل دول ان کے عاقب، دوسروں کی ضرورتوں پر نظر، حاجتہائے دیگراں پر متفکر ومتدبر، اور پھر خود نہ جائیں، بلکہ باصرار تام مخلوق خدا کے مابین مقبولیت کی وجہ کر بیرون ملک سے فرستادہ بار بار آئیں، ٹیلیفونوں سے مضبوط روابط قائم کریں، عمرہ یا حج کا حرص دے کر ضرورت، ضرورت کی رٹ لگا کر دیگر ملک کے علماصلحا اور عوام خود بلوائیں۔ ایسے ہی بیرون ممالک جیسے افریقہ ویورپ وغیرہ وغیرہ کے معتقدین ومعتمدین، مہینوں بلکہ برسوں دہائیاں دیں، اور دین حق کی ترویج واشاعت کا واسطہ دے کر مقبولان بارگاہ قدس کو مدعو کریں، اور ان قدسی صفات افراد کو ظن غالب ملحق بالیقین ہو جائے، جسکا فقہ میں اعتبار ہے، تو تصویر کھینچوا کر ممالک دیگر میں جانا درست ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں امام اہلسنت قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ پھر اپنی ضرورت، تو ضرورت ہے ہی، دوسرے مسلم کی ضرورت کا بھی لحاظ فرمایا گیا ہے۔ خلیفۃ الامام من اھل السنۃ علامۂ قمقام، مولانا عبد العلیم قادری برکاتی رضوی میرٹھی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ڈربن افریقہ سے تصویر کے متعلق ایک سوال بریلی شریف بھیجا۔ اس پر امام اہلسنت قدس سرہ الکریم نے جو جواب ارسال فرمایا، اسکا حاصل سائلین حضرات کے سامنے ہے۔ ملاحظہ کریں۔ فرماتے ہیں "شک نہیں کہ ذی روح کی تصویر کھینچنی بالاتفاق حرام ہے۔ اگر چہ نصف اعلیٰ، بلکہ صرف چہرہ کی ہو، کہ تصویر چہرہ ہی کا نام ہے" پھر ساڑھے سات سطر کے بعد لکھتے ہیں کہ "مگر مواضع

ضرورت مستثنیٰ رہتے ہیں۔ الضرورات تبیح المحذورات اور حرج بین وضرورت ومشقت شدیدہ کا بھی لحاظ فرمایا گیا ہے" پھر چند سطور کے بعد فرماتے ہیں کہ

—"تصویر کھنچوانے میں معصیت بوجہ اعانت معصیت ہے۔ پھر اگر بخوشی ہو تو بلاشبہ خود کھینچنے ہی کی مثل ہے۔ یوہیں اگر اسے کھنچوانا مقصود نہیں، بلکہ دوسرا مقصد مباح مثلاً کوئی جائز سفر، مگر قانوناً تصویر دینی ہوگی۔ تو اگر وہ مقصد ضرورت وحاجت صحیحہ موجب حرام وضرر ومشقت شدیدہ تک نہ پہونچا، جب بھی ناجائز کہ منفعت کیلئے ناجائز، جائز نہیں ہوسکتا، اور اگر یہ حالت ہے، تو ایسی صورت میں فعل کی نسبت فاعل پر مقتصر رہتی ہے۔ اور یہ اس نیت سے بری، اور اپنے اوپر سے دفع حرج وضرر کا قاصد ہونے کے سبب لاتزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ اور انما الاعمال بالنیات۔ وانما لکل امری مانویٰ کا فائدہ پاتا ہے"

پھر فتح القدیر کا حوالہ رقم فرمانے کے بعد فرماتے ہیں:

اہل وعیال کے پاس جانے یا انہیں لانے کی ضرورت، بیشک ضرورت ہے رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہرگز یہ حکم نہ دے گی، کہ تصویریں لیں گے، تم یہیں رہو اور انہیں سمندر پار، پڑا رہنے دو۔ کہ نہ تم ان کی موت وحیات میں شریک ہوسکو، نہ وہ تمہاری۔ تجارت اگر پہلے سے وہاں تھی۔ اور اب اسے قطع کر کے مال وہاں سے لانے کیلئے ایک بار جانا ہے، اگر نہ جائے تو مال جائے۔ تو وہ بھی صورت اجازت ہے، کہ شریعت میں مال شقیق نفس ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اموالکم التی جعل اللہ لکم قیٰما اور اگر تجارت قائم رکھنے کو جانا ہے، مگر ایک ہی بار، کہ پھر وہیں توطن کا ارادہ ہے۔ یا بار بار، مگر تصویر اول ہی بار بار لیجائے گی، تو یہ بھی جواز میں ہے، کہ ایک بار جانے سے چارہ نہیں۔ اور اگر ہر بار تصویر دینی ہوگی، تو دو صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ اس کے پاس ذریعۂ رزق وہی تجارت ہے اور وہ تجارت وہیں چلتی ہے۔ اگر یہاں مال اٹھا لائے، بیکار جائے، یا نقصان شدیدہ اٹھائے، تو پھر حرج وضرر کی صورت میں آگیا۔ والحرج مدفوع۔ اور اگر اس کے قطع میں معتد بہ ضرر نہیں۔ یا وہ تجارت یہاں بھی چلے گی، اگرچہ نفع کم ملے گا، تو صرف بغرض قطع ایک بار جانے کی

اجازت ہے، دوبارہ کی نہیں، کہ منفعت کیلئے ناروا، رواکرنا ناروا۔ اعلائے کلمۃ اللہ میں تین صورتیں ہیں:

(۱) اگر کچھ کافروں نے وہاں سے اسے لکھا کہ ہم تمہارے ہاتھ پر مسلمان ہوں گے آکر ہمیں مسلمان کرلو۔ تو لازم ہے کہ جائے کہ اس کیلئے فرض نماز کی نیت توڑ دینا واجب ہوتا ہے۔ حدیقۂ ندیہ بحث آفات الید میں ہے۔ لو قال ذمی للمسلم اعرض علیّ الاسلام یقطع وان کان فی الفرض. کذا فی خزانۃ الفتاویٰ

(۲) یا وہاں کچھ کفار اسلام کی طرف مائل ہیں۔ کوئی ہدایت کرنے والا ہو تو ظن غالب ہے کہ مسلمان ہو جائیں گے۔ اس صورت میں بھی اجازت ہوگی۔ فان الظن الغالب ملتحق بالیقین بلکہ اس صورت میں بھی وجوب چاہئے کہ ایسی حالت میں تاخیر جائز نہیں۔ کیا معلوم کہ دیر میں شیطان راہ مار دے، اور یہ مستعدی جاتی رہے۔ اور یہاں یہ خیال نہیں ہوسکتا کہ کچھ میں ہی تو متعین نہیں، کہ ہر کوئی یہی خیال کریگا۔ تو کوئی نہ جائیگا۔

(۳) اور اگر یہ بھی نہیں۔ عام کفار کی سی حالت ہے۔ تو بحمد اللہ تعالیٰ دعوت اسلام ایک ایک ذرہ زمین کو پہونچ چکی ولہذا اب قتال کفار میں تقدیم دعوت صرف مستحب ہے۔ ہدایہ میں ہے یستحب ان یدعو من بلغتہ الدعوۃ مبالغۃ فی الانذار ولا یجب ذالک اب یہ صرف منفعت کے درجہ میں آگیا، اسکے لئے اجازت نہ چاہیئے۔ ہاں اگر معلوم ہو وہاں ہنوز دعوت اسلام پہونچی ہی نہیں، تو تبلیغ واجب ہے۔ یہ صورت دوم کی مثل ہوکر اجازت میں رہیگا (فتاویٰ رضویہ المجلد التاسع)

تقدیم طویل ہوئی، مگر احاطۂ مسائل دائرہ میں بسیط وجمیل۔ اولوا الاذھان والالباب کیلئے مقدمہ ہی کافی دوانی شیوخ کبار کو تفقہ فی الدین سے حصص وافرہ، مواضع ضرورات انکی نظروں میں ضرور متظاہرہ۔ ہمہ وشا کی گنتی وشمار کیا؟ بڑے بڑے کہنہ مشق انکی بارگاہ عالی تبار میں گھٹنے ٹیکیں اور کلاہ صد افتخار رکھنے کے

باوجود جدید تحقیقات لیکر منہ کے بل گر پڑیں۔ان حضرات عالیہ پر انگشت نمائی، حلاوت ایماں سے محرومی
سرکار تاج الشریعہ ہوں یا حضور شیخ الاسلام شیخ اعظم ہوں یا سرکار کلاں (رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما) یا کوئی
فرد بصیر۔کسی نے تصویر کو جائز نہ کہا۔اور کیسے کہہ سکتے ہیں جسکی حرمت پر احادیث کریمہ حد تواتر تک
ہیں۔یہ حضور شیخ الاسلام کی مسئلہ جدیدہ میں تحقیق تھی، کہ ٹی وی ویڈیو میں تصویر نہیں ہوتی۔اگر چہ جمہور
ان کے دلائل سے متفق نہیں، نہ کہ انہوں نے تصویر کو جائز قرار دیا۔اور ضلالت کا طوق اپنی عنق میں
ڈالا (معاذ اللہ رب العٰلمین) اور یہ کہ وہ بھی مشروط طور پر کہ صرف دینی پروگرام کیلئے جائز، بصورت دیگر
عدم جواز کے قائل۔انہوں نے تصویر اپنے دلائل کی اساس پر نہ سمجھا، جیسا کہ عدم فہم وجود شئی کا عدم
نہیں۔ایسے ہی فہم عدم، عدم شئی نہیں کہ جمہور کے قول کا انعدام لازم آئے۔بہر حال انکی تحقیق کے بعد
حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی اور امام علم وفن استاذی خواجہ مظفر حسین پورنوی علیہ الرحمہ کی تحقیق انیق نے
منصۂ شہود پر آکر پوری دنیائے اسلام سے خراج تحسین حاصل کیا۔فالحمد للّٰہ علیٰ ذالك

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام اس مسئلہ ذیل میں

درج ذیل تین مسئلہ میں شریعت مطہرہ کا کیا فیصلہ ہے اور کیا حکم ہے کہ بعض علما کا کہنا ہے کہ دعوت اسلامی کے گمراہ ہونے کا ایک سبب یہ ہے کہ انہوں نے مدنی چینل شروع کرکے تصویر کو جائز قرار دیا، اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''جو شخص اس کو (تصویر) کو جائز کہے وہ گمراہ ہے'' فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ص ۵۵۷ (پور بندر) حدیث پاک میں صراحتاً حرام فرمایا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے اور بنوانے والے پر ہوگا۔ زندگی میں بھلے ایک ہی تصویر بنائے تو بھی وہ گنہگار ہوگا۔ اور مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ فرض حج کے لئے فوٹو دینا پڑے تو فرض حج ہی کو ملتوی کر دیا جائے کہ فرض کام کیلئے حرام کام کا ارتکاب کرنا پڑے تو وہ جائز نہیں ہے (مفتی اعظم کی استقامت وکرامت ص۱۰) جانشین مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ اسی وجہ سے تصویر کو سختی سے حرام فرماتے ہیں تصویر بنانے کے طریقے چاہے جو بھی ہوں اور دینی پروگرام کا مووی بنانے اور دیکھنے کو بھی آپ نے حرام فرمادیا ہے کہ اشاعت دین کے لئے بھی کوئی حرام کام حلال وجائز نہیں ہوسکتا (پور بندر کی تقریر) مذکورہ تمام شرعی باتوں کے پیش نظر زید کا کہنا ہے

سوال (۱) عمرہ کرنا محض سنت ہے لیکن اس حد میں عمرہ کیلئے جانے والا گنہگار اور فاسق ہے۔ کیونکہ پاسپورٹ۔ ویزا وغیرہ کیلئے کئی ساری تصویریں دینی پڑتی ہیں۔ اتنا ہی نہیں۔ ایرپورٹ اور دیگر کئی مشہور مقامات اور پلین وغیرہ میں بھی مووی بنتی ہے جو سخت حرام ہے طریقے چاہے جو بھی ہوں تصویر حرام ہے۔

جواب (۱) سائلین! آغاز تحریر میں لکھتے ہیں کہ'' کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام اس مسئلہ ذیل میں اور پھر سوال سوال نہیں ہوتا، بلکہ خود ہی خم ٹھونک کر سوال جواب کی طرز پر تحریر کرتے ہیں۔ عمرہ کرنا محض سنت ہے الیٰ آخرہ۔ بیشک عمرہ کرنا احناف کے نزدیک سنت کریمہ ہے۔ ہندوستان سے عمرہ میں جانے والے لوگ دو طبقے کے ہیں۔ ایک طبقہ وہ ہے جو برضا ورغبت اپنی تصویریں کھنچوا کر عمرہ کو جاتا ہے۔ پھر اس

طبقہ میں تین قسم کے لوگ ہیں۔

(الف) کچھ لوگ پاسپورٹ وویزا کیلئے تصاویر کو جائز ومباح سمجھ کر کھینچواتے ہیں اور عمرہ کیلئے جاتے ہیں۔

(ب) کچھ لوگ پاسپورٹ وویزا کیلئے تصاویر کو حرام اور قبیح سمجھ کر کھینچواتے ہیں اور عمرہ کیلئے جاتے ہیں۔

(ج) کچھ لوگ پاسپورٹ وویزا کیلئے تصاویر کھینچواتے ہیں اور جواز وعدم جواز کی طرف التفات نہیں کرتے اور عمرہ کیلئے جاتے ہیں۔

(۱) تو جو لوگ جواز واباحت کے قائل ہیں، گمراہ ہیں۔

(۲) جو لوگ حرام وقبیح کے قائل ہیں، گمراہ نہیں ہیں، مرتکب حرام ہیں

(۳) جو لوگ جواز وعدم جواز کی طرف ملتفت نہیں ہیں، گمراہ نہیں ہیں؟ بلکہ **فاسئلو ا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون** کیوجہ سے یہ لوگ بھی حرام کے مرتکب ہیں۔

اور دوسرا طبقہ ان حضرات عالیہ کا ہے جو عمرہ کیلئے خود نہیں جاتے۔ حجاز مقدس کے معتقدین ومعتمدین وہاں کے احوال وکوائف بتا کر اجبار کی صورت پیدا کر دیتے ہیں۔ فوائد دینیہ اور حوائج شرعیہ کی اساس پر مدعو کرتے ہیں اور وہ افراد قدسیہ بہ نیت صالحہ تشریف لے جاتے ہیں، جو مرخص کی صورت ہے۔ اور ایئر پورٹ اور کئی دیگر مشہور مقامات اور پلین وغیرہ میں جو مووی بنتی ہے۔ یہ صورت اجبار کی ہے ارشاد ربانی ہے **فمن اضطر غیر باغ و لا عاد فلا اثم علیه**، میں داخل ہے۔ **فافھم و لا تعجل**

سوال (۲) اسکول اور کالج میں دنیوی تعلیم لینا دینا اور دلوانا حرام ہے کیونکہ ان کی کتابوں میں ہی جاندار کی تصویریں دیکھنی پڑتی ہیں۔ اور وہاں بھی اکثر سی سی کیمرے لگے ہوتے ہیں۔

جواب (۲) اسکول، کالج میں دنیاوی تعلیم، لینا، دینا اور دلوانا خلاف شرع امور پر مجبور نہ کیا جائے تو جائز ہے۔ ہاں بالقصد لذت لینے کیلئے کتابوں کی جاندار تصویریں دیکھنا یقیناً حرام ہے۔ یونہی کسی اجنبیہ عورت کو بالقصد تلذذ حاصل کرنے کیلئے دیکھنا خواہ ایک ہی بار کیوں نہ ہو۔ حرام ہے۔ سی سی کیمروں کا جواب، جواب اول سے

واضح ہوگیا۔ کہ اپنی راضی وخوشی سے تصویر کھینچوانے کا حکم، حکم اجبار کی صورت سے منفصل ہے۔
سوال (۳) اخبار پڑھنا حرام ہے کیونکہ اس میں تصویریں دیکھنی پڑتی ہیں۔ اخبار والی تصویر کو دیکھنا دینی پروگرام والی مووی دیکھنے کے بہ نسبت بدتر اور سخت حرام ہے۔
جواب (۳) سوال نمبر۳ میں ہے کہ اخبار پڑھنا حرام ہے اور حرمت کی علت آپ حضرات نے یہ پیش فرمائی ہے کیونکہ اس میں تصویریں دیکھنی پڑتی ہیں، اسکا واضح مطلب یہ ہے کہ آپ حضرات بالقصد تصاویر دیکھتے ہیں، مقصود بالذات تصاویر دیکھنا ہے اخبار پڑھنا نہیں، اور جاندار کی تصاویر خواہ عریاں ہوں یا غیر عریاں۔ بالقصد بہ نیت تلذذ، دیکھنا جائز نہیں۔ اور آپ حضرات ارتکاب عدم جواز کر کے فسق کے دام میں گرفتار ہو رہے ہیں۔ اور جن اشخاص کا اخبار پڑھنا، حالات حاضرہ کی معلومات کے اکتساب کیلئے ہوتا ہے، ان کے لئے اخبار پڑھنا ضرورتاً جائز ومباح ہے حرام نہیں۔ اور ان اشخاص کا مقصود بالذات تصاویر دیکھنا یا اس سے تلذذ حاصل کرنا نہیں ہوتا۔ لہذا وہ اشخاص حرمت وفسق کے دام میں گرفتار بھی نہیں ہیں۔ حدیث پاک میں ہے۔ انما الاعمال بالنیات. وانما لکل امرئ مانوی اور مزید آپ حضرات کا یہ فرمانا کہ ''اخبار والی تصویر کو دیکھنا، دینی پروگرام والی مووی دیکھنے کی بہ نسبت بدتر اور سخت حرام ہے'' مذکورہ جملہ سے آپ حضرات نے اقرار کرلیا کہ اخبار میں بھی تصویریں ہوتی ہیں اور دینی پروگرام والی مووی میں بھی تصویریں ہوتی ہیں اور دونوں حرام ہیں۔ اخبار والی تصویر، بدتر اور سخت حرام، اور دینی پروگرام والی مووی دیکھنا صرف حرام۔ جب حرام کے قائلین ہوگئے؟ تو بالقصد حرام کام کرنے اور دیکھنے کے مجرمین آثم (گنہگار) ہوں گے۔ اور اگر منصب امامت پر فائز ہیں، تو امامت کے لائق نہ رہیں گے۔ اور جن شہادتوں میں عادل کی شرط ہے اس کے فقدان کی وجہ سے ان کی شہادتیں بھی مقبول نہ ہوں گی۔ بعض جدت طراز مفتیوں نے اخبار کی تصاویر پر ٹی وی، مووی کی تصاویر کو قیاس کر کے ٹی وی، مووی کے ذریعہ دینی پروگرام دیکھنے کو مستحسن قرار دیا ہے۔ یاللعجب، اور مقصود بہ نیت محمودہ بغرض معلومات دینی ودنیاوی تحریرات منقوشہ

اپنی زبان سے ملفوظ۔ اخبار کی تصاویر سے تعلق لاتعلق اور توجہ قلبی منفی، یہی ظنوا المومنین خیرا کے تحت ناشی۔ اور ٹی وی، مووی میں شخص معین کی تصویر بذاتہ نقل وحرکت میں موجود۔ وہاں الگ سے منقوش تحریر مفقود اب ٹی، وی میں تصویر دیکھنا اور مووی بنا کر یا بنوا کر یا دوسرے کی مووی دیکھنا اصل میں شخص معین کی تصویر کی نقول وحرکات تمثال (تصویر) میں دیکھنا مقصود ہوتا ہے۔ اس قدر بون بعید کے باوجود دونوں میں مساوات کی کس قاعدہ نے ٹھہرائی؟ وہ قاعدہ کیا ہے؟ سائلین نے واضح کیوں نہیں کیا؟ حکم یہی ہے کہ اخبار پڑھنا۔ مقصود بالذات ہو تو بہ نیت صالحہ مباح۔ اور ٹی وی، مووی دیکھنا مطلقاً حرام ہے۔

سوال (۴) ایسی دکانوں سے خرید وفروخت کا معاملہ حرام ہے جہاں مووی بنتی ہے۔

جواب (۴) جیسے ماء کافی کے رہتے ہوئے تیمم نہیں کرسکتے، تو ایسی دوکانیں موجود ہیں، جہاں ضروریات کے سامان خریدے جاسکتے ہیں، جہاں مووی نہیں بنتی تو انہیں دوکانوں سے سامان خریدیں۔ ہاں ضرورت وحاجت کے وقت جیسے تیمم کرسکتے ہیں، ویسے اجبار کی صورت میں مووی بننے والی دوکانوں سے سامان خرید سکتے ہیں۔ جیسا کہ مقدمہ میں حوالوں سے واضح ہوگیا۔

سوال (۵) موبائل استعمال کرنا حرام ہے۔ کیونکہ سم کارڈ کیلئے تصویر دینی پڑتی ہے۔ جب دین کے کام کیلئے حرام کام جائز نہیں ہوسکتا تو دنیوی کام کیلئے تصویر دیکر موبائل استعمال کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ ڈبل سم کارڈ والے ڈبل گنہگار ہیں؟

(جواب (۵) دنیاوی ضرورت بھی ضرورت ہے، جیسا کہ فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۹۷ پر تجارت کے تعلق سے صراحتاً موجود ہے لہٰذا ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے موبائل فون استعمال کرنا جائز ہے۔ جب استعمال کرنا جائز ہے تو ضرورتاً خریدنا بھی جائز ہے۔ ہاں بلا ضرورت وحاجت یوں ہی لہو ولعب کیلئے خریدنا اور استعمال کرنا حرام ہے، لہٰذا بلا ضرورت داعیہ وحاجت شرعیہ ایسے موبائل ہرگز نہ خریدیں جس میں سیم کارڈ کیلئے تصویریں دینی پڑے۔

سوال (۶) موبائل سے انٹرنیٹ استعمال کرنا بھی حرام ہے بھلے ہی اس سے اوڈیو دینی پروگرام چلاتے

ہوں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے کہاں نیٹ استعمال کیا تھا؟ پھر بھی ۹۰ ر لاکھ غیر مسلموں کو مسلمان بنادیا تھا۔ نیٹ تو ٹی وی سے بھی بدتر ہے کہ ٹی وی میں تو حرام مناظر اعلانیہ ہونے کی وجہ سے دین دار لوگ جھجھک محسوس کرتے ہیں اور اب ظاہر میں نظر آنے والے بڑے بڑے دین دار لوگ بھی حرام کاموں کے مرتکب ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں بلکہ کیمرہ والا موبائل رکھنا ہی حرام ہے جیسے ٹی وی رکھنا حرام ہے اور موبائل تو چلتا پھرتا بدتر از ٹی وی ہے لہٰذا کیمرہ والا موبائل رکھنا بھی حرام ہے۔

جواب (۶) سائلین نے تحریر کیا ہے کہ موبائل سے انٹرنیٹ استعمال کرنا بھی حرام ہے۔ مگر علت حرمت بیان نہ کی۔ آخر اسکی وجہ کیا ہے؟ علت حرمت تو بیان کی جانی چاہیئے تھی؟ کیا نیٹ بغیر تصویر کے استعمال نہیں کیجاتی۔ اور اصل الاشیاء اباحۃ کے تحت حکم جواز واباحت میں داخل نہیں؟ اگر نہیں تو پھر اسکی علت کیا ہے؟ کیا تحلیل کی تحریم بلا علت وسبب آپ حضرات کے نزدیک درست ہے؟ اور یہی آپ حضرات کی سنیت واسلام ہے؟ وضاحت طلب ہے۔ اور پھر یہ کہنا کہ حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے کہاں نیٹ استعمال کیا تھا پھر بھی نوے لاکھ غیر مسلموں کو مسلمان بنایا تھا تو کیا نیٹ کا وجود سیدنا غریب نواز رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے زمانے میں تھا؟ اور جب نیٹ کا وجود نہیں، تو جس چیز کا وجود نہیں، بلکہ شئی معدوم تو کیا جس چیز کا انعدام ہو، گرچہ امکان ذاتی ہو، امکان نفس الامری نہ ہو۔ اس سے حجت پکڑنا جہالت وسفاہت کی واضح ترین دلیل نہیں ہے؟ اور جب ایسی سفسطہ والی بات ہی لکھنی تھی تو یہی لکھ مارتے کہ سیدنا سرکار کائنات شافع روز جزا ﷺ نے نیٹ استعمال کیا تھا؟ پھر بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش افراد داخل اسلام ہو کر صحابیت کے ارفع واعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔ اور پھر آپ لوگوں کا یہ جزافی حکم کہ نیٹ تو ٹی وی سے بھی بدتر ہے، بدتر ہونے کی علت کیا ہے؟ سبب کیا ہے؟ سوال میں مندرج نہیں۔ کتب متداولہ میں تلاش کر کے علت یا سبب لکھ بھیجیں، مہربانی ہوگی۔ اور مزید اسی سوال نما جواب میں آپ لوگوں نے تحریر کیا کہ بلکہ کیمرا والا موبائل ہی رکھنا حرام ہے، جیسے ٹی وی رکھنا حرام ہے اور موبائل تو چلتا پھرتا بدتر از ٹی وی ہے۔

کیمرا والا موبائل رکھنا حرام کیوں ہے؟ اور موبائل تو چلتا پھرتا بدتر از ٹی وی ہے۔ یہ کیسے ہے؟ علت حرمت وعدم جواز پیش کرنے سے اعراض کیوں کیا گیا؟ سائلین جبکہ سائلین نہیں، بلکہ مجیبین ہیں۔ لہذا آئندہ سوالات کے ہجوم میں علل واسباب حرمت قطعیہ یا ظنیہ جو بھی قرآن پاک یا احادیث رسول اعظم علیہ الصلوات والسلام یا احناف کی محررہ کتب فقہیہ میں نظر آجائے تو تحریر فرما کر مشکور فرمائیں گے۔

سوال (۷) بینک اکاؤنٹ کھلوانا حرام ہے کہ اس میں تصویریں دینی پڑتی ہیں مفتی اعظم علیہ الرحمۃ نے کہاں کوئی اکاؤنٹ کھلوایا تھا پھر بھی دین کی ایسی خدمت کی جس کی مثال اپنی آپ ہیں۔

جواب (۷) بینک اکاؤنٹ کھلوانا ضرورتاً وحاجتاً جائز ہے کیونکہ اس میں رقوم محفوظ رہتی ہیں جن کے تحفظ کو اقامت شرائع الہیہ ہے وہ پانچ چیزیں یہ ہیں (۱) دین (۲) عقل (۳) نسب (۴) نفس (۵) مال۔ عبث کے سوا تمام افعال انہیں میں دورہ کرتے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ ج ۹ رباب الحظر والاباحۃ ص ۱۹۷ر میں ضرورت کے تحت ہے کہ ''مال کیلئے کسب ودفع غصب وامثال ذالک اور اگر توقف نہیں مگر ترک میں لحوق مشقت وضرر وحرج ہے تو حاجت ہے'' اسی سے واضح ہوگیا کہ بینک اکاونٹ کھلوانا از روئے شرع بر بنائے ضرورت وحاجت جائز ہے۔ تاکہ مال ضائع ہونے سے بچا رہے اور مستقبل کے لئے مفید ثابت ہو۔ اور سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان نے بینک اکاونٹ نہ کھلوایا تھا تو کیا ناجائز ہوگیا؟ ناجائز ہونے پر دلیل کیا ہے؟ آپ حضرات کا سوال نما جواب محتاج دلیل ہے؟

سوال (۸) ٹرین کا سفر حرام ہے کہ پلیٹ فارم پر سی سی، ٹی وی کیمرہ ہوتا ہے جس میں ہماری مووی بنتی ہے تصویر کسی طرح سے بھی ہو حرام ہے۔ غوث اعظم علیہ الرحمۃ نے بغیر ٹرین کے زندگی گزار دی اور دین کی اشاعت کی۔ حرام کام میں اپنے آپ کو پیش کرنے کے بجائے جانوروں پر سواری کرنی چاہئے۔

جواب (۸) مقدمہ کے سوا ماقبل میں سی سی کیمروں کا جواب گذر گیا کہ ارشاد ربانی ہے **فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ** کے تحت رخصت میں داخل ہے۔ اور امام اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان کا وہ

حوالہ بھی مقدمہ میں گذرا کہ بعض اوقات بعض ممنوعات میں رخصت ملتی ہے۔دینی و دنیاوی ضرورت وحاجت مرخص میں شامل ہیں۔بار بار سوال نما جوابوں میں طوطے کی طرح ایک ہی رٹ لگائی جارہی ہے کہ یہ حرام ہے۔وہ حرام ہے۔کاش اصول فقہ کی کتابیں پڑھی ہوتیں،تو یہ سب سفاہتیں ذہن وفکر کے دریچوں سے نہ جھانکتیں۔لکھتے ہیں کہ "حضرت غوث اعظم علیہ الرحمہ نے بغیر ٹرین کے زندگی گذاری اور دین کی اشاعت کی۔حرام کام میں اپنے آپ کو پیش کرنے کے بجائے جانوروں پر سواری کرنی چاہئے۔ واقعی! گجرات میں نہ اونٹوں کی کمی ہے اور نہ ہی گدھے، خچر اور گھوڑے مفقود۔آپ حضرات جیسے ائمہ کو تو متذکرہ جانوروں کی پیٹھوں پر بیٹھ کر سفر کرنا چاہئے۔کیونکہ ٹرین تو سرکار کائنات نور مجسم ﷺ کے زمانہ میں بھی نہ تھی،سنت کریمہ بھی ادا،اور احیائے سنت کریمہ کا الگ سے ثواب بھی ملے گا۔جب ٹرین کا وجود ہی نہیں۔اور بعد وجود "اصل الاشیاء اباحة" قاعدہ کلیہ کے تحت ٹرین کا سفر مباح وجائز تو ایسے لایعنی سوال نما جواب پیش کرنا علم دین سے کورا اور عقل سے اندھا ہونے کا بین ثبوت نہیں تو اور کیا ہے؟ استغفر اللہ من کل ذنب واتوب الیہ۔کیا اضطرار واجبار کے صورت میں مردہ جانوروں کا گوشت جائز نہیں ہوجاتا۔شراب جائز نہیں ہوجاتی وغیرہ وغیرہ مگر مواضع ضرورت اپنے محل تک ہی محدود رہتی ہیں،بعدہ وہی حکم اصلی برقرار رہتا ہے۔

سوال(۹) دوکان میں ایسا سامان خرید وفروخت کے لئے رکھنا حرام ہے جس پر تصویر ہو کیونکہ جہاں تصویر ہوتی ہے وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے،نیز تصویر والا سامان بیچ کر گناہ پر مدد کرنا ہے اور گناہ پر مدد کرنا بھی حرام ہے اور فتاویٰ رضویہ ۲۴/ص ۵۶۰ میں ہے جو تصویر دار کپڑے بنائے،بیچے اس کی گواہی مردود ہے۔

جواب(۹) ہدایہ میں ہے۔"تضیع المال حرام" یعنی مال کو ضائع کرنا حرام ہے۔اب وہ دوکان جن میں لیبل کے طور پر سامانوں میں تصاویر ہوتی ہیں اگر تصاویر کھرچ دیئے جائیں۔یا ڈبہ نکال کر یا لیبل نکال

کر پھینک دیئے جائیں تو اس صورت میں مال بوسیدہ نظر آئے گا، گاہک نہیں آئیں گے۔ تو بر بنائے ضرورت وحاجت جن سامانوں میں تصاویر ہیں، وہ ضرورت کے سامان دکان سے خریدنے کے بعد تملیک حاصل۔ اب تصاویر نکال کر پھینک دیئے جائیں تو مال محفوظ اور حفظ مال ہی مقصود۔ اور دوکاندار کیلئے تصاویر کے لیبل نکالنا مال کو ضائع وبرباد کرنا ہے، جو حرام ہے۔ اسی لئے بر بنائے ضرورت وحاجت دوکانداروں کیلئے جائز ہوا اور آپ حضرات کیلئے خریدنے کے بعد بلا ضرورت وحاجت شرعیہ اعزازاً رکھنا ناجائز وحرام ثابت ہوا۔ اور یہ آپ لوگوں کا کہنا اس وقت صحیح ہے جب جاندار کی تصویر ہو۔ اور چہرہ نظر آئے کیونکہ تصویر اصل میں چہرہ ہی کا نام ہے۔ اور بطور اعزاز، ان تصاویر کو رکھے تو وہاں پر رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ اور یہ کہنا صراحتاً غلط اور باطل ہے کہ تصویر والا سامان بیچ کر گناہ پر مدد کرنا ہے۔ کسی دوکاندار کا مقصود بالذات تصویر والے سامان میں جو مالیت ہے اسکو فروخت کرنا ہوتا ہے۔ نہ کہ لیبل پر جو تصویر ہوتی ہے۔ اسکو فروخت کرنا مقصود بالذات ہوتا ہے۔ انمّا الاعمال بالنیات وانمّا لکل امرئ مانوی۔ تو پھر گناہ پر مدد کرنا کیسے ہوا؟ صرف میاؤں کی منہ زوری سے ہو گیا کہ اسپر حجت شرعیہ اور دلیل فقہیہ چاہیے۔

سوال (۱۰) مذکورہ علت (سبب) کے پیش نظر مسلمانوں کو ایسی دوکانوں سے ایسا سامان خریدنا حرام ہے۔

جواب (۱۰) جہالت کی حد ہو گئی۔ گمراہ علت کیا بلا؟ جاندار کی تصویر کو جو جائز ومباح کہے، وہ گمراہ ہے۔ اور ایسی دوکانوں سے سامان خریدنا اگر بضرورت وحاجت شرعیہ ہو۔ اور تصویر کشی کو حرام گردانتا ہو۔ تو وہ گمراہ کیسے ہے؟ کس معتمد ومستند کتاب میں ہے؟ حوالہ کیوں نہیں دیا گیا؟

سوال (۱۱) بیعت سنت ومستحب کا درجہ رکھتی ہے لہٰذا اس سلسلے میں پیران عظام کا بیرون ملک کا سفر حرام ہے اس کے لئے تصویر دینی پڑتی ہے اور جو اس کے لئے تصویر کو جائز کہے وہ گمراہ ہے۔

سوال (۱۲) مذکورہ کاموں میں سے کسی ایک کام کو بھی کرنے والا فاسق وفاجر وگنہ گار ہے اس پر توبہ فرض ہے ایسے امام کے پیچھے پڑھی ہوئی تمام نمازوں کو دہرانا واجب ہے اور آئندہ نمازوں کو اس کے پیچھے

پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

سوال(۱۳) مذکورہ کاموں سے کسی بھی کام میں تصویر دینے والا، بنانے والا، بنوانے والا چاہے تصویر کیسی بھی ہے ایسے پیر سے بیعت ہونا حرام ہے اور بیعت ہو تو توڑ دینا ضروری ہے۔

جواب(۱۱،۱۲،۱۳)۔ بیشک بیعت سنت مستحبہ کا درجہ رکھتی ہے۔ لیکن اگر ضرورت و حاجت شرعیہ کی اساس پر پیران عظام بیرون ممالک کے اسفار کریں تو جائز ہے۔ ہاں جو عدم ضرورت و حاجت شرعیہ کے لئے جائیں، ان کیلئے حرام ہے۔ جیسا کہ مقدمہ میں معلوم ہو گیا کہ بعض اوقات بعض ممنوعات میں رخصت دی جاتی ہے۔ اور الضرورات تبیح المحظورات اس پر حجت قاطعہ ہے الحرج مدفوع بہ بیان ساطع ہے۔ اور دیگر دلائل بھی مقدمات میں مذکور ہوئے۔ ہاں بیشک جو جاندار کی تصویر کو جائز کہے۔ وہ یقینا گمراہ ہے۔ لیکن وہ علمائے ربانیین، جو ارشاد ربانی میں اولی الامر منکم سے مراد ہے وہ ہرگز مطلقا جاندار کی تصویر کو جائز نہیں کہتے۔ لہذا وہ علمائے ربانیین، نہ فاسق، نہ فاجر اور نہ گنہگار کہ ان افراد قدسیہ پر توبہ فرض ہو۔ بلکہ جو امام مسجد یا مولوی یا ملا ان علمائے ربانیین پر بلا دلیل شرعی فسق و فجور اور گمراہ و گنہگار ہونے کا اتہام رکھتے ہیں، وہ سب مجرم شریعت پر جری و بے باک، مسائل دینیہ سے جاہل شریعت حقہ کے علم سے غافل اور فکر و فہم کی صلاحیتوں سے عاطل ہیں۔ ان لوگوں پر توبہ نصوحہ فرض بلکہ فرض بہت اہم فرض ہے۔ ان اماموں کی اقتدا میں پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ واجب ہے۔ جب تک توبہ نہ کریں ہرگز ہرگز امام نہ بنائے جائیں۔ کیونکہ ان اماموں کی مت کٹ چکی ہیں۔ اللہ تعالی صراط مستقیم کی ہدایت فرمائے۔ آمین

سوال(۱۴) مذکورہ کاموں میں سے کسی کام میں تصویر کو جائز سمجھنے والا کہنے والا گمراہ ہے کیونکہ جاندار کی تصویر کو جائز کہنے والے کو اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے گمراہ قرار دیا ہے (فتاوی رضویہ ج ۲۴ ص ۵۵۸)

چاہے دینی کام ہو یا دنیوی جس کو اللہ کے نبی ﷺ نے حرام فرما دیا ہو وہ کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

ہے قول محمد قول خدا فرمان نہ بدلا جائے گا...... بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

جواب(۱۴) فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۲۴ رص ۵۵۷ رکے حوالے سے سائلین نے جوتحریر فرمایا ہے۔'' جاندار کی تصویر کو جائز کہنے والے کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے گمراہ قرار دیا ہے'' اب جو شخص بھی جاندار کی تصویر کو جائز کہے، وہ یقیناً گمراہ ہے، اسی بنیاد پر بعض علما کا کہنا ہے کہ دعوت اسلامی کے امیر کے گمراہ ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ انہوں نے مدنی چینل شروع کرنے کے بعد تصویر جو متواتر المعنیٰ احادیث سے ناجائز اور حرام ہے، اسکو تسلیم کر لینے کے بعد پھر مدنی چینل میں اپنی اچھلنے کودنے والی تصویر کو جائز قرار دے دیا ہے۔

سوال(۱۵) اگر زید کی مذکورہ شرعی باتیں صحیح ہیں تو ان حق بات کو بھی تقریراً وتحریراً کیوں عام نہیں کیا جاتا؟

جواب(۱۵) زید کی مذکورہ تمام باتیں میزان شریعت بیضاء پر نہیں ہیں جیسا کہ میرے سابقہ جوابوں سے ظاہر ہو گیا ہے لہذا سائلین حضرات کی بھی ذمہ داری ہے کہ خوف خدا جل جلالہ اور شرم نبی ﷺ اپنے اندر پیدا کریں اور توبہ نصوحہ کر کے ملت بیضا کے مابین میرے جوابات کو تحریراً وتقریراً خوب سے خوب تر عام کریں۔

سوال(۱۶) زید کی بیان کردہ باتوں میں اگر تصویر جائز ہو تو مفتی اعظم علیہ الرحمۃ نے جو یہ شریعت کا قانون بتایا ہے کہ فرض کام کے لئے حرام کام کرنا پڑے تو یہ جائز نہیں اس کو بدلنا اور توڑنا لازم آئے گا یا نہیں؟

جواب(۱۶) سرکار مفتی اعظم عالم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا نے قول صوری یعنی صریح منقول پر فتویٰ دیا جو عزیمت کے مطابق تھا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر استطاعت ہوتی تو جہاد کا حکم دیتا تاکہ مسلمان جہاد کر کے امن کی راہ قائم کریں۔ یہی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول صوری تھا اور آج عرصۂ دراز کے بعد قول ضروری غیر صریح پر عمل درآمد ہے۔ تو یہ بھی امام اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کا ہی قول ہے۔ لہذا قانون کو بدلنا اور توڑنا نہیں کہا جائیگا (فتاویٰ رضویہ ج ار ص ۳۸۵ ر اور جلد ۹ ر ص ۱۹۸ تا ۲۰۱) جیسے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں خواتین کو جماعت نماز میں شرکت کی اجازت تھی۔ قال ﷺ **اذا استاذنت احدکم امراتہ الی المسجد فلا یمنعھا** یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی کی عورت اس سے مسجد جانے کی اجازت لے تو ہرگز اسے اللہ کی مسجد سے نہ روکے (فتاویٰ رضویہ جلد اول ص ۳۸۶ ر رسالہ اجلی الاعلام بحوالہ احمد و بخاری

ومسلم ونسائی) لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ ۔یعنی اللہ کے باندیوں کواللہ کی مسجدوں سے نہ روکو(صحیح بخاری جلداول پارہ ۴ ص ۱۲۳) لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد جانے سے منع فرمادیا دیکھئے فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص ۱۷۰) توکیا آپ لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے قانون کو بدلنے والا اور توڑنے والا کہیں گے؟ استغفر اللہ من ذالک۔ برایں عقل ودانست بباید گریست

سوال (۱۷) حضور ﷺ اور اعلیٰ حضرت ومفتی اعظم علیہما الرحمہ وتاج الشریعہ نے تصویر کو جوحرام فرمادیا ہے اس کوحلال وجائز قرار دینا لازم آئیگا یانہیں؟

جواب (۱۷) تصویر کوحلال اور جائز کہنا لازم نہیں آئے گا کیونکہ جاندار کی تصویر کی حرمت تو متواتر المعنیٰ احادیث سے ثابت ہے۔ہاں ضرورت وحاجت کی بناپر حرام فعل کو حرام سمجھ کر مرتکب ہوگا تو فاعل آثم (گنہگار) نہ ہوگا

سوال (۱۸) مذکورہ صورتوں میں تصویر کو جائز قرار دینے والی کون سی حدیث پاک ہے؟۔

جواب (۱۸) تصویر کو جائز کس نے کہا؟ جو جواز کی حدیث تلاش کی جارہی ہے استغفر اللہ۔ارے بھئی جاندار کی تصویر حرام ہے۔ضرورت داعیہ یا حاجت شرعیہ کی وجہ سے حرام فی نفسہ من کل الوجوہ حلال نہیں ہوجاتا۔ معاذ ربّ العلمین

سوال (۱۹) نیز اسلامی پروگرام کی ویڈیو،تصویر ناجائز ہونے اور مذکورہ صورتوں میں تصویر کے جائز ہونے میں فرق کرنے والا شریعت کا کون سا قانون ہے؟۔

جواب (۱۹) اسلامی پروگرام کی ویڈیو تصویر بنانا بنوانا نہ ضرورت داعیہ میں داخل نہ حاجت شرعیہ میں شامل اسی لئے ناجائز ہے۔اور پاسپورٹ وویزا وغیرہ کیلئے جو تصاویر دیئے جاتے ہیں وہ ضرورت وحاجت میں داخل ہیں۔جیسا کہ مقدمہ سے واضح وروشن ہوچکا ہے کہ بعض اوقات بعض ممنوعات میں رخصت دے دی جاتی ہے۔اسی لئے جائز ہے۔فافترقا بينة و اضحة

سوال(۲۰) مذکورہ صورتوں میں تصویر کو جائز کہنے والا گمراہ اور مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹا ہوا کہلائے گا یا نہیں؟

جواب(۲۰) بیشک جو جاندار کی تصویر کو مطلقاً جائز کہے گا وہ گمراہ وضال ہے۔ اور مسلک اعلیٰ حضرت سے منحرف (ہٹا ہوا) کہا جائے گا۔

سوال(۲۱) جن مسلمانوں کے گھروں میں ٹی وی ہے اور وہ ان میں فلم وغیرہ دیکھتے ہوں تو ان کو ٹی وی وغیرہ پر فلم دیکھنا زیادہ گناہ ہے یا سنی اسلامی پروگرام کی مووی دیکھنا زیادہ گناہ ہے۔

جواب(۲۱) سائلین حضرات بڑے جری و بے باک ہیں۔ گناہ زیادہ ہو یا کم، دونوں صورتوں میں بر بنائے گناہ کبیرہ ہے۔ لیکن اگر اسلامی پروگرام کی مووی کو جائز سمجھ کر دیکھ رہا ہے تو بہت زیادہ گناہ ہے۔

سوال(۲۲) نیز جام نگر گجرات (دعوت اسلامی کے خلاف والے پروگرام) میں خلیفۂ تاج الشریعہ حضرت سید سلیم باپو صاحب نے فرمایا تھا اچھا پھر ابھی مسئلہ چلا ہے ٹی وی کا آپ تو یہ جانتے ہی ہیں کہ فوٹو گرافی ہے یا ویڈیو گرافی ہے شرعاً تو یہ حرام ہی ہے اور اب اگر کبھی ضرورتاً ناگزیر حالات میں کبھی کسی کی گرافی ہوگئی تو اس کے لئے بھی ضروری ہے وہ توبہ کرے اور توبہ اس نیت سے نہ کرے کہ پھر موقع ہوگا تو گرافی کرلوں گا پھر توبہ کرلوں گا۔ اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ تو فوراً توبہ کر، پوشیدہ کی پوشیدہ۔ ظاہر کی ظاہر (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۴۴۶) اور اسی پروگرام میں حضرت مولانا عبد الستار ہمدانی صاحب نے کہا تھا۔ آج اگر ہم کسی کو مفتی اعظم ہند مانتے ہیں تو وہ ہمارے آقائے نعمت جانشین مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ ہیں تاج الشریعہ نے جو کہا پتھر کی لکیر، اگر تاج الشریعہ اس وقت (رات میں) یہ کہہ دیں۔ ہم تاج الشریعہ کو اتنا مانتے ہیں کہ تاج الشریعہ اگر اس وقت کہہ دیں دن ہے تو خدا کی قسم ہم سورج ڈھونڈنے نکل جائیں گے کیونکہ تاج الشریعہ کی زبان سے نکلا ہے۔ اور ایک جگہ کہا الحمد للہ! ہمارے گھر میں پوری بلڈنگ میں ٹی وی نہیں ہے اور اب! ہمدانی صاحب کے نام پر یوٹیوب میں بہت سے ویڈیو پروگرام دیکھے جاسکتے ہیں تو کیا اس ویڈیو پروگرام کی وجہ سے ہمدانی صاحب پر فوراً اعلانیہ توبہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ جب فتویٰ دیتے تھے تو قرآن وحدیث اور فقہ کی درجنوں کتابوں سے حوالہ عنایت فرماتے تھے اور ہونا بھی یہی چاہئے کیونکہ شریعت میں کسی پیر کا کوئی قول وفعل جائز وناجائز ہونے کے لئے دلیل نہیں بن سکتا ہے تو آپ سے بھی گزارش ہے کہ اعلیٰحضرت کی سنت کو اپناتے ہوئے بحوالہ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں اور جواب سوال نمبر کے مطابق ہر ایک کے علیٰحدہ دئے جائیں۔

جواب (۲۲) آپ حضرات نے سوال نمبر ۲۲ر میں استفسار کیا ہے کہ ”عرض یہ ہے کہ ہمدانی صاحب پر اس ویڈیو پروگرام کی وجہ سے فوراً اعلانیہ توبہ ضروری ہے یا نہیں؟ برصدق سائلین وصحت سوال، ہمدانی صاحب نے بذات خود ویڈیوگرافی کروائی ہے۔ تو اسکا ثبوت بدلائل قاہرہ چاہیے۔ اگر واقعی انہوں نے بذات خود ویڈیوگرافی کروائی ہے، تو اعلانیہ توبہ نصوحہ کرنا ضروری ہے، ورنہ نہیں۔

سوال (۲۳) اس کے برخلاف بکر کا کہنا ہے کہ تبلیغ اسلام کیلئے جو حضرات ویڈیو کو جائز کہتے ہیں وہ بھی حق پر ہیں اور جو ناجائز کہتے ہیں وہ بھی حق پر ہیں۔ البتہ ناجائز کہنے والے جائز کہنے والوں پر جو تشدد برتتے ہیں برا بھلا کہتے ہیں اور فتویٰ بازی کرکے امت میں فتنہ کرتے ہیں وہ بھلے ہی اپنے آپ کو مسلک اعلیٰ حضرت پر ہونے کا دعویٰ کریں لیکن حقیقت میں وہی لوگ مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹے ہوئے ہیں۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فروعی مسائل میں اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے کو گمراہ کہنے اور گنہگار کہنے کی اجازت تو درکنار ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے کی بھی اجازت نہیں دی اور جائز کہنے والوں کو جو گنہ گار یا گمراہ کہے وہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور شریعت کی نظر میں خود ہی گنہ گار و گمراہ ہو جائے گا۔ اس لئے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے نزدیک شرعاً فروعی مسائل میں اختلاف کی گنجائش کل بھی تھی اور آج بھی ہے اور قیامت تک گنجائش رہے گی۔ لیکن مسائل کے اختلاف کی وجہ سے کسی کو برا بھلا کہنے کی گنجائش ہرگز نہیں۔ دیکھئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ (الملفوظ حصہ اول ص ۷۲ رضوی کتاب گھر) میں قیامت تک آنے والے اپنے تمام ماننے والوں کو تاکید کے ساتھ فرماتے ہیں ”کہ جہاں اختلافات فرعیہ ہو جیسے باہم حنفیہ،

شافعیہ وغیرہم فرق اہل سنت میں وہاں ہرگز ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا جائز نہیں اور فحش دشنام (گالی گلوج) جس سے دہن آلودہ ہو کسی کو بھی نہ چاہئے''

جن علماء کے فتویٰ پر جس کو اعتماد ہو اس پر عمل کرنے والے کو کوئی گنہ گار نہیں ٹھہرا سکتا، بھلے دوسرے گروہ کے علما کے مطابق وہ عمل ناجائز ہو۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے قوالی اور سجدۂ تعظیمی کو سخت ناجائز اور حرام فرمایا جب کہ بعض علما نے جائز کہا جو لوگ جواز کے فتویٰ پر عمل کرے ان کو ہم گنہ گار نہیں کہ سکتے۔ دیکھئے! فتاویٰ مصطفویہ ص ۴۵۶ میں مفتی اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''قوالی مع مزامیر ہمارے یہاں ضرور حرام وناجائز وگناہ ہے اور سجدۂ تعظیمی بھی ایسا ہی، ان دونوں مسئلوں میں بعض صاحبوں نے اختلاف کیا ہے اگرچہ وہ لائق التفات نہیں، مگر اس نے ان مبتلاؤں کو (قوالی سننے والوں اور سجدۂ تعظیمی کرنے والوں کو) حکم فسق سے بچادیا ہے، جو ان مخالفین کے قول پر اعتماد کرتے اور جائز سمجھ کر مرتکب ہوتے ہیں''

اس سے صاف معلوم ہوا کہ اسلامی پروگرام کی موویٰ کے جواز کے قول پر عمل کرتے ہوئے اگر اس کو کوئی دیکھے یا بنائے تو اس کے لئے جائز لیکن ناجائز کہنے والا اگر مووی دیکھے یا بنائے تو ضرور گنہ گار ہے۔

نیز اصول فقہ کی مشہور کتاب ''الحسامی'' ص ۱۲۳ پر ایک عبارت کا خلاصہ ہے کہ جو شخص حدیث پر بطور تاویل عمل ترک کرتا ہے تو اس کو گنہگار نہیں کہا جاسکتا کہ یہ اس کی تحقیق کی بنا پر ہے جو علماء میں ہوتا چلا آیا ہے۔ جس عورت کا شوہر مفقود الخبر ہو جائے تو کتنی مدت تک انتظار کے بعد ضروری کاروائی کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح کرسکتی ہے؟ تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اس کے بارے میں مذہب حنفی کے مطابق شوہر کی عمر کے ستر سال (۷۰) ہونے تک انتظار کرنے کا حکم دیا ہے (فتاوی رضویہ ج ۱۲ ص ۵۰۹) اور مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے ضرورتاً ایسی عورت کے لئے اس زمانے میں امام مالک علیہ الرحمہ کے مذہب کے مطابق شرعی ضروری کاروائی کے علاوہ صرف چار سال انتظار کرنے کا حکم فرمادیا ہے۔ (فتاویٰ بحرالعلوم ج ۳ ص ۴۰۵)

علما کے درمیان اختلاف ہر دور میں ہوا ہے اور ہوتا رہے گا لیکن علمی اختلاف کی وجہ سے کسی کو گمراہ نہیں کہا جا سکتا۔ دیکھئے مفتی اعظم علیہ الرحمہ اور تاج الشریعہ کی تحقیق کے مطابق لاؤڈ اسپیکر سے نکلنے والی آواز بولنے والے کی اصلی آواز نہیں لہٰذا اس آواز پر اقتدا صحیح نہیں، لیکن تاج الشریعہ کے استاد (جنہوں نے کم و بیش پچاس کتابیں بھی لکھی ہیں) مفتی سید افضل حسین علیہ الرحمہ وغیرہ علما کی تحقیق ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے نکلنے والی آواز خود بولنے والی کی اصلی آواز ہے، وغیرہ کی بنا پر، لاؤڈ اسپیکر پر اقتدا کو درست فرمایا اور پورا ایک رسالہ تحریر فرما دیا لیکن مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ وغیرہ کسی نے کہیں ایسا نہیں فرمایا کہ وہ گمراہ ہیں یا مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹ گئے ہیں وغیرہ۔ بلکہ اس اختلاف کے باوجود مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے آپ کو اپنی اجازت وخلافت سے بھی نوازا اور اپنے جامعہ منظر اسلام بریلی شریف میں صدر المدرسین وشیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز رکھا بلکہ دار الافتاء کی نیابت بھی برقرار رکھی۔

حنفیوں نے وضو میں سر کا مسح چوتھائی سے تھوڑا سا بھی کم مسح کیا تو نہ وضو ہوگا نہ نماز لیکن شافعی اگر چند بال کا بھی مسح کر لے اس کا وضو بھی درست نماز بھی درست۔ پھر بھی دونوں حق پر کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ ایک دوسرے کو برا بھلا کہے۔

دیکھئے ہدایہ ہزاروں مسائل میں اختلاف ہے طحاوی شریف دیکھئے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بے شمار مسائل میں اختلاف ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں دیکھئے، شراب اور کافرہ عورت سے نکاح جائز تھا ہماری شریعت میں یہ دونوں باتیں حرام ہیں (نور الانوار ص ۵) کسی کیلئے جائز نہیں فروعی مسائل میں اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ کر اپنی آخرت کو برباد کرے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کو ناراض کرے۔

جو کہ مذکورہ تمام باتوں سے ثابت ہوا کہ مسائل میں اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا ہرگز جائز نہیں اور جن علما کے فتویٰ پر جو شخص اعتماد کر کے عمل کرے وہ گنہگار بھی نہیں۔ پھر بھی ان کی

طرف گناہ کی نسبت کرنا یہ خود کہنے والے کے لئے گناہ ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کسی مسلمان کی جانب بدون تحقیق کبیرہ گناہ کی نسبت حرام ہے (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۵۸۲) اور ایک جگہ فرماتے ہیں بلا وجہ شرعی کسی مسلمان جاہل کی بھی تحقیر حرام قطعی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "آدمی کے بد ہونے کو یہ بہت ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کی تحقیر کرے مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے خون، آبرو، مال (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۲۷)

اختلافی مسائل ہی کو آڑ بنا کر اہل سنت کے علما پر عوام کے سامنے اسٹیج پر کیچڑ اچھالنا اور انکی عزت سے کھیلنا یہ آخرت کو برباد کرنے والی کئی ایک خلاف شرع خرابیوں کا دروازہ کھول دیتی ہیں اس فتنہ کی وجہ سے اہل سنت کے علماء اور عوام میں باہم نفرت کی آگ لگی ہوئی ہے ایک دوسرے کو بھائی بھائی ہونے کے بجائے ایک دوسرے کے دشمن بن گئے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو مسلمانوں کی یہ صفت ارشاد فرمائی ہے "والذین معهم اشداء على الكفار رحماء بينهم" کہ مسلمان کفار پر سخت ہوتے ہیں اور آپس میں رحم دل۔ فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۱۷ میں ہے کہ تفریق جماعت اور ترک جماعت دونوں حرام ہے۔

اس گروہ سے جو نا سمجھ عوام وابستہ ہیں وہ بھی اب علمائے دین پر طرح طرح کے اعتراضات کرتی ہے حالانکہ ان کو صحیح سے قرآن شریف پڑھنا بھی نہیں آتا۔ فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۹۸ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جاہل کو سنی عالم پر اعتراض نہیں پہونچتا۔ اور فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۵۳ میں ہے کہ مسلمانوں میں بلا وجہ شرعی فتنہ و اختلاف پیدا کرنا نیابت شیطان ہے۔ فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۴۰ میں ہے فتنہ سوئی ہوئی خرابی ہے جو اس کو جگائے گا اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔ نیز اسی میں ہے "فتنہ قتل سے زیادہ جرم ہے بلاشبہ جن لوگوں نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو فتنہ میں ڈالا پھر اس جرم سے توبہ نہ کی تو ان کے لئے عذاب دوزخ ہے اور جلا دینے والی آگ کا عذاب ہے"

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تبلیغ اور اپنے اخلاق سے کتنے غیر مسلموں کو

مسلمان بنادیا۔حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنے بے راہوں کو شریعت وطریقت کے درجہ کمال کو پہنچایا غرض تمام بزرگان دین کی تمنا تھی کہ غیر مسلم مسلمان ہو جائے اور راہ حق سے ہٹے ہوئے راہ راست پر آجائیں لیکن آج ہمارے ہی بعض مقررین وغیرہ کی تمنا ہوتی ہے کہ ہمارے سنی پر کسی طرح گمراہی اور کفر کا فتویٰ لگ جائے اس بد نیتی وغیرہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ سمجھ دار عوام دین سے دور ہونے لگی اور بد مذہبوں کے ظاہری اخلاق و کردار سے متاثر ہو کر سنیت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔تقریباً تین سو سال پہلے ہندوستان میں کوئی وہابی نہیں تھا سب سنی ہی تھے۔سنی ہی میں سے وہابی بنتے چلے گئے اور اب بھی مقررین وغیرہ کا یہی حال رہا تو اب تین سو سال نہیں،سو ہی سال میں بچی کچی سنی آبادی بھی وہابیت سے متاثر ہو کر رہ جائیگی کیونکہ فطری طور پر سلیم الطبع انسان سکون کو چاہتا ہے اور فتنہ سے دور بھاگتا ہے ایسے مقرروں اور ایسی تقریروں سے خدا کی پناہ۔

معراج مصطفیٰ ص ۲۳۹ رمیں ہے معراج کی رات آپ ﷺ کا گزر ایک ایسی قوم سے ہوا جن کے جبڑے اور زبان لوہے کی قینچیوں سے کترے جا رہے تھے جیسے ہی وہ کٹتے دوبارہ اپنی جگہ پر آجاتے اور اس میں کوئی وقفہ تک نہ تھا۔پوچھا یہ کون ہیں بتایا هٰؤلاء خطباء الفتنة خطباء امتک یہ آپ کی امت میں فتنہ پھیلانے والے مقررین ہیں۔

اور مخالفین کا یہ کہنا ہے کہ پہلے ٹی وی کو توڑوائی اور اب خود اس میں آگئے اس پر بکر کا کہنا ہے کہ مخالفین کا ایسا کہنا یا تو غلط فہمی کی وجہ سے ہے یا بھولی عوام کو اس تحریک کے خلاف بھڑکانے کے لئے ہے ورنہ ہر ذی شعور اس کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ دونوں باتوں میں تضاد نہیں دونوں کی نوعیت مختلف ہے جس وقت ٹی،وی توڑوائی اس وقت فلمیں،ڈرامے اور خلاف شرع باتوں ہی کا پہلو مد نظر تھا اب مدنی چینل میں خلاف شرع ایک بات بھی نہیں حتیٰ کہ ایڈ (Add) بھی نہیں ہاں اب اگر ٹی وی پر فلمیں دیکھنے کی ان کی طرف سے اجازت دے دی گئی ہوتو شرعاً ضرور قابل گرفت پہلو تھا۔

ان دونوں باتوں کی تو نوعیت ہی مختلف ہے ہمارے بزرگوں کی کتابوں میں آج بھی لکھا ہوا موجود ہے کہ ہمارے ائمہ عظام بلکہ صحابۂ کرام بیشمار ایسے مسائل جن کی نوعیت ایک ہونے کے باوجود ان کے بارے میں پہلے ناجائز فرماتے پھر اس سے رجوع فرما کر جائز کہتے یا ابتداء میں ناجائز کہتے پھر جائز کہتے۔ دلائل کی روشنی میں اور اس میں کوئی شرعاً قابل گرفت بات نہیں، دیکھئے ہدایہ، طحاوی شریف وغیرہ اور امام شافعی علیہ الرحمہ کے مذہب میں تو آپ کے اکثر مسائل میں قول جدید اور قول قدیم ملتا ہے اور فقہ میں بیشمار ایسے احکام ہیں کہ علت بدل جانے کی وجہ سے حکم بھی بدل جاتے ہیں اس کو ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ بدمذہب لوگ اپنے پائینچے ٹخنے کے اوپر رکھتے ہیں، پائینچے اگر کچھ لمبے ہوں تو موڑ لیتے ہیں اور کہتے بھی ہیں اور اپنی کتابوں میں لکھتے بھی ہیں کہ ٹخنے کے نیچے پائینچے رکھنا مطلقاً حرام ہے اس لئے کہ بخاری شریف کی حدیث ہے "ما اسفل من الکعبین من الازار فی النار" یعنی تہبند (پاجامہ) کا جتنا حصہ ٹخنوں کے نیچے ہو وہ دوزخ کی آگ میں ہے۔ لیکن فتاوی رضویہ ج ۳ ر ص ۴۴۸ ر میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ازار کا گٹوں کے نیچے رکھنا اگر براہ تکبر ہو تو حرام ہے اس صورت میں نماز مکروہ تحریمی ورنہ صرف مکروہ تنزیہی اور نماز میں اس کی غایت خلاف اولیٰ۔

دیکھئے ایک ہی چیز کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے حرام بھی کہی اور اسی چیز کو خلاف اولیٰ بھی کہی۔ جب اصل خرابی کا پہلو ہو تو حرام ورنہ خلاف اولیٰ

ایسے ہی شراب کی حرمت کا نازل ہونے کے بعد ایک صحابی سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ شراب کو بہادو اور اس کا برتن توڑ دو (مشکوۃ المصابیح ص ۳۱۸) اسی طرح آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے ایک وفد سے شراب کے چار مخصوص برتن استعمال کرنے سے منع فرمادیا (مشکوۃ المصابیح ص ۱۳) حالانکہ پھر کچھ مدت کے بعد آپ نے ان برتنوں کو استعمال کی اجازت عطا فرمادی۔

مسائل کی باریکیوں کو وہی سمجھ سکتا ہے جس کے دل میں علم کے ساتھ ساتھ اخلاص ہو اور سینہ حسد

اور نفرت سے پاک ہو حدیث پاک میں ہے ''جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کا فقیہ (دین کا سمجھ والا) عالم بنا دیتا ہے۔

یہ تو صرف مسائل کا معاملہ ہے بہت سے لوگ دیانت داری سے کام نہ لینے کی وجہ سے حدیث پاک سے بھی گمراہ ہوئے بلکہ قرآن مجید تو سراپا ہدایت ہے مگر پھر بھی قرآن شریف سے بھی بہت سے لوگ گمراہ ہوئے اور بعض لوگ کسی سے انتہائی عقیدت کی وجہ سے گمراہ ہوئے جیسے شیعہ اور بعض لوگ انتہائی نفرت کرنے کی وجہ سے گمراہ ہوئے جیسے خارجی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت کے دائرے میں رہ کر سب کچھ سمجھنے کی توفیق دے۔

ان تمام باتوں کے پیش نظر بکر کا کہنا ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کا محض دعویٰ کرنے والے مقررین نے گزشتہ بیس تیس سال میں ایسے فتنے کیئے جو نہیں کرنے چاہئے نہ شرعاً اس کی ضرورت تھی مثلاً حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید نہیں (معاذ اللہ) خاندان اشرفی کچھوچھوی سید نہیں جب کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ان کو سید مانتے تھے۔ اسی طرح اختلافی علمی مسائل کو لے کر سنیوں کو سنیت سے خارج کرنا اور ان کو گمراہ کہنا وغیرہ وغیرہ۔ اور کرنے کے بہت سے ضروری کام ہیں اس کی طرف کچھ بھی توجہ نہیں مثلاً ہندوستان میں لاکھوں سنی لوگ قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنے صحیح عقائد سے ناواقف ہونا شراب، جوا، زنا کاری، ناچ گانا، بے حیائی، بے پردگی، ظلم، گالی گلوج، بے نمازی کی نحوست، احکام شرع پر عملیات سے بے پرواہی وغیرہ کے روک تھام کے لئے ہزاروں کام کی ہر وقت ضرورت تھی اور ہے اور رہے گی۔ بیس تیس سال کی مدت میں مسلک اعلیٰ حضرت کا محض دعویٰ کرنے والوں کی طرف سے کوئی ایسی تحریک نہیں بنی کہ ہزاروں آدمیوں نے شراب وغیرہ چھوڑ کر توبہ کی ہو اور اسی طرح بد مذہب اپنی گمراہیت سے تائب ہو کر سنی بنے ہوں۔

آپ میں کوئی ایسی جماعت کیوں نہیں؟ جو ہندوستان بھر میں میڈیا کا سہارا لئے بغیر گاؤں گاؤں

شہر شہر پہونچ کر لوگوں کو پابند سنت بنا کر صحیح معنیٰ میں عاشق رسول بنائیں کیا مسلک اعلیٰ حضرت کا محض دعویٰ کرنے والوں کے لئے بھی یہ دینی ذمہ داری نہیں بنتی؟ جبکہ قرآن شریف سورۂ آل عمران آیت ۱۰۴/ پارہ ۴ میں ہے "ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر واولئك هم المفلحون" تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو نیکی کی دعوت دے اور اچھی باتوں کا حکم دے اور بری باتوں سے منع کرے وہی لوگ کامیاب ہیں۔

تو آپ کی خدمت میں عرض یہ ہے کہ بکر کی مذکورہ باتوں میں کون سی بات صحیح ہے اور کون سی بات شریعت سے ہٹ کر ہے؟ بحوالہ رہنمائی فرمائیں۔

جواب (۲/۳) (الف) بکر کا یہ قول کہ تبلیغ اسلام کیلئے جو حضرات ویڈیو کو جائز کہتے ہیں، وہ بھی حق پر ہیں اور جو ناجائز کہتے ہیں وہ بھی حق پر ہیں۔ درست نہیں ہے۔ کیونکہ ویڈیو میں تصویر ہوتی ہے، اور بلاضرورت داعیہ وحاجت شرعیہ تصویر کشی حرام اشد حرام، اور تصویر کے جواز کا قائل گمراہ۔ جیسا کہ ماسبق میں معلوم ہوگیا۔ اور آپ حضرات نے بھی سوال نما جواب میں تحریر کیا ہے۔

(ب) قول سائلین، البتہ ناجائز کہنے والے جائز کہنے والوں پر جو تشدد برتتے ہیں، برا بھلا کہتے ہیں (الیٰ ان قال) حقیقت میں وہی لوگ مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹے ہوئے ہیں۔ "الامان والحفیظ" مسلک اعلیٰ حضرت سے انحراف کے باوجود الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" کے مطابق مسلک اعلیٰ حضرت پر گامزن علماء عوام کو مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹے ہوئے ہیں، کہنا ایسا ہی ہے جیسے کھسیانی بلی کھمبا نوچے۔ کیا آپ حضرات کے نزدیک تصلب فی الدین کو تشدد سے تعبیر کرنا درست ہے؟ اگر درست ہے، تو اس پر دلیل کیا ہے؟ اور جبکہ تحقیق وتدقیق سے یہ ثابت ہوچکا ہے کہ ٹی وی، ویڈیو میں تصویریں ہوتی ہیں، تو اس کو جائز مان کر دین وسنیت میں فتنہ پھیلانے والے تو وہی لوگ ہیں جو شریعت اسلامیہ کی اصلی صورت کو مسخ کرنا چاہتے ہیں۔

(ج) قول سائلین۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فروعی مسائل میں اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے کو

گمراہ کہنے اور گنہگار کہنے کی اجازت تو در کنار (الیٰ ان قال) جو جائز کہنے والوں کو گنہگار اور گمراہ کہے، وہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ اور شریعت کی روشنی میں خود ہی گنہگار اور گمراہ ہو جائیگا۔ (معاذ اللہ رب العلمین)
اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کی عبارتوں کو سمجھنا یا حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان یا تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی عربی و اردو عبارتوں کی فہم و درک جہلا ائمہ کے بس کی بات نہیں۔ امام اہلسنت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا نے کس کتاب میں تحریر فرمایا ہے کہ جو ویڈیو کی تصویر کو جائز کہے اور جائز کہنے والوں کو گنہگار اور گمراہ کہے، وہ خود ہی گنہگار و گمراہ ہو جائیگا۔ لہٰذا سائلین میں سے کوئی بھی سائل وہ کتاب اور حوالہ تحریر کر کے ملک و بیرون ملک میں نشر کر دے کہ امام اہلسنت قدس سرہ العزیز نے فلاں کتاب فلاں صفحہ فلاں سطر میں یہ فرمایا ہے کہ۔ ویڈیو کی تصویر جائز ہے اور جائز کہنے والوں کو جو گنہگار اور گمراہ کہے تو وہ خود ہی گنہگار اور گمراہ ہو جائیگا۔

(د) قول سائلین۔ دیکھیے! اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی الملفوظ (جلد اول صفحہ ۲۷، رضوی کتاب گھر) الیٰ ان قال) جن علما کے فتویٰ پر جس کو اعتماد ہو اس پر عمل کرنے والوں کو کوئی گنہگار نہیں ٹھہرا سکتا۔ بھلے دوسرے گروہ کے علما کے مطابق وہ عمل ناجائز ہو۔ کیا آخر کار یہ جملہ بھی امام اہلسنت قدس سرہ کا ہے؟ یا اپنے من مانی اضافہ؟ سائلین الملفوظ شریف ج ا ص ۲۷ رکا حوالہ لکھنے سے پہلے یہ پڑھ لیئے ہوتے کہ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس کو الملفوظ شریف میں کیسے شامل فرمایا۔ خود حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ تحفۂ حنفیہ (پٹنہ) کی جلد پیش نظر تھی، اس میں یہ مکالمہ ملا، خیال ہوا کہ اسے بھی ملفوظات میں شامل کر لیا جائے کہ نہایت مفید اور ناظرین کی دلچسپی کا باعث ہے۔

میاں صاحب اور ارشاد کے تحت وہ مکالمہ ہے، میاں صاحب سے مراد مولوی سید محمد شاہ صاحب صدر دوم ندوہ (لکھنؤ) ہیں۔ اور ارشاد کے تحت امام اہلسنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے کلمات ہیں۔ مولوی اسماعیل دہلوی کے تعلق سے امام اہلسنت قدس سرہ کا رسالہ "سل السیوف الهندیة علیٰ کفریات بابا النجدیة"

میاں صاحب کے پاس پہونچ چکا تھا۔ اسی لئے میاں صاحب نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز سے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ کسی کو برا نہ کہنا چاہیئے، اس پر امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا بہت بجا فرمایا۔ جہاں اختلافات فرعیہ ہوں۔ جیسے باہم حنفیہ وشافعیہ وغیرہما فرق اہلسنت ہیں۔ وہاں ہرگز ایک دوسرے کو برا کہنا جائز نہیں اور فحش ودشنام جس سے دہن آلودہ ہو، کسی کو بھی نہ چاہیئے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حنفیوں شافعیوں مالکیوں اور حنبلیوں کا اختلاف عقائد میں نہیں ہے بلکہ مسائل فرعیہ میں ہے اور ہر ایک کی دلیل ان کے اصول ماخذ اور اجتہاد پر ہے۔ اسی لئے ائمہ اربعہ میں سے کسی کو یا ان حضرات کے مقلدین میں سے کسی کو برا بھلا کہنا جائز نہیں۔ لیکن بابائے نجدیہ مولوی اسماعیل دہلوی کے کفریات کسی شرعی اصول وقواعد ماخذ واجتہاد پر نہیں ہے، بلکہ دلائل فاسدہ کاسدہ واہمہ متخیلہ مفروضہ باطلہ کی اساس پر ہے۔ لہذا مولوی اسماعیل دہلوی کو برا کہا جائے گا۔ یہ الملفوظ شریف کی عبارت کا واضح ترین مفہوم ہے۔ مگر واہ رے گجراتی سائلین! مارے گھٹنہ پھوٹے سر والی بات ہے۔ کہ کہاں کی بات اور کہاں کا پیوند؟

پھر دوسرے ارشاد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو پڑھئے۔ اور خاص طور پر مندرجہ ذیل جمل پر نگاہ غائر ڈالئے کہ ضرور خبیثوں کو طیبوں سے الگ کردنگا۔ قال اللہ تعالیٰ وما کان اللہ لیذر المومنین علیٰ ماانتم علیہ حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب [پ۴ رکوع۸] پھر اس کے بعد اخرج یا فلاں فانک منافق۔ اے فلاں نکل جا تو منافق ہے، نماز سے پہلے سب کو نکال دیا، اور پھر اسکے بعد مخالفین دین کے ساتھ یہ برتاؤ ان کا ہے جنہیں رب العزت عز جلالہ، رحمۃ للعلمین فرماتا ہے۔ جنکی رحمت، رحمت الہیہ کے بعد تمام جہان کی رحمت سے زیادہ ہے ﷺ۔ پھر اسی مکالمہ میں اس ارشاد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر نظر جمائیے کہ جب دلیل شرعی قائم ہو، ضرور صاف کہنا چاہیے۔ اور پھر اسی مکالمہ میں ارشاد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ میں یہ ملاحظہ کیجئے کہ گمراہان بددین زیادہ مستحق تشنیع وتوہین ہے (یعنی گمراہوں کو برا بھلا کہا جائے

گا۔اور توہین کیجائے گی)اور جب دعوت اسلامی کے بعض مبلغین یا بذاتہ امیر گمراہ ہیں،تو جن کے نزدیک گمراہ ہیں۔ان حضرات کیلیۓ ان کو برا بھلا کہنا جائز اور انکی توہین وتنقیص کرنا روا۔اور پھر اسی مکالمہ میں پڑھیئے۔کہ کافر کو کافر،رافضی کو رافضی،خارجی کو خارجی،وہابی کو وہابی ضرور کہا جائیگا اور وہ ہمیں برا کہے تو اسکی کیا پرواہ۔(لہذا قاعدہ کلیہ مل گیا کہ برے کو برا کہا جائے گا)

اور پھر اسی مکالمہ میں ارشاد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ میں ہے کہ۔حدیث میں فرمایا اترعون عن ذکر الفاجر متیٰ یعرفه الناس اذکروا الفاجر بما فیه یحذره الناس ۔ کیا فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو،لوگ اسے برا کب پہچانیں گے۔فاجر کی برائیاں بیان کرو کہ لوگ اس سے بچیں۔

اب انہی حضرات کے حوالہ الملفوظ کی روشنی میں یہ ثابت ہوگیا کہ فروعی اختلاف کا مطلب ہمہ وشما کا اختلاف نہیں۔یعنی مفتی نظام الدین مصباحی مبارکپوری،مولوی ظفر ادیبی،مولوی اسید الحق بدایونی،امیر الیاس صاحب عطاری جیسوں کا اختلاف مراد نہیں۔بلکہ الملفوظ شریف کے حوالہ کی روشنی میں ایسے افراد کو برا بھلا کہنا جائز،بلکہ سنت کریمہ سے اسکا جواز ثابت۔اور ہاں ائمہ حنفیہ وشافعیہ ومالکیہ وحنبلیہ کے مابین فروعی اختلاف پر نقطہ چینی یا وہ گوئی ناجائز وحرام ہے۔

(د)قول سائلین:اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے قوالی اور سجدۂ تعظیمی کو سخت ناجائز وحرام فرمایا جبکہ بعض علما نے جائز کہا،جو لوگ جواز کے فتویٰ پر عمل کریں،ان کو ہم گنہ گار نہیں کہہ سکتے (الی ان قال) جو ان مخالفین کے قول پر اعتماد کرتے اور جائز سمجھ کر مرتکب ہوتے ہیں"سائلین حضرات نے فتاویٰ مصطفویہ سے فیصلہ کن عبارت چھوڑ کر جو عبارت نقل کی ہے،اس میں بھی سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان نے صاف طور پر یہ فرمادیا کہ"اگر چہ وہ لائق التفات نہیں،تو جو قول لائق التفات نہ ہو،تو کیا وہ قول حجت شرعیہ ہوسکتی ہے۔اگر کسی کتاب میں ہو تو دکھادیجئے۔اور آپ حضرات مرتے دم تک نہیں دکھا سکتے تو صاف ظاہر ہوگیا کہ جو قول لائق التفات نہ ہو اس قول پر عمل کرنا باطل ہے۔اسی لئے تو سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے

فیصلہ کن امر فرمایا، اگر چہ شرعاً ان پر اب دوہرا الزام ہے۔ ایک ارتکاب حرام کا، دوسرا اسے جائز سمجھنے خلاف قول صحیح جمہور پر چلنے کا۔ اب جب دوہرا الزام ہوگیا (۱) ارتکاب حرام کا (۲) جائز سمجھنے خلاف قول صحیح جمہور پر چلنے کا۔ یعنی دو حرام کے مرتکب ہوگئے۔ تو اسلامی پروگرام کے مووی پر یوں تطبیق دی جائے گی کہ اسلامی پروگرامی کی مووی، کے جواز کے قول پر عمل کرتے ہوئے اسکو کوئی دیکھے یا بنائے ناجائز و حرام۔ حرام اشد حرام۔ اب ان پر دوہرا الزام۔ (۱) ارتکاب حرام کا (۲) جائز سمجھتے ہوئے خلاف قول صحیح جمہور علماء پر چلنے کا اب مثال ممثل لہ کے مطابق ہوگئی۔ لہذا توافق حاصل۔ اور اوہام زائل۔ اور جواز کے قائل، نہ فقہاء میں شامل، نہ ان کا قول لائق التفات کہ حجت شرعیہ بن سکے۔

(ہ) سائلین نے حسامی کے حوالہ سے جس عبارت کا خلاصہ نقل کیا ہے کہ جو شخص بطور تاویل عمل ترک کرتا ہے تو اسکو گنہگار نہیں کہا جاسکتا کہ یہ اسکی تحقیق کی بنا پر ہے جو علما میں ہوتا چلا آیا ہے۔ وہاں کتاب میں علما سے مراد وہ علما ہیں جو مجتہدین ہیں، یا وہ فقہاء ہیں جو حکم تغیر کو اصول فقہ اور قواعد شرعیہ کی روشنی میں سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اور وہ حکم تغیر اصول فقہ کے معیار پر پورے اترتے ہیں۔ نہ کہ معمولی پڑھا لکھا۔ جو الف خالی۔ ب کے نیچے ایک نقطہ، ت کے اوپر دو نقطے بھی نہ جانے۔ یا ایسے افراد کہ ان کے دلائل میزان شریعت پر نہ ہوں اور دلائل کا بطلان آفتاب نیمروز سے زیادہ روشن ہو۔ اس کو بھی خاطی اور آثم کہنے میں آپ حضرات شرمائیں گے۔ اور آپ حضرات نے حسامی ص ۱۵۷ کی یہ عبارت نہ دیکھی و کــــذالک جهل من خالف في اجتهاده الكتاب او السنة المشهورة من علماء الشرعية اوعمل بالغريب من سنة علىٰ خلاف الكتاب او السنة المشهورة مردود باطل ليس بعذر اصلاً ....

(و) قول سائلین۔ جس عورت کا شوہر لاپتہ ہوجائے۔ الی آخرہ الکلام فی بحث المفقود

کذب بدورغ کا فروغ میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ سرکار اعلیٰ حضرت کا سرکار مفتی اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہما کے فتوؤں میں تطابق ظاہر ہے۔ دونوں میں کوئی منافات نہیں۔ پھر بھی سائلین صاحبان اپنے آقاؤں کی

طرح دروغ کو فروغ دینے میں کسل سے کام نہیں لے رہے ہیں۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین اگر سچے ہیں تو دونوں فتوؤں میں منافات بتائیں، تباین ظاہر کریں۔ تناقص کی بیخ نکال کر سمجھائیں۔ تضاد کا طوطا اڑائیں تو جانیں کہ واقعی سائلین حضرات میں کچھی علمی خوبو ہے۔ یا فقط بھانٹ کے گھوڑے کی طرح ہنہنانا جانتے ہیں اور قوم مسلم میں انتشار وافتراق کی جال بچھانے میں کامرانی سمجھتے ہیں۔ اور بس!

(ز) ایسے ہی سائلین صاحبان نے تحریر کیا ہے کہ علما کے درمیان علمی اختلاف ہر دور میں ہوا ہے اور ہوتا رہیگا لیکن علمی اختلاف کی وجہ سے کسی کو گمراہ نہیں کہا جاسکتا ہے۔ واہ رے سائلین صاحبان تف ہے آپ حضرات کی متوں پر، مجھے بتائیے کہ کیا علمی اختلاف کی وجہ سے اہلسنت وجماعت سے خارج فرقے مثلاً وہابی، دیوبندی، نیچری اور قادیانی وغیرہ کو کافر ومرتد کہا گیا ہے، تو آپ حضرات گمراہ کہنے سے بھی گریز فرمائیں گے۔ یہاں بھی سائلین صاحبان کو دھوکا ہوا اور مثال میں لاؤڈ اسپیکر سے نکلنے والی آواز اصلی یا غیر اصلی کو پیش کیا، حالانکہ لاؤڈ اسپیکر خود ایک جدید آلہ اور اس آلہ سے نکلنے والی آواز اصلی یا غیر اصلی خود متکلم فیہ محتاج تحقیق۔ لاؤڈ اسپیکر کی صناعت کی تدقیق اولاً دشوار وصعوبت کش۔ ابتدا میں مفتی سید افضل حسین علیہ الرحمہ نے اپنے طور پر جواز اقتدا کی تحقیق پیش کی اور سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے فطرت فقہ کی بنا پر اپنی تحقیق میں غیر آواز متکلم قرار دیا اور عدم جواز کی تحقیق پیش فرمائی۔ پھر جب مفتی سید افضل حسین نے دیکھا کہ جمہور علما سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے متبع ہوئے تو اخیر عمر میں مفتی سید افضل حسین اور ان کے تلمیذ رشید مفتی محمد جہانگیر اعظمی علیہما الرحمہ نے رجوع الی الحق فرمایا۔ (فتاویٰ برکات مصطفی ص ۱۷۱)

سائلین صاحبان سماعت فرمائیے! جو جدید مسئلہ ہو اور قدیم ومستحکم اصول کی بنیاد پر نہ ہو تو اسے ظنیات محتملہ کہتے ہیں اور اس کے قائل اور عامل پر گمراہ ہونے کا حکم نہیں دیا جاتا ہے۔ بلکہ جو ضروریات اہلسنت سے ہوتا ہے اس پر گمراہ یا گمراہ گری کا فتویٰ صادر کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے چلتی ریل پر نماز کا مسئلہ (حصہ دوم ص ۱۶ار۱۷ار) اسی لئے سرکار مفتی اعظم ہند نے بیعت واجازت سے خارج نہیں کیا اور آپ حضرات نے

یہ لکھا ہے کہ اختلاف کے باجود آپ کو اپنی اجازت وخلافت سے بھی نوازا وغیرہ وغیرہ۔حالانکہ ارادت وخلافت اور جامعہ منظر اسلام کی تدریسی خدمات پر معمور اور دارالافتاء منظر اسلام کی فتویٰ نویسی مستقلاً پہلے ہی سے تھی اور نیابت افتا کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا کیونکہ مفتی صاحب منظر اسلام میں تھے اور مرکزی رضوی دارالافتا سرکار مفتی اعظم قدس سرہ کا تھا۔اس کی نیابت مفتی شریف الحق صاحب امجدی کرر ہے تھے۔اس لئے ان کو نائب مفتی اعظم کہا گیا۔ہاں لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر نماز کے جائز کہنے کے چھ ماہ بعد بنگلہ دیش ہوتے ہوئے پاکستان تشریف لے گئے۔اور پھر آخر سانس تک کوئی جواز کا فتویٰ نہیں دیا بلکہ رجوع فرمالیا تھا۔جیسا کہ فتاویٰ برکات مصطفی میں مذکور ہے۔

(ح) آپ حضرات نے حنفیوں،شافعیوں کا اختلاف سر کے مسح کے تعلق سے تحریر کیا ہے۔ایسی ہی ھدایہ اور طحاوی کے حوالے سے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بے شمار مسائل میں اختلاف سوال میں درج کیا ہے نیز حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت اور شریعت محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء کے اختلافی مسائل بھی رقم فرمائے ہیں۔ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں،کہ وہ سب اختلافات ایسے ہی ہیں۔جیسے امیر الیاس قادری،مفتی نظام الدین مبارکپوری،مولوی اسید الحق بدایونی،اور مولوی ظفرادیبی مبارکپوری کے اہلسنت وجماعت سے اختلافات ہیں؟

(ط) نیز آپ حضرات نے تحریر فرمایا ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کی جانب بدون تحقیق کبیرہ گناہ کی نسبت حرام ہے یقیناً یہ صحیح اور درست ہے۔لیکن جب تحقیق ہو تو کیا اس صورت میں بھی کبیرہ گناہ کی نسبت حرام ہے؟ یہ کس کتاب میں ہے؟اور جاندار کی تصویر کو جائز کہنے والا بھی گناہ کبیرہ کا مرتکب نہیں ہے؟

(ی) کیا آپ حضرات کے نزدیک خرق اجماع مجتہدین کرنے والا گناہ کبیرہ کا بھی مرتکب نہیں تو پھر یہی کہا جاسکتا ہے کہ آپ حضرات اہلسنت وجماعت سے ہٹ کر ایک نئی شریعت کی تلاش میں ہیں؟معاذ اللہ رب العلمین

(ک) مزید آپ حضرات نے فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ "بلا وجہ شرعی کسی مسلمان جاہل کی بھی

تحقیر حرام قطعی ہے'' بالکل صحیح و درست ہے لیکن وجہ شرعی ہو تو کیا پھر بھی آپ حضرات کے نزدیک تحقیر حرام قطعی ہے؟ اس پر کیا دلیل ہے؟ فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۲۳ رص ۱۷ میں ہے کہ تفریق جماعت اور ترک جماعت دونوں حرام ہے۔ یقیناً صحیح اور درست ہے۔ لیکن آپ حضرات یہ تو بتائیں۔ کہ ما انا علیہ و اصحابی کی تشریح مسلک اہلسنت و جماعت سے کی گئی ہے اور اسکی تشریح موجودہ دور میں مسلک اعلیٰ حضرت سے کی گئی ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت بر بنائے عقائد سواد اعظم کا دوسرا نام ہے۔ ارشاد رسول پاک صاحب لولاک ﷺ ہے علیکم بالسواد الاعظم ،تو جو لوگ مسلک اعلیٰ حضرت سے الگ ہو کر نئی نئی جماعت کی داغ بیل ڈال رہے ہیں اور نئے نئے اکٹینگ اور کرتب سے اہلسنت کے علما و عوام میں انتشار کی آگ بھڑکا رہے ہیں۔ اسی وجہ سے سواد اعظم کے علماء، خطبا اور مفتیان کرام روک لگا رہے ہیں۔ اسپر آپ حضرات کو خوش ہونا چاہیے کہ اصل جماعت "ما انا علیہ و اصحابی " ہے۔ اسی اصل جماعت کی دعوت دے رہے ہیں۔

(ل) آپ حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ'' جاہل کو سنی عالم پر اعتراض کا حق نہیں پہنچتا''۔ بیشک صحیح و درست ہے۔ لیکن آپ کے امیر دعوت اسلامی شریعت کی روشنی میں عالم ہی نہیں ہیں۔ کیونکہ الملفوظ شریف ص ۶ ر میں ہے۔ کہ عالم کی تعریف یہ ہے کہ'' عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مستقل ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے، بغیر کسی کی مدد کے'' اس تعریف کی بنا پر بہت سے مبلغین بھی عالم نہیں ہیں اور غیر عالم کو وعظ کہنا حرام ہے۔ الملفوظ شریف حصہ اول ص ۵ ر تو اب ایسی صورت میں کوئی نئی جماعت بنا کر امیر بنے اور جاہلوں کو مبلغ بنائے ،تو ان جاہلوں کی تبلیغ سے قوم مسلم کو کتنے نقصانات کا سامنا کرنا پڑیگا، آپ حضرات خود سمجھ سکتے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ شریف میں یہ ضرور ہے کہ مسلمانوں میں بلا وجہ شرعی فتنہ و اختلاف پیدا کرنا نیابت شیطان ہے۔ اور یہ بھی ضرور ہے، فتنہ سوئی ہوئی خرابی ہے، جو اسکو جگائیگا اس پر اللہ کی لعنت۔ اب سنیے امیر دعوت اسلامی نے پہلے تو ٹی وی کو توڑ وایا۔ اس

لئے کہ اسمیں لعنت والی چیز جاندار کی تصاویر ہوتی ہیں۔اور اب مدنی چینل بنا کر، خود لعنت بنکر، مٹک مٹک کر، اپنی تصویر کو جائز سمجھ کر دکھاتے ہیں۔جیسا کہ بعض حضرات کا بیان ہے، کہ وہ ٹی وی وغیرہ میں تصویر مان کر ایسا کر رہے ہیں۔جبکہ امیر الیاس عطاری پر غیر عالم دین ہونے کی وجہ سے تبلیغ دین نہ فرض ہے نہ واجب، نہ سنت مؤکدہ نہ مستحب۔بلکہ علمائے ربانیین کے فتاویٰ پر غیر عالم دین کو عمل کرنا فرض ہے۔تو فرض کو چھوڑ کر حرام کام میں ڈٹے ہوئے ہیں۔

(م) آپ حضرات نے جو یہ لکھا ہے کہ ہمارے بزرگوں کی کتاب میں آج بھی لکھا ہوا موجود ہے کہ ہمارے ائمۂ عظام بلکہ صحابۂ کرام بے شمار مسائل میں پہلے ناجائز فرماتے پھر اس سے رجوع فرما کر جائز کہتے وغیرہ وغیرہ۔تو کیا دعوت اسلامی کے امیر و مبلغین امام اعظم، امام شافعی، امام مالک، امام احمد یا صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے علم واجتہاد میں مماثل ہیں؟ اگر ہیں تو صاف صاف لکھ دیجئے۔اور اعلان کر دیجئے۔آپ حضرات نے ائمۂ عظام اور صحابۂ کرام کی مثال پیش کر کے قوم مسلم کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔اس سے بھی توبہ ورجوع کیجئے۔۔۔۔۔۔

اور امیر دعوت اسلامی اور مبلغین کو بھی مدنی چینل کی تصویر کو جائز کہنے سے توبہ ورجوع کرائیے اگر واقعی وہ ٹی وی، اور ویڈیو میں تصویر مانکر جائز کہہ رہے ہیں، تو گمرہی میں شک وریب بھی نہیں ہے۔

(ن) سائلین حضرات! آپ لوگوں کے دلوں میں اگر مسلک اعلیٰ حضرت سے حسد اور نفرت نہ ہوتی تو اس قسم کی بے تکی باتوں سے ضرور اجتناب کرتے کیونکہ مسلک اعلیٰ حضرت ہی وہ واحد جماعت وتحریک ہے۔ کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں بلکہ کروڑوں بلکہ اربوں انسان آج بھی صراط مستقیم پر گامزن ہیں اور بد مذہبیت اور گمراہیت سے دور ہیں۔اب آپ حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ فرضی بکر کی مذکورہ باتوں میں کونسی بات صحیح ہے؟ اور کونسی بات شریعت سے ہٹ کر ہے؟ آپ حضرات اسی جواب میں ملاحظہ کر لیں۔

سوال (۴۴) بکر کا کہنا ہے ہر اعمامہ پہننا بھی رسول پاک ﷺ سے ثابت ہے اگر چہ دوسرے رنگ کے

بھی آپ ﷺ نے عمامہ پہنے ہیں ۔حضرت فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی کتاب ضیاء القلوب ص ۴ کے حوالے سے فرماتے ہیں ''کہ حضور اکرم ﷺ کی دستار (عمامہ مبارک) اکثر سفید اور کبھی سیاہ اور کبھی سبز ہوتی تھی اور تفسیر خازن جلد ۲ ص ۱۵۴ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ یوم بدر ملائکہ کی نشانی سفید عمامے اور حنین کے دن سبز عمامہ تھی'' (سبز عمامہ کا جواز ص ۱۴)

اگر کسی مسلمان نے سنت کی ادائیگی کی نیت سے زندگی بھر ایک ہی رنگ کا عمامہ باندھا تو بھی از روئے شرع سنت ادا ہو جائیگی اور اس کو ضرور ثواب ملے گا کیونکہ ثواب کے لئے کسی بھی حدیث میں مختلف رنگ کے عمامے باندھنے کو شرط نہیں قرار دیا ہے ۔جامعۃ الرضا بریلی شریف اور دار العلوم غوث اعظم پور بندر میں طلبہ کے لئے درسگاہ کے وقت سفید لباس کے ساتھ ساتھ سیاہ یا مثل سیاہ رنگ کا عمامہ شریف باندھنا لازم ہے شرعاً کوئی یہ فتویٰ نہیں لگا سکتا کہ ان طلباء کو ایک ہی رنگ کا عمامہ باندھنے کی وجہ سے سنت پر عمل کرنے کا ثواب نہ ملے گا اور نہ ہی کسی کو یہ اعتراض کا حق ہوگا کہ یہ طلباء وغیرہ سنت کی ادئیگی کے لئے کبھی کبھی سبز اور سفید عمامہ کیوں نہیں پہنتے؟

اصل ہے عمامہ باندھنا ادائیگی سنت کی نیت سے رنگ چاہے جو بھی ہو ۔امام بخاری علیہ الرحمہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں ''تو جو چاہے کھا اور جو چاہے پہن جب تک دو باتیں نہ ہوں اسراف اور تکبر (بہار شریعت حصہ ۱۶ الباس کا بیان) اور امام ترمذی نے ابو رمثہ تیمی سے روایت کی ہے کہ میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا حضور ﷺ دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے (مذکورہ حوالہ) جیسے اس حدیث پاک کو لیکر کوئی یہ اعتراض نہیں کر سکتا کہ ادائیگی سنت کے لئے سارے علما بلکہ سارے مسلمان کبھی کبھی ہرا لباس کیوں نہیں باندھتے؟

ایک ہی رنگ کا عمامہ پہننے کو جو منع کرے اس پر واجب ہے کہ منع پر شرعی ثبوت پیش کرے فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۵۲۶ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جو شخص جس فعل کو ناجائز یا حرام یا مکروہ

کے اس پر واجب ہے کہ اپنے دعویٰ پر دلیل قائم کرے اور جائز ومباح کہنے والوں کو ہرگز دلیل کی حاجت نہیں کہ ممانعت پر کوئی دلیل شرعی نہ ہونا یہی جواز کی دلیل کافی ہے۔

ہم سنیوں پر ضروری ہے کہ جس چیز کی نسبت حضور ﷺ کی طرف ہو جائے اس کی عزت کریں توہین نہ کریں جیسا کہ سنا جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ایک دعوت میں سب کے حصہ کی ککڑی تناول فرما گئے کسی نے پوچھا آپ تو کم کھاتے ہیں آج آپ نے سب کے حصہ کی ککڑی کھائی؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ درحقیقت ککڑی کھانا سنت ہے یہ ککڑی کڑوی تھی مجھے گوارہ نہ ہوا کہ جس کی نسبت سنت کی طرف ہو جائے اس کو لوگ تھوتھو کر کے پھینک دیں، اس لئے میں سب کے حصہ کی کڑوی ککڑی کھا گیا۔ دیکھئے کڑوی ککڑی کھانا سنت نہیں مگر کڑوی ککڑی صرف میٹھی ککڑی کے مشابہ ہونے کی وجہ سے اس کا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کیسا ادب کیا۔

عمامہ باندھنا رسول پاک ﷺ کی سنت ہے اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ایک حدیث پاک بیان کرتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس خوش نصیب نے میری سنت کو اس وقت تھاما کہ جب میری امت میں فساد پھیل گیا تو اسے سو شہیدوں کا ثواب عطا ہوگا (فتاوی رضویہ ج ۲۴ ص ۲۰۳)

مسلمانوں کے اچھے کاموں پر نہ بدگمانی جائز نہ دلوں پر حکم لگانا جائز۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ہمیں شق قلوب وتطلع غیوب اساءت ظنون کا حکم نہیں۔ (فتاوی رضویہ ج ۲۴ ص ۱۴۸)

آگے کا ایک دل ہلا دینے والا شرعی حکم پڑھنے سے پہلے اس حکم کو بغور سمجھ لیں فتاوی رضویہ ج ۱۲ ص ۴۰۳ میں ہے۔ ''ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ فرماتے ہیں جو کسی مسلمان کی نسبت یہ چاہے کہ اس سے کفر صادر ہو وہ کفر کرے یا نہ کرے یہ بھی کافر ہو گیا کہ مسلمان کا کافر ہونا چاہا۔ اس سے پتہ چلا کسی مسلمان کے بارے میں یہ تمنا نہیں ہونی چاہئے کہ اس پر کفر کا فتویٰ لگ جائے اللہ تعالیٰ اس سے بچائے

اب پڑھیئے بہار شریعت حصہ اول ایمان وکفر کے بیان میں ہے کعبہ معظمہ کی توہین اور کسی سنت کو

ہلکا بتانا یہ باتیں یقیناً کفر ہیں اور فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۸۰ (غیر مترجم) میں ہے مسلمانوں کے عمامے قصداً اتروادینا اور اسے ثواب نہ جاننا قریب ہے کہ ضروریات دین کے انکار اور سنت قطعیہ متواترہ کہ استخفاف (ہلکا سمجھنا) کی حد تک پہونچے، ایسے شخص پر فرض ہے کہ اپنی ان حرکات سے توبہ کرے اور ازسر نو کلمہ اسلام پڑھے اور اپنی عورت کے ساتھ تجدید نکاح کرے۔ اور فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۲۲۹ میں ہے جو کلمہ کفر کہے دوسرا اس پر ہنسے (یعنی راضی ہو اور انکار نہ کرے) دونوں کافر ہو جائے اور اگر کوئی واعظ (مقرر) کلمہ کفر بولے لوگ اسے قبول کرے تو سب کافر ہو۔

جام نگر (دعوت اسلامی کے خلاف والے پروگرام) میں بہت سے علما اور عوام کے سامنے سید سراج اظہر صاحب نے اپنی تقریر میں کہا اپنے ہاتھ سے پگڑا باندھنے والے ظالمو! عمامہ اتار کر پھینک دو پگڑا اتار کر پھینک دو، یہ تمہارا عمامہ نہیں، یہ تمہاری جماعت کا سمبول ہے (معاذ اللہ) اور ہمدانی صاحب ہرے عمامہ والوں کو "ہرے طوطے" اور سفید عمامہ والوں کو "سفید کبوتر" کہے اور بعض حشمتی حضرات کہتے ہیں ہمیں پگڑا پگڑوں کی ضرورت نہیں وغیرہ! اور اس پروگرام کے بعد مسلمانوں کے عماموں کو جبراً اتروایا اور سنت رسول کی طرح طرح سے توہین کی گئی۔

ان تمام باتوں کے پیش نظر بکر کا کہنا ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اپنے ماننے والوں کو سنت رسول اللہ ﷺ کو زندہ کرنے اور ان کا ادب کرنے کی تعلیم دیتے رہے اور یہ لوگ عمامہ کی سنت کو زندہ تو نہ کئے بلکہ جو عمامہ پہنتے تھے ان کے سروں سے جبراً عمامہ اتروادیا اور طرح طرح سے توہین کی۔ لہٰذا جن لوگوں نے یہ خلاف شرع کام کیا اور جو جو اس پر راضی رہے ان سب کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے مذکورہ فتاویٰ کے مطابق توبہ کر کے پھر سے کلمہ پڑھ کر نئے سرے سے نکاح کرنا ضروری ہے اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے فتاویٰ کے مطابق یہ لوگ اپنا اور عوام کا ایمان بچاتے نہیں ہیں بلکہ ایمان برباد کرتے ہیں۔

بکر اپنی ان باتوں میں کہاں تک صحیح ہے؟ باحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔

جواب(۲۴)بیشک عمامہ شریف رسول پاک ﷺ کی سنت کریمہ ہے۔اس میں کوئی شک نہیں جیسا کہ سوال نما جواب میں موجود ہے۔لیکن ایک ہی رنگ کا عمامہ جماعت کیلئے متعین کرلینا اور جماعتی علامت بنالینا یا کسی شخص کا ذاتی علامت بنالینا جو دوسرے سے ممتاز کردے مذموم ومکروہ ہے۔بہار شریعت حصہ ۱۶ر لباس کا بیان ص ۴۱۵ر جلد سوم مطبوعہ مکتب المدینہ میں ہے اگر اسکو اپنا ذاتی تشخص و امتیاز مقصود ہو(خواہ لباس ہو یا رنگ)تو یہ مذموم ہے۔(یعنی برا ہے اسی کو تو مکروہ کہتے ہیں)اور مشکوٰۃ المصابیح باب علامۃ بین یدی الساعۃ ص ۴۷۷ر میں ہے۔عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ ﷺ یتبع الدجال من امتی سبعون الفاً علیہم السیجان رواہ فی شرح السنۃ. یعنی ابوسعید خدری سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار افراد دجال کی اتباع کریگا۔(یعنی دجال کے نقش قدم پر چلیگا)جن لوگوں پر سبز رنگ کی چادریں ہونگیں۔اس حدیث کو شرح السنہ میں بیان کیا ہے۔لہٰذا دعوت اسلامی کا سبز رنگ کا دوپٹہ مثل چادر اوڑھنا اور سبز رنگ کے عمامہ کو اپنا جماعتی علامت ونشان قرار دینا تشبہ ومذموم ہونے کیوجہ سے مسلک اعلیٰ حضرت کے حاملین مفتیان کرام وواعظین اپنا فرض منصبی نبھاتے ہوئے اسٹیج پر بھی تردید کرتے ہیں۔کہ ایک ہی رنگ کا عمامہ جو دوسروں سے ممتاز کردے اور تشخص پر دلالت کرے،مباح نہیں ہے۔اسی وجہ سے علامہ عبدالستار ہمدانی صاحب اور مولانا سید سراج اظہر صاحب نے جام نگر میں اپنی تقریروں کے دوران جو کہا،صحیح ہے۔بہار شریعت میں مندرج مسئلہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث شریف کے مطابق کہا۔ان دونوں کا سنت رسول پاک ﷺ کی توہین وتنقیص کرنا ہرگز مقصود نہیں۔بلکہ شریعت کی اتباع پر تنبیہ کرنا مقصود ہے۔

سوال(۲۵)بکر کا کہنا ہے کہ جو دعوت اسلامی والوں کو صلح کلی کا فتویٰ دیتے ہیں وہ خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں بعید نہیں ہے کہ ایسے لوگ کفر وضلالت کی وادی میں گر کر عذاب نار کے حقدار ہو جائیں مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۳ر میں ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ لوگ ایسے کو مفتی اور قاضی بنا

لیں گے جن کو علم نہ ہوگا پھر اس سے مسئلہ پوچھا جائیگا تو بغیر علم کے فتویٰ دیں گے اس کی وجہ سے خود بھی گمراہ ہونگے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ر ص ۴۵۸ ر میں ہے کہ تم میں سے جو فتویٰ دینے میں زیادہ جرأت کرے گا وہ جہنم میں جانے میں زیادہ جرأت مند ہوگا۔

صلح کلی اس کو کہتے ہیں جو وہابی کے عقیدے کو بھی صحیح کہے شیعہ اور دیوبندی وغیرہ فرق باطلہ کے عقیدے کو بھی صحیح کہے اور جو مسلمان ان کے کفری عقیدہ کو صحیح کہے وہ تو کافر ہو جاتا ہے اب دعوت اسلامی کی کسی بھی کتاب یا بیان وغیرہ سے ایسا شرعی ثبوت دیں جس سے ثابت ہوتا ہو کہ دعوت اسلامی والے وہابی کے عقیدے کو بھی صحیح کہتے ہوں، شیعہ کے عقیدے کو بھی صحیح کہتے ہوں وغیرہ

جواب نمبر (۴۵) بکر نے مشکوۃ شریف ص ۳۳ ر پر موجود ایک حدیث پاک کا مفہوم پیش کیا ہے کہ لوگ ایسے کو مفتی اور قاضی بنالیں گے جن کو علم نہ ہوگا، پھر ان سے مسئلہ پوچھا جائیگا۔ تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دینگے۔ جسکی وجہ سے خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے، آج ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا جا رہا ہے کہ دعوت اسلامی میں شامل افراد نے ایسے شخص کو اپنا امیر بنالیا ہے جو خود عالم نہیں ہے۔ اور بے علم امیر مدنی چینل میں تصویر کے جواز کا فتویٰ دے کر اور قسم قسم کے خواب گڑھ گڑھ کر لوگوں کو گمرہی کی طرف لیجا رہے ہیں۔ اور فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ر ص ۵۵۸ ر کا جو آپ لوگوں نے حوالہ پیش کیا ہے۔ کہ تم میں سے جو فتویٰ دینے میں زیادہ جرت کریگا۔ وہ جہنم میں جانے میں زیادہ جرت مند ہوگا۔

کیا سائلین حضرات یا بکر پر فتاویٰ رضویہ میں درج شدہ حکم صادق نہیں آ رہا ہے؟ کہ خود ہی استفتاء کرنے والوں میں شامل ہے اور مفتی بنکر غلط حکم بھی خود ہی عائد کر رہے ہیں۔ یہ کس کتاب میں ہے کہ صلح کلی اسکو کہتے ہیں جو وہابی عقیدوں کو بھی صحیح کہے، شیعہ اور دیوبندی وغیرہ فرق باطلہ کے عقیدوں کو بھی صحیح کہے۔ اور جو مسلمان ان کے کفری عقیدہ کو صحیح کہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ تو جب کافر ہو جاتا ہے، تو آپ حضرات نے کیسے لکھا؟ کہ جو دعوت اسلامی والوں کو صلح کلی کا فتویٰ دیتے ہیں وہ خود بھی گمراہ ہیں۔ اور دوسرے کو بھی

گمراہ کہتے ہیں۔ وہ تو گمراہ ہی نہیں کافر ہو جاتا ہے۔ صلح کلی کی جو تعریف آپ حضرات نے کی ہے وہ کس کتاب میں ہے؟ صلح کلی فی العقائد اور صلح کلی فی العمل میں آپ حضرات کے نزدیک کوئی فرق ہے یا نہیں؟ اور جو مسلک اعلیٰ حضرت سے علیحدہ نئی جماعت بنائے وہ صلح کلی کیوں نہیں ہے؟ اس کی دلیل کیا ہے؟

سوال (۲۶) بکر کا کہنا ہے کہ دعوت اسلامی کی بنیادی اصول میں جو یہ بات ہے کہ رد نہ کیا جائے اور رد وابطال کا کام علما کے سپرد کر دیا جائے اس اصول میں دعوت اسلامی والے برحق ہیں مخالفین اس بات کو لے کر دعوت اسلامی والوں کو جو برا بھلا کہتے ہیں فتویٰ بازی کرتے ہیں وہ سخت گنہ گار ہیں جس کو پورا علم نہ ہو وہ فتنہ زیادہ کرتا ہے خاص اس مدعا کو لیکر کبھی تاج الشریعہ صاحب نے کوئی فتویٰ لگایا ہو یا برا بھلا کہا ہو ایسا ثبوت ان کی طرف سے نہیں مل سکتا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ رد وہابیہ کے لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کیا شرائط رکھے ہیں؟ تو وہ ہرگز نہ بتا سکیں گے۔ مخالفین ایک طرف تو دعوت اسلامی والوں کو تو جاہلوں کی جماعت کہتے ہیں اور ان کے امیر کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کو اردو پڑھنے بھی نہیں آتا اور دوسری طرف یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ رد وہابیہ کیوں نہیں کرتے؟

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے رد کو ضرور فرض فرمایا ہے لیکن فرض عین نہیں فرمایا کہ جاہل کو بھی رد کرنا فرض ہو بلکہ جاہل کو رد کرنے سے بچنے کا حکم دیا ہے دیکھئے الملفوظ چہارم ص ۳۲۲ رمیں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں پہلے تلوار تھی رد کی ضرورت نہ تھی تلوار کے ذریعے سے سارا انتظام ہو سکتا تھا اب کے ہمارے پاس سوائے رد کے کوئی علاج نہیں رد کرنا فرض ہے۔ اسی صفحہ میں ہے کہ رد کون کر سکتا ہے؟ اس کے بارے میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جو تمام فنون کا ماہر ہو (تفسیر حدیث، فقہ وغیرہ) تمام پیچ جانتا ہو پوری طاقت رکھتا ہو تمام ہتھیار پاس رکھتا ہو اس کو بھی کیا ضروری ہے کہ خواہ مخواہ بھیڑیوں کی جنگل میں جائے۔ ہاں اگر ضرورت آپڑے تو مجبوری ہے اللہ پر توکل کر کے ان ہتھیاروں سے کام لے۔ اور الملفوظ ص ۳۲۱ میں ہے ”ناقص بلکہ کامل کو بھی بلا ضرورت بد مذہبوں کی کتابیں دیکھنا ناجائز ہے کہ انسان ہے ممکن

ہے کوئی بات معاذ اللہ دل میں جم جائے اور ہلاک ہو جائے امام حارث محاسبی نے بدمذہبوں کے رد میں یہ کتاب تصنیف کی اور وہ بدمذہبوں کے رد میں پہلی تصنیف تھی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کلام کرنا چھوڑ دیا کہا مجھ سے کیا خطا ہوئی میں نے ان کا رد ہی تو کیا ہے فرمایا کیا ممکن نہیں ہے کہ تم نے جو کلام بدمذہبوں کا نقل کیا ہے کسی کے دل میں جم جائے اور وہ گمراہ ہو جائے۔

دعوت اسلامی عوامی تحریک ہے ان میں رد کے یہ شرائط نہیں پائے جاتے ہیں اس لئے رد نہیں کرتے ہیں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جن وہابیوں وغیرہ کو کافر اور گمراہ کہا ہے ان کو اگر دعوت اسلامی والے کافر و گمراہ نہیں مانتے ہوں تو ضرور قابل گرفت پہلو تھا بدمذہبوں کے پیشوا کو دعوت اسلامی والے گمراہ نہ مانتے ہوں تو اس کا شرعی ثبوت دیں اور باثبت یعنی (Possitive) انداز میں ہمارے عقائد کا ثبوت مثلاً علم غیب، حاضر و ناظر، عظمت انبیاء و اولیاء، ان سے مدد طلب کرنا وغیرہ، قرآن و حدیث اور واقعات کی روشنی میں دعوت اسلامی کی کتابوں میں جگہ بہ جگہ ان کو پڑھا جا سکتا ہے۔ بکر ان باتوں میں کہاں تک صحیح ہے، بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔

جواب نمبر (۲۶) دعوت اسلامی کے جاہل مبلغین خود رد نہ کریں، کیونکہ یہ ان کا منصب نہیں لیکن آپ حضرات یہ بتا سکتے ہیں کہ دعوت اسلامی کی کسی اجتماع میں آج تک کسی عالم ربانی کو مدعو کر کے وہابیوں، دیوبندیوں، وغیرہ وغیرہ کی رد کرائی گئی ہو۔ جبکہ مدت ہائے دراز سے بے شمار علما اور عوام یہی کہہ رہے ہیں کہ اگر امیر اور مبلغین میں رد کی صلاحیت و قابلیت نہیں ہے، تو نہ سہی۔ لیکن کبھی کبھی اپنے اجتماع میں کسی عالم ربانی کو بلوا کر رد تو کرائیے۔ لیکن اس کے باوجود فرق باطلہ کا رد نہیں کرایا جا رہا ہے۔ آخر تردید نہ کرانے کی وجہ کیا ہے؟ اسکا جواب سائلین کی گردنوں پر ادھار ہے۔

سوال (۲۷) قرآن وحدیث کی روشنی میں گمراہ کس کو کہتے ہیں؟ نیز دعوت اسلامی والوں کے گمراہ ہونے کا شرعی ثبوت کیا ہے؟ جب کہ تاج الشریعہ ایک کلپ میں فرماتے ہیں کہ دعوت اسلامی اور سنی دعوت اسلامی

دونوں اپنی ہی تحریک ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں لگی ہوئی ہے۔
جواب(۲۷) دعوت اسلامی کے گمراہ ہونے کا شرعی ثبوت ایک تو یہی ہے کہ ٹی وی ویڈیو کے تصویر کو تصویر مان کر جائز قرار دے۔اور مزید شرعی ثبوت ''سرکار کا پیغام عطار کے نام'' کے مطالعہ سے ہو جائیگا کہ اس میں منجرالی الضلالات کیا کیا ہیں؟

سوال(۲۸) بکر کا کہنا ہے کہ کیا آپ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ دعویٰ کر سکتے ہیں آپ اور آپ کے گروپ کے مقررین جیسے حشمتی حضرات وغیرہ کی تقریر میں مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹ کر کوئی بات نہیں۔
جواب(۲۸) حشمتی حضرات کی تقریروں میں مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹ کر کون کونسی بات ہے وہ سوال میں درج نہیں ہے۔آپ لکھ کر بھیجئے تو انشاء المولیٰ تعالیٰ جواب دیا جائیگا۔
سوال(۲۹) بکر کا کہنا ہے کہ جن علماء اہل سنت نے دعوت اسلامی کی تائید کی ہے ان کے بارے میں بغیر شرعی ثبوت کے یہ کہنا کہ وہ بک گئے ان کو تنخواہ ملتی ہے وہ چاپلوس مولوی ہیں وغیرہ ایسا کہنے والے علمائے اہل سنت پر بدگمانی اور تہمت جیسے گناہ کبیرہ کی وجہ سے جب تک اعلانیہ توبہ نہ کرے وہ گنہگار اور مردود الشہادۃ ہے بکر کا یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟
جواب(۲۹) ہمارے پاس شواہد ہیں لہذا بلا وجہ بدگمانی اور تہمت نہیں۔
سوال(۳۰) بکر کا کہنا ہے کہ ہر زمانے میں کچھ وسیع علم والے اور محتاط علماء ہوتے ہیں اور کچھ کم علم والے غیر محتاط علما جو اکثر بغیر تحقیق کے فتویٰ دے کر خطا کر جاتے ہیں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے زمانے میں کسی جگہ ایک مسلمان نے دھوتی پہنی تو ایک مولوی صاحب نے کہا کہ اس کی نہ نماز قبول ہے نہ روزہ،اس سے سلام کلام بھی نہ کیا جائے یہ ہندو ہے،اس پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا(خلاصہ) دھوتی پہننے سے کوئی مسلمان ہندو نہیں ہو جاتا کہ دھوتی غیر مسلموں کا شعار خاص نہیں(خلاصہ فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۰۹)
جو زیادہ علم والا ہوتا ہے وہ کسی طرح کا فتویٰ لگانے میں زیادہ احتیاط برتتا ہے اعلیٰ حضرت علیہ

الرحمہ کی کتابیں سمجھ کر پڑھنے کی جس کو توفیق ملی ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ بدمذہبوں کے پیشوا کی عبارت میں کفر کے بیشمار پہلو ہونے کے باوجود اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اسی احتمال کو ترجیح دیتے جس میں ان پیشواؤں سے کفر کا بچاؤ ہو سکے کیونکہ ایسے مخلص علم والوں کو مخالفین کی تذلیل پیش نظر نہیں ہوتی ہے بلکہ حدیث پاک کا یہ مفہوم پیش نظر ہوتا ہے کہ جس نے مسلمانوں کو کافر کہا اور وہ کافر نہیں تھا وہ کہنے والا خود ہی کافر ہو جاتا ہے اور فاسق کہا وہ فاسق نہ تھا وہ خود ہی فاسق ہو جاتا ہے (مشکوۃ شریف ص ۴۱۱)

فتویٰ میں جب ایسا اخلاص ہو کہ اپنے تو اپنے غیر پر بھی کفر کا فتویٰ دینے میں ہزاروں احتیاط برتتے ہوں تب وہ فتویٰ اور فتویٰ دینے والا مقبول و باا ثر ہوتا ہے۔

بہر حال! وسیع علم رکھنے والے محتاط علمائے اہل سنت مثلاً شیخ الاسلام حضرت مدنی میاں صاحب قبلہ، قاضی عبدالرحیم بستوی علیہ الرحمہ، مناظر اہل سنت مفتی مطیع الرحمٰن رضوی، علامہ خواجہ مظفر حسین علیہ الرحمہ، الجامعۃ الاشرفیہ کے مفتیان کرام، پاکستان کے اکابر علمائے عظام اور بہت سے خلفائے مفتی اعظم ہند وغیرہ تائید کرنے والے علماء کرام گمراہ ہیں یا نہیں؟

تمام سوالات کے جوابات بحوالہ عنایت فرمائیں۔

جواب (۳۰) آپ حضرات کا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ ہر زمانہ میں کچھ وسیع علم والے محتاط علماء ہوتے ہیں۔ جیسے آج کے زمانے میں سرکار تاج الشریعہ مدظلہ کہ انھوں نے دعوت اسلامی کے مبلغین پر صریح طور پر نہ فسق و فجور کا فتویٰ صادر فرمایا، نہ ضلالت و گمرہی کا۔ اور نہ ہی کفر و ارتداد کا بلکہ اب تک یہی فرمارہے ہیں کہ دعوت اسلامی کے مبلغین مسلک اعلیٰ حضرت کے مبلغین نہیں ہیں۔ اگر چہ تاج الشریعہ مدظلہ کا یہ جملہ وسیع الدائرہ ہے۔ اور کچھ کم علم والے غیر محتاط علما جو اکثر بغیر تحقیق کے فتاویٰ دے کر اپنی قابلیت بگھاڑ کر خطا کر جاتے ہیں۔ جیسے مفتی نظام الدین مصباحی مبارکپوری اور ان کے متبعین مولوی حضرات اس میں کوئی شک نہیں کہ شیخ الاسلام جانشین حضور محدث اعظم ہند علامہ مدنی میاں صاحب قبلہ

محتاط علمائے کرام میں سے ہیں۔ایسے ہی قاضی عبدالرحیم صاحب بستوی اور امام علم وفن خواجہ مظفر حسین بہاری علیہم الرحمۃ والرضوان لیکن مفتی مطیع الرحمٰن مضطر اور بعض الجامعۃ الاشرفیہ کے مفتیان کرام علمائے غیر محتاطین میں ہیں۔افسوس ہے کہ آپ حضرات نے محتاط اور غیر محتاط دونوں قسم کے علماء کو سوال میں ایک ہی ساتھ شامل فرمالیا۔اللہ تبارک وتعالیٰ آپ حضرات کو اور جملہ مسلمانان اہلسنت کو ہدایت حق کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔آمین،آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ ۱۲

کتبہ:۔فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

﴿باب الجنائز﴾

عہد نامہ قبر میں رکھنا عذاب قبر سے نجات اور امید مغفرت ہے

مکرمی ومحترمی محترم المقام حضرت مفتی صاحب قبلہ۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں

کیا فرماتے ہیں کہ عہد نامے کی حقیقت کیا ہے؟ عہد نامہ قبر میں کیوں رکھتے ہیں؟ تفصیل کے ساتھ اور دلیل کے ساتھ جواب مرحمت فرمائے۔ فقط والسلام

المستفتی: نفیس احمد رضوی، ماجھری

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

عہد نامہ میت کی پیشانی یا کفن پر لکھنے یا میت کے سینہ پر کفن کے نیچے رکھنے سے عذاب قبر سے نجات اور امید مغفرت ہے۔ اور امام ترمذی نے نوادر الاصول میں روایت کی ہے۔ کہ خود حضور پرنور سید کائنات علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا۔ من کتب هذا الدعاء وجعله بين صدر الميت وكفنه في رقعة لم ينله عذاب القبر ولا يرىٰ منكراً ونكيراً جو یہ دعا پرچہ پر لکھ کر میت کے سینہ پر کفن کے نیچے رکھ دے۔ اسے عذاب قبر نہ ہوگا۔ نہ منکر نکیر نظر آئیں گے۔ اور وہ دعا یہ ہے۔ لا اله الّا اللّٰه واللّٰه اكبر لا اله الّا اللّٰه وحده لا شريك له لا اله الّا اللّٰه له الملك وله الحمد لا اله الا اللّٰه ولا حول ولا قوة الا باللّٰه العلى العظيم تفصیل کیلئے شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا امام احمد رضا قدس

سرہ العزیز کا رسالہ۔ "الحرف الحسن فی الکتابۃ علی الکفن" کا مطالعہ کیجئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ:۔ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
خادم دار الافتاء، دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر آذان دینے کا ثبوت

مکرمی و محترمی محترم المقام حضرت مفتی صاحب قبلہ۔۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے پر۔ کہ جنازے کو دفن کے بعد قبر پر اذان کیوں دی جاتی ہے؟ تفصیل اور دلیل کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی:۔ محمد اقبال احمد رضوی نگلہ (بنگال)

۸۶/۹۲ الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

اذان اسلیئے دی جاتی ہے کہ عدو ایمان، دشمن مسلمان یعنی ابلیس لعین اس وقت ایمان برباد کرنے کیلئے اندرون قبر، پیش میت، فریب دہی کو کھڑا ہوتا ہے۔ منکر نکیر کے سوال "من ربك" پر اپنی جانب اشارہ کرتا ہے، کہ معاذ اللہ میت مسلمان اس شیطان کو اپنا رب بتا دے۔ بخاری شریف جلد اوّل باب الاذان پارہ ۳ رص ۸۵ راور مسلم شریف جلد اول ص ۱۶۷ ر پر ہے۔ کہ اذان کی آواز سن کر شیطان گوز مارتا ہوا مقام روحا تک بھاگتا ہے۔ تو اذان سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ دفع وحشت، رد بلا، فرار شیطان لعین ہے۔ نیز اذان ذکر الٰہی ہے۔ اور ذکر الٰہی سے نزول نور و رحمت اور سرور و اطمینان قلب ہے۔ اس لئے اذان قبر کا مسئلہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے بہت زمانہ پہلے استخراج ہوا۔ اور ہندوستان میں اس مستحب عظیم پر

اوس پڑ گئی تھی۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اسے دوبارہ زندہ فرما کر مسلمانوں پر لطف عمیم فرمایا۔ تفصیل کیلئے "ایذان الاجر فی اذان القبر" رسالہ کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ:۔ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

میت کا ڈولا اٹھاتے وقت کونسی دعا پڑھنی چاہیئے

مکرمی و محترمی محترم المقام مفتی صاحب قبلہ۔۔۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے پر میت کے ڈولے کو اٹھاتے وقت کلمۂ شہادت "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" اس کی حقیقت کیا ہے؟ کس بات کی شہادت دیتے ہیں؟ تفصیل اور دلیل کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں

المستفتی:

محمد شریف الحق (بنگال)

۸۶/۹۲ الجواب بعون الستار الغفار

آپکا یہ سوال ایک مسلمان ہونے کی وجہ سے تعجب خیز ہے۔ کہ ہر مسلمان کلمۂ شہادت جانتا ہے، پڑھتا ہے، ایمان واسلام کی گواہی دیتا ہے۔ مسلمان ہونے کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ پھر بھی آپ پوچھتے ہیں۔ کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟ کس بات کی شہادت دیتے ہیں؟ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم بالجواب

کتبہ:۔ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

جانتے ہوئے دیوبندی، وہابی کی نماز جنازہ پڑھانا کفر ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

دیوبندی، دیوبندیہ، وہابی وہابیہ کی نماز جنازہ قصداً پڑھنا پڑھانا شرعاً کیسا ہے؟ اوران پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ مفصل جواب عطا فرمائیں۔ بینوا وتوجروا۔

المستفتیان:۔ اراکین مسجد قلندر شاہ پارڈی ناگپور۔ ۵ر مارچ ۲۰۰۸ء

۹۲/۸۶ الجواب بعون الملک العزیز الوھاب والیہ المرجع والمآب۔

دیوبندیت ووہابیت خالص کفر وارتداد ہے۔ اس کا مرتکب (دیوبندی وہابی وغیرہ) بسبب اہانت اللہ ورسول جل جلالہ وعلیہ التحیۃ والثناء کافر ومرتد خارج از اسلام ہے۔ بلکہ ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہوکر انہیں مسلمان جاننا کفر خالص ومزیل ایمان واسلام ہے۔ **کما ھو مصرح فی الکتاب المعتمدۃ** مثلاً درمختار وبزازیہ ومجمع الانہر وغیرھا۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں برتقدیر ثبوت دیوبندیت ووہابیت میت، کی نماز جنازہ پڑھنا، پڑھانا، حرام، حرام اشد حرام، بدکام بدانجام ہے۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے **ولاتصل علیٰ احد منھم مات ابدا ولا تقم علیٰ قبرہٖ انھم کفروا باللّٰہ ورسولہ وما توا وھم فاسقون وقال علیہ السلام . ولاتواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تصلوا معھم**

ولا تصلوا علیھم۔ بلکہ جوشخص باوجود اطلاع حال کے دانستہ نماز جنازہ پڑھی اوراس کے لئے استغفار کیا، جب تو اس شخص کو تجدید اسلام ونکاح لازم ہے۔ تفسیرات احمدیہ میں ہے الدعاء بالمغفرة منع مطلقاً فی حق میت الکافر اور فی الحلیة نقلاً عن القرافی واقرئه الدعاء بالمغفرة للکافر کفر لطلبه تکذیب الله تعالیٰ فیما آخبر ھکذا ذکر فی الجزء الرابع من الفتاویٰ الرضویة ۔ وھو سبحنه تعالیٰ اعلم ۔

الجواب صحیح: فقیر محمد ناظر اشرف قادری غفرلہ القوی
خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

کتبہ: محمد محبوب رضا نوری بدر القادری
خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

نماز جنازہ کیوں پڑھی جاتی ہے؟ اور سب سے پہلے کس نے جنازے کی نماز پڑھائی؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ پر

(۱) جنازے کی نماز کیوں پڑھائی جاتی ہے؟ اور سب سے پہلے کس نے جنازے کی نماز پڑھائی؟ تفصیل ودلیل کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔ فقط والسلام

محمد ادریس رضوی، اڑیسہ

الجواب بعون الملک الوھاب

جنازے کی نماز دعائے استغفار ہے اس لئے پڑھائی جاتی ہے اور یہ ظاہری بات ہے کہ شرع مصطفوی میں

سب سے پہلے سیدنا شفیع المذنبین ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ:۔ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

علمائے دین کا آستانہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

(۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں

کہ خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، حضرت علامہ ومولانا خورشید احمد رضوی علیہ الرحمہ کا آستانہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) کیا شرعاً قبرستان کمیٹی کو آستانہ بنانے کی اجازت دینے کا اختیار ہے یا نہیں؟ بینوا وتو جروا۔

المستفتیون (۱) عبد الرؤف رضوی بھاجی منڈی کامٹی

(۲) عبد الرحمن قریشی بھاجی منڈی کامٹی

(۳) محمد تحسین اعجاز۔ اعجاز نگر کامٹی

۷۸۶/۹۲ الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

(۱) جائز ہے۔ علماء، اولیاء اور صلحاء کی قبروں پر قبہ جات، عمارات بنانا، بنوانا، شرع سے ثابت ہے۔ جب اس سے عوام کی نظروں میں تعظیم مقصود ہو، اور لوگ صاحب قبر کو حقیر نہ سمجھیں۔ تفسیر روح البیان پارہ ۱۰ ر اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ کے تحت صفحہ ایک سو چوبیس میں سیدی عبد الرحمن نابلسی کی کتاب "کشف

النور عن اصحاب القبور" کے حوالے سے منقول ہے۔ **فبناء القبّات علی قبور العلماء والاولیاء والصلحاء امرٌ جائزٌ اذا کان القصد بذالک التعظیم فی اعین العامة حتیٰ لا تحتقروا صاحب هذا القبر..** مرقاۃ شرح مشکوۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت ج ۴ رص ۱۵۶ ر میں ہے۔ **قد اباح السلف البناء علی قبور المشائخ والعلماء المشهورین لیزورهم الناس ویستریحوا بالجلوس فیه،**

علماء سلف نے مشائخ اور مشہور علمائے کرام کی قبروں پر عمارات بنانا، بنوانا جائز ومباح فرمایا ہے۔ تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور وہاں بیٹھ کر آرام پائیں۔ یوں ہی شامی جلد ثالث ص ۱۳۴ ر باب دفن المیت میں بھی ہے۔ **وقیل لا یکره البناء اذا کان المیت من المشائخ والعلماء والسادات اه** یعنی میت اگر مشائخ، علماء وسادات کرام میں سے ہے۔ تو ان کی قبروں پر عمارات بنانا، بنوانا مکروہ نہیں ہے، بلکہ جائز ہے۔ درمختار باب الدفن میں ہے۔ پسندیدہ قول یہی ہے کہ مذکورہ اشخاص کے قبور پر عمارات بنانے میں حرج نہیں۔ اور اہلسنت وجماعت میں سلفاً وخلفاً معمول یہی ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم، جان عالمین، شافع یوم النشور علیہ افضل الصلوات والتسلیم، صحابۂ کرام، صحابیات، تابعین، تبع تابعین، **بل من بعدهم الی الاٰن** علماء صلحاء اور اولیائے عظام کے مزارات اور ان پر قبہ جات، عمارات کو جائز ومباح بلکہ مندوب ومستحسن جانتے اور مانتے ہیں، لہٰذا حضرت العلام مولانا الحاج خورشید احمد رضوی نوری علیہ الرحمہ جو سرزمین کامٹی وناگپور ودیگر دیار ہند میں اعرف واعلم علماء میں شمار ہوتے تھے۔ ان کا آستانہ بنانا یعنی ان کی قبر پر عمارت بنانا، بنوانا یقینی وحتمی طور پر درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالجواب وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم بالجواب

(۲) وقف میں شرائط واقف کا اتباع واجب ہے۔ الاشباہ والنظائر نیز درمختار کتاب الوقف فروع فصل میں ہے۔ **شرط الواقف کنص الشارع فی وجوب العمل به** (الاشباہ والنظائر جزء ثانی ص

۱۰۶)اور اگر شرائط وقف معلوم نہ ہوں، تو متولیوں کے عمل درآمد قدیم پر نظر ہوگی۔ کما فی الخیریہ وغیرھا یعنی اس سے قبل اراکین کمیٹی نے کسی کو اجازت دی ہے، تو اس پر نظر کرتے ہوئے جواز کا حکم دیا جائے گا۔۱۲/ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہٗ جلّ مجدہٗ اتم واحکم بالجواب

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

کتاب الصوم والشہادت وصدقۃ الفطر

روزہ کی حالت میں منجن مفسد صوم ہے یانہیں؟

کیافرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں

کہ روزہ کی حالت میں مسواک کرنا تو سنت سے ثابت ہے۔لیکن منجن کرنا جائز ہے یانہیں؟

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس سلسلے میں کیا حکم صادر فرمایا ہے؟ جواب باصواب ضرور عنایت فرمائیں گے۔عین نوازش ہوگی۔فقط والسلام

المستفتی:۔عبدالحلیم نوری۔بھدیسر،بہادرگنج،ضلع کشن گنج(بہار)

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

صورت مسئولہ میں امام اہلسنت مجدد اعظم قدس سرہ،فتاویٰ رضویہ جلد۴/ص۶۱۳/پر مندرج ایک سوال کہ ''روزے میں منجن جو بادام'' کوئلہ وسپاری وگل وغیرہ کا بنتا ہے۔اس کے جواب میں ص۶۱۴/پر فرماتے ہیں کہ منجن ناجائز وحرام نہیں۔جبکہ اطمینان کافی ہو،کہ اس کا کوئی جزء حلق میں نہ جائے گا۔مگر بے ضرورت صحیحہ کراہت ضرور ہے۔درمختار میں ہے۔ **کرہ ذوق شیٔ الخ** (ردالمحتار علی الدرالمختار ج۳/ص۳۵۲)اور فتاویٰ رضویہ ج۴/ص۵۹۷/پر مرقوم ہے۔کہ روزہ میں منجن ملنا نہ چاہئے۔لہٰذا احتیاط اسی میں ہے۔کہ مسواک کا استعمال کریں۱۲/واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ:فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

ابر غبار میں ہلال رمضان کا ثبوت ایک مسلمان عاقل، بالغ مستور یا عادل شخص سے ہو جاتا ہے۔ وہ مرد ہو خواہ عورت

عزت مآب مفتی صاحب۔۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

(۱) چاند کی شہادت دینے والے شاہد (گواہ) عندالشرع کتنے اور کیسے ہوں؟

(۲) کیا کسی ایسے شخص کی شہادت عندالشرع صحیح ہے؟ جس شخص میں مندرجہ ذیل عمل پایا جاتا ہے

(الف) علانیہ جھوٹ بولنا (کسی بات کو کہنا پھر بدل جانا) کہ نہیں، میں نے یہ نہیں کہا؟

(ب) اپنے ذاتی مفاد، وانا کیلئے مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر قوم میں افتراق وانتشار پیدا کرنا۔

(ج) وعدہ خلافی (عہد شکنی) یعنی وعدہ کرنا پھر مکر جانا۔ نہیں، میں نے ایسا وعدہ نہیں کیا۔

(د) قوم کی امانت میں خیانت کرنا۔ پولیس اسٹیشن میں جعلی دستخط کی رپورٹ درج ہے۔

(ہ) ائمۂ کرام وعلماء کی توہین (تذلیل کرنا) (۳) مندرجہ بالا عمل کے عامل شخص سے متعلق جب امام صاحب سے مسئلہ دریافت کیا گیا۔ تو امام صاحب نے جواب دیا کہ وہ شخص کیونکہ مسجد کا صدر ہے اور سنی ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کا ماننے والا ہے۔ لہذا وہ جو چاہے کرے۔ ہمیں یہ نہیں دیکھنا ہے، کہ وہ کیا کرتا ہے یا کیا کہہ رہا ہے۔ بس وہ مسلک اعلیٰ حضرت کو تو مانتا ہے۔ ہمارے لئے یہ کافی ہے۔ ہمارے لئے وہ متشرع ہے۔ اور ہم اس کی شہادت (گواہی) قبول کریں گے۔ وہ سنی ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کو مانتا ہے۔ وہ جو چاہے کرے۔ یہ بات امام مسجد نے کئی مرتبہ کہا۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ۔ کیا مسلک اعلیٰ حضرت کو ماننے کے بعد کیا مندرجہ بالا عمل (الف) تا (ہ) یا بعد کوئی ناجائز وخلاف شرع کام جائز ہو جاتا ہے؟ یا جائز ہو جائیگا؟ اور کیا امام مسجد کا کہنا

(قول) درست ہے؟ کیا مسلک اعلیٰ حضرت کے ماننے کے بعد کوئی شخص جو چاہے کرے۔ عندالشرع یہ جائز ہے؟ از روئے شرع رہنمائی فرما کر مشکور فرمائیں؟ علاوہ ازیں ایسے کہنے والے امام کی اقتداء کا کیا حکم ہے؟ یہ بھی واضح فرمائیں؟ فقط والسلام

المستفتی:۔ وسیم اکرم نوری، منیاری، ٹیڑھا گاچھ، ضلع کشن گنج (بہار)

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک الوھّاب

(۱) صورت مسئولہ میں ابر وغبار میں ہلال رمضان کا ثبوت ایک مسلمان عاقل، بالغ، مستور یا عادل شخص سے ہو جاتا ہے۔ وہ مرد ہو خواہ عورت۔ اور باقی گیارہ ہلالوں کے لئے مطلقاً ہر حال میں ضروری ہے کہ دو مرد عادل، یا ایک مرد، دو عورتیں عادل آزاد جس کا ظاہری اور باطنی حال تحقیق کہ پابند شرع ہیں۔ ضروری ہے۔ اور عادل ہونے کے معنیٰ یہ ہے۔ کہ کم از کم متقی ہو۔ یعنی کبائر سے بچتا ہو۔ اور صغیرہ پر اصرار نہ کرتا ہو۔ اور ایسا کام نہ کرتا ہو جو مروت کے خلاف ہو مثلاً بازار میں کھانا۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ ج ۴/ ص ۵۴۸/ میں ہے کہ "اگر مطلع صاف ہو تو جب تک جماعت کثیرہ شہادت نہ دے۔ چاند کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ رہا یہ کہ اس کیلئے کتنے لوگ چاہئے۔ یہ قاضی پر موقوف ہے غالب گمان ہو جائے، حکم دے دیں گے۔ کما فی الدرالمختار جلد سوم صفحہ ۴۰۹ وعلیہ الاعتماد

(۲) برصدق سائل وصحت سوال ایسے شخص کی شہادت عندالشرع ہرگز ہرگز مقبول نہیں ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا جواب سے ظاہر ہے۔ اور اگر وہ واقعی ائمۂ کرام، علماء دین کی توہین کرتا ہے۔ تو اس کے لئے حکم اور زیادہ سخت اور شدید ہے۔

(۳) سائل کے بیان سے ظاہر ہے کہ امام مسجد مسائل شرعیہ سے ناواقف ہے۔ اور بغیر علم، مسئلہ بیان کرتا ہے۔ اگر واقعی ایسا کرتا ہے۔ تو وہ لائق امامت نہیں۔ امام مسجد کو واجب ہے، کہ اگر مسائل معلوم نہ ہوں، تو

ارشادربانی عزوجل مجدہٗ کے مطابق فَاسْئَلُوْآ اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ [پ ۱۷ر رکوع ۱] پرعمل کرے۔اوراب تک جوانھوں نے بے جاوغیرشرعی صدر کی تائید کی۔اس سے توبہ اوررجوع کرے ارشادربانی ہے وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ [پ ۶ر رکوع ۵] اور بعد توبہ اگرکوئی دیگرشئی مانع امامت نہ ہوتو اس کی امامت میں حرج نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: فقیرمحمدناظراشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضانگرکلمنا ناگپور

صدقۂ فطر کے وزن کی تحقیق کیا ہے؟

۸۶/۹۲ے کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

کہ بعض علماء صدقۂ فطرکاوزن ''ایک کیلونوسوبیس'' گرام بتاتے ہیں۔تحقیق حق کیا ہے؟ جبکہ سنی لوگ ''دو کیلوپینتالیس'' گرام صدقۂ فطرگیہوں نکالتے ہیں۔یااسکی قیمت اداکرتے ہیں۔حضورمفتی صاحب قبلہ مدظلہ العالی ضرورجواب عنایت فرمائیں گے۔مہربانی ہوگی۔

فقط والسلام

المستفتی: امام راغب۔(بہار)

۸۶/۹۲ے الجواب بعون الملک العزیز الوھاب

صورت مسئولہ میں صدقۂ فطرکاوزن ''دوکیلوسینتالیس'' گرام ہی صحیح ہے۔

صدقۂ فطر،کفارات اورفدیہ کے تعلق سے سراج الفقہاء سرکارمفتیٔ اعظم ہندعلیہ الرحمہ کا صادرکردہ فتویٰ

''دوکلو پینتالیس'' گرام یا ''سینتالیس'' گرام عین شریعت مطہرہ کے مقتضاء کے مطابق ہے۔اس میں شک وریب پیدا کرنا اس سے کم یا زیادہ بتانا دین ودیانت کے سراسر خلاف ہے۔

(الف) معادلہ کے زمانہ میں جو اساطین دین تھے، انکی نظر شریعت کے مقتضیات پر عمیق تھی اور علم الحساب سے بھی گہرا لگاؤ تھا۔مثلاً حضور مجاہد ملت ،صدر العلماء میرٹھی، شیر بیشیۂ اہلسنت ،حضور شمس العلماء حضرت مولانا سلیمان صاحب بھاگلپوری، حضرت علامہ عبدالرؤف بلیاوی، نائب مفتیٔ اعظم مفتی شریف الحق، بحر العلوم مفتی افضل حسین، مفتی نظام الدین الہ آبادی وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے بے شمار اکابر ومشائخ نے آنکھیں موند کر۔صدقۂ فطر کی مقدار جدید تول سے ''دوکیلو پینتالیس گرام'' یا ''سینتالیس گرام'' کو یونہی تسلیم نہیں فرمایا تھا۔ بلکہ اپنی فطری صلاحیتوں کی بناء پر تحقیق بازغہ فرمائی تھی، جو عوام وخواص اہل سنت کا معمول قرار پایا تھا۔

(ب) رتی، ماشہ، تولہ، بھر، چھٹانک، سیر وغیرہ کا گرام، کیلوگرام سے تبادلہ کے تعلق سے معادلہ کے زمانہ میں جو قول فیصل علماء محققین نے صادر فرمایا تھا۔اس کے حق وصواب ہونے میں ریب نہیں کیا جاسکتا۔ بخلاف ۵۰/۶۰/ سال کے تغیر زمان کے بعد جو قول کسی قائل سے صادر ہوگا۔وہ غیر محقق اور غیر مرضیٰ عن القبول ہی قرار پائیگا۔

(ج) ارباب حل وعقد کسی مسئلہ کو تسلیم کرنے میں اسی قول کو ترجیح دیں گے۔جسمیں دلائل وبراہین قوی ہونگے، یا جو قول محقق بلا خلاف آغاز معادلہ سے معمولات اہل سنت بن چکا ہوگا۔اسی کو ترجیح دی جائیگی۔ حاشا کلا، مرور زمانہ کی وجہ سے احوال وکوائف کے ہزار تغیرات کے بعد کوئی اجماعی مسئلہ کے خلاف اپنا جوہر علم صرف کرے۔تو وہ قول، معتمد ومستند تو کیا، بلکہ قابل التفات بھی سمجھا نہیں جاسکتا۔

(د) اہل علم اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ ایک حدیث امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کو سند صحیح سے ملی۔ ان کے زمانے تک کوئی ضعیف راوی شامل نہیں۔ اور وہی حدیث امام بخاری وامام ترمذی کو ضعیف

ہوکر ملی۔ مثلاً یوں سمجھئے کہ غیر مقلدوں کا دعویٰ ہے کہ، قرأة الامام له قرأة، حدیث ضعیف ہے، کیوں کہ اسکی اسناد میں جابر جعفی ہے جو ضعیف ہے۔ لیکن وہی حدیث امام اعظم قدس سرہٗ کے نزدیک بالکل صحیح اور اس میں قطعی ضعف کا شائبہ بھی نہیں۔ اسکی وجہ کیا ہے؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ جابر جعفی ۲۳۵ھ میں پیدا ہوئے اور امام اعظم سنہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اور سنہ ۱۵۰ھ میں وصال فرمایا۔ اس وقت تک جابر جعفی باپ کے پشت میں بھی نہیں آئے تھے۔ تو مرور زمانہ کے بعد غیر مقلدین جس کو غلط یا ضعیف کہتے ہیں۔ آپ اسکو تسلیم کرینگے؟ یا پھر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کو؟ جنکا زمانہ سرکار عالمین، شافع یوم النشور ﷺ سے قریب تر ہے۔ تو معلوم ہوا کہ زمانہ کے قرب و بعد کی بنیاد پر جو اختلاف واقع ہوا ہے۔ ترجیح اسی قول کو ہوتی ہے۔ جو اسی عصر میں ہو یا اس سے قریب تر عصر میں کمالا یخفی ۔

مذکورہ بالا معروضات کے بعد امام احمد رضا قدس سرہٗ کے فتاویٰ رضویہ ج ۴ ر ص ۴۹۵ ر کی عبارت ملاحظہ کیجئے۔ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ زیادہ احتیاط یہ ہے کہ۔ جو کے صاع سے گیہوں دیا جائے۔ جو کے صاع میں گیہوں تین سو اکاون روپے بھر آتے ہیں۔ تو نصف صاع ایک سو پچھتر روپے آٹھ آنے بھر ہوا۔

فتاویٰ رضویہ ج ۴ ر ص ۴۹۶ ر پر فرماتے ہیں۔ اس بناء پر بنظر احتیاط و زیادت نفع فقراء۔ میں نے ۲۷ ماہ مبارک ۱۳۲۷ھ کو ایک سو چوالیس روپیہ بھر جو وزن کئے۔ کہ نصف صاع ہوئے۔ اور انہیں ایک پیالے میں بھرا۔ حسن اتفاق کے تام چینی کا ایک بڑا کاسہ گویا اسی پیمانہ کا ناپ کر بنایا گیا تھا۔ وہ جو اس میں پوری سطح مستوی تک آگئے۔ من دون تکویم ولا تقعیر تو وہی کاسہ، نصف صاع شعیری ہوا۔ پھر میں نے اسی کاسہ میں گیہوں بھر کر تولے۔ تو بریلی کے سیر سے پونے دو سیر اور ایک اٹھنی بھر ہوئے۔ یعنی ایک سو پچھتر روپیہ آٹھ آنہ بھر تو یہ وزن گندم ہوا۔ اور اس کا دو چند ۳۵۱ ر تین سو اکاون روپے بھر وزن جو۔

فتاویٰ رضویہ ج ۴ ر ص ۴۹۸ ر پر ہے اسی (۸۰) روپے بھر کے سیر سے اٹھنی بھر اوپر تین چھٹانک دو سیر ہوئے۔ اٹھنی بھر اوپر یعنی دو سیر تین چھٹانک اٹھنی بھر یعنی بھر کا $\frac{1}{2}$ حصہ۔

فتاویٰ رضویہ ج۴ر ص۴۹۶،اور ۶۱۳ر پر ہے

۱۔ماشہ=۸ر رتی

۱۔رتی=۸ر چاول

۱۲۔ماشہ=۱ر تولہ

اورانگریزی روپیہ رائج=۱۱ $\frac{1}{4}$ ماشہ کا ہے۔

فتاویٰ مصطفویہ ج۳ر ص۱۴۱ پر ہے۔۔ا ر تولہ=۱۲ر ماشہ

اورانگریزی روپیہ سوا گیارہ ماشہ کا ہے۔

معادلہ کے قریب ترین زمانہ میں بہار اسٹیٹ گورنمنٹ کی جانب سے علم الحساب المعروف چکرورتی شائع کیا گیا۔اس کے ص۶ر پر ہندوستانی بازاری اوزان اسطرح مرقوم ہیں۔

۱)	۸ر خشخاش=۱ر چاول	۵)	۵ر تولہ=۱ر چھٹانک
۲)	۸ر چاول=۱ر رتی	۶)	۴ر چھٹانک یا ۲۰ر تولہ=ایک پاؤ
۳)	۸ر رتی=۱ر ماشہ	۷)	۸ر چھٹانک یا ۴۰ تولے=آدھ سیر
۴)	۱۲ر ماشہ=۱ر تولہ	۸)	۱۶ر چھٹانک یا ۸۰ تولے=۱ر سیر

اوراسی کتاب کے ص۲۸۶ پر ر سیر، کیلوگرام کے تعلق سے یوں درج ہے۔

سیر	کلوگرام	سیر	کلوگرام
1/	93،/	6/	5،60 =
2/	1،87	7/	6،53 =
3/	2،80	8/	7،46 =
4/	3،73	9/	8،40 =
5/	4،67	10/	9،33 =

میں نے ۱ر سے ۱۰ ر تک اس لئے تفصیل تحریر کردی۔ تاکہ معمولی فرق کو بھی ملاحظہ کرلیں۔ ر ½ گرام کے فرق کو کالعدم قرار دینا یا مساہلتہ ترک کر دینا حساب دانوں کا قدیم طریقہ رہا ہے۔ فتاویٰ رضویہ ج ۴ر میں ۷۹۴ر پر امام احمد رضا قدس سرہ، حضرت شیخ محدث دہلوی علیہ رحمۃ الباری کے بیان کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ۔ بعض جگہ تہائی پیسہ کی کسر کو کہ ڈیڑھ ماشہ ہوئی مساہلتاً ترک فرما دیا ہے یہ اپنی جگہ مسلم ہے کہ۔ تولہ۔ ۱۲ر ماشہ کا۔ اور انگریزی عہد کا روپیہ ۱۱ر ماشے ¼ کا ہے۔ جو پورا ۱۶ آنہ نہیں ہوتا ہے۔ یہ بھی اپنی جگہ مسلم ہے کہ معادلہ سے قبل تولہ اور بھر میں تفریق کی جاتی تھی۔ لیکن جب انگریز کا دور ختم ہوا، تو دھیرے دھیرے تولہ اور بھر ایک ہی معنی میں استعمال ہونے لگا۔ میں نے کشن گنج، بہادر گنج، پٹنہ بہار، کلکتہ اور ناگپور کے پچاسوں سناروں سے ملاقات کر کے اس سلسلہ میں گفتگو کی۔ تو سبھی نے یہی کہا کہ تولہ اور بھر میں پون ماشہ کا فرق ہے۔ انگریز کے دور میں فرق کیا جاتا تھا۔ اب گویا مترادف المعنیٰ میں بولا جاتا ہے۔ تولہ کا وزن پر یورتن تالیکا پر کاشک۔ سادھولال، للن پرشاد صراف۔ باری پتھ باقر گنج پٹنہ میں لکھا ہے۔

۱۱ر گرام = ۱۵ آنہ ڈیڑھ رتی

۱۲/گرام = ایک روپیہ سولہ آنہ = ایک تولہ ڈھائی رتی

ایک رتی کا وزن ناگپور کے ساروں کے قول کے مطابق ۱۸۰/ملی گرام

تو اس حساب سے ایک روپیہ یعنی ۱۶ آنہ سونا = ۱۲ گرام ۴۵۰ ملی گرام ہوگا

اور جو تفصیلات پر یورتن تالیکا پٹنہ میں ہے وہی سب راجندرا جیولرس، سنار پٹی کشنگنج بہار کے چاٹ میں بھی ہے۔ اور بنواری لال ڈونگرمل سونی، بھاجی منڈی اتواری ناگپور مہاراشٹر کے تالیکا کے ص ۴ پر ہے کہ

۱۲ گرام = ایک روپیہ (۱۶ آنہ) = ایک تولہ پونے تین رتی

اس حساب سے ایک روپیہ یعنی ۱۶ آنہ = ۱۲ گرام ۴۹۵ ملی گرام ہوگا

اور علم الحساب چکرورتی کے ص ۱۰۴/ پر ہے۔ ۱/تولہ = وزن ایک روپیہ

اور روپیہ سے مراد انگیریزی عہد کا روپیہ جو 11،664 گرام یا 11،650 گرام ہوتا ہے جس پر ناگپور کے پچیسوں ساروں کا تقریباً اتفاق ہے۔ اور علم الحساب چکرورتی کے ص 686 پر تولہ بمعنی بھر اور گرام سے متعلق اس طرح درج ہے

تولہ یعنی بھر	گرام	تولہ یعنی بھر	گرام
1	11، 66	6	69،98
2	23،33	7	81،65
3	34،99	8	93،31
4	46،66	9	104، 97
5	58،32	10	116،64

ذہن پر زور دیکر فہم و درک کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ۔ تولہ سے کیا مراد ہے، اور بھر سے کیا مراد ہے۔
تو ظاہر ہے کہ روپیہ یعنی 16 آنہ برابر سونا 12 گرام $\frac{1}{۲}$ ر(۲) رتی۔ یا پھر 12 گرام پونے تین رتی کے برابر ہے۔ یہی تولہ سے مراد ہے۔ اور انگریزی دور کا استعمال کردہ بھر اس سے کم۔ اور جہاں علم الحساب چکرورتی (اردو) میں ایک تولہ = ایک روپیہ لکھا ہے۔ وہاں انگریزی عہد کا ۱۱ $\frac{1}{۴}$۔ سوگیارہ ماشے کا روپیہ مراد ہے جو در حقیقت تولہ = ۱۶ آنہ یعنی ایک روپیہ سے کم ہے۔
اور امام احمد رضا قدس سرہٗ اور حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے جہاں تولہ (۱۲) ماشے کا فرمایا ہے اس سے مراد حقیقتاً (۱۶) آنہ سونا ہے۔ جس کی مساوات گرام کے اعتبار سے ۱۲ گرام ۶/۴۴۱ رملی گرام یا ۴۵۰ رملی گرام یا پھر ۱۲ گرام ۴۹۵ رملی گرام یا اسٹیٹ کے اعتبار سے کچھ ملی گرام کا تفاوت ہے۔
ان تمام مقدمات کے بعد امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز کے فتاویٰ رضویہ ج ۴/ص ۴۹۸/ پر مرقوم۔ ۸۰/ کے سیر سے جو مکمل ۵/۷ تولہ ہوتا ہے۔ صدقۂ فطر کی مقدار اسّی روپے بھر کے سیر سے ۲ رسیر ۳/ چھٹانک اٹھنی بھر ہوئے۔ مثبۃ کلیہ کا تحقیقی تجزیہ کریں۔ اور سمجھیں کہ حضور مفتیٔ اعظم ہند اور اکابر علماء کا اجماعی وزن ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟

1/سیر	16/چھٹانک	=80/بھر
	1/چھٹانک	=5/بھر
1/بھر=11،664 گرام	5x11،664 بھر	=58،32 گرام(چکروتی ص۶۸۶)
		1/چھٹانک
گرام	58،32 گرامx16	=933،12 گرام
	چھٹانک	1/سیر
گرام	933،12 گرامx2	=1866،24 گرام
		2/سیر

گرام	3x58،32	=174،96 گرام
	1ر چھٹانک	تین چھٹانک
اٹھنی بھر یعنی 1/2 بھر کا	2÷11،664	=5،832/ اٹھنی بھر
1866،24	174،96+	2047،32
	2047،32	2 کیلو 47 گرام 32 ملی گرام

صدقۂ فطر کی مقدار، جدید تول سے ۲/کیلو ۴۷ گرام ۳۲ رملی گرام برابر ۲ رسیر ۳ ر چھٹانک اٹھنی بھر ہوئے یہی حضور مفتیٔ اعظم کے فتویٰ کا اصل مقصود ہے۔ اسی صورت میں امام احمد رضا قدس سرہٗ کے فرمان کی تصدیق ہے۔ تقریباً اسی پر زمانہ معادلہ کے محققین محتاطین علماء و مشائخ کا اجماع ہے۔ اور یہی معمولات اہل سنت کے مطابق و موافق ہے۔

۱۹۴۹ میں بہار اسٹیٹ کی جانب سے چکرورتی طبع ہوئی اس کے ص ۱۰۰ر اور ۱۰۱ر پر مرقوم ہے۔ ٹرائے وزن یعنی انگریزی جوہریوں کا وزن خاص کر سونا، چاندی اور جواہرات تولنے میں کام آتے ہیں۔

24/ گرین	= ایک پینی ویٹ
20/ پینی ویٹ	= ایک اونس
12/ اونس	= ایک پونڈ
ایک پونڈ ٹرائے	=5760/ گرین

اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۴ر پر ہے۔

1رتولہ	=ایک روپیہ=180 گرین
ایک من	=100ر پونڈ ٹرائے

آکسفورڈ انگلش عربک ریڈرس ڈکشنری ص ۸۲۸ر پر ہے

1رگرین	=0،0648 رملی گرام
180×گرین 0،0648	11،664ر ملی گرام

۲۶۴ء۱۱۔ گرام کا وزن، انگریزی روپیہ رائج الوقت سوا گیارہ ماشے کے مساوی ہے، کیونکہ عقل کا تقاضہ بھی یہی ہے، کہ معادلہ کے بعد جب روپیہ بولا جائیگا یا لکھا جائیگا۔ تو رائج الوقت روپیہ ہی مراد ہوگا۔ اور ٹرائے وزن کو بطریق عمل یوں کہ۔

1رگرین	=0،0648 ملی گرام	
24رگرین	×0،0648 ملی گرام	=1،5552 ملی گرام ایک پینی ویٹ
20 پینی ویٹ	×1،5552 ملی گرام	=31،104 گرام 1راونس
12راونس	×31،104 ملی گرام	=373،248 گرام 1ر پونڈ
100ر پونڈ	×373،248 ملی گرام	=324.8 گرام، 37 کیلو ر 1رمن

اور باعتبار سیر کے یوں

40/سیر	÷100 پونڈ ٹرائے	=ڈھائی پونڈ ٹرائے فی سیر
37324.8	÷40/سیر	=933ء12 گرام فی سیر
37324.8	×2ء5 پونڈ	=933ء12 گرام فی سیر

1/پونڈ ٹرائے =5760 گرین ×0ء0648 ملی گرام 37.324.8

37.324.8 ×2ء5 پونڈ =933ء12 گرام فی سیر کا وزن

اور علم الحساب کے ص 101 پر یہ بھی تحریر ہے کہ ہیرے و دیگر جواہرات کیرٹ سے وزن کئے جاتے ہیں اور کیرٹ کا وزن قریب $\frac{1}{4}$ 3/گرین کے ہوتا ہے جسکا وزن ملی گرام سے 601 ملی گرام ہے اور 85 کیرٹ کا ایک بھر ہوتا ہے۔ یعنی 201×58=658ء11/گرام ایک بھر کا وزن ہے۔

بہر حال امام احمد رضا قدس سرہٗ کی تحقیق انیق و تدقیق باز غ۔80 کے سیر سے 2/سیر 3 چھٹانک اٹھنی بھر کی مساوات، جدید تحقیق کی روشنی میں 2/کلو 47 گرام کے ارد گرد طواف کر رہی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ علماء محققین محتاطین نے مختلف ممالک کے جوہری اوزان کو مدنظر رکھ کر 2/کلو 47 گرام یا بربنائے تحرک ید یا میزان یا تفریق اوزان قلیلہ، ممالک مختلفہ، دو کلو پینتالیس گرام صدقۂ فطر نکالنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ اسی مقدار کو ماننا اور اس پر عمل کرنا شریعت مطہرہ منورہ کے رو سے واجب ہے۔ ھـــذا هو الحق عندنا عند مشائخنا المحققين المحتاطين الكرام

فقط والسلام

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

باب الزکوٰۃ

فقیر کو کھانا کھلانے، کپڑا دینے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ

اگر کوئی شخص جسکے ذمہ زکوٰۃ واجب ہے، زکوٰۃ کے روپے فقیروں کو دینے کے بجائے کھانا کھلا دیا یا کپڑے دیدیا تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ بینواوتوجروا

المستفتی: ابوالکلام نوری، بہادر گنج ضلع کشنگنج بہار

الجواب بعون الملک العزیز العلام

فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ نمبر ۴۸۰ پر ہے کہ "زکوٰۃ کے روپے کے عوض فقراء کو کپڑے بنادینا یا کھانا دینا جائز ہے اس سے زکوٰۃ ادا ہوجائیگی خاص کر روپیہ ہی دینا واجب نہیں" چند سطور کے بعد امام اہلسنت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ مزید مسئلہ کی تشریح فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں "مگر ادائے زکوٰۃ کے معنیٰ یہ ہے کہ اسقدر مال کا محتاجوں کو مالک کردیا جائے اسی واسطہ اگر فقراء ومساکین کو مثلاً اپنے گھر بلا کر کھانا پکا کر بطریق دعوت کھلادیا تو ہرگز زکوٰۃ ادا نہ ہوگی کہ یہ صورت اباحت ہے نہ کہ تملیک" (یعنی اس صورت میں فقراء ومساکین کو مالک بنانا نہ ہوا اور زکوٰۃ میں فقراء ومساکین کو مالک بنانا واجب ہے) یعنی مدعو (دعوت دیا ہوا فقیر) اس طعام کو ملک داعی (یعنی دعوت دینے والے کی ملکیت) پر کھاتا ہے۔

اور اسکا مالک نہیں ہوجاتا اسی واسطے مہمانوں کو جائز نہیں کہ طعام دعوت سے بے اذن میزبان گداؤں یا جانوروں کو دیدیں یا ایک خوان والے دوسرے خوان والوں کو اپنے پاس سے کچھ اٹھا دیں یا بعد فارغ جو باقی بچے اپنے گھر لیجائیں۔ فی الدر المختار لو اطعم یتیماً ناویاً الزکوٰۃ لا یجزیه به الا اذا دفع الیه المطعوم کما لو کساہ

یعنی درمختار ج ارص ۱۲۹ کتاب الزکوۃ میں ہے کہ اگر کسی نے یتیم کو بہ نیت زکوۃ کھانا کھلادیا تو زکوۃ ادا نہ ہوگی مگر اس صورت میں جبکہ کھانا اسکے سپرد کردیا گیا ہو، ایسے ہی لباس کا حکم ہے کہ لباس یتیم کو پہنادیا ہو یا دیدیا ہو آگے اسی فتویٰ میں امام اہلسنت فرماتے ہیں " ہاں اگر صاحب زکوۃ نے کھانا خام خواہ پختہ مستحقین کے گھر بھجوادیا یا اپنے ہی گھر کھلایا مگر بتصریح پہلے مالک کردیا تو زکوۃ ادا ہوجائیگی "۱۲ کماھو مصرح فی حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہ جلّ مجدہ اتم واحکم بالجواب ....

کتبہ

فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

زکوۃ فنڈ بنانا جائز ہے یا نہیں؟

زکوۃ فنڈ والوں کا فقیر کو مکان بنا کر یا کاروبار لگا کر دینے سے زکوۃ دہندہ کی زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

زید اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ کمیٹی بنا کر ایک زکوۃ فنڈ بنانا چاہتا ہے عوام اہلسنت میں جو مالک نصاب زکوۃ دینے والے حضرات ہیں ان کی زکوۃ میں سے ۲۰ ر پرسینٹ زکوۃ لینا چاہتے ہیں اور

اس فنڈ کا استعمال مجموعی طور پر کرنا چاہتے ہیں تا کہ عوام کی یہ زکوٰۃ صحیح مستحقین تک پہونچ سکے، زید زکوٰۃ کی جمع شدہ رقم کو درج ذیل کاموں میں خرچ کرنا چاہتا ہے

(۱) غریب، مسکین کیلئے دواخانہ اور دوا کا انتظام

(۲) وہ غریب و مسکین حضرات جو بے سہارا ہیں ان کو کاروبار لگا کر دینا

(۳) مدرسوں میں مدرسہ کے بچوں کے لئے کھانے، رہنے سہنے کا انتظام نیز تعمیری کام

(۴) غریب بچے اور بچیوں کیلئے دنیاوی تعلیم کا انتظام

(۵) عورتوں کے مخصوص بیماری کیلئے لیڈیس ڈاکٹر کے ذریعہ علاج کا اہتمام

اب عرض یہ ہے کہ کیا زکوٰۃ کے فنڈ سے ان کاموں کو کرنے کی شریعت اجازت دیتی ہے یا نہیں؟

برائے کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی

المستفتی: محمد ایوب پٹیل، برکاتی شانتی نگر ناگپور مہاراشٹر

باسمہ تعالیٰ

الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

صورت مسئولہ میں مطلقاً زکوٰۃ فنڈ بنانا جائز نہیں۔ کیونکہ قمری سن کے اعتبار سے سال تمام پر زکوٰۃ کی رقم فی الفور تملیک فقیر کردینا واجب ہے اور تاخیر کرنا گناہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ کتاب الزکوٰۃ جلد ا رص ۱۷۰ ر پر ہے تجب علیٰ الفور عند تمام الحول حتیٰ یاثم بتاخیرہ من غیر عذر .

ہاں اگر زید اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کمیٹی بنا کر زکوٰۃ فنڈ بنانا چاہتا ہے تو اسی صورت میں بنا سکتا ہے۔ جبکہ کمیٹی کے جملہ افراد دیندار ہوں۔ دیندار سے مراد عقائد اہلسنت پر استقامت ہو، پابند شرع شریف اور امانت دار ہوں، پیشگی زکوٰۃ وصول کریں، طریقۂ شرعیہ پر تملیک فقیر پائی جائے اور

زکوۃ فنڈ کے روپے حوائج ضروریہ دینیہ پر صرف کرنے کا علم بالیقین یا ظن غالب ملتحق بالیقین ہو مقاصد شرع مطہر کے خلاف حیلہ شرعیہ کا قصد نہ ہو اور الضرورۃ یتقدر بقدرھا پر نظر ہو، الحرج مدفوع پر نگاہ ہو اور دینی ضروری حاجتوں کے سوا جن پر ضرورت وحاجت کا شرعاً اطلاق نہیں ہوتا اس پر صرف نہ کرے۔ ورنہ زکوۃ دہندہ کی زکوۃ ادا نہ ہوگی۔ یہی حکم صدقۂ فطر وصدقات واجبہ کا بھی ہے۔ عوام بچارے جن کو صحیح مستحقین ومصارف زکوۃ کا مجموعی طور پر علم نہیں اور حوائج دینیہ سے ناواقف وبے خبر بلکہ بہت سے ائمہ مساجد وعامۂ حفاظ وقراء ومولوی بھی نا آشنا ونابلد وہ سب بھی اسی زمرے میں شامل۔ تو صورت محررہ میں زکوۃ فنڈ بنانے کے نتائج ظاہر اور کمیٹی میں اناوغنا کیوجہ سے تنازع کا ہونا کچھ دنوں بعد بعید نہیں۔ لہذا احتراز ہی ینبغی وینامسب . کے دائرے میں داخل۔

امام اہلسنت مجدد اعظم قدس سرہ العزیز فتاویٰ رضویہ شریف ج ۴ ص ۴۷۰ پر ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''اگر کسی کتاب کے طبع کرنے کیلئے زکوۃ کی رقم دینا چاہتاہے تو سب سے آسان یہ ہے کہ ایک دیندار شخص کے پاس سب زکوۃ دہندہ اپنی زکوۃ جمع کریں اور اس سے کہدیں کہ زر زکوۃ ہے طریقہ شرعیہ پر بعد تملیک فقیر طبع میں ہمارے ثواب کیلئے صرف کر۔ وہ ایسا ہی کرے سب زکوتیں بھی ادا ہوجائینگی اور وہ دینی ضروری کام بھی ہوجائیگا''

اور بیس پرسینٹ کی قید اگر لابدی ہے تو نہ یہ قرآن حکیم سے ثابت اور نہ ہی حدیث رسول انام علیہ افضل الصلوات والسلام سے مثبت اور نہ صحابۂ کرام واقوال ائمہ اعلام سے متخرج اور نہ ہی کسی قاعدہ کلیہ شرعیہ سے مستنبط۔ لہذا زکوۃ فنڈ میں متذکرہ بالا شروط کے سواء بیس پرسینٹ یا کسی پرسینٹ کی قید بطور شرط ہو، تو شرط فاسد وباطل وعاطل ہے۔ اگر چہ شروط فاسدہ سے زکوۃ کی ادائیگی فاسد وباطل نہیں

ہوتی مگر عبث وفضول ضرور ہے

(ج۱ر) غریب، مسکین یا اسکے نائب کو جب تک مالک نہ بنادیا جائے زکوٰۃ فنڈ والے اپنی جمع شدہ زکوٰۃ کی رقم سے بذات خود دوا خرید کر دیں یا دواخانہ بنائے، زکوٰۃ ادانہیں ہوگی۔

فتاویٰ والوالجیہ کتاب الزکوٰۃ ج۱ص۱۷۹ پر ہے ولا تجوز الزکوٰۃ الا اذا قبضہ الفقیر او نائبہ کالوصی والاب والقریب الذی یکون الصغیر فی عیالہ وکذا الاجنبی الذی یعولہ وکذا الملتقط فی حق اللقیط لان التملیک لاتتم بدون القبض۔

ہاں تملیک فقیر کے بعد غریب، مسکین غیر مالک نصاب مستحق زکوٰۃ کو مال زکوٰۃ پر قبضہ دینے کے بعد، زکوٰۃ دہندہ کی زکوٰۃ ادا ہو جائیگی۔ فتاویٰ رضویہ ج۴ص۴۷۲ پر ہے کہ "یتیم خانہ کی خریداری پر روپیہ لگادینے سے زکوٰۃ ہرگز ادانہ ہوگی لانہ ان کان وقفا والزکوٰۃ تملیک فلا یجتمعان۔

اور اسی جلد کے ص۴۷۳ پر چند سطور کے بعد مرقوم ہے

فان الصدقۃ لاتحصل الا بتملیک مصرفھا

پس اگر اس قسم کے معاملات میں اٹھانا چاہیں تو اسکا طریقہ یہ ہے کہ جو شخص شرعاً مصرف زکوٰۃ ہیں اس سے بہ نیت زکوٰۃ دیکر اس کے قبضہ میں کرادیں۔ پھر وہ اپنی طرف سے اپنے آپ خواہ اسے کچھ دیکر خریداری یتیم خانہ خواہ کسی دینی مقدمہ وغیرہ امور خیر میں لگادیں تو زکوٰۃ ادا ہو جائیگی۔

فتاویٰ عالمگیریہ الجزء السادس ص۳۹۲ پر ہے "وکذالک فی جمیع البر التی لایقع بھا التملیک کعمارۃ المساجد وبناء القناطیر والرباطات لایجوز صرف الزکوٰۃ الیٰ ھذہ الوجوہ والحیلۃ لہ ان یتصدق بمقدار زکوتہ علیٰ فقیر ثم یامرہ بعد ذالک الصرف الیٰ ھذہ الوجوہ فیکون للمتصدق ثواب الصدقۃ ولذٰلک الفقیر بناء المساجد والقنطرۃ۔"

لیکن اس دواخانہ میں علاج ومعالجہ خالص سنی صحیح العقیدہ اشخاص کے ہوں غیروں کا اختلاط علاج ومعالجہ نہ ہوں۔ لیکن آجکل عموماً یہی ہوتا ہے کہ دواخانہ رقوم زکوٰۃ سے بغیر تملیک فقیر بنادیتے ہیں یہ ناجائزوحرام اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ کے رقوم غیر مصارف میں خرچ کیا گیا اور پھر سنی وہابی دیوبندی رافضی غیر مسلم وغیرہ میں تمیز نہیں کیجاتی، اسپر مستزاد یہ کہ سنی، وہابی، غیر مسلم وغیرہ ڈاکٹر وڈاکٹرنی رکھ کر علاج ومعالجہ کرایا جاتا ہے اس میں تفریق نہیں کی جاتی دواخانہ بن جانے کے بعد کمیٹی کے افراد کے خیالات متبدل ہوتے رہتے ہیں لہٰذا ایسا دواخانہ قائم کرنا مقصود شرع شریف کے خلاف اور ناجائز ہے زکوٰۃ، فطرہ اور صدقات واجبہ کے مستحقین کو بھی ایسا دواخانہ بنانا، بنوانا سزاوار نہیں۔ ان لوگوں کیلئے بھی وہی حکم سابق لاحق ہے ۱۲ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(ج ۲) وہ غریب ومسکین جو بے سہارا ہیں ان لوگوں کو زکوٰۃ فنڈ کی رقم سے کاروبار لگا کر دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ جب تک کہ زکوٰۃ کی رقم کا پہلے فقیر کو مالک نہ بنادیا جائے پھر طریقہ شرعیہ پر تملیک فقیر کے بعد وہ رقم باجازت شرعی فقیر حیلوں کے کسی قسم پر عمل کرکے زید اور اس کی کمیٹی کے سپرد نہ کردے اور زید کو کاروبار لگا کر دینے کا اختیار نہ دیدیں۔ اور اگر اختیار دے دیگا تو جائز ہوگا کیونکہ زکوٰۃ کا رکن تملیک فقیر ہے جس کام میں فقیر کی تملیک نہ ہو وہ کیسا ہی کار حسن ہو، جیسے تعمیر مسجد یا تکفین میت یا تنخواہ مدرسان علم دین۔ اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوسکتی۔ کمافی الفتاویٰ الرضویۃ المجلد الرابع ص ۴۷۲]

ایسے ہی فتاویٰ رضویہ ج ۴ رص ۵۰۹ ر پر ہے کہ ’’زکوٰۃ تملیک فقیر ہے نہ جائداد خرید نے سے ادا ہوسکتی ہے اور نہ جائداد فقراء پر وقف کردینے سے۔ ہاں اگر روپیہ کسی فقیر مصرف زکوٰۃ کو باجازت شرعی دیکر بہ نیت زکوٰۃ مالک کردیں تو اس فقیر کی اجازت سے اس کی جائداد خرید کر وقف فقراء کرے تو یہ صورت بہت مستحسن ہے الیٰ اخرہ

فتاویٰ رضویہ شریف کے متذکرہ بالا دونوں حوالوں سے صاف عقدہ کشائی ہوئی کہ مالک نصاب جن حضرات کو زکوٰۃ دینا فرض ہے وہ پہلے مستحق زکوٰۃ کو اپنی زرزکوٰۃ کا مالک بنادیں پھر اس فقیر کی اجازت سے کار حسن میں صرف کریں خواہ کاروبار لگا کر دینے کی اجازت دے یا مکان بنا کر دینے کی اجازت دے یا کسی امر خیر میں تصرف کی اجازت دے اس سے قبل جن لوگوں پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے وہ بغیر تملیک فقیر اپنی مرضی سے کاروبار لگا کر دیں یا مکان وغیرہ بنا کر مالک بنادیں تو زکوٰۃ دہندہ کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

ایسے ہی فتاویٰ رضویہ ج ۴/ص ۳۸/ پر محتاجوں کو کھانا کھلا دینے یا کپڑے دینے کے متعلق مرقوم ہے کہ ''عوض زرزکوٰۃ کے محتاجوں کو کپڑے بنا دینا انہیں کھانا دیدینا جائز ہے اور اس سے زکوٰۃ ادا ہوجائیگی خاص روپیہ دینا ہی واجب نہیں، مگر ادائے زکوٰۃ کا معنیٰ یہ ہے کہ اسقدر مال کا محتاجوں کو مالک کردیا جائے اسی واسطے اگر فقراء ومساکین کو مثلاً اپنے گھر بلا کر کھانا پکا کر بطریق دعوت کھلا دیا تو ہرگز زکوٰۃ ادا نہ ہوگی کہ یہ صورت اباحت ہے نہ کہ تملیک ہے۔

پھر متعدد سطور کے بعد مرقوم ہے کہ

ہاں اگر صاحب زکوٰۃ نے کھانا خام خواہ پختہ مستحقین کے گھر بھیجوادیا یا اپنے ہی گھر کھلایا مگر بتصریح پہلے مالک کردیا تو زکوٰۃ ادا ہوجائیگی۔ تو زرزکوٰۃ کی ادائیگی میں اولاً تملیک فقیر ہے۔ تو زکوٰۃ فنڈ سے کاروبار لگا کر دینے کی صورت میں یا مکان بنا کر بعد میں مالک بنادینے کیصورت میں اولاً تملیک فقیر نہیں پائی گئی۔ ثانیاً فقیر کا حق بھی مارا گیا یعنی فقیر کا اختیار مال زکوٰۃ سے چھین لیا گیا فقیر، غریب مسکین جس مال کا مستحق تھا اس مال پر صاحب نصاب اہل ثروت سیٹھ صاحب کا غاصبانہ قبضہ ہے اور وہ سیٹھ صاحب اپنی مرضی سے مستحقین مال زکوٰۃ پر تصرف کر رہا ہے جو قطعاً ناجائز وگناہ ہے۔ ہندوپاک کے جن مفتیوں نے غلہ یا کپڑا جیسی مال مثلی اشیاء پر مکان بنا کر مالک بنادینے یا کاروبار لگا دینے کے بعد تملیک کو

قیاس کیا ہے۔اور فتاویٰ رضویہ شریف کی ۳۷۹/ ۳۸۰/ ۳۸۱ر کی اس قسم کی عبارت کو بطور دلیل پیش کیا ہے، جو فقیر حقیر سراپا تقصیر نے ص ۳۸۰ر کی عبارت ماقبل میں ذکر کیا ہے اس پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق اور دلیل بنانا سفسطہ سے خالی نہیں۔اور ان مفتیوں کی خطائے فاحش مال متقوم کی تعریف اور اسکے اقسام پر نظر غامض نہ ڈالنے کیوجہ سے ہو سکتی ہے اس لئے کہ مال وہ چیز ہے جسکی شان یہ ہو کہ وقت حاجت اس سے نفع لینے کیلئے اٹھار کھا جائے اور قیمت والا ہونا مال ہونے کو مستلزم ہے اور ردالمحتار میں بحوالہ بحرالرائق حاوی قدسی سے ہے۔"**المال اسم لغير الادمي خلق لمصالح الادمي وامكن احرازه والتصرف فيه علىٰ وجه الاختيار**

یعنی مال آدمی کے سواء ہر شئی کا نام ہے جو آدمی کی مصلحتوں کیلئے پیدا کی گئی اور اس قابل ہو کہ اسے محفوظ رکھے اور باختیار خود اس میں تصرف کرے اور زکوٰۃ کے مال کا مستحق فقیر ہے اور ان کو تصرف بالاختیار ہے وہ اس مال کو جو چاہے کرے مکان بنائے یا کاروبار کرے، امر حسن میں صرف کریں یا کسی کو دیدیں یا اپنی مصلحتوں کیلئے اٹھار کھے۔اسی شہر میں مکان بنائے یا کاروبار کرے یا دوسرے شہر وقریہ میں جاکر کوئی جائز کام کرے وغیرہ ذالک فقیر کو اختیار ہے

اور پھر مال کی چار قسم ہیں جیسا کہ بحرالرائق وغیرہ میں ہے اول وہ کہ ہر حال میں ثمن ہی ہے وہ سونا چاندی ہے جو ہمیشہ ثمن ہی رہیں گے۔دوم وہ جو ہر حال میں مبیع ہے جیسے کپڑے کے بعض اقسام، چوپائے۔سوم وہ جنکی ذات میں کوئی ایسا وصف ہے جس کے سبب کبھی ثمن کبھی مبیع ہوتے ہیں جیسے کپڑا، گیہوں، دھان، چاول وغیرہ ان دونوں قسموں کو ثمن مثلی کہتے ہیں۔چہارم ثمن اصطلاحی جیسے روپے، پیسے،

تو معلوم ہوا کہ زرزکوٰۃ سے فقیر کو ثمن خلقی سونا چاندی۔ثمن مثلی کپڑا گیہوں وغیرہ اناج ثمن اصطلاحی

روپے پیسے کا جب تک مالک نہ بنادیا جائے تو اس کے اختیار کے بغیر کسی کو حق تصرف حاصل نہیں ہوسکتا۔اور ثمن مثلی جو مال متقوم سے ہے اسپر مکان بنادینے ،کاروبار لگادینے کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اور فقیر غریب، مسکین کی حق تلفی ہے اسی لئے بغیر تملیک فقیر زکوٰۃ فنڈ سے مکان بنادینے یا بنوادینے یا کاروبار لگادینے سے زکوٰۃ ادانہیں ہوسکتی ہے۱۲ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(ج ۳) مدرسوں میں مدرسہ کے بچوں کیلئے کھانے ، پینے ، رہنے سہنے کے انتظامات اور تعمیری کام کیلئے زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنے کیصورت میں بھی تملیک فقیر شرط ہے اور اگر تملیک فقیر نہ ہو، تو اذا فات الشرط فات المشروط کے قاعدہ سے زکوٰۃ ادانہ ہوگی۔اسی لئے مدارس اہلسنت میں حیلہ شرعیہ کیا جاتا ہے اور امور خیر کیلئے حیلہ شرعیہ کرنے میں کوئی کراہت یا قباحت نہیں اور حیلہ شرعیہ کے بعد طلبہ کیلئے کھانے پینے ، رہنے سہنے کے انتظامات تنخواہ مدرسین وملازمین وتعمیری کام وغیرہ جملہ امور خیر میں صرف کرنا جائز ودرست ہے کمافی الامجدیہ ج ا رص ۳۷۶ رکتاب الزکوٰۃ (ملخصا)

فتاویٰ رضویہ ج ۴ رص ۴۶۹/۴۶۸ پر ہے کہ ہاں اگر روپیہ بہ نیت زکوٰۃ کسی مصرف زکوٰۃ کو دیکر مالک کردیں اور وہ اپنی طرف سے مدرسہ کو دیدیں تو تنخواہ مدرسین وملازمین وغیرہ جملہ مصارف مدرسہ میں صرف ہوسکتا ہے اور صورت مسئولہ کے علاوہ حیلہ شرعیہ کی اور صورتیں بھی ہیں کما قال الامام اهل السنة والجماعة فی الفتاویٰ الرضوية الشريفة المجلد الرابع فی كتاب الزكوٰة وحرر الحيل فی صورة مختلفة مواضعات شتیٰ بحوالة الكتب المعتبرة والمعتمدة والمتستندة فكتبت منها الصورة السهلة التی وهی تفهيم العوام وافهامها فلا مشكل لها فان شئت تدارك صورة الحيل جميعاً فتطالع العطايا النبوية فلم تجد تشكيكاً منها وتربيباً فيها ولا تتوجه الیٰ قول الجهال من قيل وقال ولا مجال الانكار لوجه الضرورة فی الامور الخير فی زمن الحال والله تعالیٰ اعلم صدقاً وحقاً منی المقال

(ج۴) غریب، بچے اور بچیوں کیلئے زکوۃ فنڈ کی رقموں سے حیلہ شرعیہ کے بعد بھی دنیوی تعلیم کا انتظام کرنے کی شرعاً اجازت نہیں۔ بلکہ ممنوع ہے، حیلۂ شرعیہ کی اجازت امور خیر میں صرف کرنے کیلئے ہے اور دنیاوی تعلیم کی تحصیل امور خیر سے نہیں۔ لہذا عدم جواز میں ظاہراً کلام نہیں شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی فتاویٰ امجدیہ جلد اول کتاب الزکوۃ ص ۳۷۶ر کے تحشیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ امور خیر میں صرف کرنے کیلئے حیلہ کی اجازت ہے فقراء کی حق تلفی اور امور دنیوی میں صرف کرنے کیلئے اجازت نہیں لہذا حیلہ کے بعد بھی اسکول، کالج دنیاوی تعلیم میں صرف کرنا ممنوع ہے اور جو قرابت دار یا غیر جسکو زکوۃ دینا جائز ہے وہ مالک نصاب نہیں کسب پر قدرت تامہ نہیں، فقیر مسکین کے حکم میں داخل ہے اور اس کے صحت عقائد سنیت میں شبہ وریب نہیں، یا نابالغ ہے ایسے کو بقدر ضرورت دنیاوی تعلیم کیلئے زکوۃ کی رقم کا مالک بنا دینے سے زکوۃ تو ادا ہو جائیگی مگر پھر بھی یہ اساءت ہے۔ اور مدارس دینیہ میں اصل مقصد علوم دینیہ شرعیہ کی تعلیم ہے اور ضمناً بقدر ضرورت وحاجت ہندی، انگریزی وغیرہ کی تعلیم تو ضرورت داعیہ وحاجت شرعیہ کی اساس پر دنیاوی تعلیم الضرورات تبیح المحذورات والحرج مدفوع اور الضرورۃ تتقدر بقدرھا قواعد شرعیہ جواز میں داخل ہوا، اور مدارس دینیہ کے کورس میں شامل کیا گیا۔ یوں بھی کسی زبان کے سیکھنے میں کوئی حرج نہیں کما فی الفتاویٰ الرضویۃ ج ۹ نصف آخر ص ۱۵۹ ملخصا

اور اب فی زمانہ اشاعت دین متین کا کام ہندی، انگریزی زبانوں میں بھی ضروری ہے تاکہ وہ مسلم حضرات جو اردو عربی، فارسی سے نابلد ہیں ان حضرات کو ان کی سیکھی ہوئی زبان میں تعلیمات اسلامیہ سے روشناش کیا جائے اور فرقہائے باطلہ کی قباحتوں، شناعتوں رزالتوں، خباثتوں سے مطلع کیا جائے۔ ۱۲ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(ج۵) عورتوں کی مخصوص بیماری کیلئے لیڈیس ڈاکٹر کے توسط سے علاج ومعالجہ کا انتظام اس میں

امانت میں خیانت کرنے والے متولی کو معزول کرنا واجب ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ۔

(۱) جناب شیخ ناظم الدین صاحب نیا پارہ سنی مسجد ٹرسٹ رائپور کے تقریباً ۲۷/سالوں سے متولی بنے ہوئے ہیں۔ اور وہ کانگریسی نیتا بھی ہیں۔ انھوں نے ۳۰/جون ۱۹۹۳ء کو مسجد سے ۲۰۰۰۰/ہزار روپئے قرض لیا تھا۔ پھر ۱۳/ماہ کے بعد قرض واپس کیا۔

(۲) مسجد کے ممبر پر جھوٹ بولے اور جھوٹا اعلان کیا کہ فلاں کام ہو گیا ہے۔ جبکہ وہ کام آج تک نہیں ہوا ہے۔

(۳) مسجد کے اندر میں ایک مدرسہ ہے جو کہ محلے کے بچوں کی تعلیم کیلئے بنایا ہوا تھا انھوں نے اس مدرسے کی طرف دھیان نہیں دیا۔ تقریباً ۱۲/سالوں تک مدرسہ بند رہا۔ جن کے نتیجے میں موجودہ نسل دینی تعلیم سے دور رہی۔ جبکہ متولی کے حیثیت سے دن کو مدرسہ جاری رکھنا چاہئے تھا۔ لیکن انھوں نے اپنی ذمہ داری صحیح سے نہیں نبھائی۔

(۴) جب ان سے حساب طلب کیا گیا۔ تب انھوں نے مسجد کے صحن میں بیٹھ کر غصے میں قرآن شریف منگایا لوگوں نے کہا کہ ابھی قرآن شریف کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ حساب دیجئے جب قسم کھانے کی ضرورت ہوگی منگا لیا جائیگا۔ تو انھوں نے بار بار زور زور سے قرآن شریف پر ہاتھ مارا اور کہا کہ حساب تو اس سے ہی ملے گا اور یہ قسم کھانے کی چیز بھی ہے۔ اس طرح قرآن کی بے حرمتی کی۔ جسکی وجہ سے حاضرین سخت ناراض ہوئے، کہ کوئی اپنے باپ، پیر، بیٹے یا اپنے بڑے پر ہاتھ مار کر نہیں کہتا کہ فیصلہ یہ کریں گے۔ اور متولی نے قرآن شریف پر زور زور سے ہاتھ مارا۔

(۵) پورے محلے کے لوگ اس کے متولی بنے رہنے سے ناراض ہے۔ مسجد کے حساب میں بھی گڑبڑی کرتا ہے۔ لوگ اس کو ہٹانا چاہتے ہیں لیکن وہ چونکہ کانگریسی نیتا ہے اور چاہتا ہے کہ میں متولی بنا رہوں تا کہ

سیاسی پوزیشن خراب نہ ہوجائے۔

(۶) دریافت طلب امر یہ ھیکہ کیا مسجد سے قرض لینا جائز ہے؟ اگر جائز نہیں ہے۔ تو جو متولی سے قرض لے دینی تعلیم کیلئے بنائے گئے مدرسہ کو بند رکھے۔ حساب دینے کے بجائے قرآن شریف کی بے حرمتی کرے۔ مسجد کے حساب میں گڑبڑی کرے۔ متولی بنے رہنے کے آڑ میں سیاستی چلائے۔ ایسے متولی کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا ایسا شخص مسجد کا متولی رہ سکتا ہے؟

المستفتی، جاوید خاں، رائپور

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

برصدق مسائل وصحت سوال شخص مذکور کو متولی ہونے سے معزول کرنا واجب ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۱۵ ر پر ہے کہ متولی کو روانہیں کہ مال وقف کسی کو قرض دے یا بطور قرض اپنے تصرف میں لائے اور اسی فتاویٰ رضویہ کے ص ۷۷ ۳ ر پر ہے کہ خباثت کرنے والے کو معزول کرنا واجب ہے۔ نیز درمختار میں ہے کہ **ینزع وجوباً ولوالواقف** بزازیہ میں ہے **فغیرہ بالاولیٰ درر لو غیر مامون** لہذا مسلمان ایسے متولی کو حساب دینے پر مجبور کریں جو متہم بالخیانت ہو۔ درمختار میں ہے۔ **لا تلزم المحاسبة فی کل عام و یکتفیٰ القاضی منہ بالاجمال لو معروفاً بالامانة ولو متھماً یجبرہ علی التعیین شیاً فشیاً** اور ایسا متولی جس نے بار بار زور زور سے قرآن شریف پر ہاتھ مارا جس سے عوام الناس نے قرآن حکیم کی بے حرمتی سمجھی۔ اگر کلام باری عزاسمہ کیلئے استخفافاً یعنی بطور تحقیر وتنقیص مذکور فعل رذیل کیا، تو ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اس پر توبہ، تجدید ایمان، اگر نکاح کیا ہو تو تجدید نکاح لازم اشد لازم اور اگر مرید ہوا ہو تو تجدید بیعت بھی

چاہیئے اور اگر یونہی بے خیال میں ہاتھ مارا جب بھی توبہ نصوحہ واجب۔ بہر صورت سوال میں متولی کے جو جو افعال قبیحہ شنیعہ مندرج، اگر واقعی ہیں تو مسلمان سب ملکر اس متولی کو مسجد سے فوراً نکالیں۔ کیونکہ وہ شخص متولی بنے رہنے کے قابل نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضانگر کلمنا ناگپور مہاراشٹر

جس مؤذن کے تبلیغی بدعقیدہ لوگوں سے گہرے مراسم ہو اسکی آذان کا کیا حکم ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

(۱) زید نے جو کہ ایک مسجد کا مؤذن ہے اس نے جماعت کے ذمہ دار لوگوں کے خلاف تھانے میں جھوٹی رپورٹ دی نیز اس کے تبلیغیوں بدعقیدوں سے گہرے تعلقات ہیں ایک موقع پر ذاکر نائک کے اس جملہ کو (ہمارے لئے محمد ﷺ کو ماننا حرام ہے) درست کہا۔ کیا ایسے شخص کو مؤذنی کرنا درست ہے۔ بینوا وتوجروا۔ المستفتی۔ محمد جاوید رضا ہنگن گھاٹ

الجواب بعون الملک العزیز العلام

برصدق سائل وصحت سوال ایسا شخص جو جھوٹی رپورٹ دے اور تبلیغیوں بدعقیدوں سے گہرے مراسم ہوں اور معاذ اللہ ذاکر نائک کے کفریہ جملہ کو درست کہے، وہ شخص کسی سنی مسجد کا ہرگز ہرگز مؤذن نہیں

ہوسکتا۔ اسکو مؤذن مقرر کرنا ناجائز ہے۔ اور اگر کسی سنی مسجد میں مؤذن ہے تو اخراج واجب ہے۔ کما صرح الفقهاء فی کتب المتداوله. والله تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

مسجد کا کوئی بھی سامان عیدگاہ میں لیجانا ممنوع ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں

سوال (۱) رمضان عید اور بقرعید کے موقع پر عیدگاہ نماز کیلئے مسجد کا سامان جیسے جائے نماز اور خطبہ کی کتابیں، عیدگاہ میں لے جاتے ہیں، تو یہ صحیح ہے یا نہیں؟ تفصیل سے خلاصہ کریں۔

سوال (۲) قبرستان کے احاطہ کے اندر ہی عیدگاہ کیلئے جہاں عید کی نماز پڑھاتے ہیں وہ جگہ مقرر ہے وہاں پر نماز جنازہ پڑھائی جاسکتی ہے یا نہیں؟ یہ دونوں سوال کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام۔ کمیٹی جامع مسجد دیوری، تحصیل، دیوری ضلع گوندیا

الجواب اللّٰهم هداية الحق والصواب

(۱) فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۸۰۸/ پر ہے عیدگاہ میں مسجد کا مال لیجانا ممنوع ہے خواہ جائے نماز ہو یا کچھ اور۔ ہاں خطبہ کی کتاب بھی اگر وقف فی المسجد ہے تو اسکو بھی نہیں لیجا سکتے ہیں۔

(۴) طحطاوی علی المراقی ص ۳۲۶ پر ہے کہ عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے یعنی پڑھ سکتے ہیں

واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت، رضانگر کلمنا ناگپور

بغیر عذر شرعی متولی کو کیا حاکم وقت کو بھی امام کو معزول کرنے کا حق نہیں ہے

بخدمت اقدس حضور مفتی صاحب قبلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں

(۱) میں تعمیر وتوسیع کرنے کا ممبر رہا ۱۹۸۹ء سے تعمیر کا کام کراتا رہا میری بینائی کمزور ہونے کی وجہ سے میں حساب وکتاب نہیں لکھ سکتا۔ سکریٹری سے میری بات بند رہی اور میں نے تعمیر کا کام چھوڑ دیا میرے پاس نقد چھ ہزار روپے تھے رسید بک فائل میں نے متولی صاحب کو دیدیا اور یہ کہا کہ اگر حساب میں مسجد کا پیسہ میری طرف نکلتا ہو تو میں دینے کو تیار ہوں اور میرا نکلتا ہو تو مجھکو واپس دے دیا جائے۔ آپ سکریٹری سے حساب کرا لیجئے لیکن متولی صاحب نے آج تک اسکا جواب نہیں دیا۔

(۲) بکر مسجد کے انتظامیہ کمیٹی کا ممبر ہے۔ اور تنپور مہامایا مندر میں نوراتری تہوار کے موقعہ پر دیا جلواتے ہیں، اسکا کیا حکم ہے۔

(۳) زید وہابی سے میل جول رکھتا ہے قوال وقوالن کے مقابلہ میں روپئے لٹاتا ہے امام کے قرآن پڑھنے اور مؤذن کے آذان کی نقل کرکے مذاق اڑاتا ہے کیا زید مسجد میں اذان وتکبیر ونعت پڑھنے کا اہل ہے۔

(۴) مؤذن کو گالی بکنے کی عادت ہے۔ دو سال پہلے اس نے گالیاں بکی تھیں اور دو تین وقتوں میں نماز

پڑھائی تھی لوگوں نے دو تین مہینہ کے بعد مؤذن صاحب سے توبہ کرائی ،متولی صاحب نے اپنے ایک مفتی صاحب سے جواب طلب کیا۔ تو ان مفتی صاحب نے جواب دیا کہ مؤذن صاحب کی پڑھائی گئی نمازوں کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ میں نے جب اس مفتی صاحب سے فون پر دریافت کیا۔ کہ حضور آپ نے ایسا جواب دیا ہے کہ نماز دہرانے کی ضرورت نہیں اسپر مفتی صاحب نے جواب دیا کہ " کیوں آپ جھوٹ نہیں بولتے کیا"

(۵) مسجد میں گذشتہ تقریباً تین سال سے زید امامت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔، جو ایک اچھے عالم ہیں اور مفتی کا کورس بھی کررہے ہیں عالمانہ تقریر کرتے ہیں مسائل بتاتے ہیں مزاج میں شدت ہونے کی وجہ سے وہابیت اور بدعت کا کھل کر رد کرتے ہیں۔ ایک ماہ پہلے ایک شخص بلاسپور سے تقریباً ۲۵ رکلومیٹر دور تخت پور آیا اور اس کو مشتہر کرایا کہ میرے پاس دس تبرکات ہیں جن میں سرکار دو عالم ﷺ کی چادر مبارک، حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لباس، ان کے برتن اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تسبیح وغیرہ تھیں۔ مسجد کے کچھ نوجوان نماز کے بعد اسکے استقبال کیلئے گئے۔ اسٹیشن، زیارت کرانے نذرانہ وصول کرانے ،فوٹو کاپی بیچنے میں شامل رہے۔ امام صاحب نے مسجد میں اس بات کو وضاحت سے بیان کیا کہ اس آدمی کی ڈاڑھی کتری ہوئی ہے۔ تبرکات کی کوئی صحیح سند نہیں ہے اس سے پہلے وہ شخص رائپور سے مار کر بھگایا گیا تھا تو مسجد کے ان نوجوان نمازیوں کو امام صاحب کا اعلان ناگوار گذرا۔ جو اس جھوٹے تبرکات والے کے ساتھ تھے۔ اور لوگوں نے مسجد کے متولی صاحب پر دباؤ ڈالا کہ امام صاحب کے مزاج میں شدت ہے جماعت دو حصہ میں بٹ جائے گی اس کیلئے انکو امامت سے الگ کر دیا جائے اس وقت مفتی ابرار صاحب اوجھا گنج بلاسپور میں موجود تھے میں متولی صاحب کو فون کرنے کو کہا تھا یہ معاملہ مفتی ابرار صاحب کے سامنے رکھ دیجئے۔ لیکن متولی صاحب نے انہی مفتی صاحب کو بلوایا اور امام صاحب کو امامت کے عہدے سے الگ کر دیا۔ مفتی صاحب کا فیصلہ اس استفتا کے ساتھ منسلک ہے امام

صاحب کے جانے کی وجہ سے نمازیوں کی اکثریت متولی صاحب کے خلاف ہے۔
المستفتی، محمد خالد رضا، چھتیس گڑھ

الجواب اللّٰھم ھدایة الحق والصواب

(۱) متولی صاحب کا جواب نہ دینا حساب پر طمانیت کیوجہ سے ہوسکتا ہے۔لہذا آپ یا متولی قابل گرفت نہیں۔
(۲) برصدق سائل اگر واقعی بکر نوراتری کے موقع پر مندر میں بلا اکراہ شرعی دیا جلواتا ہے یعنی اسپر راضی ہے تو کفر میں شک نہیں۔غمز العیون والبصائر میں ہے۔ **من استحسن ،فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ** ۔لہذا بکر پر توبہ وتجدید ایمان فرض ہے اور اگر بیوی رکھتا ہو تو دوبارہ نکاح کرے،مرید ہو تو اسکی بیعت بھی فسخ ہے۔
(۳) زید اذان،تکبیر ونعت پاک پڑھنے کا اہل نہیں ہے۔بلکہ اگر واقعی اس نے تلاوت کلام پاک اور اذان کی تضحیک کی ہے تو اسپر توبہ،تجدید ایمان اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔
(۴) اگر واقعی مؤذن کو گالی بکنے کی عادت ہے کہ وہ اعلانیہ مسلمان کو گالی دیتا ہو تو وہ فاسق معلن ، موذی، ظالم، جفا کار، حق العباد میں گرفتار اور سخت گنہگار ہے۔ بخاری، مسلم شریف کی حدیث سرکار ابد قرار ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے **سباب المسلم فسوق** یعنی مسلمان کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے۔اور فاسق معلن کو امام، مؤذن بنانا جائز نہیں۔لہذا مؤذن پر اعلانیہ توبہ کیساتھ جن کو گالی دی ہے ان سے معافی مانگنا بھی واجب ہے۔اور قبل توبہ جو نمازیں انکی اقتدا میں ادا کی گئی ہیں، ان کا لوٹانا بھی واجب ہے۔اس مفتی صاحب کا قول(کیوں آپ جھوٹ نہیں بولتے کیا) شدید قابل گرفت ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
(۵) دینی وشرعی معاملات میں فاسق معلن کی خبر کا کوئی اعتبار نہیں لہذا اسکا مشتہر کرنا کہ یہ تبرکات ہیں، جبکہ تبرکات کی کوئی صحیح سند بھی نہیں ہے۔تو اسکی گواہی معتبر نہیں اور احقاق حق وابطال باطل کی وجہ

اگر فتنہ اٹھتا ہو تو شرعاً اسے فتنہ نہیں کہا جا سکتا اور نہ اسکی وجہ سے امام کو معزول کیا جا سکتا ہے۔ فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ بغیر عذر شرعی متولی کو کیا حاکم وقت کو بھی امام کو معزول کرنے کا حق نہیں ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۵۱۶ رمیں درمختار کے حوالہ سے ہے۔ **لایجوز عزل صاحب وظیفة بغیر جنحة** متولی کا یہ فعل خلاف شرع ہے۔ **ھذا ما عندی العلم عند ربی وھو تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبہ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

جو بلا وجہ امام کو امامت سے معزول کریں گے وہ حق اللہ وحق العبد میں گرفتار و مستحق عذاب نار ہوں گے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

مسجد کا مؤذن الزام زنا کے سبب مسجد سے نکالا گیا امام صاحب مسجد میں صرف نماز پڑھانے آتے ہیں اور نماز پڑھا کر اپنے گھر چلے جاتے ہیں۔ جو مسجد سے دو کلو میٹر دور ہے۔ کمیٹی کے بعض افراد یہ کہہ رہے ہیں کہ مؤذن کے اس حرکت سے امام صاحب باخبر تھے مگر انھوں نے کمیٹی والوں کو نہیں بتایا اور امام صاحب یہ بتاتے ہیں کہ مؤذن کے اس حرکت کی ہمیں کوئی اطلاع نہیں تھی۔ کمیٹی کے بعض افراد امام صاحب کے بارے میں لوگوں کے درمیان بدگمانی پھیلا رہے ہیں اور امام صاحب کو امامت سے معزول کرنا چاہتے ہیں جبکہ ان کے پاس اپنے دعویٰ پر ثبوت نہیں ہے۔ لہذا ایسی صورت میں اگر کمیٹی والے امام کو امامت سے معزول کریں تو ان لوگوں پر شرعاً کیا حکم ہے۔

المستفتی، محمد شاھد رضا رائے پور

الجواب بعون الملک العزیز العلاّم

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صدق سائل وصحت سوال امام مذکور شرعاً ملزم نہیں۔لہذا بلاوجہ شرعی اسکو امامت سے معزول کرنا ممنوع ہے۔حتیٰ کہ حاکم اسلام کو اسکا اختیار نہیں دیا گیا۔ردالمحتار ج ۳ رص ۴۲۲ رمیں ہے **لیس للقاضی عزل صاحب وظیفۃ بغیر جنحۃ ھکذا قالہ الامام احمد رضا قدس سرہ العزیز فی فتاواہ** ،بالجملہ امام مسئول عنہ کو بے وجہ شرعی امامت سے برطرف کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں جولوگ بلاوجہ امام کو امامت سے معزول کریں گے وہ حق اللہ وحق العبد میں گرفتار و مستحق عذاب نار ہوں گے۔**ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی العظیم**

کتبہ محمد محبوب رضا نوری بدر القادری

دار العلوم اعلیٰ حضرت کلمنا ناگپور

صح الجواب

فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت، رضا نگر کلمنا ناگپور

بلاضرورت مسجد کی چھت پرنماز پڑھنا مکروہ ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل کے بارے میں

"(۱) کہ مسجد کے ایک مکان کو توسیع مسجد کے ارادے سے ایک ایسے مکان سے تبدیل کیا گیا جو مسجد سے لگ کر جانب مغرب واقع ہے اراکین مسجد کا خیال ہے کہ مکان کی تعمیر تو کیجائے اور مکان کی چھت پر منبر ومحراب بنا کر مکان کے چھت کو داخل مسجد کر لیا جائے اور مکان کا اندرونی حصہ کسی دوسرے مصرف میں مثلاً وضو خانہ، یا برتن وغیرہ رکھنے کے کام میں لیا جائے۔تو کیا اس صورت میں توسیع مسجد درست ہوگی یا نہیں؟

(۲) تعمیر شدہ مکان کی چھت پر منبر ومحراب بنانے کی صورت میں اصل مسجد کی زمین چھ یا سات فٹ نیچی

ہوگی اور پنج وقتہ نمازوں کی جماعت قائم کرنے میں امام اپنے مقتدیوں کی چند صفوں کے ساتھ سات فٹ اوپر ہوگا اور مقتدیوں کی چند صفیں **اصل مسجد** کی زمین پر نیچے ہوں تو ایسی صورت میں چھ یا سات فٹ نیچے والے مقتدیوں کی اپنے امام کی اقتدا درست ہوگی یا نہیں؟ بیان فرمائیں۔ بینوا وتوجروا۔

المستفتی محمد قربان علی۔ نئی بستی آزادنگر آسی نگر ٹیکہ

الجواب بعون الملک العزیز الوہاب

(۱) توسیع مسجد کی جو صورت سوال میں مذکور ہے وہ نامناسب ہے۔ اسلئے کہ توسیع شدہ منزل کی چھت پر منبر ومحراب لیجانے کی صورت میں اصل مسجد من وجہٍ ویران ہو جائیگی اور یہ درست نہیں۔ **قال اللّٰہ تعالیٰ ومن اظلم ممن منع مساجد اللّٰہ ان یذکر فیہ اسمہ وسعیٰ فی خرابھا** [پارہ ا رکوع ۱۴]

(۲) جمعہ وعیدین کے علاوہ پنج وقتی نمازوں میں اصل مسجد کے خالی رہنے کا قوی اندیشہ ہے اور اوپر نماز پنج گانہ قائم کرنے کی صورت میں اصل مسجد کے سقف پر بلا ضرورت نماز پڑھنا پایا جائے گا جو مکروہ وممنوع ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ جلد خامس ص ۳۲۲ میں ہے۔ **الصعود علیٰ سطح کل مسجد مکروہ ولھذا اذا اشتد الحر یکرہ ان یصلوا بالجماعۃ فوقہ الا اذا ضاق المسجد فحینئذ لا یکرہ الصعود علیٰ سطح للضرورۃ کذا فی الغرائب** واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت، رضا نگر کلمنا ناگپور

ایک مسجد میں ایک ہی وقت میں دو جماعتیں نہیں ہوسکتیں

کیا فرماتے ہیں علمائے حق مندرجہ ذیل میں

(۱) کہ ایک مسجد میں ایک ہی وقت میں اوپر نیچے دو جماعتیں قائم ہوسکتی ہیں؟ جبکہ صحن مسجد میں جگہ خالی ہو، اور اوپر کی آواز ٹکراتی ہو۔

(۲) ایک اہلسنت کی مسجد کے صدر نے اپنی صدارت میں جماعت اسلامی اور وہابیوں کا پروگرام لیا، جس میں وہابی علماء نے عقائد اہلسنت کے خلاف تقریریں کیں اور زید جو اس مسجد کا امام تھا اس نے وہیں اسٹیج پر ان کا رد کیا جس کی وجہ سے وہ صدر اور کچھ اس کے ہمدرد نے اور کچھ تبلیغیوں نے اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا بند کر دیا جبکہ جماعت اہلسنت (۹۰) فیصد سے زیادہ ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور زید کی دوسری کوئی شرعی غلطی بھی نہیں ہے۔ صورت مسئولہ میں زید کو امام رہنا چاہیئے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں

فقط۔ المستفتی

محمد نوشاد رضا ہنگن گھاٹ

۹۲/۷۸۶ الجواب بعون الملک العزیز العلام۔

صورت مسئولہ میں جواباً عرض ہے کہ ایک مسجد میں ایک ہی وقت میں دو جماعتیں نہیں ہوسکتیں فتاویٰ رضویہ المجلد الثالث ص ۳۷۵ر پر ہے کہ ایک مسجد میں ایک فرض کی دو جماعت ایک ساتھ قصداً کرنا بلا وجہ شرعی ناجائز و ممنوع ہے۔

(۲) مسجد اہلسنت و جماعت کے صدر ہوں یا کوئی عام سنی مسلمان بلا ضرورت شرعیہ جماعت اسلامی اور

وہابیوں کے پاس بیٹھنا، کھانا، پینا سخت ممنوع وناجائز ہے، اور پروگرام لینا بدرجہ اولیٰ ناجائز وحرام۔ ارشاد ربانی ہے۔ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ [پ ۷/ رکوع ۱۴] اور ارشاد صاحب لولاک ﷺ ہے فلا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تاکلوھم ولا تناکحوھم ،ان کے پاس نہ بیٹھنا، نہ ان کے ساتھ پانی پینا، نہ کھانا کھانا، نہ شادی بیاہ کرنا، اور مسجد اہلسنت کے صدر کو معلوم ہے کہ جماعت اسلامی اور وہابی خدا اور رسول جل علا و ﷺ کی بارگاہوں کے گستاخ ہیں۔ انکی مجالست وغیرہ خدا اور رسول کو سخت ناپسند ہے۔ اسکے باوجود بدمذہبوں کا پروگرام لینا کس قدر ڈھٹائی ہے۔ والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ اور اسی پروگرام میں وہابی ملاؤں کا عقائد اہلسنت کے خلاف تقریر کرنا اور صدر مسجد اور اس کے ہمنواؤں کا خاموشی سے سنتے رہنا کیا اس سے انکی سنیت مشکوک نہیں ہوجاتی؟ اور زید جو مسجد اہلسنت کا امام ہے اسپر واجب تھا کہ وہ تردید کریں۔ جیسا کہ مشکوٰۃ شریف باب الامر بالمعروف ص ۴۳۶ / پر حدیث پاک ہے۔ من رای منکم منکراً فلیغرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان ۔ تو صدر اور اس کے ہمنوا جنھوں نے امام صاحب کے رد کرنے کی وجہ سے انکی اقتدا میں نمازیں ادا کرنا بند کردی ہیں، وہ سب کے سب توبہ نصوحہ کریں اور امام کو راضی کریں ورنہ وہ شخص جو صدر مسجد اہلسنت ہیں، ہرگز ہرگز مسجد کی صدارت کے اہل نہیں۔ تمام مسلمانان محلہ مسجد کی صدارت سے ان کو برطرف کرنا شرعاً واجب ہے، ورنہ سب کے سب گنہگار ہوں گے، اور وہ امام جسکی امامت میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے، بلاوجہ شرعی ان کو امامت سے معزول کرنا ناجائز وحرام، اشد حرام ہے۔ یہاں تک کہ اسکا اختیار قاضی شرع کو بھی نہیں۔ ردالمحتار ج ۳/ص ۴۲۲/ میں ہے. لیس للقاضی عزل صاحب وظیفۃ بغیر جنحۃ ۱۲ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

جو فاسق نہ ہو وہ مسجد کا صدر بن سکتا ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
میں محمد عبدالستار ابن محمد رحیم الدین۔ مقام گوداوری کھنی ضلع کریم نگر آندھرا پردیس۔ عمر ۵۲ر سال ملازم سرکار۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں جامع مسجد گوداوری کھنی کا دو سالہ رکن اور دو سال میسر اور دو سال معتمد اور پھر دو سال صدر رہا۔ اس طرح تقریباً آٹھ سال خدمات انجام دیں۔ دوران صدارت مجھ سے ایک غلطی سرزد ہوگئی۔ وہ یہ ہے کہ میرا تعلق ایک بیوہ عورت سے ہوگیا اور وہ دھیرے دھیرے ناجائز وحرام تک پہونچ گیا۔ چونکہ میں الحمدللہ پنج وقتہ مصلی بھی اور صدر بھی، لوگوں میں بدنامی ہوگئی، اور میں از خود استعفیٰ اپنی صدارت سے دے دیا۔ اس واقعہ کو ہوکر بھی تقریباً آٹھ سال ہوگیا۔ اب پھر سے میں مسجد کے صدر اور دینی خدمات کے لئے بڑھ چڑھ کر خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ مگر کچھ لوگوں کا اعتراض ہے کہ وہ اس لائق نہیں رہے۔ مگر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کر چکا ہوں اور پھر سے تحریری طور پر توبہ کر رہا ہوں۔ کیا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول کرے گا؟ کیا توبہ کر لینے کے بعد میں مسجد کا صدر اور دینی خدمات کر سکتا ہوں؟ اگر کر سکتا ہوں تو حدیث وقرآن کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر مجھے دینی خدمت کرنے کا موقع عنایت فرمائیں؟ فقط والسلام

المستفتی:۔ محمد عبدالستار ابن محمد عبدالرحیم

Call.9948731324 / ۲۰۱۴/۲/۱۰

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلاّم

صورت مسئولہ میں برصدق سائل وصحت سوال اگر مستفتی نے اس عورت سے علیحدگی اختیار کر لی

ہے اور اسکے بعد علی الاعلان توبۂ نصوحہ بھی کرلیا، جسکو ایک زمانہ یعنی آٹھ سال گذر چکا، اسپر اگر قاضی شرع نہیں، تو عوام اہل سنت کو اطمینان کلی حاصل ہو جائے کہ اب یہ برائی سے باز آچکا ہے، نیز صوم وصلوٰۃ اور دیگر احکام شرع شریف کا پابند بھی ہے، تو مسجد کے صدر یا ممبر بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ فتاویٰ عالمگیریہ الجزء الثانی ص ۴۶۱ ر پر ہے۔ **الفاسق اذاتاب لا تقبل شهادته مالم يمض عليه زمان يظهر اثر التوبة ثم بعضهم قدر ذلك بستة اشهر وبعضهم قدره بسنة والصحيح انه مفوض الىٰ رائى القاضى** ۱۲ر واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم بالجواب

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

موقوفہ مسجد پر اپنا نام چڑھا کر اپنی ملکیت بتانے والے شخص پر کیا حکم ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک پرانی مسجد ہے۔ جسمیں آج بھی منبر ہے اور پہلے بھی نماز باجماعت ادا کی جاتی تھی جیسا کہ ۱۸۹۹ء کے سرکاری ریکارڈ کے مطابق مسجد ہے۔ اور ۱۹۰۱ء کے سرکاری ریکارڈ میں ترمیم کروا کر، مسجد کو امام باڑہ کر دیا گیا اور اسی حالت پر بہت دنوں تک برقرار رہا پھر پوری مسجد میں مدرسہ لگایا گیا اور امام باڑہ قائم رہا جو آج تک مدرسہ اور امام باڑہ قائم ہے۔ لیکن ایک شخص نے سرکاری ریکارڈ پر اپنا نام چڑھوا کر اسے اپنی ملکیت بنا رہا ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ اور کیا اس شخص کے نام

چڑھوا لینے سے وہ جگہ مسجد نہیں؟ اور ایسے شخص کا ساتھ دینا کیسا ہے؟ جواب سے نوازیں۔ فقط

محمد حنیف بڑا امام باڑہ چھندواڑہ

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں جبکہ گورنمنٹ کے ریکارڈ کے مطابق بھی مسجد ہے۔ اگر گورنمنٹ کے ریکارڈ میں نہ بھی ہوتا، جب بھی وہ قدیم مسجد جسمیں نمازیں باجماعت ادا کی جاتی تھیں وہ موقوفہ زمین تحت الثریٰ سے لیکر عرش معلیٰ تک مسجد ہی ہے۔ کما فی الدر المختار باب ما یفید الصلوٰۃ انه مسجد الیٰ عنان السماء. و فی ردالمحتار مطلب فی احکام المسجد و کذا الیٰ تحت الثریٰ ۔ اس میں تغییر وتبدیل ہرگز ہرگز روا نہیں، بلکہ حرام، حرام اشد حرام۔ اور اس پر مزید کسی شخص کا گورنمنٹ کے ریکارڈ پر اپنا نام درج کروا کر اپنی ملکیت جتانا اور مسجد کے مقصود کو باطل و معطل ٹھہرانا سخت حرام اور ظلم عظیم ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِکَ مَا کَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِیْنَ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ [پ ۱ رکوع ۱۴]

"یعنی اس شخص سے بڑھکر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں اللہ کا نام لئے جانے سے روکیں اور انکی ویرانی میں کوشاں ہوں، انہیں تو مسجدوں میں قدم رکھنا روا نہ تھا مگر ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں رسوائی اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے"۔ اور ایسے ظالم شخص کا ساتھ دینے والے تمام نمازی غضب جبار اور عذاب نار کے مستحق ہوں گے، کیونکہ کسی شخص کے گورنمنٹی ریکارڈ پر نام درج کرا لینے سے مسجدیت بالکل ختم نہیں ہوگئی، اور نہ ہو سکتی ہے اور نہ قیامت تک کسی شخص کی ملکیت ثابت ہو سکتی ہے۔ قال اللّٰه تعالیٰ فی خطابه القدیم . ان المسجد للّٰه بیشک مسجد یں اللہ کی ملکیت

ہیں۔لہٰذا مسلمانوں پر فرض ہے کہ حتیٰ المقدور کوشش کر کے مسجد کو حاصل کریں اور نمازیں باجماعت قائم کریں ۱۲/ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہ جلّ مجدہٗ اتم واحکم بالجواب .

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضانگر کلمنا ناگپور

مسجد میں اتنا موٹا مصلیٰ بچھانا جائز نہیں جس پر حالت سجدہ میں پیشانی یا ناک خوب نہ دبے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل میں کہ

مسجد میں اس طرح کا فوم اور اتنا موٹا جانماز ہے کہ سجدہ کی حقیقت کا پتہ نہیں چلتا یعنی پیشانی اور ناک سخت زمین پر نہیں معلوم ہوتی ہے۔ایسی حالت میں سجدہ قابل قبول ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

المستفتی:۔ متولی جامع مسجد زکھیڑ

الجواب بعون الملک العزیز العلام

مسجد میں اتنا موٹا جانماز بچھانا خواہ فوم کا ہو یا گھاس کا یا روئی کا ہو یا قالین یا اور کوئی چیز، جس پر سجدہ کرنے سے پیشانی خوب نہ دبے نماز نہ ہوگی۔اور ناک کی ہڈی تک دبانا واجب ہے، ورنہ نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔ کما صرح الفقہاء فی الکتب المتداولہ ۔فتاویٰ عالمگیریہ جلد اول ص ۷۰/ پر بھی یہی ہے .لو سجد علی الحشیش او التبن او علی القطن او الطنفسۃ او الثلج ان استقرت جبھتہ وانفہ ویجد حجمہ یجوز وان لم تستقر لا ۔لہٰذا فوم وغیرہ کا بطور جانماز استعمال کرنا،

جس سے نمازیوں کو خود بھی اذعان واتقان نہیں ہوتا کہ پیشانی اور ناک کی ہڈی زمین میں لگی یا نہیں۔ایسی جانماز کا نمازیوں کے لئے استعمال کرنا، ازروئے شرع مطہر درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہٗ جلّ مجدہ واتم واحکم۔ کتبہ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت ناگپور

تعمیر مسجد یا عیدگاہ یا کسی دینی ضرورت کیلئے اعلانیہ چندہ کرنا جائز اور درست ہے

جناب مفتی صاحب۔۔۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

سمیع اللہ خاں پٹھان بھار پورا کاٹول مجھے نیچے لکھے باتوں پر لکھت خلاصہ لیٹر دینگے۔

(۱) مسجد کے باہر جس آدمی نے مسجد کی آوک (آمدنی) بڑھانے کے لئے نئی تعمیر کر کے کمرے بنایا اس پر برائے ایصال ثواب کا نام لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) تعمیر میں ظاہر (کھلا) چندہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی:۔ سمیع اللہ خان، پٹھان، کاٹول

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلّام

(۱) جائز ہے تاکہ دوسروں کو بھی اس نیک کام کی طرف رغبت حاصل ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) تعمیر مسجد یا عیدگاہ یا کسی دینی ضرورت کیلئے اعلانیہ چندہ کرنا جائز اور درست ہے، کما صرح

الامام اهل سنة فی العطایا النبویة المجلد السادس ص۴۲۶؍۱۲ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضانگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

مسجد وقف کو خاندانی مسجد کہنا جائز نہیں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے جواب میں

کسی زمانہ میں ایک مسجد تھی، ملک کی آزادی کی دور میں یہ مسجد شہید ہوگئی تھی۔ اس کے بعد کچھ لوگ بیدار ہوئے اور کمیٹی بنا کر مسجد کی از سرِ نو تعمیر کی اور امام کا انتظام کیا اور سارا انتظام کمیٹی یہ کمیٹی چلتا رہا اور چل رہا ہے۔ مگر کچھ موقع پرست شریر اقدام اس طرح اٹھا رہے ہیں کہ یہ مسجد ہماری خاندانی ہے، کہتے ہوئے موجودہ کمیٹی پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ تم اس مسجد سے قبضہ چھوڑ دو، اس لئے کہ ہم نے ایک کمیٹی سرکاری طور پر تشکیل دے دی ہے۔ اس طرح مسجد کو اپنی خاندانی کہنے والوں پر شرعی حکم کیا ہے؟ یا مسجد ان موقع پرستوں کے حوالے کردی جائیں۔ ہمیں جواب سے نوازیں۔ فقط والسلام

کمیٹی:۔ چھوٹی مسجد قادر جھنڈا کامٹی

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز الوھاب

صورت مسئولہ میں مسجد کو خاندانی کہنا جائز نہیں۔ جب مسجد کیلئے زمین وقف ہوگئی۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہوگئی۔ اس پر خاندانی مسجد کہنے کا دعویٰ مسموع نہ ہوگا۔ **قال اللہ تعالیٰ فی خطابہ القدیم ان المسجد للہ** ۔ اور جب سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کی کمیٹی انتظام وانصرام مسجد میں مصروف ہے، تو بلا وجہ

شرعی کوئی دوسری کمیٹی بنانا درست نہیں۔ بنانے والے گناہگار ہونگے ۱۲ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

وہابیوں کی تعمیر کردہ مسجد مسجد نہیں فقط مثل گھر ہے۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ پر

(سوال ار) ایک آدمی مسجد میں عید ملن کا پروگرام رکھ کر غیروں کو بلاتا ہے۔ اپنا گھر رہنے کے باوجود مسجد کو استعمال کرتا ہے۔ اپنے آپ کو سنی کہتا ہے۔ وہابی اور کافروں کو بلاتا ہے۔ مسجد میں اس کی ملکیت ہے دیوبندی مسجد کو اپنا گھر کہتے ہیں۔

(سوال ۲ر) ایک آدمی مسجد کے گیٹ پر اپنا نام بادشاہ گیٹ لکھتا ہے۔ اور پیچھے اللہ اکبر، جبکہ مسجد میں چندہ ہوتا ہے۔ یہ کسی کی وقف کی نہیں باقائدہ یہاں پر تعمیر سے لیکر آج تک چندہ کیا جاتا ہے عام لوگوں کی طرح وہ آدمی بھی چندہ دیتا ہے۔ نام کا استعمال صحیح ہے یا غلط، مسجد نوری کے جماعتیوں کو اس پر اعتراض ہے۔

المستفتیان: مسجد نوری، ہبلی، کرناٹک

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

(جواب ار) وہ مسجد جس کو خالص سنیوں نے تعمیر کی ہے، وہ عنداللہ مسجد ہے۔ اس میں وہابی دیوبندی اور دیگر کافروں کو بلانا اور بلاکر مسجد میں عید ملن کا پروگرام رکھنا ہرگز جائز نہیں۔ اللہ پاک ہے اور پاکی کو پسند فرماتا ہے۔ ہاں وہابی کی مسجد جسکو خالص گستاخان خدا جلّ وعلا اور رسول اکرم ﷺ نے تعمیر کی ہو وہ مسجد

نہیں، فقط گھر کے مثل ہے اور مسجد ضرار کے حکم میں ہے۔ایسے ہی شیعہ، رافضی وغیرھما فرقہائے باطلہ کی مسجدیں بھی مسجد نہیں۔ بلا ضرورت شرعیہ عید ملن کا پروگرام رکھکر وہابی اور کافروں کو گھر میں بلانا یا کہیں دعوت دیکر بلانا، ان کی ضیافت کرنا ممنوع ہے۔

(جواب ۲/) مسجد اللہ کا گھر ہے۔ کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ارشاد ربانی ہے۔ اِنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ. لہٰذا اپنے نام کا گیٹ لکھواکر مسلمانوں میں انتشار واختلاف پیدا کرنا درست نہیں ہے۔ اور اپنے نام کے پیچھے اللہ اکبر لکھوانے سے مراد نیچے ہے، تو یہ شدید جرم ہے۔ بادشاہ گیٹ لکھوانے والے کو سمجھائے کہ وہ اپنی حرکت سے باز آجائے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہٗ جلّ مجدہٗ اتم واحکم بالجواب ...... کتبہ

فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

مسجد میں اپنے لئے سوال کرنا یعنی بھیک مانگنا حرام ہے۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین درج ذیل سوالات کے جوابات میں جو ایک مسجد کے سکریٹری سے متعلق ہیں۔

(۱) مغرب کی نماز میں ایک سائل آیا جو بظاہر عالم لگ رہا تھا، انہوں نے نماز کے سلام پھیرنے کے بعد کسی مسجد کے چندہ کا اعلان کرنا شروع ہی کیا تھا کہ سکریٹری صاحب نے اسے ڈانٹ دیا اور کہا کہ مسجد میں سوال کرنا حرام ہے۔ جاؤ باہر کھڑے ہو جاؤ، تو امام صاحب نے سکریٹری کو بلایا اور کہا کہ آپ نے دو غلطی کی ایک یہ کہ مسلمان بھائی کو بلاوجہ شرعی ڈانٹا دوسرا یہ کہ آپ نے غلط مسئلہ بیان کیا۔ کہ مدرسہ ومسجد

کے لئے مسجد میں چندہ کا اعلان کرنا نا جائز ہے۔ تو سکریٹری نے کہا کہ اگر مجھ سے غلطی ہوئی، تو میں توبہ کرتا ہوں۔ اسکے بعد پھر سکریٹری نے بہار شریعت دیکھا، تو اس میں لکھا تھا۔ کہ مسجد میں سوال کرنا حرام ہے۔ تو انہوں نے اس مسئلہ کو ایک کاغذ میں لکھ لیا۔ اور دوسرے جمعہ کو بعد نماز کے دعا سے پہلے کھڑا ہو گیا اور کہا کہ بہار شریعت میں لکھا ہے۔ ''کہ مسجد میں سوال کرنا حرام ہے'' اسی وجہ سے میں اپنی مسجد میں یا کسی مسجد یا مدرسہ سے یا جلسہ، جلوس یا کسی بھی چیز کا اعلان کرنے نہیں دیتا ہوں۔ مطلقاً سب منع کر دیا۔ تو امام صاحب نے انہیں بلایا اور فتاویٰ رضویہ اور فتاویٰ فقیہ ملت کھول کر دکھایا، تو اس میں لکھا تھا، کہ دینی کام کیلئے مسجد میں سوال کرنا جائز ہے، اور سنت سے ثابت ہے تو سکریٹری صاحب نے غصے میں آکر کتابوں کو بند کر دیا اور کہا کہ آپ کو یہاں نماز پڑھانے کیلئے رکھا گیا ہے، یہ سب بند کر دیں، میں تو بہار شریعت میں جو لکھا ہے۔ اسی کو مانتا ہوں۔

(۲) میں نے فتاویٰ افریقہ کے حوالے سے سنا ہے کہ پاس میں سوئے ہوئے شخص کو ضرور نماز کیلئے جگانا چاہئے۔ لیکن مسجد کے سکریٹری نے فجر کی نماز کیلئے جگانا موذن کو منع کر دیا کہ امام صاحب کو نہ جگائے جس کا گواہ خود موذن اور ایک مقتدی جو کہ حاجی ہے۔

(۳) امام صاحب روزانہ فجر کی نماز کے بعد درس دیتے ہیں۔ جس میں قرآن پاک کے تیسرے پارے کی آیت (للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ الخ) (سورۂ بقرہ) آیت مبارکہ کہ تحت صدقات کے بہترین مصرف بیان فرمایا، اس میں لکھا ہوا تھا۔ علما، طلبہ، مبلغین، مصنفین وغیرہ بہترین مصرف ہیں حسب کتاب امام صاحب نے لوگوں کو بتایا اس پر سکریٹری نے الزام عائد کر دیا کہ درس دیکر لوگوں سے نذرانہ مانگتے ہیں، جب امام صاحب کو یہ خبر ملی تو لوگوں کو پوچھا کہ کون وہ شخص ہے، جس سے میں نے نذرانہ طلب کیا ہے۔ تو سب نے انکار کر دیا۔

(۴) چوتھی بات یہ ہے کہ سکریٹری جان بوجھ کر مسجد میں اہل حدیث کیلئے شفایابی کی دعا کروا کر جمعہ میں

جب لوگوں نے آواز اٹھائی تو جمعہ کے دن سکریٹری نے خود سے بعد نماز جمعہ کے اعلان کیا کہ یہاں پر یعنی اس مسجد میں سب کو آنے کی اجازت ہے۔ چاہے کوئی بھی ہو مثلاً وہابی، دیوبندی، اہل حدیث وغیرہ جو مسجد کا تعاون کرتا ہے، ہم اس کیلئے دعا کرواتے ہیں۔

(۵) امام صاحب سے سکریٹری صاحب کی گفتگو ہو رہی تھی دوران گفتگو صحابہ کرام کی بات چلی تو امام صاحب نے سکریٹری سے فرمایا کہ عرب حکومت نے صحابۂ کرام کے مزارات کو توڑ کر نیست و نابود کر دیا کیا یہ گستاخی نہیں ہے؟ تو سکریٹری نے جواب دیا ضرورت پڑی تو توڑ دیا، اس میں بات کیا ہے۔

(۶) مسجد نبوی کے امام کے پیچھے نماز کو جائز رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ کل بھی مسجد نبوی کے میناروں سے اسلام کی حقانیت گونجی اور لوگوں نے اس پر عمل کیا، اس طرح اسلام پھیلا اور آج بھی مسجد نبوی کے میناروں سے جو آواز گونج رہی ہے اس پر ہمارا عمل ہونا چاہئے۔ یعنی سکریٹری، وہابی، دیوبندی کو غلط نہیں کہتے۔ حتی کہ وہابیوں کے ساتھ اٹھتے، بیٹھتے ہیں اور خود سکریٹری کا بیٹا وہابیوں کے ساتھ رہتا ہے۔ کیا ان تمام صورتوں میں وہ شخص مسجد کے متولی یا سکریٹری کے عہدہ پر رہ سکتا ہے یا نہیں؟

(۷) وہ سکریٹری امام کو ہمیشہ نصیحت کرتا رہا کہ اس مسجد میں وہابیوں، دیوبندیوں کا ذکر نہ کیا جائے، صرف نماز، روزہ کے بارے میں ہی بیان کیا جائے، تو امام صاحب نے کبھی ان کی بات نہ مانی۔ شریعت کے دائرے میں خدمت انجام دیتے رہے۔ جب جو موضوع لیا، حسب کتاب ہی بیان فرمایا۔ اب حضور والا کی بارگاہ میں عریضہ ہے۔ کہ مذکورہ سوالوں کے جوابات عنایت فرمائیں۔ کرم ہوگا۔ فقط والسلام

المستفتی:۔ حاجی ڈاکٹر عبدالغفور۔ محمد سلیم قادری جبلپور (ایم، پی)

۷۸۶/۹۲ الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

(۱) صورت مسئولہ میں "مسجد میں اپنے لئے سوال کرنا حرام ہے، یعنی بھیک مانگنا حرام ہے۔ یہی

بہارشریعت میں مذکورہ مسئلہ کا مفاد ہے۔ مگر اسکو نہ سمجھے گا عامی، بلکہ عالم دین۔ جن کو فقہ میں درک ہو، وہی سمجھتا ہے۔''اسی طرح مسجد یا مدرسہ یا کسی حاجت مند مسلمان کیلئے چندہ کا اعلان کرنا اور چندہ کرنا جائز ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۱۲۵ ر پر ہے۔ خطبہ کے وقت چندہ مانگنا، خواہ کوئی بات کرنا بھی حرام ہے۔ اور خالی وقت میں مسجد یا کسی دینی کاموں یا کسی مسلمان حاجت مند کیلئے مانگے، جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل نہ آئے، سنت سے ثابت ہے۔ اور اپنے لئے مانگنے کی مسجد میں اجازت نہیں ہے۔ فتاویٰ رضویہ کے مذکورہ جزئیہ سے بہارشریعت میں مندرج مسئلہ کہ''مسجد میں سوال کرنا حرام ہے''واضح ہوگیا کہ اس سے مراد مسجد میں اپنی ذات کیلئے چندہ مانگنا یعنی بھیک مانگنا مراد ہے، جو حرام ہے، نہ کہ دیگر جملہ دینی کاموں اور دوسرے حاجت مندوں کیلئے چندہ مانگنا مراد ہے؟ سکریٹری مسجد کا یہ کہنا کہ میں تو''بہار شریعت''میں جو لکھا ہے، اسی کو مانتا ہوں، بغیر سمجھے بولنا ہے، بہارشریعت میں جو لکھا ہے، اس کو ضرور مانئے، مگر فہم مسئلہ کی صلاحیت بھی تو ہو، کہ بہارشریعت کی عبارت کا مفاد کیا ہے؟ ہاں اسی جلد نہم کے نصف آخر ص ۲۵۲ ر پر ہے۔ کہ مسجد کے اندر سوال کرنا اپنے یا غیر دونوں کے واسطے اس وقت حرام ہے۔ جب مسجد میں چندہ کے وقت شوروغل مچاتے ہوئے، چندہ کرے۔ نمازیوں کی نماز میں خلل ہو، لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے، صفوں میں پھرے، خواہ اپنے لئے مانگے یا دوسروں کے لئے، مطلقاً حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ **جنبوا مساجد کم صبیانکم ومجانینکم ورفع اصواتکم** ۔ اور ایک حدیث شریف میں ہے۔ **من تخطی رقاب الناس یوم الجمعة اتخذ حسیرا الیٰ جھنم** ۔ اور اگر صورت متذکرہ بالا نہ ہو، تو حرام نہیں بلکہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(۲) پاس میں سوئے ہوئے شخص کو نماز کیلئے جگانا انسانی فطرت کے عین مطابق ہے، جس کے جواز واستحسان میں کلام نہیں۔ کیونکہ یہ امر بالمعروف ہے۔ فتاویٰ رضویہ ج ۲ ر ص ۱۹۸ ر پر ہے۔ کہ نماز کے واسطے سوئے آدمی کو جگانا ضروری ہے۔ اور یہی احکام شریعت ج ۲ ر ص ۱۷ ر مطبوعہ قادری کتاب گھر

بریلی شریف میں بھی ہے۔اور اس سے نہیں روکے گا مگر فتنہ پرور۔

(۳)امام صاحب نے تیسرے پارہ کو آیت مبارکہ۔ للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ الخ کے تحت صدقات کے بہترین مصارف بیان فرمائے، جبکہ امام صاحب کے بیان کردہ افراد مستحقین میں سے ہوں، تو اس بیان کے بعد بے ثبوت شرعی سکریٹری کا امام صاحب پر الزام عائد کرنا، کہ درس دیکر لوگوں سے نذرانہ مانگتے ہیں۔ایذا رسانی مسلم ہے، اور وہ بھی پیشوائے دین پر۔اور ایذا رسانی حرام، بد کام ہے۔ارشاد ربانی ہے۔ والذین یوذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتاناً واثماً مبیناً (پارہ۲۲رکوع۳ر) اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں۔انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا (کنز الایمان) نیز ارشاد صاحب لولاک ﷺ ہے۔من اذیٰ مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ۔جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی، اسنے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی، اسنے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔ (المعجم الاوسط ج۴ص۳۷۳ر) لہٰذا سکریٹری مسجد امام صاحب سے معافی مانگے۔اور ایذائے مسلم سے توبہ نصوحہ کریں۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(۴) ایسا شخص جیسا کہ سوال میں درج ہے۔مسجد ہو یا مدرسہ یا اور کوئی دینی ادارہ، اس کا سکریٹری وممبر وغیرہ نہیں ہوسکتا۔اہل محلہ جملہ مسلمانان اہلسنت جتنی جلد ہوسکے۔مسجد اہل سنت کے اس عہدہ سے اس شخص کو نکال باہر کریں۔فی زماننا وہابی (اہلحدیث) دیوبندی وغیرہ وغیرہ فرقہ ضالہ مضلہ کے افراد جو اپنے اکابر کے کفریات پر مطلع ہیں۔اس کے باوجود اس کو حق جانتے ہیں۔وہ سب کے سب دائرۂ اسلام سے خارج اور کفر وارتداد کے مرتکبین سے ہیں۔ان سے مسجد میں تعاون لینا اور دعا کروانا، ناجائز وحرام سخت حرام ہے۔اور ان لوگوں کو مسجد میں آنے سے سختی سے روکنا واجب ہے۔درمختار جلد اول ص۴۸۹ر پر ہے۔یمنع منہ کل موذ ولو بلسانہ ۔یعنی ہر ایذا دینے والے شخص کو مسجد سے روکا جائے۔اگر چہ وہ زبان سے ہی ایذا دیتا ہو۔اور وہابی، دیوبندی، قادیانی وغیرہ سے بڑھ کر ایذا دینے والے کون؟ جو اللہ

ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کی جلالت شان میں منہ بھر گالیاں بکیں۔ توہین کریں۔ اللہ جل شانہ ورسول کریم علیہ افضل الصلوٰت والتسلیم کی جنابوں میں گستاخیاں کریں۔ ایذا دیں۔ اور فتاویٰ رضویہ ج ۶ رص ۴۷۹ پر ہے کہ ''مسجد میں صرف اہلسنت کا پیسہ لیا جائے کافروں یا مرتدوں کا ناپاک مال نہ لیا جائے۔ یعنی لینا درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(۵) سکریٹری مسجد کا جواب غلط ہے۔ معلوم ہوتا ہے، کہ سکریٹری نرا جاہل، علم شریعت سے عاطل، خوف خدا وشرم نبی سے غافل، اور کھلا ہوا نجدیوں کے کردار کا قائل، کہ ضرورت پڑی تو توڑ دیا، اس میں کیا بات ہے۔ معاذ اللہ رب العلمین۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عظمت اس کے دل میں ہوتی، تو ایسی بات ہرگز نہ کہتا۔ اس سے پوچھئے کہ سیدتنا فاطمۃ الزہراء خاتون جنت بنت مصطفےٰ جان رحمت اور دیگر ال نبی پاک کریم السجایا علیہ التحیۃ والثنایا، کی قبور وقبہ کو ڈھانے کی کیا ضرورت شرعیہ وحاجت داعیہ تھی؟ وہ سب تو بقیع شریف کے احاطہ میں ہیں، وہابیہ نجدیہ **خذ لھم اللّٰہ تعالیٰ** کھلے عام شان خدا جل جلالہ وجناب مصطفےٰ علیہ التحیۃ والتصلیہ میں گستاخیاں کریں، صحابۂ کرام، تابعین عظام تبع تابعین اعلام اوراہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قبور مقدسہ کو بے ضرورت ڈھائیں اور سکریٹری مسجد کی ناپاک ذہنیت اسکی حمایت وتائید کا بیڑا اٹھائے، جبکہ عام مسلمان کی قبور قابل تعظیم ہیں۔ انہیں ڈھانا، مسمار کرنا تو درکنار، اس پر بیٹھنا، پاؤں رکھنا، چلنا وغیرہ ناقابل تکریم عمل کرنا ناجائز وگناہ عظیم ہے۔

صحیح مسلم شریف جلد ارص ۳۱۲ رکتاب الجنائز میں ہے۔ **عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یجلس احدکم علیٰ جمرۃ فیتحرق ثیابہ فخلص الیٰ جلدہ خیرلہ من ان یجلس علیٰ قبرہ** ۔ یعنی سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی چنگاری پر بیٹھے جس سے اس کا کپڑا جل جائے۔ پھر اس کی کھال تک پہونچ جائے، یہ اس شخص کیلئے کسی قبر مسلم پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔ نیز اسی صفحہ میں ایک حدیث پاک ہے۔

لا تجلسوا علیٰ القبور. یعنی قبروں پر نہ بیٹھو۔ نیز ایک حدیث پاک میں ہے کہ لا تصلوا علیٰ القبور ولا تجلسوا علیها۔ یعنی قبروں پر نہ نماز پڑھو اور نہ ہی قبروں پر بیٹھو۔ نیز فتاویٰ رضویہ شریف، المجلد السادس ص ۴۸۰ ر پر چند کتب احادیث کے حوالے سے مرقوم ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں مجھے چنگاری پر پاؤں رکھنا یہاں تک کہ وہ جوتا توڑ کر کھال تک پہونچ جائے۔ اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں۔ اور فتاویٰ رضویہ شریف کی وہی جلد اور اسی صفحہ پر ایک حدیث پاک کا ترجمہ یوں ہے کہ مجھے تلوار پر چلنا مسلمان کی قبر پر چلنے سے زیادہ پسند ہے۔ فتاویٰ ہندیہ ج ۵ ر ص ۳۵۱ پر ہے۔ کہ یکره القعود علی القبر لان سقف القبر حق المیت۔ یعنی قبر پر بیٹھنا مکروہ ہے۔ کیونکہ سقف حق میت ہے۔ ردالمحتار ار ص ۲۲۹ ر کتاب الطہارۃ فصل الاستنجاء میں ہے۔ المرور فی سکة حادثة فی المقابر حرام۔ یعنی قبرستان میں جو نیا راستہ بنایا جائے، اس میں چلنا حرام ہے۔ متذکرہ بالا حوالوں سے صاف ظاہر اور سکریٹری کا وہم ضرورت ضرور زائل کہ جب عام مؤمنین و مومنات کی قبروں پر بیٹھنا۔ پاؤں رکھنا چلنا ناجائز ہے۔ تو صحابۂ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین اعلام، اہل بیت اطہار اور عظماء اولیاء اللہ کی مزارات مطہرہ منورہ مقدسہ متبارکہ کو ڈھانا، مسمار کرنا، اور نیا راستہ بنانا اور بھی زیادہ سخت ناجائز و حرام، بدکام، بدانجام ہے۔ اب یہ فتویٰ سکریٹری کو بتایئے اس کے بعد وہ کیا وجہ وجیہ بتاتا اور کیا علت تامہ ٹھہراتا اور کون سی آیت اور حدیث پیش کرتا، یا صرف ضرورت ضرورت کی رٹ لگاتا ہے، تو عقیدہ کھل جائیگا کہ سکریٹری تذبذب کا شکار ہے، یا درپردہ وہابیت کی جال میں گرفتار ہے، یا پھر نادم و شرمسار ہے، اور بصمیم قلب توبۂ نصوحہ کرنے کیلئے تیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(۶) مذکور فی السوال شخص کے احوال اس قابل نہیں کہ وہ مسجد یا کسی دینی ادارہ کا متولی یا سکریٹری یا ممبر وغیرہ بنایا جا سکے۔ بلکہ جس مسجد میں وہ سکریٹری ہے اسے معزول کرنا واجب ہے۔ کیونکہ وہ فاسق معلن ہے۔ کما هو مصرح فی کتب الفقه ۱۲ ر واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

(۷)امام صاحب نے،امر بالمعروف ونهی عن المنکر ۔پر عمل کیا تو شریعت مطہرہ پر عمل کیا یہی حکم شریعت ہے۱۲۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہ جلّ مجدہ اتم واحکم بالجواب.

کتبہ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

كتـــــاب

الحظروالاباحة

قرآن پاک اجرت لیکر پڑھنا پڑھانا دونوں حرام ہے نہ قاری کوثواب نہ میت کو

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین قرآن وحدیث کی روشنی میں مندرجہ ذیل مسائل کے

بارے میں:

(۱) زید عالم ہے اور مفتی کہلاتا ہے زید نے ایک اشتہار نکالا جسکی کاپی فتوے میں لگی ہوئی ہے ملاحظہ فرمائیں۔ زید نے لکھا۔ قرآن پاک اجرت لیکر پڑھنا، پڑھانا دونوں حرام ہے۔ نہ پڑھنے والے کوثواب ملے گا اور نہ ہی میت کو۔ چاہے سورۂ بقر کے نام گیارہ سوروپئے ہوں، یا سورۂ یٰسین کے نام پر۔ ہر روٹ یا جلیبی یا میٹھائی ہوں سب حرام ہیں۔

(۲) زید نے کہا جس نے سورۂ بقر کو اجرت لیکر پڑھا، اس امام کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اور جتنی نمازیں اس امام کے پیچھے پڑھی ہیں، وہ سب دہرانا واجب ہے۔ اور اگر کوئی اجرت نہ بھی ٹھہرائے، اور پڑھانے والا خوشی سے دیں، تب بھی حرام ہے۔

(۳) زید نے کچھ مہینے پہلے بھی حضور ﷺ کے معجزات کو موضوع حدیث بتایا اور سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اعتراضات کئے تھے۔ جسکی بنیاد پر علماء کرام نے بالخصوص علامہ ومولانا سید سلیم بابو صاحب گجرات وحضرت علامہ مولانا مفتی محمد انوار احمد صاحب قادری اندور، وشہر کھنڈوہ کے علمائے کرام نے میٹنگ لی اور زید کو سمجھایا اور زبانی وقلمی توبہ بھی کروائی اور جلسہ میں اسٹیج پر پڑھ کر بھی عوام کو سنایا گیا، لیکن توبہ کے بعد بھی زید پھر پلٹ گیا اور کہا میں نے توبہ وغیرہ نہیں کی۔

(۴) زید کو جب کوئی شخص دعوت دینے جاتا ہے، تو زید پوچھتا ہے کہ آپ کے یہاں دعوت میں کوئی دیوبندی، وہابی تو نہیں آئے گا۔ دعوت دینے والا کہتا ہے کہ رشتہ داریاں ہیں، کچھ بد عقیدہ بھی آئیں گے، تو زید کہتا ہے ہم آپ کے یہاں دعوت میں نہیں آئیں گے۔ آپ ہمارے لئے کھانا ہمارے کمرے میں پہونچادینا۔

دریافت طلب امر یہ ہیکہ زید کی یہ ساری باتیں کیا صحیح ہیں؟ اگر صحیح ہیں۔ تو مروجہ قرآن خوانی، سورۂ بقرہ کی تلاوت، تیجہ وغیرہ، جس میں ہدیہ وغیرہ اور تبرک بھی دیا جاتا ہو، یہ جائز ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں؟ تو پھر امامت وتقریر کا نذرانہ طے کرنا اور رمضان المبارک میں تراویح پڑھانے کے ہزاروں روپے لینا یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ مفصل جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔(۱) سید نزاکت علی امام صاحب کہارواڑی مسجد کھنڈوہ

(۲) مولانا رضوان احمد جامع مسجد کھنڈوہ (۳) حافظ ابرار احمد قادری گلشن محمد مسجد کھنڈوہ (۴) حافظ بشیر الدین نورانی مسجد کھنڈوہ (۵) قاری محمد حسین ناظم اعلیٰ مدرسہ اہلسنت حفظ القرآن کھنڈوہ۔9907518223

۷۸٦۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلاّم

(۱؍۲) صورت مسئولہ میں زید کا یہ کہنا اور چھاپنا کہ قرآن پاک اجرت لیکر پڑھنا، پڑھانا، دونوں حرام ہے نہ پڑھنے والوں کو ثواب ملے گا، نہ میت کو، درست ہے۔ اور یونہی اگر مشہور ومعروف ہو کہ سورۂ بقر یا سورۂ یٰسین کی تلاوت پر اس قدر معین اور متعین اجرت ملتی ہے، اس لئے پڑھ رہے ہیں، اور اتنا دینا پڑتا ہے، اسی لئے پڑھا رہے ہیں، یہ بھی ناجائز ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت پر متعین کرکے روپئے نہ لیں۔ یا روپئے کے عوض کوئی جنس ملے یا مشہور ومتعارف ہو، بہرحال ناجائز ہے۔ ردالمحتار جلد پنجم ص ۳۵؍ پر علامہ ابن عابدین شامی علیہ رحمۃ الباری رقمطراز ہیں۔ قال تاج الشریعہ فی شرح الھدایۃ . ان القرآن بالاجرۃ لایستحق بالثواب لا للمیت ولا للقاری وقال العینی فی شرح الھدایۃ ،ویمنع القاری للدنیا ، والآخذ والمعطی اثماً فالحاصل ان ماشاء فی زماننا من قرأۃ الاجزاء بالاجرۃ لا یجوز

اگر لگانا چاہے تو اس مکان پر لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ ایسے مسئلہ پر علمائے دین کیا فرماتے ہیں۔
فقط والسلام: صوفی عبدالغفار شیخ ابوالعلی چشتی قادری نظامی نقشبندی سہروردی اویسی مداری مسعودی حلمیہ محمدیہ وارثی۔ 9552403168/7620516621

۸۲/۹۲ الجواب بعون الملک الوھاب

(۱/۲) صورت مسئولہ میں عموماً بازار میں جو طغرے، ملتے ہیں، جیسے یٰسین شریف، چار قل، آیت الکرسی، قرآن عظیم کی دیگر سورتیں۔ سرکار عالمین شافع یوم النشور ﷺ کے تبرکات، مثلاً عصا شریف، جبہ شریف، نعلین اقدس کے نقوش اور لوح قرآنی کے جواز میں کلام نہیں اور نقشۂ روضۂ مبارک کا جواز تو اجماعی ہے اور تابعین کرام کی ایجاد ہے اور نعلین اقدس کا نقشہ تبع تابعین اعلام سے ثابت ہے۔ کمافی فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۱۴۷/ (جزء اول) ان تبرکات کو ایسی جگہوں پر لگانا، جو بے حرمتی کی جگہ نہ ہو۔ خواہ مکان ہو یا دکان، جائز و مستحسن ہے۔ اور بعض نادان جو اسکوٹر، موٹر سائکل کے آگے گنبد خضریٰ کا نقشہ یا مزارات اولیاء کرام کے نقشے چسپاں کرتے ہیں، کیا نہیں جانتے کہ یہ جگہیں حرمت وعظمت کی اصلاً محل نہیں۔ ایسے ہی عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کے موقع پر گنبد خضریٰ، کعبہ شریف وغیرھما کے نقشے غبارے میں بنانا اصلاً مقام حرمت نہیں۔ رہا بینر یا کپڑے میں گنبد خضریٰ یا کعبہ معظمہ شریف وغیرھما کے نقوش پاک اتارنا، بنانا، یا بنوانا اور اس کی حفاظت کرنا اور بوسیدہ ہو جائے، تو دفن کر دینا درست ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ ج ۵/ص ۳۲۳/ پر ہے المصحف اذا صار خلقاً لا یقرأ منه ویخاف ان یضیع یجعل فی خرقةٍ طاهرة ویدفن ودفنهٔ اولی من وضعهٖ موضعاًیخاف ان یقع علیه النجاسة او نحو ذٰلک۔ لہٰذا احترام واکرام کو مدنظر رکھتے ہوئے گنبد خضریٰ، وکعبہ معظمہ، نعلین اقدس وغیرھا کے نقوش کو بھی دفن کرنا محبوب ومرغوب ہے۔

(۳) مسلمان وہی ہے جس کے دل میں عظمت کعبہ، گنبد خضری، ومزارات اولیاء وقرآن حکیم اوران کے نقوش سے ہے۔ لہٰذا طغری جات لگانے والے خود ہی اپنی سمجھداری سے اس طرح لگائیں، جس سے بے حرمتی ہرگز نہ ہونے پائے ۱۲ر واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ:۔ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

ولادت کے وقت بچہ کے کان میں آذان کیوں دیجاتی ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں

کہ ہر بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے کانوں میں اذان کیوں دی جاتی ہے؟ آخر اس کی حقیقت کیا ہے؟ اور سلسلہ کہاں سے شروع ہوتا ہے؟ تفصیل اور دلیل کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔ فقط والسلام

المستفتی:۔ محمد نواب عالم نوری چندرگاؤں ضلع کشن گنج (بہار)

۸۶/۹۲ الجواب اللّٰھم احفظنا والمسلمین برحمتک یا ارحم الراحمین

بچہ کے کان میں اذان اس لئے کہی جاتی ہے کہ بلائیں دور ہو جائیں، کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ بچہ کے تولد کے وقت شیطان چوکھ مارتا ہے جس کی وجہ سے بچہ چیختا ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۸ر پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ **صیاح المولود حین یقع نزغة من الشیطٰن** (متفق علیہ) یعنی زمین پر گرتے وقت بچہ کی چیخ شیطان کی چوکھ سے ہے۔ اور دوسری حدیث پاک میں یوں ہے۔ **مامن بنی ادم مولود الا یمسّه الشیطان حین یولد فیستهلّ صارخاً من مسّ الشیطان غیر مریم وابنها (متفق علیه)** (مشکوٰۃ المصابیح باب فی الوسوسہ ص ۱۸) یعنی کوئی

آدمی ایسا نہیں جسے پیدائش کے وقت شیطان چھوتا نہ ہو۔ وہ بچہ شیطان کے چھونے سے ہی چیختا ہے، سوا
ئے مریم اوران کے فرزند کے۔ یہ دونوں حدیثیں بخاری ومسلم میں بھی ہیں۔ اوراذان دافع بلا ہے۔ اور
شیطان خود بہت بڑی بلا، بچہ کے پاس آنا دوسری بلا، چوکھ مارنا تیسری بلا، خلاصہ یہ ہے کہ بلاہائے کثیرہ، تو
بعد ولادت اذان کہہ کر شیطان کو بھگا دیا جاتا ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ اذان کی آواز سن کر
شیطان چھتیس میل دور گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے۔ نیز بچہ کے کان میں اذان دینا سنت رسول اللہ ﷺ بھی
ہے جیسا کہ ابوداؤد کتاب الادب ص ۶۹۶ روغیرہ میں حدیث پاک ابورافع سے مروی ہے کہ جب امام
حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا تو حضور اکرم ﷺ نے ان کے کان میں وہی
اذان کہی جو نماز کیلئے کہی جاتی ہے۔ بہار شریعت حصہ پانزدہم ص ۳۵۵ رعقیقہ کے بیان میں ہے کہ۔ بہتر یہ
ہے کہ داہنے کان میں چارمرتبہ اذان اور بائیں میں تین مرتبہ اقامت کہی جائے ۱۲ر واللہ تعالیٰ اعلم
بالصواب علمہ جلّ مجدہٗ اتم واحکم بالجواب.

کتبہ

فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

پندرہویں صدی کے مجدد

کے بارے میں سولات کے جوابات

پندرہویں صدی کے مجدد ہونے کا خواب دعوت اسلامی کے بانی امیر الیاس قادری پاکستانی کے بارے میں گڑھا جا رہا ہے۔ اور بعض جہلا عدم علم کے باوجود عوام الناس کو یہ تأثر دے رہے ہیں کہ پندرہویں صدی کے مجدد، مولوی الیاس قادری ہیں۔ تو یہ نعوذ باللہ۔ اللہ اس قبیح فتنہ سے مسلمانان اہلسنت و جماعت کو محفوظ رکھے، آمین! مجدد دین وملت ہونے کے سلسلے میں ابوداؤد شریف میں ارشاد رسول پاک صاحب لولاک ﷺ ہے اِنَّ اللّٰہَ عزوجلّ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا (مشکوۃ شریف کتاب العلم ص ۳۶) یعنی اللہ تعالیٰ امت محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء کی ہدایت ورہنمائی کیلئے ہر صدی کے شروع میں ایک ایسی ذات کو مبعوث فرماتا ہے، جو دین اسلام کی تجدید کرتا ہے۔ اس حدیث پاک کے مطابق ہر صدی میں مجدد تشریف لاتے رہے، اور اپنے اپنے دور کے حالات کی مناسبت سے سنت رسول، کو بدعت قبیحہ سے، ہدایت صحیحہ کو، ضلالت رذیلہ سے، علیحدہ وممتاز فرماتے رہے۔ مناوی شریف میں اسی حدیث پاک کے تحت ارشاد ہے۔ ای یبین السنۃ من البدعۃ ویذل اھلھا۔ یعنی مجدد سنت کو بدعت سے علیحدہ فرماتے اور بدعتیوں کو ذلیل وخوار کرتے ہیں۔ اور مجدد کی ذمہ داری یہ بھی ہوتی ہے کہ جب لوگ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنا ترک کر رہے ہوں اور سنت مصطفےٰ مٹتی جارہی ہو، تو سنت حبیب اللہ ﷺ کو زندہ رکھنے اور قرآن وحدیث کے مطابق عمل کیلئے قوم مسلم کو حکم دیں اور جہد مسلسل کریں۔ مرقاۃ الصعود میں مجدد دین وملت، امام اجل علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ الذی ینبغی ان یکون المبعوث علیٰ راس المائۃ رجلاً مشھوراً معروفاً مشاراً الیہ وقد کان قبل کل مائۃ ایضاً من یقوم بامر الدین والمراد بالذکر من انقضت

المائة وهو حی عالم مشھور مشار الیہ ۔یعنی اس سے واضح ہوتا ہیکہ ہر صدی کے آغاز میں جسے تاج مجددیت سے سرفراز فرمایا جائے وہ شخص ایسا ہونا چاہئے جو علم وفضل وکمال وتقویٰ ودیانت وحسن میں مشہور ومعروف ہو اور دینی معاملات میں اسی کے طرف اشارہ کیا جائے اور صدی شروع ہونے سے پہلے بھی اس نے امر دین کو مضبوط رکھا ہو۔اور اس ذکر سے مراد یہ ہے کہ ختم ہونے والی صدی میں وہ ہونہار مجدد زندہ ہو مشہور عالم ہو اور اس زمانے کے علماء کا مشار الیہ ومرجع ہو۔

۷/ذوالحجہ ۱۴۰۱ھ کو قطب الارشاد اولاناو جمیع کمالات مولانا غوث العالم امام الفقہاء سیدنا مفتی اعظم ہند رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا ارشاد فرماتے ہیں کہ مجدد کیلئے بالغ ہونا ضروری ہے ۔اور جس صدی میں انکی ولادت ہوئی اسی صدی میں انکے علم وفضل زہد وتقویٰ پرہیزگاری اور خدمات دینی کی شہرت ہوگئی ہو نیز دوسری صدی یعنی جس صدی کا وہ مجدد ہے اس کا بھی کچھ حصہ ان کو مل جائے۔اور سنتوں کو زندہ کرے اور بدعتوں کو مٹائے ۔(مجدد ابن مجدد ص ۱۰/ملخصا)

مذکورہ بالا حوالیجات کی روشنی میں انصاف پسند دیانت دار دینی شعور وآگہی رکھنے والے سچے پکے مسلمان کے افہام وادراک کیلئے کافی ووافی ہے۔ان ہی حوالوں کی روشنی میں امیر الیاس قادری صاحب کو میزان عدل پر جانچ لیں کہ کیا ان کے اندر مجدد کی خوبی پائی جاتی ہے۔

(الف) مجدد کیلئے عالم دین وسنت ہونا ضروری ہے۔

O امیر الیاس قادری عالم دین وسنت نہیں۔ بلکہ اردو کتابوں سے عام مسائل شرعیہ سے واقف ایک عام مولوی ہیں۔

(ب) مجدد کیلئے احیائے سنت وابطال باطل ضروری ہے۔

O امیر الیاس قادری احیائے سنت تو کیا کریں گے؟ بلکہ رسول پاک صاحب لولاک ﷺ کے منشاء وارشاد کے خلاف مرتدوں ومنافقوں کی تذلیل پر سکوت اختیار کرتے ہیں اور ابطال باطل کا حال یہ ہے

کہ بہار شریعت کی ضروری واہم عبارت (اقتدائے امامت کے تعلق سے) کو حذف کر کے اپنی کتاب فیضان سنت میں شائع کرتے ہیں۔

(ج) مجدد کیلئے سنت کو بدعت سے علیحدہ فرمانا اور اہل بدعت وزیغ کو ذلیل وخوار کرنا ضروری ہے۔امیر الیاس قادری سنت کو بدعت سے علیحدہ اور اہل بدعت کو ذلیل تو کیا کریں گے معتمد ومعتبر حضرات کا بیان ہے کہ حج کے موقع پر اہل دیابنہ کی اقتدا میں نمازیں پڑھتے ہیں اور اپنی مخصوص محافل میں بدعتیوں، وہابیوں کو ذلیل وخوار کرنے سے خود اجتناب کرتے ہیں۔اور دوسروں کو بھی عام اجازت نہیں دیتے ہیں۔

(د) مجدد کیلئے مرجع علم وعلما ہونا ضروری ہے امیر الیاس قادری صاحب جب عالم دین وسنت ہی نہیں تو پھر مرجع علم وعلماء کی صفت چہ معنیٰ دارد؟

(ہ) مجدد کیلئے صدی شروع ہونے سے پہلے بھی امر دین کو مضبوط رکھنا ضروری ہے۔امیر الیاس قادری چودھویں صدی کے اواخر میں دینی امور میں کتنے مضبوط تھے؟ اس سے اندازہ لگالیں کہ آنجناب سات نکاتی پروگرام جسے علماء اہل سنت کے حکم پر کالعدم (نیست ونابود) قرار دیا ہے اسے وہ اپنی بے علمی کی بناپر مقرر فرما چکے تھے۔

(و) مجدد کیلئے یہ امر بھی ضروری ہے کہ دینی معلومات میں اسی کے طرف اشارہ کیا جاتا ہو۔امیر الیاس قادری کے بارے میں عوام وخواص کا عظیم طبقہ اچھی طرح جانتا ہے کہ وہ دینی معلومات میں خود علما اہلسنت کے محتاج ہیں۔

(ز) مجدد کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس زمانے کے مقتدیان سنن جو اساطین دین کی حیثیت رکھتے ہیں انہیں مجدد تسلیم کریں۔

0 جیسے امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کو عظیم آباد پٹنہ بہار کی عظیم کانفرنس میں سب سے پہلے مجدد دین وملت ہونے کے تعلق سے مولانا عبد المقتدر بدایونی نے اعلان کیا۔اور اس زمانے کے ممتاز علماء ومشائخ

مثلاً خاتم الاکابر سیدنا آل رسول احمدی مارہروی، مولانا شاہ عبد المقتدر بدایونی، مفتی ارشاد حسین رامپوری، سیدنا شاہ ابوالحسین نوری مارہروی، صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی، مولانا ہدایت رسول، مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی، مولانا شاہ سید احمد اشرف کچھوچھوی، شاہ علی حسن اشرفی میاں کچھوچھوی۔ مولانا وصی احمد محدث سورتی علیھم الرحمۃ والرضوان وغیرھم نے انہیں اپنا امام ومجدد جانا اور مانا اور ان کے پیش کردہ احکام کو واجب الاتباع قرار دیا نیز علماء مکہ ومدینہ میں ائمہ حرم شریف، ائمہ مسجد نبوی شریف، مفتیان اہل سنن حرمین طیبین نے بھی انہیں اس امت کا مجدد اعظم اور پیشوائے دین تسلیم فرمایا۔ اور تحریر کیا۔ (الدّولة المکّیة)

0 امیر الیاس قادری کیلئے موجودہ علمائے حرمین شریفین جو اہل سنن میں سے ہوں اور مقتدایان دین متین ہوں اور ہندوپاک کے ذمہ دار علماء کرام ومفتیان عظام کی تحریری ثبوت پیش فرمائیں کہ ان کو کسی نے پندرھویں صدی کا مجدد تسلیم کیا ہے اور وہ فرمان مصطفےٰ جانِ رحمت ﷺ کا سچا مصداق ہے۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین کسی جاہل یا مولوی یا صوفی کا خواب بیان کرنا اور اس خواب پر امیر الیاس قادری کو مجدد کہنا یا عوام کو بتانا یا اشارہ کرنا، شریعت مطہرہ پر افتراء وبہتان باندھنا ہے۔ اس سے اس کا توبہ نصوحہ کرنا واجب ہے۔ اس سے توبہ نصوحہ نہ کرنے پر اس سے مقاطعہ کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مومنین کو بعض جاہلوں کے فتنوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

بحکم سید السادات پاسبان اہلسنت علامہ سید محمد حسینی میاں اشرفی سجادہ نشین رائچور شریف۔

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

عام مسلمین کی قبر پر چادر چڑھا سکتے ہیں یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمین الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں مترولا پور میں ایک سید عبدالغنی صاحب تھے۔نہایت شریف، متشرع، صوم وصلوٰۃ کے پابند، فسق وفجور سے بہت دور رہنے والے، تلاوت قرآن دن رات مشغلہ تھا۔ مجردانہ زندگی گذاری۔ سلسلہ قادریہ سے بیعت وارادت بھی رکھتے تھے۔ انہیں سلسلہ قادریہ سے خلافت واجازت بھی عطا کی گئی تھی۔ گاؤں والے بھی ان سے حسن ظن رکھتے ہیں۔ عقیدت مند حضرات ان کے چہلم پر علماء کرام ومشائخ عظام کی تقریریں اور محفل میلاد شریف کروانا چاہتے ہیں۔ اور انکی قبر پر پھول، چادر غلاف چڑھانا چاہتے ہیں۔ مگر کچھ لوگ انکی قبر پر چادر غلاف چڑھانے سے منع کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں یہ تو ایک معمولی انسان تھا۔ ہماری تمہاری طرح عام مسلمان تھا۔ اس کی قبر پر چادر غلاف چڑھانا کفر وشرک، بدعت وحرام اور بہت بڑا گناہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان حضرت کی قبر پر چادر غلاف چڑھانا عقیدت مندوں کا جائز ہے یا نہیں؟

نوٹ سید صاحب مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم رہے زندگی بھر۔ فقط والسلام

المستفتی:۔ غلام مصطفےٰ رضوی

مترولا پور

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

صورت مسئولہ میں کسی عام مسلمان کی قبر پر چادر چڑھانا کفر وشرک بدعت محرمہ اور بہت بڑا گناہ نہیں۔

لیکن عام مسلمین کی قبر پر چادر چڑھانا نہ چاہئے۔ ہاں اولیائے امت قدست اسرارھم کی قبور پر علمائے دین نے جائز قرار دیا ہے۔ (اور علما دین جو وارثین انبیاء کرام ہیں۔ وہ بھی اولیائے امت میں شامل ہیں) کما فی عقود الدرایة وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا کوئی عامی جو مسلک اعلیٰ حضرت پر قولاً وعملاً سختی سے قائم ہو تو وہ علی العموم اولیائے امت میں نہیں۔ ہاں چہلم کے موقع پر علماء ومشائخ کو بلوا کر تقریریں کروانا اور محفل میلاد پاک منعقد کرنا جائز ہے ۱۲ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

گوشت کے علاوہ ہنود کے یہاں کا پکا ہوا کھانا حرام نہیں مگر اسکے کھانے سے احتراز چاہئے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسئلہ میں۔

ہندؤں کے یہاں تہوار میں جو کھانا پکایا جاتا ہے، وہ حرام یا حلال؟ زید حرام کہتا ہے۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ یا حلال ہے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اس بارے میں تفصیل سے بتائیے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں۔ فقط والسلام

المستفتی: شاہ محمد خطیب جونی منگلواری، اعظم شاہ چوک ناگپور

۷۸۶/۹۲ الجواب اللّٰھم ھدایة الحق والصواب

گوشت کے علاوہ ہنود کے یہاں کا پکا ہوا کھانا حرام نہیں ہے، مگر اس کے کھانے سے احتراز چاہئے۔

فتاوی عالمگیریہ الجزء الخامس کتاب الذبائح ص ۲۸۶ پر ہے۔ مسلم ذبح شاة المجوسی لبیت نارهم ا والکافر لالهتهم تؤكل لانه سمى الله تعالىٰ ويكره للمسلم كذافي التاتار خانية ناقلاً عن جامع الفتاوی مسلمان نے مجوسی کی بکری کو ان کے آتش کدہ کیلئے دیا، کافر کی بکری کو ان کے معبودان باطل کیلئے ذبح کیا، تو وہ کھائی جائے گی، کیونکہ مسلمان نے اللہ تعالیٰ کا نام لیکر ذبح کیا ہے۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجمع البرکات میں فرماتے ہیں۔ ومایاتی به المجوس في نيروزهم من الاطعمة وان اخذه لا علىٰ ذلک الوجه لاباس به والاحتراز عنه اولىٰ (فتاوی تاتارخانیہ ج ۴ / ص ۲۷۰)

کذا فی مطالب المؤمنین ناقلاً عن الذخیرة ۔ جو کھانا مجوسی اپنے نیروز وغیرہ میں دیں، اس کا لینا حلال ہے۔ اور اس سے بچنا اولیٰ ہے۔ یہ مسئلہ ذخیرہ کے حوالہ سے مطالب المؤمنین میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

کتبہ: ۔ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

سود کا ایک حبہ بھی کسی سے لینا حرام، اشد حرام ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں۔
(ا) کہ غیر مسلم سے سود لینا کیسا ہے؟ جائز ہے یا ناجائز ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں شافی وکافی جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) نئی دلہن جب گھر میں لائی جائے تو اس کا پیر دھوکر پانی گھر میں چھڑکنا کیسا ہے؟ اس میں شرعی قباحت کیا ہے؟ بینوا وتوجروا ۱۲؍

المستفتی:۔ بشیر الدین رضوی۔ خطیب امام نگینہ مسجد۔ ونی۔

۹۲/۷۸۶ الجواب بعون الملک العزیز العلام۔

(۱) صورت مسئولہ میں سود کا ایک حبہ بھی کسی سے لینا جائز نہیں۔ بلکہ حرام، حرام اشد حرام۔ قال اللّٰہ تعالیٰ فی الخطاب القدیم اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔ [پارہ ۳؍رکوع ۶]

لیکن وہ غیر مسلم جو حربی ہیں، جیسے ہندوستان کے کفار ومشرکین، تو ان سے زیادہ لینا سود نہیں۔ بلکہ بلا غدر و بدعہدی زیادہ مال لینا مباح و جائز ہے۔ ہدایہ جلد ثالث ص ۷۰؍ میں ہے۔ لا ربوا بین المسلم والحربی ای فی دار الحرب (یہاں دار الحرب کی قید اتفاقی ہے) ہدایہ وغیرہ کتب فقہیہ متداولہ میں صراحتاً یہ بھی ہے کہ فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالاً مباحاً اذا لم یکن فیہ غدر (ہدایہ ثالث ص ۷۰) لہٰذا زیادہ لینا بینک کی زیادتی سے ہو یا کسی دوسرے طریقے سے۔ بہر صورت مباح وجائز ہے

(۲) فتاویٰ رضویہ المجلد الاوّل ص ۴۴۵؍ میں امام ہمام سراج الفقہا اعلیٰ حضرت سیدی امام احمد رضا قدس سرہ السامی نے پانی چھڑکنے سے متعلق قول استحبابی پیش فرمایا ہے۔ امام اہلسنت و جماعت رقمطراز ہیں کہ، دلہن کو بیاہ کر لائیں تو مستحب ہے کہ اس کے پاؤں دھوکر مکان کے چاروں گوشوں میں چھڑکیں اس سے برکت ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب دیکر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ فقط والسلام
المستفتی:۔ ناچیز جمیل احمد قادری محلہ شطرنجی پورہ، ناگپور ۹۹/۱۰/۴

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک الوہاب

زید کا کہنا کہ یہ نعت پاک کا شعر، اور درِ والا تیرا سے حضور اکرم نور مجسم ﷺ کا در یا ذات مراد ہے۔ سفاہت پر مبنی ہے۔ جبکہ امام احمد رضا قدس سرہ وصل سوم کے اوّل شعر میں یوں فرماتے ہیں کہ

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا

اس وصل سوم میں اوّل تا آخر جتنے اشعار ہیں وہ سب کے سب مناقب سیدنا غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ زید شعر فہمی سے بالکل عاری ہے۔ بلکہ بے جاہٹ اور ضد کا عادی ہے۔ کیونکہ جب ان کو "حدائق بخشش" کتاب دکھا دی گئی، اور بتا دیا گیا کہ یہ منقبت کا شعر ہے، اور اس نے خود بھی کئی سنی دارالافتاؤں سے فتویٰ بھی منگا لیا۔ جو فتاویٰ حقیقت اصلیہ کے مصادیق ہیں، تو پھر تسلیم کر لینے میں ان کیلئے شرعی عذر کیا ہے؟ بر صدق سائل اگر جامعہ عربیہ ناگپور کے فتویٰ میں یہ لکھا ہے کہ "جو یہ کہتا ہے کہ کعبہ غوث پاک کا طواف کرتا ہے، شریعت میں اس کا کوئی ثبوت یا تحقیق نہیں ہے، قائل سے ثبوت حاصل کریں۔ تو جب قائل ثبوت شرعی فراہم کر دے، تو زید یا کسی سنی کو انکار کا کیا یارا؟ مانے بغیر کیا چارا؟ تو جو بے سہارں کے سہارا پر ایمان وایقان رکھتا ہے، ان کی ہی حدیث سنیئے! اور سمجھیے! کہ کن مقتضیات کو مدنظر رکھتے ہوئے امام بریلوی قدس سرہٗ نے سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی شان رفیع میں یہ شعر کہا ہے۔ ترمذی شریف میں ص۲۴۷/ پر ہے

عن ابن عمر انه نظر الى الكعبة فقال ما اعظمك وما اعظم حرمتك والمؤمن اعظم

حرمۃ عند اللہ تعالیٰ منک ۔یعنی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن انہوں نے کعبہ معلی کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے کعبہ! تیری بڑی شان ہے۔لیکن مومن کامل اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت وحرمت میں تجھ سے بھی زیادہ ہے۔اب زید بتائیں کہ سیدنا غوث اعظم مومن کامل ہیں یا نہیں؟ اورعزت وحرمت میں کعبہ سے بڑھ کر ہیں یا نہیں؟ زید کو معلوم ہونا چاہئے کہ کعبہ معظمہ تو صرف انوار وتجلیات کا مرکز ہے۔لیکن مومن کامل مرکز انوار وتجلیات بھی۔اور عرش حق تعالیٰ بھی ہے۔جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔لا یسعنی عرش ولا کرسیٌ ولا لوح ولا قلم ولا ارض ولا سماء ولکن یسعنی قلب المومن وھی عرش اللہ (بحوالہ الحقائق فی الدقائق شرح حدائق بخشش ص ۲۱۹ ر)

اسی لئے مولانا جلال الدین عارف رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

دل بدست آورد کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است ۔
کعبہ بنیاد خلیل آذر است
دل نظر گاہِ جلیل اکبر است

(بحوالہ تفسیر روح البیان)

تو کعبہ شریف مفضول ٹھہرا،اور مومن کامل افضل واعلیٰ ۔اور خاصان خدا میں بھی سیدنا غوث پاک کی افضلیت واشرفیت کا کیا کہنا۔محدث علی الاطلاق شیخ عبد الحق دہلوی علیہ رحمۃ الباری اپنی تصنیف لطیف اخبار الاخیار شریف ص ۳۴ رمترجم میں فرماتے ہیں کہ" آپکی ذات قطب وقت سلطان الوجود،امام الصدیقین، حجۃ العارفین،روح معرفت،قلب حقیقت،خلیفۃ اللہ فی الارض وغیرہ وغیرہ ہے۔تو کیا ان کی بارگاہ عالی تبار میں کعبہ معلیٰ کا آنا بعید ہوگا؟ تفریح الخواطر ص ۳۸ ر ۳۹ رمطبوعہ مصر میں ہے کہ جب قادر مطلق رب ذوالجلال والاکرام کسی کو ولی بنانا چاہتا ہے تو حکم فرماتا ہے۔ان یاخذ وہ بحضور

المصطفیٰ ﷺ. فقال رسول الله ﷺ. خذوه الیٰ ولدی السید عبد القادر. بری لیاقتہ واستحقاق بمنصب الولایۃ. اور اسی مضمون کی آخری عبارت ہے فھذہ السعادۃ متعلقۃ بحضرۃ الغوث الیٰ یوم القیامۃ. ولیس لاحد من الاولیاء الکرام مماثلۃ ومشارکۃ مع الغوث فی ھذا المقام. ففی کل عصر وزمان تستفیض من حضرتہ الاقطاب والاغواث وجمیع الاولیاء

اب زید کہتا ہیں! کہ دربار خدا اللہ تعالیٰ جل علاہ رسول اللہ ﷺ میں سیدنی غوث الوریٰ رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی کیا قدر ومنزلت ہے، کہ ہر آن وہر زمانے میں تمام اقطاب واغواث اور جملہ اولیاء کرام آپکی جناب والا سے مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔ تو ان فیض یافتہ اولیاء کرام میں سے بعض کی یہ شان ہے کہ جب وہ چاہتے ہیں کعبہ ان کے سامنے ہوتا ہے۔ تو پھر جو غوث الاغواث ہوں سید الافراد ہوں وان کی بارگاہ عالیجاہ میں کعبہ آکر طواف کرے، تو کیا استحالہ ہے؟ جیسا کہ التحقیق الجلی کے مصنف لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ فرید الدین شیخ شکر قدس سرہ نے فرمایا کہ ہم حضرت شیخ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے، کہ شیخ اور حاضرین اٹھ کھڑے ہوئے۔ سب عالم تحیر میں مستغرق تھے اور فقیر بھی عالم شوق میں تھا۔ ہمیں ایسا استغراق طاری ہوا کہ ہمیں بھی خبر نہ رہی۔ اسی وقت شیخ اور ہمارے ساتھیوں نے بلند آواز میں تکبیر کہی، جس طرح کہ کعبہ کے طواف کے وقت کہی جاتی ہے۔ جب ہم عالم صحو (ہوش) میں آئے تو کعبہ کو سامنے کھڑا دیکھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک "اسی سے ہمارا مدعیٰ ثابت کہ جب سیدنا غوث الوریٰ سے فیض یافتہ ان اولیائے کرام کا یہ مقام کہ کعبہ معظمہ کا ان کے روبرو قیام، تو پھر سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی جن کا قدم بے شمار لاتعداد اولیائے کرام کی گردنوں پہ ہے۔ ان کے دروالا میں آکر کعبہ شریف طواف کرے، تو یہ عقلاً کیا بعید ہے؟ زید کی ناقص عقل اگر انکار کی ٹھان لی ہے اور وہ جامعہ عربیہ کے فتویٰ کو دلیل بنا رہے ہیں تو ان سے پوچھئے کہ جامعہ عربیہ کا فتویٰ غلط و باطل نہیں ہو سکتا؟

امام بریلوی قدس سرہٗ کے قول کے مقابل جامعہ کے فتویٰ کی کیا حقیقت وحیثیت ہے؟ زید اگر سنی صحیح العقیدہ ہے، تو یہی مذکورہ دلائل ان کے ماننے کیلئے کافی ووافی ہیں۔ مزید برآں زید کا یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے عشق میں کہدیا تو کیا زید کے نزدیک اعلیٰ حضرت نے عشق میں خلاف شرع شریف فرمادیا ہے؟ محض عشق میں ان کا شاعرانہ تخیل ہے؟ شرع مطہر میں اس کی کچھ حقیقت نہیں؟ **معاذاللہ من شرور الناس** ۔صاحب تفسیر روح البیان جلد اوّل ص ۸۹۹ر میں فرماتے ہیں کہ، اس مکان کا منتقل ہونا ولی کی کرامت ہے اور نبی کا معجزہ ہے۔ لہٰذا انتقال کعبہ حضرت سیدتنا رابعہ بصریہ رضی المولیٰ تعالیٰ عنہا کیلئے ہو، یا سیدنا غوث اعظم پیران پیر دستگیر، یا کسی دوسرے اولیائے کاملین کیلئے ہو، بہر حال ان کی کرامت ہے اور انتقال کعبہ سے مراد وہ فضا نہیں، جو تحت الثریٰ سے عرش معلیٰ تک ہے۔ بلکہ وہ مکان جو اس فضائے خاص کو زمین کے اوپر محیط و محصور ہے، وہ مراد ہے۔ کرامتاً جب بھی انتقال ہوا، یا ہوگا وہ مکان ہی ہوگا فضا نہیں۔ فضا کا انتقال نہ کبھی ہوا اور نہ ہی ہوگا۔ **کما قال الفقهاء العظام فی تصنیفاتهم**۔ اب اگر زید کو یہ شک ہو کہ کعبہ معلیٰ یعنی وہ مکان زیاراتِ اولیاء کرام کیلئے تشریف لے جاتا ہے یا نہیں؟ تو سنئے! تفسیر روح البیان جلد چہارم ص ۴۷۶ر میں ہے۔ **ومنه زيارة الكعبة لبعض الاولياء** یعنی بعض اولیاء کرام کی زیارت کیلئے کعبہ خود سفر کر کے جاتا ہے اور زیارت کرتا ہے۔ بحر الرائق شرح کنز الدقائق جلد اوّل میں ہے۔ **الكعبة ان رفعت عن مكانها لزيارة اصحاب الكرامة ففی تلک الحالة جازت الصلوٰة الیٰ ارضها** ۔یعنی جب کعبہ اپنی جگہ سے اولیائے کرام کی زیارت کیلئے اٹھایا جائے۔ تو اس حالت میں کعبہ شریف کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے۔ یہاں جواز بمعنی وجوب ہے۔" **فافهم ولا تعجل**. ردالمحتار المعروف بالشامی المجلد الرابع ص ۳۱۲ر میں علامہ ابن عابدین علیہ رحمۃ المنان فرماتے ہیں۔ **الكعبة اذا رفعت عن مكة لزيارة اصحاب الكرامة ففی تلک الحالة جازت الصلوة الیٰ ارضها** ۔یعنی جب کعبہ معلیٰ ولیوں کی زیارت کیلئے مکہ

مکرمہ سے اٹھالیا جائے، تو اس صورت میں کعبہ کی زمین کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور یہ اہلسنت و جماعت کے عقیدۂ حقہ کے مطابق ہے۔ چنانچہ یہی علامہ ابن عابدین شامی علیہ رحمۃ المنان نے ردالمحتار المجلد الثانی ص ۸۶۷ر پر امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ اہلسنت و جماعت کے نزدیک کعبہ شریف کا زیارات اولیاء کرام کیلئے بطور کرامت جانا جائز و درست ہے۔ یعنی اس میں شرعاً کوئی استحالہ یا قباحت نہیں۔ تو اب زید سے پوچھئے! کہ سیدنا غوث الوریٰ رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا، جو انسان، جنات اور ملائکہ کے بھی شیخ ہیں۔ ان کی زیارت پاک کیلئے کعبہ شریف کے جانے میں اور ان کے وروالا کے گرد طواف کرنے میں کیا شرعی استحالہ ہوسکتا ہے؟ یا زید کے نزدیک سیدنا غوث پاک یا کسی ولی کی جملہ کرامات کا کتابوں میں مندرج ہونا ضروری ہے۔ تو کیا مندرج کرامات اختراعی و من گھڑت نہیں ہو سکتے؟ بے شمار سیر و تواریخ وغیرہ وغیرہ کتابیں الحاقات سے مملو ہیں۔ تو کیا ان سب اختراعات والحاقات پر ایمان وایقان واجب ہے؟ معاذ اللہ رب العالمین۔ ہم اہلسنت و جماعت کا سلف وخلف سے طریقہ رائج ہے کہ جو باتیں کتاب وسنت کے مطابق ہیں، انہیں تسلیم کر لیتے ہیں اور جو کتاب وسنت کے مزاحم ومخالف ہیں اس سے روگردانی کرتے ہیں تو اگر زید کے دل میں کجی نہیں ہے۔ تو سیدنا غوث پاک کیلئے یا ان کے وروالا کیلئے طواف کعبہ کو مان لینے میں شرعی حرج کیا ہے؟ قرآن عظیم فرقان حمید ۱۷ر پارہ سورۂ حج ۷ر رکوع میں ہے۔ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ یعنی بےشک زمین اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور اس کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے بخاری شریف جلد دوم ص ۱۱۱۲ر پر ہے۔ فاعلموا انما الارض للہ ورسولہ۔ یعنی جان لو کہ بےشک زمین اللہ اور اس کے رسول کیلئے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے ملکیت حقیقی۔ اور رسول اللہ ﷺ کو اسی کی عطا سے ملکیت ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی عطا سے سیدنا غوث الوریٰ کو بھی ملکیت حاصل ہے۔ **کما مضی من تفریح الخواطر وان شئت فطالع من سیرة الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ.**

اخبار الاخیار شریف میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ سیدنا غوث پاک، ان صالحین میں ہیں کہ بخشش کے خزانوں کی کنجیاں اور تصرفاتِ وجود کی لگامیں، ان کے قبضۂ اقتدار، اور دست اختیار کے سپرد ہیں۔ تو اب اگر زید مذکورہ بالا آیت قرآنی، حدیث رسول اکرم اور شیخ محقق مدقق محدث علی الاطلاق کے قول پر ایمان واعتقاد جازم رکھتا ہے، تو سیدنا غوث پاک کے اس تصرف کا بھی منکر نہ ہوگا کہ بذاتہٖ ارض کعبہ آ کر نہ سہی تو علی سبیل التنزل کعبۂ معلیٰ یعنی فضائے کعبہ پر جو مکان محیط محصور ہے وہ آپ کا طواف یا آپکے دربار عالی تبار کا طواف نہ کیا ہوگا۔ زید کے پاس اگر کوئی ایسی دلیل شرعی ہے۔ تو پیش کرے کہ کعبۂ معلیٰ یعنی وہ مکان ولیوں کی زیارت کیلئے منتقل نہیں ہوسکتا۔ یا اور ولیوں کیلئے تو منتقل ہوسکتا ہے، مگر سید الافراد، غوث الاغواث، قطب ربانی، محبوب سبحانی، شیخ عبدالقادر جیلانی، پیران پیر، میران میر، پیر دستگیر بڑے پیر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کیلئے ہرگز نہیں ہوسکتا؟ زید اگر عقل سلیم رکھتا ہے، اور سنی صحیح الاعتقاد ہے تو فقیر نے جو جو دلائل شرعیہ پیش کئے ہیں، وہی دلائل شرعیہ اتمام حجت کیلئے کافی ووافی ہیں۔ اور ان ہی دلائل واضحہ کی روشنی میں اس حقیقت کا ثبوت مل جاتا ہے کہ امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت، دریائے رحمت امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز نے مذکورہ شعر، شاعرانہ تخیل یا عشق محض کی بنیاد پر نہیں بلکہ شریعت حقہ طاہرہ وظاہرہ غرا وبیضا کی روشنی میں اظہار حق فرمایا ہے کہ

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف

کعبہ کرتا ہے طواف درِ والا تیرا

زید کے سوئے فہم کے ازالہ کیلئے ایک حوالہ اور سماعت فرمائیے۔ صاحب تفسیر روح البیان تحت آیت (وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ) (پارہ ا رص ۴۹۴، ۴۹۵، مترجم) فرماتے ہیں۔ واعلم ان البلد هو الصورة الجسمانية، والكعبة القلب، والطواف الحقيقي هو طواف القلب بحضرة الربوبية وان البيت مثال ظاهر في عالم الملك لتلك حضرة التي تشاهد بالبصر وهو في

عالم الملکوت کما ان الھیکل الانسانی مثال ظاھرٌ فی عالم الشھادۃ للقلب الذی لا یشاھد بالبصر وھو فی عالم الغیب والذی یقدر من العارفین علی الطواف الحقیقی القلبی ھو الذی یقال فی حقہٖ ان الکعبۃ تزورہ. وفی الجنّۃ ان اللّٰہ عباد اتطوف بھم الکعبۃ وفرق بین من یقصد صورۃ البیت وبین من یقصد رب البیت .

یعنی اس آیت میں بلد سے صورۃ جسمانیہ اور کعبہ سے قلب مراد ہے اور طواف حقیقی یہ ہے کہ قلب بارگاہِ ربوبیت کا طواف کرے۔ یہ بیت اللہ جو ظاہری طور پر اس عالم دنیا میں ہے، اور یہ ان لوگوں کیلئے ہے، جو بارگاہ ربوبیت کا ان آنکھوں سے مشاہدہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ عالم ملکوت میں ہیں، جیسے انسان کی ظاہری شکل، عالم شہادت یعنی دنیا میں قلب کی ایک مثال جسے آنکھ سے دیکھا نہیں جا سکتا، کیونکہ وہ عالم غیب ہے، اور عارفین کو قلب حقیقی کا طواف نصیب ہوتا ہے۔ جن کے متعلق مشہور ہے کہ کعبہ معظّمہ انکی زیارت کیلئے حاضر ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں، جن کا خود کعبہ طواف کرتا ہے، عام بندے صرف کعبہ معلی کی زیارت کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے خاص بندے رب کعبہ کے طالب ہوتے ہیں۔ ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے، نیز امام جلیل سیدی حضرت ابوعبداللہ محمد عبداللہ ابن سعد یمنی یافعی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں، ہم نے محقق ومعتبر طور سے سنا ہے کہ بہت سے لوگوں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ خود کعبہ شریف اولیاء کی ایک جماعت کا طواف کر رہا ہے۔ جن لوگوں نے یہ عجیب واقعہ دیکھا ہے ان میں سے ایک کی میں نے بھی زیارت کی ہے۔ کمافی نزھۃ البساطین "ترجمہ الروض الریاحین" اب زید سے پوچھیے! کہ کیا اب بھی یہ یقین نہ کریں گے کہ سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے در والا کا کعبہ طواف کرتا ہے۔ سیدنا غوث الوریٰ کی وہ عظیم وجلیل، کریم وجود سے مملوذات ہے جنکے لئے سیدنا سلطان الہند غریب نواز رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا یوں خطبہ پڑھتے ہیں

یا غوث اعظم نور ھدیٰ ،مختار نبی مختار خدا
سلطان دو عالم ،قطب علیٰ ،حیران از جلالت ارض وسما
گرداد مسیح بہ مرادہ رواں،دادی تو بدین محمد جاں
ہمہ عالم محی الدین گویاں ،برحسن جمالت گشتہ فدا

تو جن کے قلوب میں قساوت نہیں ہے، جو شقاوت ازلی سے دور ہے، جن آنکھوں میں نور بصیرت ہے، وہ سیدنا محبوب سبحانی قطب ربانی غوث اعظم صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے اوصاف حمیدہ، خصائص کریمہ، فضائل شریفہ، کمالات جمیلہ، کرامات کثیرہ بشیرہ جو سیر وتواریخ وسوانح کی کتب معتمدہ، معتبرہ، مستندہ میں موجود ہیں، اس کے علم کے بعد پکار اٹھے گا کہ امام بریلوی قدس سرہٗ کا یہ شعر بھی حقیقت شرعیہ کا واضح ترجمان ہے۔ واللہ الھادی الی سواء السبیل وعلیہ التکلان .

کتبہ:۔ فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا نا گپور ۲۶ مہاراشٹر

ماہ صفر یا کسی اور ماہ کے ایام کو سعد اور کسی ایام کو نحس قرار دینا اہل تشیع کا عقیدہ ہے۔

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل میں

کہ لوگوں میں عام طور پر یہ خیال رائج ہے کہ ماہِ صفر بڑا منحوس ہے۔ اس کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت منحوس ہیں، جسے تیرہ تیزی کہتے ہیں منگنی، شادی، رخصتی اور بچوں کا ختنہ وغیرہ اور دوسری تقریبیں نہیں کرتے، کہ اس ماہ کے بُرے اثرات پڑیں گے۔ اس ماہ کے آخری چہار شنبہ کو بہت زیادہ خوشیاں مناتے ہیں کہ آج کے دن اپنا کالا منہ لیکر رخصت ہوگیا۔ ماہِ صفر آتے ہی شہر بھر میں ایک پرچہ بھی پایا جاتا ہے، جس میں لکھا ہے۔ کہ حضرت محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ ''ماہِ صفر سال بھر کے تمام مہینوں میں زیادہ سخت ہے'' ایک بار اس نے رسول پاک ﷺ سے عرض کیا کہ سال بھر میں دس بلائیں نازل ہوتی ہیں، جن میں نو حصہ مجھ میں ہے۔ اس لئے جو شخص پورے مہینے یہ دعاء پڑھے بلاؤں سے محفوظ رہے گا

اللّٰهم صلّ علیٰ محمدٍ ونبیک ورسولک النبی الامی وعلیٰ اٰلہٖ وبارک وسلم، اللّٰهم انی اعوذ بک من شرّ هذا لشهر ومن کل شدة وّبلاء وبلیة قدرت فیه یا دهر یا دیهور یا دیهار ویا کون ویا کینون یا کینان یا ازل یا ابد یا مبدی یامعید یا ذالجلال والاکرام یا ذالعرش المجید، انت تفعل ما ترید اللّٰهم احرس بعینک نفسی واهلی ومالی وولدی ودینی ودنیاوی من هٰذهٖ السنة وقنا من شرّ ما قضیت فیها واکرمنی فی الصفر بکرم النظر واختمه لی بسلامة وبسعادة واهلی واولیائی واقربائی وجمیع امة سیدنا محمد علیه السلام یا ذالجلال والاکرام ابتلیتنی بصحتها بحرمة الابرار والاخیار یا عزیز یا غفار یا کریم یا ستار برحمتک یا ارحم الراحمین .

شہر کی تمام مسجدوں میں بڑے اہتمام کیساتھ بلا ناغہ روزانہ بعد نمازِ مغرب (ناغہ ہونے پر شور وغوغا) اور دعا کے پڑھنے پر اصرار اس ماہ میں نازل ہونے والی وہ تمام بلائیں جن کا ذکر پرچے میں ہوا ان سے حفاظت وصیانت کے لئے دعائیں کی جاتی ہیں۔ اور دعائے مذکورہ بھی پڑھی جاتی ہیں، ایک عالم دین کہتے ہیں کہ ماہِ صفر منحوس نہیں ہے، جیسا کہ کتب حدیث وفقہ اس پر شاہد، عادل ہیں۔ صحیحین کے حوالے سے مشکوٰۃ شریف میں حدیث مذکور ہے۔ **عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لا عدوی ولا طیرۃ ولاھامۃ ولا صفر** (مشکوٰۃ شریف باب الفال والطیرۃ فصل اول ص ۳۹۱)

اور آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ بالخصوص ایسی جگہوں پر جہاں پر لوگ ماہِ صفر کو منحوس جانتے ہوں دعائے مذکورہ بھی نہیں پڑھنی چاہیے۔

اولاً تو اس لئے کہ دعائے مذکورہ کی عبارت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ واقعی ماہِ صفر منحوس ہے۔ جبھی تو اس کی شر وبلا سے حفاظت وصیانت مانگی جارہی ہے۔

ثانیاً اس لئے کہ اس اہتمام کے ساتھ اس طرح رسم ورواج بنا کر بلا ناغہ بعد نماز مغرب پڑھتے رہنے سے لوگ ہمیشہ اس ماہ کو منحوس جانتے رہیں گے۔ اور ان کے دل ودماغ سے اس کی نحوست کا خیال نہ جائے گا۔ اگر آپ لوگ یہ کہیں کہ ہم لوگ اس کے (دعائے مذکورہ) پڑھنے پر اصرار، اس کو منحوس جان کر نہیں کرتے ہیں، بلکہ یونہی رسم ورواج کو باقی رکھنے کیلئے۔ تو ہم کہیں گے کہ ماہِ شوال، ذی قعدہ وغیرہ مہینوں کی جو دعائیں ہیں۔ ان کے پڑھنے پر آپ لوگوں کا اصرار کیوں نہیں ہوتا؟

اس طرح رسم ورواج کو ختم کیجئے اور اپنے پیارے نبی ﷺ کی سنت کو زندہ کیجئے۔

لوگ اپنی تائید میں یہ کتاب یعنی راحۃ القلوب، اردو ترجمہ ملفوظات خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرتبہ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مطبوعہ مکتبہ جامع مسجد دہلی کی یہ روایت پیش کرتے ہیں۔

(۱) بعدازاں فرمایا کہ رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھے ماہِ صفر کے گذرنے کی خوش خبری دیگا میں اسے بہشت میں جانے کی خوشخبری دوں گا۔ من بشرني بخروج الصفر انا بشرناه بدخول الجنة (۲) بعدازاں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر سال دس لاکھ اسی ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں، اس مہینے کو دعا وطاعت سے بسر کرنا چاہئے، پھر کوئی بلا پیش نہیں آتی۔

حضور والا کی بارگاہ میں دریافت طلب یہ امر ہے کہ (۱) کیا واقعی ماہِ صفر منحوس ہے اگر نہیں؟ تو راحۃ القلوب کی روایت کا کیا جواب ہے؟ (۲) دعائے مذکورہ کا ثبوت کسی معتبر کتاب سے ہے یا نہیں؟

(۳) راحۃ القلوب کی مذکورہ روایت کی نسبت حضور خواجہ فریدالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف صحیح ہے؟

(۴) عالم دین مذکور کی مذکورہ تمام باتیں شریعت مطہرہ سے کہاں تک میل کھاتی ہیں؟

(۵) اس اہتمام کے ساتھ دعائے مذکورہ کو پڑھنے کا رواج باقی رکھا جائے، یا ختم کیا جائے؟ بینوا و توجروا۔ اور دعائے مذکورہ میں مذکورہ الفاظ یا دھر یا دیھور ،یا دیھار ویا کون ویا کینون ،یا کینان، اس کے کیا معنی ہیں؟ اور کیا اسمائے صفاتِ باری تعالیٰ سے ہیں؟ فقط والسلام۔

المستفتی:۔ اعجاز احمد مصباحی (صدر المدرسین)

خادم دار العلوم انوار مصطفیٰ مودھا پارہ۔ رائے پور

نوٹ برائے کرام جواب بحوالہ ہی تحریر فرمائیں

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

(۱) ماہِ صفر کے ایام ہوں یا اور کسی ماہ کے ایام، کسی دن کو سعد اور کسی دن کو نحس قرار دینا اہل تشیع کی شریعت ہے۔ دین اسلام، دین الٰہی ہے، اور تمام ایام، اللہ جلّ شانہ کے ہیں۔ لہٰذا کسی دین کو یا کسی ماہ کو بنفسہ

منحوس قرار دینا اسلامی شریعت کے سراسر خلاف ہے۔ صفر کے بارے میں مشکوۃ المصابیح کے علاوہ بخاری شریف، مسلم شریف، ابوداؤد شریف وغیرہا میں ارشاد رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم موجود ہے۔ مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۳۰ پر حدیث **لا صفر** کے تحت شارح مسلم شریف امام نووی علیہ رحمۃ الباری ارقام فرماتے ہیں۔ **فیہ تاویلان احدھما المراد تاخیرھم، تحریم المحرم الیٰ صفر وھو النسیٔ الذی کانوا یفعلونہ وبھذا قال مالک وابو عبیدۃ.**

والثانی ان الصفر دوّاب فی البطن وھی دود وکانوا یعتقدون ان فی البطن دابّۃ تھیج عند الجوع وربما قتلت صاحبھا وکانت العرب تراھا اعدیٰ من الجرب وھذا التفسیر ھو الصحیح وبہ قال مطرفؒ وابن وھب وابن حبیب وابو عبید وخلائق من العلماء.

وقد ذکر مسلم عن جابر بن عبد اللّٰہ راوی الحدیث فیتعین اعتمادہ ویجوز ان یکون المراد ھذا والاول جمیعًا وان الصفرین جمیعًا باطلان لااصل لھما ولا تعریج علی واحد منھما.

مذکورہ دونوں تاویلوں کو باطل قرار دیا ہے۔ اور فرمایا **لا اصل لھما** ان دونوں صفر کی کوئی حقیقت نہیں اور دونوں تاویلوں میں سے کسی کو ترجیح بھی نہیں۔ بہار شریعت جلد شانزدہم ص ۲۵۷، ۲۵۸ میں "یہ سب جہالت کی باتیں ہیں اور لغویات ہیں" فرمایا۔ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے بھی ماہِ صفر کو کہیں منحوس ذکر نہیں فرمایا۔ بلکہ ماہِ صفر کے آخری چہار شنبہ کے متعلق عوام الناس کے جو فاسد عقائد ہیں اس کا ابطال فرمایا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ قولِ معتمد و مفتیٰ بہ یہی ہے کہ ماہ صفر کو منحوس قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح کے علاوہ مرقاۃ طیبی وغیرہا میں ذکر کردہ احادیث صحیحہ مستندہ کے مقابل راحۃ القلوب کے اردو ترجمہ کے ساتھ درج حدیث کی حیثیت کیا باقی رہ جاتی ہے؟ اگر راحۃ القلوب میں مندرج حدیث کو صحیح بھی مان لیا جائے، تو اسے مرجوح ہی

قرار دینا پڑے گا۔ اور ایک حدیث مرجوح پر عمل صحاح کی مستند احادیث کے مقابل چہ معنیٰ دارد؟ مزید بر آں اگر راحۃ القلوب سیدنا خواجہ فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب بھی ہو۔ تو کیا اس میں الحاقات نہیں ہو سکتے ؟ جب کہ" مالا بد منہ، مفتاح الجنہ، غنیۃ الطالبین" وغیرھا میں الحاقات موجود ہیں۔ اور اس کا ذکر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے فتاویٰ میں کیا ہے۔ اور کیا یہ ممکن نہیں کہ سب شیعہ حضرات کی کارستانی ہو، کیونکہ ان کے عقیدہ کے لحاظ سے بعض ایام سعد اور بعض نحس ہیں۔

جواب (۲) دعائے مذکورہ کا ثبوت اور کسی معتبر یا غیر معتبر کتاب میں نظر سے نہیں گذری۔

جواب (۳) جواب نمبر ایک سے ظاہر ہو گیا۔

(۴) عالم دین مذکور کی مذکورہ باتیں شریعت مطہرہ کے مطابق ہیں۔

جواب (۵) اہتمام اور غیر اہتمام دونوں ہی صورت میں دعائے مذکورہ کو پڑھنے کا رواج ختم کیا جائے۔ اور دعائے مذکورہ میں مذکورہ الفاظ۔ یا دھر۔ یا دیھور ، وغیرہ کے معنیٰ زمانہ، چھوٹا زمانہ یعنی مختصر زمانہ اور کــون کا معنیٰ وجود، ثبوت تحقیق وغیرہ کے بھی ہیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ اسمائے باری تعالیٰ سے نہیں۔ مگر کــون کے معنیٰ میں وجود اصلی حقیقی کا لحاظ کیا جائے۔ جیسے وحدت الوجود کے قائلین کرتے ہیں، تو اس اعتبار سے کون ذات باری تعالیٰ ہی ہوا۔ اور دھر سے متعلق مشکوۃ المصابیح ص ۱۳ار پر مندرج حدیث پاک وانا الدھر کے تحت حاشیہ نمبر ۱۲ کی تشریح ملاحظہ فرمالیں اس سے ظاہر ہو جائے گا کہ دھر اسماء باری تعالیٰ سے نہیں ہے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہٗ وجلّ مجدہ اتم واحکم بالجواب

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

شراب کی خالی بوتل کو شراب کمپنی سے خرید کر بیچنا کیسا ہے؟

رشوت لینا اور دینا دونوں حرام ہے۔

۸۶/۷ رکیا فرماتے علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

(۱) کباڑ کا دھندا کرنا جس میں چوری کا مال وغیرہ بھی خریدنا وبیچنا پڑتا ہے شراب کی خالی بوتل بھی خریدی بیچی جاتی ہے۔ایسی تجارت کے بارے میں شریعت کا حکم کیا ہے؟ اور کیا ایسا تاجر کسی دینی مدرسہ ومسجد کے کسی عہدے پر فائز رہ سکتا ہے؟

(۲) اور ایسے تاجروں کے یہاں ایک عالم دین جو بروقت مسجد کے امام بھی ہیں ان کا آنا، جانا، کھانا، کھانا ایسی تجارت کے حق میں دعائے خیر وفاتحہ وغیرہ کرنا کیا جائز ہے؟

(۳) جو مسلمان رشوت کا کاروبار کرتے ہیں اور خود بھی رشوت کھاتے ہیں ایسے شخص کے یہاں نیاز وفاتحہ وگیارہویں وغیرہ کا کھانا علماء وعوام کو جائز ہے یا نہیں؟

برائے کرم سارے مسائل کا جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔فقط والسلام

المستفتی:۔محمد کامل رضوی۔غلام مصطفےٰ رضوی۔ونی ضلع ایوت محل

۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک الوہّاب

(۱) کباڑ کا ایسا دھندا کرنا جس میں چوری کا مال نہ ہو اور شراب کی خالی بوتل جس میں دوبارہ شراب بھرنے کا ظن غالب ملحق بالیقین نہ ہو، جائز ہے۔اور وہ تاجر جو پابند شرع ہو، وہی دینی مدرسہ ومسجد کے عہدہ پر فائز رہ سکتا ہے۔

(۲) امام مسجد کا، جائز تجارت کے حق میں دعا خیر وفاتحہ کرنا اور کھانا کھانا جائز ہے۔ہاں جب یہ تحقیق سے

معلوم ہو جائے کہ یہ بعینہ مال حرام ہے تو نہ فاتحہ جائز، نہ دعائے خیر اور نہ ہی کھانا کھانا درست ہے

(۳) رشوت ناجائز ہے۔ بلا وجہ شرعی جو لوگ رشوت کا کاروبار کرتے ہیں اور خود بھی رشوت کھاتے ہیں، سخت ناجائز اور حرام میں گرفتار ہیں۔ ارشاد رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ الــــــراشــــی والمرتشی کلاھما فی النار (کنز العمال الفصل الثالث فی الھدیۃ والرشوۃ، ج ۶ / ص ۱۱۳)

یعنی رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنم میں ہیں۔ لہٰذا بلا ضرورت شرعیہ و حاجت صادقہ مسلمان ایسی حرکت شنیعہ و قبیحہ سے اجتناب کریں۔ اور بعینہ مال حرام سے نیاز و فاتحہ اور گیارہویں قطعاً جائز نہیں۔ ہاں حلال کمائی کی رقوم سے جائز و مستحسن ہے ۱۲/ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہار اشٹر

مسلمانوں کو لوجہ اللہ تعویذات و اعمال دیئے جائیں دنیوی نفع کی طمع نہ ہو

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

ایک عالم دین جو امام ہے اور امامت کرتے ہیں اور اپنے آپ کو سنی صحیح العقیدہ سمجھتے ہیں۔ امام صاحب روحانی علاج کرنے میں مشہور ہیں۔ اس لئے اطراف کے لوگ امام صاحب سے اپنی پریشانیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ اور دعائے خیر کی گذارش کرتے ہیں۔ تو امام صاحب فرماتے ہیں۔ کہ آپ پر آپ کے دشمن نے علم کروایا ہے۔ اور اس کا علاج کروانے میں تین ہزار یا پانچ ہزار یا کچھ ہزار خرچ آئے گا۔ اور طے شدہ رقم کے مطابق امام صاحب علاج کرتے ہیں۔ تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟ یا پڑھی

ہوئی نماز صحیح ہوگی؟ برائے مہربانی ہمیں قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب دیجئے۔ فقط والسلام
المستفتی:۔ عبدالرحمٰن۔ اورنگ آباد

۷۸٦٫۹۲ الجواب بعون الملک العزیز الوہاب

عوض مالی پرتعویذ دینا شرعاً جائز ہے۔ اصلاً حرج نہیں لہٰذا صورت مسئولہ میں جو امام رقم لیکر تعویذ دیتا ہے اس کی اقتدا میں نماز درست ہے۔ جبکہ کوئی اور مانع امامت نہ ہو۔ ہاں اگر شہادت شرعیہ سے یہ ثابت ہو جائے کہ امام مذکور نے کذب بیانی کرکے مریض کو خوف زدہ کیا اور غیر مبتلائے سحر کو مبتلائے سحر بتایا تو وہ بایں تقدیر بے شبہ فاسق ہے۔ اس کو امام بنانا گناہ اور نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ غنیۃ شرح منیہ میں ہے **لو قدموا فاسقاً یاثمون** (غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ص ۱۳) اور درمختار میں ہے۔ **کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا** (درمختار باب صفۃ الصلوۃ جلد اول ص ۷۱ مطبع مجتبائی دہلی)

لیکن یہ واضح ہو کہ سوال میں جو الزامات ہیں وہ بطریقہ شرعی ثابت ہوں، محض وہم کے سبب ان الزامات کی نسبت امام مذکور کی طرف ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔ **لا تجوز نسبۃ مسلم الی کبیرۃ بغیر تحقیق وھو تعالیٰ اعلم بالصواب.**

کتبہ: محمد محبوب رضا بدر القادری
دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

۷۸۶/۹۲ فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ / ص ۲۱۰ / پر ہے۔ مسلمانوں کو لوجہ اللہ تعویذات واعمال دیئے جائیں۔ دنیوی نفع کی طمع نہ ہو۔ (اور آجکل مسلمانوں سے بھی روپے متعین کرکے تعویذات دیئے جاتے ہیں۔ وہ شرعاً درست نہیں ہے) ہاں کفار کو اگر نقوش دیئے جائیں۔ تو مضمر (یعنی اعداد میں) انہیں مظہر کی اجازت

نہیں۔اور وہ بھی ایسے امر میں جو جس سے کسی مسلمان کا نقصان نہ ہو۔اور کفار سے معاوضہ لینے میں مضائقہ نہیں۔ بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے۔اور جو کافر خصوصاً مرتد جیسے قادیانی، نیچری، وہابی، رافضی، چکڑالوی، غیر مقلد جو مسلمان کو ایذا دیا کرتے ہوں۔اگر چہ رسائل کی تحریر یا مذہبی تقریر سے۔اس پر سے دفع بلا خواہ رفع مرض کا بھی نقش نہ دیا جائے۔اور ایسا نہ ہو اور اس کام میں کسی مسلمان کا ذاتی نقصان بھی نہ ہو۔جب بھی مرتدوں کا جتانے بلا رہنا ہی بھلا۔اور اگر دیں تو ضرور معاوضہ لے۔کہ اس میں دینی نفع تو تھا ہی نہیں دنیوی بھی نہ ہو تو آخر کس لئے۔

کتبہ:۔فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

مزارات اولیاء پر شمعیں روشن کرنا جائز و مستحسن ہے

۹۶ ۔کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

(۱) مسجد میں ایک صندوق کے اندر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک رکھے گئے ہیں، تو ہر جمعہ کی نماز کے بعد جماعت کے لوگ پھول کا ہار چڑھاتے ہیں۔صندوق کے اوپر ہار چڑھانا جائز ہے یا ناجائز؟ ثواب کا کام ہے یا گناہ کا کام یا مباح ہے؟ شریعت کی روشنی میں صاف صاف جواب ارسال فرمائیے۔

(۲) مسجد میں جس صندوق میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک رکھے گئے ہیں اس صندوق کے ارد گرد بجلی کی سیریز کے ذریعہ اجالا کیا کرتے ہیں۔حالانکہ اجالے کے لئے بمبا لیمپ یا ٹیوب لائٹ کیا کرتے ہیں۔اور کوئی مسجد میں تو دن میں بھی سیریز جلاتے ہیں۔اور سیریز کا اجالا ایسا ہے کہ بمبا لیمپ یا ٹیوب لائٹ بند کر دیا جائے، تو سیریز کے اجالے سے آنکھوں کو بے چینی ہوتی ہے۔تو اس

مسئلے میں کیا جائز ہے اور کیا ناجائز ہے؟ شریعت کی روشنی میں حوالے کے ساتھ جواب عطا فرمائیے۔ بینوا وتوجروا۔۔۔

المستفتی

ایوب احمد۔ گڈووالا۔ گجرات۔ 0942948503

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

(۱) جس صندوق کے اندر حضور اکرم نور مجسم شافع روز جزا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک ہیں۔ اس صندوق کے اوپر پھول کا ہار چڑھانا، جائز ومباح، کار ثواب ہے۔ کیونکہ پھول کا ہار چڑھانا موئے مبارک کی تعظیم وتکریم ہے۔ جس طرح اولیاء اللہ رحمھم اللہ تعالی اجمعین کے مزارات مقدسہ پر پھول چڑھانا جائز ومباح، مندوب ومستحسن ہے۔ فتاوی رضویہ شریف ج ۴ ص ۸ پر اولیاء کرام کے مزارات مقدسہ کے تعلق سے ہے۔ ہاں پھول چڑھانا حسن ہے اور قبور اولیائے کرام قدسنا اللہ تعالی باسرارھم، پر چادر بقصد تحریک ڈالنا مستحسن ہے۔ تو موئے مبارک مصطفے جان رحمت علیہ الصلوۃ والسلام جس کی تعظیم اعظم فرائض محبت سے ہے۔ اس کے صندوق پر پھول کا ہار یا غلاف چڑھانا بدرجہ اولی مباح ومستحسن ہوا۔ کیونکہ موئے مبارک نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے جزو پاک سے ہے۔ جس کی حیات اولیائے کرام رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین کی حیات برزخی سے ازید۔ اور اس کا نمو اعرف المعارف، جس پر عوام وخواص کے مشاہدات، متواتر، اور یہ ادب واحترام زمانہ قدیم سے رائج ومشائخ، اور اسی پر مومنین کا معمول متوارث قائم ودائم ہے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب ۱۲

(۲) موئے مبارک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم جس صندوق کے اندر ہے وہ صندوق خواہ مسجد میں ہو یا کسی اعلی وارفع مقام میں۔ اس کے اردگرد ازراہ ضرورت وفائدہ اجالے کے لئے روشنی کرنا جائز ومباح ہے۔

بشرطیکہ اس روشنی سے آنکھوں کو ایذا نہ پہونچے۔ اگر واقعی سیرج یا کسی بلب کے اجالے سے آنکھوں کو بے چینی ہوتی ہے، تو اس سے احتراز چاہیے۔ خواہ دن میں ہو یا شب میں، امام علامہ عارف باللہ سیدی عبد الغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی نابلسی قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ القدسی، کتاب مستطاب ''حدیقہ ندیہ۔ شرح طریقہ محمدیہ''، مطبع مصر جلد ۲ ص ۴۲۹ پر فرماتے ہیں۔

قال الوالد رحمة اللّٰه تعالیٰ فی شرحه علیٰ شرح الدرر من مسائل متفرقة .اخراج الشموع الی القبور بدعة واضاعة مال کذافی البزازیة وهذا کلّه اذا خلا عن فائدة . واما اذاکان موضع القبور مسجداً اوعلیٰ طریق او کان هناک احد جالساً او کان قبر ولیٌ من الاولیاء او عالم من المحقیقین تعظیماً لروحه، المشرقة علیٰ تراب جسده فاشراق الشمس علی الارض اعلاماً للناس انه ولیٌ لیتبرکوا به ویدعو ا اللّٰه تعالیٰ عنده فیستجاب لهم فهو امرٌ جائزٌ لا منع منه وانماالاعمال بالنیّات

یعنی والد ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حاشیۂ درر وغرر میں فتاویٰ بزازیہ سے نقل فرمایا کہ قبروں کی طرف شمعیں لے جانا، بدعت اور مال کا ضائع کرنا ہے۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ بالکل فائدہ سے خالی ہو۔ اور شمع روشن کرنے میں فائدہ ہو، کہ موضع قبور میں مسجد ہے، یا قبور سر راہ ہیں، یا وہاں کوئی شخص بیٹھا ہے، یا مزار کسی ولی اللہ یا محققین علما میں سے کسی عالم کا ہے، وہاں شمع روشن کریں۔ ان کی روح مبارک کی تعظیم کیلئے جو اپنے بدن کی خاک پر ایسی تجلی ڈال رہی ہے، جیسے آفتاب زمین پر، تاکہ اس روشنی کرنے سے لوگ جانیں کہ یہ ولی کا مزار پاک ہے۔ تاکہ اس سے تبرک کریں، اور وہاں اللہ عزّ وجلّ سے دعا مانگیں، کہ ان کی دعا مقبول ہو۔ تو یہ امر جائز ہے۔ اس سے اصلاً ممانعت نہیں، اور اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ متذکرہ بالا جزئیہ سے مزارات اولیاء اللہ میں شمعیں روشنی کرنا جب کسی فائدہ کیلئے ہو، ہرگز منع نہیں بلکہ جائز و مستحسن ہے۔ تو موئے مبارک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جس صندوق میں ہے۔ اس کے

اردگرد روشنی کرنا ہرگز ممنوع نہیں ہوسکتا بلکہ بدرجۂ اولیٰ محبوب ومرضی، مرغوب ومباح اور مستحسن ہے۔۱۲ر

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہٗ اتم واحکم بالجواب۔

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز ۲۲ر رجب کو ہے یا ۱۵ر رجب کو؟

حضور استاذ العلماء حکیم الملت مدظلہ العالی۔۔۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ذیلی مسائل میں کہ

(۱) سیدنا امام جعفر صادق رضی تعالیٰ عنہ کی فاتحہ ونیاز جس کو لوگ ''کونڈہ شریف'' کہتے ہیں کیا ۲۲ر رجب کو ہی ہونا ضروری ہے دوسرے دنوں میں یہ فاتحہ جائز نہیں ہے؟

(۲) سیدنا امام جعفر صادق کی پیدائش ووصال کی تاریخ کیا ہے؟

(۳) ۲۲ رجب میں اس فاتحہ ونیاز کے رواج کی وجہ کیا ہوسکتی ہے؟

(۴) حیض ونفاس والی عورتیں ناپاکی کی حالت میں ''کونڈہ شریف'' کی کھیر، پوریاں کھاسکتی ہیں یا نہیں؟ اور جس گھر میں فاتحہ ہو داخل ہوسکتی ہیں یا نہیں؟

المستفتی: (مولانا) محمد مستعد عالم رضوی: سول لائن گوندیا مہاراشٹر

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

جواب (۱) سیدنا امام جعفر صادق رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی نیاز بے شمار خیرات وبرکات کا مجموعہ ہے۔ اہل سنت وجماعت کے نزدیک فاتحہ ونیاز جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ومستحسن ہے۔ لیکن سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ ونیاز میں بہت سی غیر مناسب چیزیں داخل کرلی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صحیح مسائل پر عمل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے آمین۔

بعض علاقوں میں ۲۲؍رجب کی تعیین وتخصیص عرفی ہے۔ ۲۲؍رجب کے علاوہ یہ فاتحہ ونیاز نہیں ہوسکتی، اس پر شریعت میں کوئی دلیل نہیں۔ لہٰذا ماہ رجب بلکہ سال میں کسی دن اور کسی تاریخ میں بھی فاتحہ ونیاز کرنا جائز ودرست اور موجب رحمت وبرکات ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص ۱۹۵؍ پر ہے کہ یہ جاہلانہ خیال ہے کہ از روئے شرع متعین تاریخ ہی میں ثواب ملے گا۔ یا متعین تاریخ ہی میں فاتحہ کرنا ضروری ہے۔

جواب (۲) سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ پیدائش شیخ عبد الرحمن چشتی قدس سرہٗ کی ''مرآۃ الاسرار'' کتاب میں ۱۷؍ربیع الاول شریف ۸۳ھ درج ہے۔ اور سیدنا امام احمد رضا قدس سرہٗ اور سیدنا حضور مفتیٔ اعظم ہند نور اللہ مرقدہٗ بریلی شریف نے تاریخ وصال پندرہ رجب ۱۴۸ھ تحریر فرمایا ہے۔ لہٰذا بہتر اور افضل یہ ہے کہ پندرہ رجب کو ہی امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ ونیاز دلائی جائے اور ۲۲؍رجب کو بھی جو معمول ہے اس کو برقرار رکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ جب کہ کوئی نیت قبیحہ نہ ہو۔

جواب (۳) ۲۲؍رجب شریف میں رواج کی وجہ ممکن ہے کہ شیعوں کا نکالا ہوا ہو۔ کیونکہ ۲۲؍رجب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی تاریخ وصال ہے۔ اور شیعہ لوگ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض وعناد رکھتے ہیں۔ اور اس دن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کونڈہ کرتے ہیں۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تبرا کرتے ہیں۔ اور جاہل سنیوں نے بے سمجھے بوجھے سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میں اسی تاریخ کو اپنا لیا ہو۔ (فتاویٰ [illegible] ص [illegible])

جواب (۴) تفسیر خزائن العرفان ص۵۲/اور دیگر کتب تفاسیر میں ہے کہ۔حالت حیض ونفاس میں عورتوں سے مجامعت (ہمبستری) حرام ہے۔لیکن کھانا پکانا، کھانا پینا، شوہر کے بستر میں سونا، گھر میں رہنا، فاتحہ والے گھر میں داخل ہونا، فاتحہ کی چیزیں پکانا وغیرہ جائز ودرست ہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب افسوس کہ مسلمانوں نے بہت سی نامناسب چیزوں کو سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز میں داخل کرلیا ہے، مثلاً جس گھر میں فاتحہ کی چیزیں پکیں، یا جہاں پکائی جائیں، اس میں حیض ونفاس والی عورت نہیں جاسکتی، یا جس گھر میں پکے، یا جہاں پکائی جائیں، وہیں فاتحہ ہوسکتی ہے، دوسری جگہ نہیں۔اور وہیں بیٹھ کر کھانا ہوگا، دوسری جگہ لیجاکر نہیں کھاسکتے ہیں، اور اگر کھانے کھلانے کے بعد فاتحہ کی چیزیں بچ جائیں۔تو اسے دوسرے گھروں میں تقسیم نہیں کرسکتے بلکہ دفن کردیئے جاتے ہیں۔فقیروں میں تصدق کو بھی درست نہیں سمجھتے۔مٹی کے کونڈوں میں ہی فاتحہ ہوسکتی ہے دوسرے برتنوں میں نہیں ہوسکتی۔اور فاتحہ میں کھیر وپوریاں ہی ہونا ضروری ہیں، دوسری اشیاء میں نہیں ہوسکتیں، جبکہ گیارہویں شریف وبارہویں شریف کی فاتحہ ونیاز کے لئے مٹی کے برتن ضروری نہیں سمجھتے اور کھیر وپوریاں لازمی نہیں جانتے۔لیکن سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ ونیاز میں ان مبالغات کو ضروری جانتے، مانتے اور سمجھتے ہیں۔یہ سب عوامی حرکات غیر شرعیہ اور بدعات شنیعہ سے ہیں۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صحیح دینی اسلامی سمجھ عطا فرمائے اور صراط مستقیم پر گامزن رکھے۔آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضانگر، کلمنا ناگپور

اجزاے انسانی سے انتفاع مطلقاً ناجائز ہے۔ بلیڈ بینک بنانا جائز نہیں

۷۸۶/۹۲۔ جناب مفتی صاحب قبلہ۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان اہلسنت مندرجہ ذیل مسئلے میں

ہمارے پاس کچھ مسلم نوجوان ہیں جو اپنا خون دیکر بلڈ بنیک بنانا چاہتے ہیں۔ تاکہ جن مسلمانوں کو خون نہ ملنے کی صورت میں اپنی جان گنوانی پڑتی ہے۔ یا ایسی جان لیوا بیماری کہ جس بیماری میں خون دینے کے علاوہ کوئی صورت نہیں رہتی۔ جیسے سفید پیلیا، یا کڈنی کا فیل ہو جانا، یا آپریشن کے وقت اکثر دیکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کو جب خون کی ضرورت ہوتی ہے تو تعصب کی بنیاد پر بلڈ بینک سے خون نہیں ملتا یا ضرورت سے زیادہ پیسے دینے پڑتے ہیں یا شرابی نشہ خور حرام خور کافر جیسے لوگوں کا خون لینے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ ہمارے سنی صحیح العقیدہ ڈاکٹرس سے اس تعلق سے گفتگو ہوئی۔ تو بتایا گیا کہ صحت مند آدمی کے خون دینے میں آدمی کے صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ بلکہ فوری طور پر قدرتی طریقے سے خون بننا شروع ہو جاتا ہے۔ تو کیا اوپر ذکر کی گئی صورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنا خون دینا، جمع کرنا، بلڈ بینک بنانا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

فقط والسلام۔

المستفتی، محمد ارشاد بلند گیٹ، تاج آباد شریف، ناگپور

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

اجزاے انسانی سے انتفاع مطلقاً ناجائز ہے۔ لہذا بلڈ بینک بنانا اور اسمیں خون جمع کرنا، اپنا خون دینا، اور دوسرے کا لینا بلا ضرورت صحیحہ شرعیہ جائز نہیں۔ جیسا کہ ھدایہ آخرین ص ۵۵/ پر ہے۔ لا یجوز

ان یکون شئی من اجزائه مهانا و مبتذلا ہاں حاجت شدیدہ کے وقت الضرورات تبیح المحظورات (الاشباہ والنظائر جلد اول ص ۲۵۱) کے تحت طبیب حاذق کے مشورہ سے اپنے لوگوں کا بقدر حاجت خون دینا اور لینا جائز ہے۔ لہذا بلڈ بینک ہرگز نہ بنایا جائے ۱۲ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا، ناگپور

ناحق کی تائید کرنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

۷۸۶/ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

شاہ جمال نامی ایک لڑکا جس نے حبیب الرحمٰن کی لڑکی کو اٹھانے کی بات کی اور لڑکی کی شادی جن سے ہونے والی تھی اس لڑکا کو لڑکی پر جھوٹی تہمت رکھ کر رد کئے گیا۔ اور کچھ افراد کے سامنے یہ چیلنج کیا کہ اگر حبیب الرحمٰن مجھکو اپنی لڑکی نہیں دیگا تو میں کچھ نہ کچھ کر دوں گا یا ان کے گھر میں آگ لگا دوں گا جب حبیب الرحمٰن نے شاہ جمال سے رشتہ نہیں کیا۔ تو اس نے واقعی رات کے ڈیڑھ بجے آگ لگا دی اور حبیب الرحمٰن کے علاوہ اروس پڑوس کے چند مکانات نذر آتش ہو گئے۔ پھر یہ آواز چند بستیوں میں گونجی کہ شاہ جمال نے آگ لگائی ہے۔ لہذا بیٹھک ہونی چاہئے تقریباً بیٹھک کے تمام آدمیوں کی موجودگی میں شاہ جمال نے اقرار جرم کیا۔ بطور ضمان، ۱۹/ ہزار روپے اس پر لازم قرار پائے اور دو ماہ کے اندر اس نے دینے کا وعدہ کر لیا۔ شاہ جمال نے مجلس عام میں دو تین سال قبل دس ہزار کی رقم حبیب الرحمٰن کو قرض دینے کا دعویٰ کیا اس نے دو تین سال قبل واپسی کی دلیل پیش کی مجرم شاہ جمال نے اقرار کیا پھر آدھے گھنٹے بعد مجرم شاہ جمال نے مزید دس ہزار کا دعویٰ کیا اور کوئی گواہ مجلس میں پیش نہیں کر سکے مطالبہ

پر حبیب الرحمٰن نے حلفیہ انکار کیا۔ بات ختم ہوگئی۔ مجرم کے حامیوں نے بھی اسکو تسلیم کیا اور اسٹانپ پر ان افراد کے دستخط بھی لے لئے۔ اب دو ماہ گذرنے کے بعد مجرم شاہ جمال کے حامی مولوی عبد القدوس بھدیسر، بہادر گنج نے فون کر کے لوگوں کو بتانا شروع کیا کہ جب تک دس ہزار روپے کے متعلق پنچ قائم کر کے حبیب الرحمٰن سے وصول نہیں کیا جاتا اس وقت تک ۱۹؍ ہزار روپے آگ زنی کے نقصانات کے نہیں دیئے جائیں گے۔

مولوی عبد القدوس کو حدیث شریف دوسرے مولوی کے ذریعہ بتائی گئی کہ سرکار عالمین ﷺ کی حدیث پاک ہے البینة علی المدعی والیمین علیٰ من انکر او علی المدعی علیہ (اصول الشاشی ص ۷۷) اس حدیث پاک کو بار بار بتانے کے باوجود بھی وہ مصر ہے۔ کہ دس ہزار روپے کا پہلے پنچ ہوگا۔ پھر ۱۹؍ ہزار روپے دیئے جائیں گے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہیکہ کیا مولوی عبد القدوس جو اقراری مجرم کا حامی ہے۔ اور حدیث شریف بتانے کے باوجود بھی دس ہزار روپے کے دعویدار ہے تو کیا ایسے شخص کی اقتدا میں نماز پنج گانہ اور عیدین درست ہے؟ جو قصداً ایسے کو امام بنائے اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟ ایسے کو امام بنانا گناہ ہوگا یا نہیں؟ ایسے امام کو امامت سے برطرف کرنا متولیان وواقفان حال مسلمانوں پر لازم ہے یا نہیں۔ مذکورہ سوالات کے جوابات شریعت مطہرہ کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔ اور عند اللہ ماجور ہوں ۱۲ والسلام مع الکرام

المستفتی:۔

غلام یزدانی رضا نگر کلمنا، ناگپور

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز الوھاب

صورت مستفسرہ میں اگر واقعی دس ہزار روپے کے مطالبہ کا واقعہ جو سوال میں درج ہے۔ صحیح ہے تو مولوی

عبد القدوس کا حبیب الرحمن سے دس ہزار روپے کے مطالبہ کا دعویٰ غلط ہے کہ یہ بیجا اور ناحق پر تائید ہے جبکہ یہ بات مجلس عام میں رفع دفع ہو چکی ہے۔ مولوی عبد القدوس پر لازم ہے کہ اس غلط مطالبہ سے باز آئے اور سچی توبہ کرے۔ جب تک وہ تائب نہ ہو اور اس ناجائز دعویٰ سے باز نہ آئے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ، اور ایسے کو امام بنانا گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد کوثر علی رضوی

مفتی مرکزی دارالافتاء ۸۲، سوداگران بریلی شریف

جہاں قاضی نہ ہو وہاں مفتی عالم بالسنہ ہی قائم مقام قاضی ہے اسکا حکم مسلمانوں پر لازم اشد لازم ہے۔

۹۲/۸۶/۷ مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کا جواب حق وصحیح ہے۔ اس پر وہاں کے مسلمانوں کو عمل کرنا واجب ہے اور عمل نہ کرنے کی صورت میں تمام حضرات گناہ گار ہوں گے، مولوی عبد القدوس کے حالات وعادات کا مجھے حتمی ویقینی علم ہو چکا ہے۔ مولوی عبد القدوس پر بصدق دل علانیہ توبہ لازم اور بعد توبہ بھی وہ لائق امامت نہ ہوں گے۔ جب تک اطمینان کلی حاصل نہ ہو جائے۔ فتاویٰ عالمگیری الجزء الثانی ص۲۶۱ پر ہے۔ الفاسق اذا تاب لا تقبل شهادته مالم یمض علیه زمان یظهر علیه اثر التوبة ثم بعضهم قدر ذلک ستة اشهر وبعضهم قدره بسنة والصحیح ذلک مفوض الی رای القاضی۔ اور جہاں قاضی نہ ہو وہاں مفتی عالم بالسنہ ہی قائم مقام قاضی ہوگا۔ اور ان کا حکم ماننا تمام مسلمانوں پر لازم، لازم، اشد لازم۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے فتاویٰ رضویہ جلد نہم باب الحظر والاباحۃ ص ۲۵۷ پر ہے "اور

دروغ گو مکار کی توبہ پر اعتبار نہ کریں گے، اگرچہ ہزار مجمع میں تائب ہو"۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

لہٰذا متولیان وواقفان کو چاہیے کہ مولوی عبدالقدوس کی جگہ پر ایسے شخص کو منصب امامت پر مامور کریں جو اس کا اہل ہو۔

کتبہ: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی
خادم دارالافتاء دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

کسی مسلم کا نکاح مشرک ومرتد سے نہیں ہوسکتا

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسائل ذیل میں۔

(۱) لڑکا غیر مسلم اور لڑکی مسلمہ یا اس کے برعکس بغیر اسلام قبول کرائے ایک دوسرے کا نکاح شرعاً ہوسکتا ہے؟ ونیز اس حالت میں ان دونوں سے اولاد پیدا ہو جائے تو وہ اولاد کیا کہلائے گی؟

(۲) کیا مسلمان عورت پیری مریدی کرسکتی ہے؟ اور دوسروں کو خلافت دے سکتی ہے؟ ونیز کیا کوئی پیر مرد، مسلمان عورت کو خلافت دے سکتا ہے؟

(۳) کیا کسی مسلمان مرد وعورت کے جسم میں کوئی ولی اللہ داخل ہوسکتے ہیں؟ اور مرد یا عورت کہے میرے جسم میں فلاں بزرگ مثلاً امام حسین (وغیرہم) موجود ہیں، کیا ان کی یہ بات مان لی جائے گی؟ از روئے شریعت مطہرہ جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

فقط والسلام المستفیان

محمد نعیم خان، یون نگر پیلی ندی ناگپور۔ 9209068159

عبدالحبیب شاہ۔ 7387908688   محمد رئیس انصاری۔ 8600570812

۷۸۶/۹۲ الجواب بعون الملک العزیز العلام

(۱)صورت مسئولہ میں مسلمان لڑکی کا نکاح غیر مسلم لڑکے سے ناجائز وحرام ہے ہرگز ہرگز نکاح نہیں ہوسکتا ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل کتاب النکاح ص۲۸۱ پر ہے لاتزوج المسلمة من مشرک ولا کتابي اسی طرح مسلم لڑکے کا غیر مسلمہ لڑکی سے نکاح حرام، حرام، اشد حرام ہرگز ہرگز نکاح نہیں کر سکتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے۔ ولا تنکحوا من المشرکات حتیٰ یومنّ (پ۲، ع۱۱) اگر اولاد پیدا ہو جائے تو اولاد حرامی، ولد الزنا کہلائیگی۔

(۲) ہرگز نہیں کرسکتی ہے، کیونکہ شریعت مطہرہ میں عورت کے لئے خلافت ثابت ہی نہیں ہے اور نہ ہی عورت کو خلیفہ بنانا صحیح ہے۔ اس پر ائمہ باطن کا اجماع ہے کہ عورت داعی الی اللہ نہیں سکتی۔ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص ۱۷۶ پر ہے کہ امام شعرانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں۔ قد اجمع اهل الکشف علیٰ اشتراط الذکورة فی کل داعٍ الی اللّٰه ولم یبلغنا انّ احداً من نساء السلف الصالح تصدرت لتربیة المریدین ابداً لنقصٍ للنساء فی الدرجة وان ورد الکمال فی بعضهن کمریمه بنت عمران وآسیة امرأة فرعون فذٰلک کمال با لنسبة للتقویٰ والدین لا بالنسبة للحکم بین الناس وتسلیکهم فی مقامات الولایة وغایة امر المرأة ان تکون عابدةً، زاهدةً کرابعة العدویة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها۔

شریعت مطہرہ میں جب عورت کے لئے خلافت ثابت ہی نہیں تو کسی مرد پیر کا مسلمان عورت کو خلافت دینا بھی ہرگز جائز نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ہرگز داخل نہیں ہو سکتے اور مرد یا عورت کی بات ہرگز نہیں مانی جا سکتی ہے۔ بلکہ شریر جن ان کے جسم میں سرایت کر کے یہ حرکاتِ شنیعہ کرتے ہیں کہ میں فلاں بزرگ ہوں۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد یازدہم ص ۱۹ار پر ہے۔ جن اور شیاطین بعض وقت آدمی پر دخل کرتے ہیں کبھی بے ہوش کر دیتے ہیں، کبھی اس کی

زبان سے بولتے ہیں اور طرح طرح کے حرکات کرتے ہیں۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہ جلّ مجدہ اتم واحکم بالجواب .

کتبہ:۔ محمد تفویض احمد رضوی غفرلہ القوی

خادم التدریس دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

صحح الجواب واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب

فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دار الافتاء دار العلوم اعلیحضرت رضا نگر کلمنا ناگپور

رسالہ

بنام

﴿آل الرحمٰن﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ

مراد آباد سے ایک اخبار بنام 'ہفت روزہ ندائے اہلسنت'' نکلتا ہے جس کے جلد ۲ شمارہ ۵ مورخہ ۲۷ر اکتوبر ۱۹۹۴ء کے شمارے میں پہلے صفحہ پر شہر مالیگاؤں سے متعلق ایک مضمون شائع کیا گیا ہے جس کی رپورٹنگ غالباً خود ایڈیٹر نے کی ہے۔ اس رپورٹنگ میں جگہ جگہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور حضور مفتیٔ اعظم ہند علیھما الرحمہ وشیر بیشۂ اہلسنت مولانا حشمت علی خاں علیہ الرحمہ کے ماننے والوں اور مریدین کو کلاب رضویہ، خنازیر حشمتی لکھا گیا ہے۔ آگے اسی رپورٹ میں رضا اکیڈمی سے متعلق مضمون نگار نے جو لکھا ہے کہ سید انوار اشرف میاں کی شان میں گستاخی کی گئی ہے، یہ سراسر غلط اور بہتان ہے۔ جب یہ الزام رضا اکیڈمی پر لگایا گیا تھا تو اسی وقت رضا اکیڈمی کے ذمہ داروں نے مالیگاؤں کے مرکزی دار العلوم حنفیہ سنیہ کے شیخ الحدیث کے سامنے حلفیہ بیان دیا تھا، کہ ہم نے ایسی کوئی بھی تحریر یا گستاخی نہیں کی ہے اور نہ ہی اپنے لیٹر پیڈ پر کسی قسم کی تحریر دی ہے۔ اس کے باوجود بھی مفتی صاحب کے کہنے پر ان لوگوں نے جبراً معافی مانگی تھی۔ اسی اخبار کے اندرونی صفحات پر شعور احمد قدیری نے خود ساختہ مفتی انتخاب قدیری سے چند سوالات پوچھے ہیں، جس میں سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے نام سے متعلق یعنی آل الرحمٰن کہنا یا اس قسم کا نام رکھنا کیسا ہے؟ اس پر جواب دیتے ہوئے مولوی انتخاب نے سرکار مفتیٔ اعظم ہند کو فاسق وفاجر لکھا ہے اور ان سے بیعت وخلافت ناجائز لکھا ہے۔ آگے اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ جس نے مفتیٔ اعظم سے یا ان کے خلیفہ سے یا رضوی پیروں سے بیعت کی ہو وہ ناجائز ہے خدمت عالیہ میں اخبار کی زیراکس کاپی روانہ کی جارہی ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ

(۱) رضویوں اور حشمتیوں کو کتے اور سور کہنے والا از روئے شرع کیسا ہے جبکہ یہ پیری مریدی بھی کرتا ہے اور خلافت بھی بانٹتا ہے

(۲) رضا اکیڈمی جو ایک تنظیم کا نام ہے اور یہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے نام سے منسوب ہے اسے گدھا اکیڈمی کہنے والا کیسا ہے

(۳) آل الرحمٰن جس کا نام ہو (مراد مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ) وہ فاسق وفاجر ہے (معاذ اللہ) ایسے پیر کی خلافت نا جائز وحرام ہے۔ نیز رضوی پیروں سے بیعت ناجائز وحرام ہے، رضوی پیروں سے بیعت ناجائز وحرام ایسا کہنے والا ازروئے شرع کیسا ہے؟

(۴) کیا ایسے شخص کے پیچھے نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ پھر ایسا عقیدہ رکھنے والے پیر سے بیعت کرنا کیسا ہے؟ اور جن لوگوں نے ان سے بیعت کی ہے یا خلافت لی ہے ان مریدوں کے لئے کیا حکم ہے؟

(۵) کیا ایسا آدمی منبر رسول پر بیٹھ کر تقریر کرسکتا ہے؟ نیز ایسے آدمی سے میل جول رکھنا کیسا ہے؟ برائے مہربانی مذکورہ سوالات کے جوابات عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔

المستفتی:۔

ماسٹر خلیل احمد رضوی محلہ سمکیسر گھر ۵۹ر مالیگاؤں، ضلع ناسک۔

الجواب بعون الملک العزیز الجبّار

جواب (۱) صورت مسئولہ میں رضویوں اور حشمتیوں کو کتے اور سور کہنا بلا وجہ شرعی مسلمانوں کی دل آزاری ہے اور مسلمانوں کی دل آزاری حرام۔ سرکار عالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں **من اذیٰ مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذیٰ اللہ**۔ جس نے کسی مسلمان کا ناحق دل دکھایا اس نے مجھے ایذا پہونچائی اور جس نے مجھے ایذا دی، بے شک اس نے حق تعالیٰ کو ایذا پہونچائی۔ لہٰذا ایسا پیر جو ناحق مسلمانوں کو کتے اور سور کہتا ہے وہ فاسق معلن ہے اور تعزیر کا مستحق ہے، اگر سلطنت اسلامیہ ہو یا قاضی اپنے صوابدید پر دوسری سزا دیں، تو کوڑے حسب رائے قاضی لگا دیئے جائیں۔ [1] اور فاسق معلن سے

مرید ہونا شرعاً ناجائز ہے۔ سبع سنابل شریف میں ہے۔

اے برادر پیری و مریدی رسمے وا سمے پیش نہ ماندہ است۔ وآں رسم واسم نیز معنیٰ بچند شرائط می داں که بے آں شرائط اصلاً پیری و مریدی درست نیست۔ اما نخست از شرائط پیری یکے آنست که پیر مسلک صحیح دانستہ باشد۔ دوم از شرائط پیری آنست که پیر در اداءِ حقِ شریعت قاصر و متہاون نہ باشد۔ سوم از شرائط پیری آنست که پیر را عقائد درست بود۔ موافق مذہب سنت و جماعت پس ایں رسمے که از پیری و مریدی ماندہ است بے ایں ہمہ شرائط اصلاً درست نیست۔

لہٰذا جو لوگ بھی ایسے پیر جی سے مرید ہوئے ہیں۔ جس نے رضویوں اور حشمتیوں کو کتے اور سوٗر کہا ہے یا کہنے، لکھنے اور چھاپنے کو جائز قرار دیا ہے۔ ان تمام لوگوں کی بیعت و ارادت ناجائز ہے۔

جواب (۲) یقیناً رضا اکیڈمی جو سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی طرف منسوب ہے اس کو گدھا اکیڈمی کہنے والا حاسد و عناد اور فاسق و فاجر ہے۔ ایسے ناشائستہ کلمہ بکنے والے پر علانیہ توبہ ضروری ہے۔ اگر توبہ کرنے سے انکار کرے۔ تو اس سے قطع تعلق کر لیا جائے۔

جواب (۳) مولوی انتخاب قدیری مرادآبادی ہوں یا کوئی اور جس نے بھی یہ کہا یا لکھا کہ جس کا نام ''آل رحمٰن'' ہو وہ فاسق و فاجر ہے ایسا شخص بہت جری بیباک اور اولیائے کرام اور علمائے اسلام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بارگاہ کا گستاخ ہے اعلیٰ حضرت علی الاطلاق فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے خود ہی حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کو آل الرحمٰن فرمایا ہے اور ایک شعر میں استعمال بھی کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

آل الرحمٰن ، بربان الحق
شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

اگر یہ نام ناجائز ہوتا، تو امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کیوں فرماتے اور اگر آل رحمٰن کو ناجائز کہنے والے مدعی کا یہ دعویٰ براشتہار کہ قارئین ہم تاجدار بریلی حضور مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے ہم عقیدہ و ہم مسلک ہیں تو پھر امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کے فرمان عالیشان کے باوجود اعتراض کی کیوں ٹھانی۔ بہرحال دو حال سے خالی نہیں یا تو نفس پرستی نے اعتراض پر ابھارا، یا نری جہالت نے۔ تو جاہل پر واجب تھا کہ آل رحمٰن سے متعلق سوال کرتا نہ کہ آل خدا، اور آل رسول سے متعلق۔ مستفتی نے آل خدا اور آل اللہ سے متعلق سوال کیا ہے۔ رضوی مفتیوں نے اسم ذاتی کے مطابق جواب دیا۔ رضوی مفتیوں سے اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام رحمٰن ورحیم وغیرہ سے متعلق آل رحمٰن وآل رحیم کہنے لکھنے کا سوال نہیں کیا گیا اور مستفتی نے سوال کے مطابق جواب کو سمجھا نہیں۔ اور بغیر سمجھے بوجھے یہ عنوان کہ ”بریلی میں خدائے پاک کی آل پیدا ہوگئی“ باندھ کر اپنی حماقت کا ثبوت دیا۔ معاذ اللہ صد ہزار بار معاذ اللہ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب مضمون کا عقیدہ اہلسنت وجماعت سے جدا ہے اسی لئے اس نے اہلسنت و جماعت کے مقتدا قطب عالم حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ اور ان کے مریدین متوسلین اور خلفاء کی شان میں بے جا من گھڑت اور بے بنیاد اتہامات لگائے ہیں۔

آل رحمٰن نام رکھنا از روئے شرع شریف جائز ومباح ہے کیونکہ آل کا معنیٰ اہل یعنی والا کے ہیں۔ تو آل الرحمٰن کا معنیٰ رحمٰن والا کے ہوئے۔ مختصر المعانی ص ۶ پر ہے کہ **وعلیٰ اٰله اصله اهل بدليله اهيل خص استعماله فى الاشراف واولى الخطر** یعنی آل کی اصل اہل بمعنیٰ والا ہے کیونکہ اس کی تصغیر اُھَیل آتی ہے اور آل کا استعمال اشراف اور پاکیزگی والوں کے لئے خاص ہے۔ صدر العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی اشرفی میرٹھی علیہ رحمۃ الباری البشیر الکامل ۳ پر **وعلیٰ اٰله** کے تحت رقم طراز ہیں کہ آل کے معنیٰ ہیں ۱۔ اہل وعیال ۲۔ پیرو ۳۔ دوست تو آل الرحمٰن کا معنیٰ رحمٰن کے پیرو، متبع اور رحمٰن کے دوست ہوئے۔ تو پھر کیونکر ناجائز ہوگا۔ **الحواشى الزاهديه على الرسالة القطبية** ۲ پر حاشیہ نمبر

اا پر ہے۔ اختلف فی ال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقیل لہ بنوھا شم وبنو مطلبون المسلمون وقیل امۃ وقیل اتباعۃ وقیل اصحابہ ۔

یعنی آل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں علمائے کرام نے اختلاف کیا ہے بعض علماء کے نزدیک حضرت ہاشم اور حضرت عبد المطلب کی مسلم اولاد آل نبی ہیں اور بعض علما کے نزدیک امت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء اور بعض کے نزدیک جملہ متبعین اور بعض کے نزدیک جملہ اصحاب رسول کریم آل نبی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ آل کا معنیٰ متبع بھی کیا جا سکتا ہے۔ تو اب آل الرحمٰن کا معنیٰ رحمٰن کے متبع ہوا، یہی عبارت بعینہ شرح مواقف مع حاشیہ وحید الزماں بحث امور عامہ موقف ثانی ۳ پر ثبت ہے کہ آل کے معنوں میں سے ایک معنیٰ اتباع کے بھی ہیں۔

یہاں تک کہ مولانا عبد الحیٔ فرنگی محلی لکھنوی نے بھی جو انتخاب قدیری کے معتمد ہیں، انھوں نے اپنی کتاب'' التعلیق العجیب لحل حاشیۃ الجلال لمنطق التھذیب ۱۴ پر لکھا ہے کہ الآل فیہ خمسۃ مذاھب اوّلھا ان الآل من یجمع علیٰ اقوال النبی صل اللہ علیہ والہٖ وسلم وثانیھا ذریۃ النبی وازواجہ وثالثھاما ذھب الیہ ابو حنیفۃ من انہ بنوھاشم فقط واختار بعض المالکیۃ ۔ورابعھا ماذھب الیہ الشافعی من انہ بنو ھاشم والمطلب وخامسھا ان الآل بمعنیٰ الاتباع ورجحہ النووی

یعنی آل میں پانچ مذاہب ہیں ان میں سے ایک تو وہی ہے کہ نبی کریم ورؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اقوال پر جن مقدس ہستیوں نے اجماع کیا۔ اور دوسرا معنیٰ اولاد نبی کریم وازواج رؤف ورحیم ہیں۔ اور تیسرا معنیٰ فقط بنو ہاشم ہیں جو امام اعظم کا مذہب ہے اور مالکیوں کے نزدیک یہی مختار ہے اور چوتھا معنیٰ بنو ہاشم اور بنو مطلب کے ہیں جو امام شافعی کا مذہب ہے۔ اور پانچواں معنیٰ یہ ہے کہ آل اتباع کے معنیٰ میں ہے اور آل کے معنیٰ اتباع کو ہی امام نووی نے ترجیح دی ہے۔ تو اس سے صاف

ظاہر ہوگیا کہ آل الرحمٰن کا معنیٰ رحمٰن کا مطیع ہے۔نورالانوار،ص ۱۲۳ ج ۱۴۲ کے ذیل میں ہے۔و آل الرجل ذریته و اھل بیته وقیل قومه و آل النبی متبعه فی التقویٰ ۔یعنی کسی انسان کی اولاد اور اہل بیت ہیں اور کچھ علماء کے نزدیک ان کی قوم مراد ہے۔

اور آل النبی کا ایک معنیٰ پرہیزگاری میں حضور اکرم نور علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متبعین کے ہیں۔تو اس سے وضاحت ہوگئی کہ آل کے معنیٰ متبع کے بھی ہیں۔تو آل الرحمٰن کا معنیٰ مطیع ہوئے۔نہ کہ معاذ اللّٰہ ثم استغفر اللّٰہ خدائے پاک کی اولاد۔اور اگر آل الرحمٰن نام رکھنے پر اعتراض کا گولہ داغنے والا نرا جاہل اور ان پڑھ نہیں ہے،تو فقہ کی مشہور ومعروف ابتدائی کتاب قدوری ۲۲ حاشیہ ۷ ہی طحطاوی کے تحت حوالے سے دیکھ لے آلہ کے تحت تحریر ہے کہ المراد بالآل ھھنا سائر امة الاجابة مطلقاً وقوله صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم ال محمد کل تقی حمل علی التقویٰ من الشرک.

یعنی آل سے مراد تمام امت اجابت مطلقاً ہیں۔اور سرکار عالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا قول آل محمد کل تقی کا معنیٰ یہ ہے کہ شرک سے بچنے والا ہر فرد آل محمد ہے۔تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر مؤمن آل نبی ہے۔تو آل الرحمٰن کا ایک معنیٰ یہ بھی ہوا،کہ رحمٰن پر ایمان لایا ہوا۔ہر قسم کے شرک سے محفوظ و مامون۔اور صاحب نوادر الاصول فی شرح الفصول نے مسئلہ جواز کو اتنا واضح کر دیا ہے کہ اگر مذہب اہل سنت و جماعت سے تعصب و تنگ نظری کی عینک اتار کر دیکھے،تو شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے نام پاک آل الرحمٰن کے جائز ہونے میں کوئی کلام ہو ہی نہیں سکتا ہے۔معلوم ہوتا ہے آل الرحمٰن کو ناجائز کہنے والے مفت کے مفتی لوگ شریعت سے جاہل اور فقہ سے غافل ہیں۔

اسی نوادر الاصول کے ۹ پر ہے لما روی عن افصح العرب و العجم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم آلی کل مؤمن تقی الیٰ یوم القیامة

.واما باعتبار معنیٰ در آں پنج مذهب است اول (بمعنیٰ در آں اوّل بمعنیٰ اتباع۔ وهو مذهب جابر بن عبد الله وسفیان الثوری ومختار بعض اصحاب الشافعی والمرجح عند النووی والازهری .

(دوم) بنوهاشم وبنو المطلب وهو مذهب الشافعی

(سوم)بنو هاشم .فقط .وهو مذهب اما منا الاعظم ومختار بعض المالکیة

(چهارم) ازواج و بنات .وداماد آں حضرت واولاد شان نزد بعضی خدم نیز

(پنجم) اهل بیت .بالجملة معنیٰ اول مصداق ال حسبی است وبواقی مصداق ال نسبی یعنی افصح العرب والعجم صلی الله تعالیٰ علیه وسلم سے مروی ہے۔

سرکار عالمین علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ قیامت تک آنے والا ہر مؤمن متقی میری آل ہے۔لیکن معنوں کے اعتبار سے اس میں پانچ مذاہب ہیں۔پہلا مذہب آل بمعنیٰ اتباع۔یہی حضرت جابر بن عبد اللہ وسفیانی ثوری اور بعض اصحاب شافعی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مذہب ہے۔اسی کو امام نووی اور علامہ ازہری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ترجیح دی ہے۔دوسرا مذہب آل بنو ہاشم۔اور بنو مطلب ہیں۔یہ امام شافعی کا مذہب ہے۔تیسرا مذہب صرف بنو ہاشم آل میں داخل ہیں،یہ امام اعظم کا مذہب ہے۔اور بعض مالکیوں کا مختار ہے۔چوتھا مذہب حضور حق کریم ہادیٔ اعظم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے ازواج وبنات پاک وداماد واولاد شان آل نبی ہیں اور بعض کے نزدیک خدام بھی آل نبی میں داخل ہیں۔پانچواں مذہب اہل بیت۔

حاصل کلام یہ کہ اول معنیٰ کا مصداق آل حسبی ہیں۔اور باقی معنوں کے مصادیق آل نسبی ہیں۔ تو اس کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحب نوادر کے نزدیک آل کا اول معنیٰ اتباع کے ہیں اور یہی معنیٰ مرجح ہے۔تو آل الرحمٰن کا معنیٰ مطیع رحمٰن ہوا نہ کہ اولاد رحمٰن۔نیز صاحب نوادر الاصول نے ۸ سطر نمبر ۱۷ پر جبکہ اللہ اسم جلالت ہے۔جمہور کے نزدیک درست نہیں۔اسے بھی صاحب قاموس کے نزدیک جائز لکھا ہے۔

لکھتے ہیں۔لیکن صاحب قاموس می آرد ال اللہ ورسولہ اولیائہ۔یعنی آل اللہ اور آل الرسول دونوں جائز ہیں۔اور اس سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اولیا یعنی مقربین ومحبین ومحبوبین ہیں۔تو جب صاحب قاموس کے نزدیک آل اللہ جائز ہے۔تو آل الرحمٰن کے ناجائز ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ندائے اہل سنت اخبار کے اس کالم میں جس میں آل خدا اور آل اللہ سے سوال درج ہے۔شاہ سرخی کے طور پر عنوان باندھا گیا ہے۔کہ بریلی میں خدائے پاک کی آل پیدا ہوگئی۔اور اس عنوان کے تحت پہلی سطر میں یہ لکھا ہے۔کہ بریلی میں ایک مولانا صاحب کا نام آل رحمٰن ہے، جسے سن کر ذہن فوراً اس طرف جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی صاحبِ اولاد ہوگیا۔فقیر کے پاس جتنی کتابیں آل سے متعلق موجود ہیں۔حوالہ دے دیا ہے۔اور بہ دلائل وبراہین ثابت کر دکھایا کہ آل رحمٰن کہنا جائز ومباح ہے۔شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں اور نہ ہی تبادر ذہنی اس طرف کہ خدائے پاک کی آل بمعنیٰ اولاد پیدا ہوگئی۔یا خدائے تعالیٰ صاحب اولاد ہوگیا۔حضرت مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان بفضلہٖ تعالیٰ سچے دیندار متقی، پرہیزگار سنی صحیح العقیدہ مقتداء ومطاع عالم دین تھے۔جن کے بارے میں بکثرت معتمد علماء اہلسنت کی گواہی موجود ہے۔ان کو فاسق وفاجر کہنے والے یا لکھنے والے یا کسی عالم دین متین، شریعت مطہرہ کی بد گوئی کرنے والے کی نسبت حدیث شریف میں ہے، کہ وہ منافق ہے اور فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ وہ کافر ہے۔کتاب التوبیخ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت موجود ہے۔رسول اعظم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ثلاثة لا یستخف بحقهم الامنافق بین النفاق ذو الشیبه فی الاسلام . وذو العلم ومعلم الخی ر۔فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص۲۳ رپر مجمع الانہر کے حوالہ سے درج ہے کہ الا ستخفاف بالاشراف والعلماء کفر ومن قال العالم عویلم اولعلوی علیوی قاصدا به الاستخفاف کفر ۔تو اگر قصداً بطور تحقیر وتنقیص حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کو فاسق وفاجر کہا ہے۔تو وہ اپنا حکم فقہی دیکھ لے اور پھر انہی رضوی مفتیوں سے

استفتاء کرلے کہ حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کو بالقصد تحقیراً فاسق و فاجر کہنے والے اور ان کا مذاق اڑانے والے کا کیا حکم ہے؟

تو یقیناً ایسے خود ساختہ مفتی کے لئے بھی توبہ، تجدید ایمان، تجدید بیعت، تجدید نکاح ہی کا حکم آئیگا۔ خود عند الفقہاء علمائے کرام ومشائخ عظام میں سے کسی ایک کی بھی بدگوئی کرے تو وہ شخص فقہاء کے نزدیک مسلمان نہیں ہے۔ نیز تفسیر خزائن العرفان ۲ صدرالافاضل مولانا نعیم الدین صاحب اشرفی مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان نے پیشوایان دین کا مذاق اڑانے کو کفر لکھا ہے۔ لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام وپیشوایان دین کا تمسخر اڑانا، یعنی مذاق بنانا کفر ہے۔ تو ان پر افترا بدرجۂ اولیٰ کفر ہوا۔ مولوی انتخاب قدیری مرادآبادی نے ماہنامہ ''استقامت'' ڈائجسٹ کانپور کے مفتیٔ اعظم ہند نمبر مطبوعہ ۱۹۸۳ء میں ایک مضمون مفتیٔ اعظم کے مقدس جنازے کا آنکھوں دیکھا حال تحریر کیا ہے۔ جس میں حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کو مذہبی پیشوا اور قطب عالم لکھا ہے۔ تو کیا کوئی فاسق وفاجر ہی ان کے مذہب رذیلہ خبیثہ میں (جو مذہب اہل سنت وجماعت سے خارج ہے۔ اور مولوی انتخاب قدیری کا کوئی نیا دین ہے) جس میں مذہبی پیشوا اور قطب عالم وغیرہ وغیرہ فاسق وفاجر ہے۔ بینوا شرعاً ایسے ہی جاہل ضال مضل نام نہاد مفتیوں کے بارے میں صحیح حدیث شریف میں ہے کہ ''بغیر علم فتویٰ دیں گے، خود گمراہ ہوں گے اور دوسرے کو گمراہ کریں گے۔

جواب (۴) ایسا پیر جو فاسق وفاجر ہو اس کے پیچھے نمازیں پڑھنی مکروہ تحریمی اور اسے امام بنانا گناہ اس کی اقتدا میں پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ واجب ہے اور اس کی گواہی مردود ہے۔ غنیۃ پھر فتاوی رضویہ جلد سوم ص ۱۷۹ میں ہے کہ لو قدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان الکراھیۃ کراھیۃ تحریم.

تبیین الحقائق میں ہے. لان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعاً.

یعنی علی الاعلان فسق وفجور کرنے والے کو امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے اور فاسق معلن کی اہانت از

روئے شرع شریف واجب ہے۔ نیز ایسا شخص جو علماء کرام و پیشوایان دین کی بارگاہوں کا گستاخ ہو۔ اس کا حکم جواب ۳ سے ظاہر ہے۔ خلافت تو درکنار وہ اپنے ایمان کے بارے سوچے۔ اور جب اس کا ایمان ہی خطرے میں ہے تو وہ کیسا پیر اور کہاں کی خلافت سب باطل و زائل ہی رہے گا۔ تو اس سے مرید ہونا کیوں کر جائز ہوگا۔ فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۱۲۷ پر پیر کے لئے شرائط اربعہ درج ہیں

(۱) سنی صحیح العقیدہ ہو۔ (۲) اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتاب سے خود نکال سکے۔ (۳) فاسق معلن نہ ہو۔ (۴) اس کا سلسلہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو

لہٰذا خود ساختہ مفتی انتخاب قدیری ہوں یا کوئی اور جب وہ فاسق و فاجر اور پیشوایان دین کی بارگاہوں کا گستاخ ہے، جس کا حکم کفر تک پہونچ سکتا ہے۔ تو اس سے مرید ہونا اپنے آپ کو قعر مذلت میں ڈھکیلنا ہے۔

جواب (۵) ایسا آدمی جو غیر شرعی افعال و اقوال کا مرتکب ہو۔ وہ مولوی انتخاب قدیری ہوں یا کوئی اور، اور وہ منبر رسول پر بیٹھ کر ہرگز ہرگز دینی و تدریسی وعظ نہیں کر سکتا ہے۔ اس سے اس وقت تک وعظ نہ کرائے جائیں جب تک علی الاعلان وہ توبہ نہ کرلیں۔ علمائے دین، اسلاف کرام، بزرگان ملت جن کی ولایت و تقویٰ و تورع و تتبع شریعت غرا ہونے پر اجماع و اتفاق ہے۔ ان کی توہین کرنے والے کا حکم فسق و فجور سے کفر تک پہنچتا ہے۔ ایسے بدتروں سے میل جول ملاپ وہی کرے گا جو خوف خدا اور شرم نبی نہیں رکھے گا۔ **واللہ الهادی الیٰ صراط السبیل وهو الموفق۔**

کتبہ

فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ القوی

خادم دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر

۲۴ رجمادی الآخر ۱۴۱۵ھ

دارالعلوم اعلیٰحضرت

حقیقت کے آئینے میں

- علم دین کا عظیم قلعہ
- ملت مسلمہ کا وقار
- مذہب اہل سنت کا آئینہ دار
- مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا ترجمان
- گمراہ کن افکار و نظریات اور ایمان کش تحریکوں سے نسل انسانی کا محافظ
- عقائد اہل سنت کی ترویج کیلئے دارالافتاء اور دارالتصنیف کا انتظام
- فرقۂ ضالہ کو دندان شکن جواب دینے کیلئے فن مناظرہ کی تعلیم کا قیام

دارالعلوم اعلیٰحضرت رضا نگر کلمنا ناگپور ۲۶ مہاراشٹر